

پلاسٹک سرجری

فقہ اسلامی کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com



ایفا پبلیکیشنز



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

جدید فقہی تحقیقات

پلاسٹک سرجری

فقہ اسلامی کی روشنی میں

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے اٹھارہویں فقہی سمینار منعقدہ
مؤرخہ ۲۸ فروری تا ۲۲ مارچ ۲۰۰۹ء کو مدورائی میں
پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات و مناقشات کا مجموعہ]

www.KitaboSunnat.com

ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی

جملہ حقوق بحوالہ فائز محفوظ

نام کتاب :	پلاسٹک سرجری فقہ اسلامی کی روشنی میں
صفحات :	۵۵۶
قیمت :	۲۰۰ روپے
سن طباعت :	جون ۲۰۱۰ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱- ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی- ۲۵

ای میل: ifapublications@gmail.com

فون: 011 - 26983728, 26981327

مجلد سولہواں

- ۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی
- ۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
- ۳- مولانا بدر الحسن قاسمی
- ۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
- ۵- مولانا عتیق احمد بستوی
- ۶- مولانا عبید اللہ سعدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست

پیش لفظ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۹

باب اول: تمہیدی امور

سوالنامہ ۱۵
تجاویز ۱۷
تفخیص مفتی محمد سراج الدین قاسمی ۱۸
عرض مسئلہ مولانا راشد حسین ندوی ۴۹

باب دوم: تعارف موضوع

پلاسٹک سرجری - اسلامی نقطہ نظر ڈاکٹر سید حسین احمد ندوی ۷۱
پلاسٹک سرجری کی تعریف ۷۶

باب سوم: تفصیلی مقالات

ترتیب و تحسین - شرعی اصول و حدود مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۹۵
اسلام میں پلاسٹک سرجری کا حکم مولانا صادق بی الدین ۱۳۹
پلاسٹک سرجری - تعارف اور شرعی احکام مولانا راشد حسین ندوی ۱۴۴
پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام مولانا حسین احمد کراچی ۱۷۸
پلاسٹک سرجری - اسلام کا نقطہ نظر مولانا ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی ۱۸۷
اسلام میں پلاسٹک سرجری کی حیثیت مولانا نور الحق رحمانی ۲۱۱

۲۲۳	ڈاکٹر مفتی زاہد علی خان	پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری - دینی نقطہ نظر
۲۲۹	ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی	پلاسٹک سرجری - صورتیں اور احکام
۲۳۷	مولانا سید اسرار الحق سیلی	پلاسٹک سرجری اور بیوٹی آپریشن کا شرعی حکم
۲۳۳	مولانا ڈاکٹر یاسر ندیم	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم
۲۵۹	مولانا خورشید احمد اعظمی	افزائش حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا
۲۷۰	مولانا ظفر عالم ندوی	پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالنامہ کا جواب
۲۷۷	مولانا خورشید انور اعظمی	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم
۲۸۷	مولانا ارشد مدنی	پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف
۲۹۲	مولانا محمد ارشد فاروقی	آئینہ شریعت میں پلاسٹک سرجری کی تصویر
۳۰۵	مفتی نذیر احمد کشمیری	پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام
۳۱۲	مولانا عقیل الرحمن قاسمی	بغرض تجمل و دفع عیب آپریشن کا شرعی حکم
۳۱۹	مولانا عطاء اللہ قاسمی	آپریشن بغرض زیبائش و برائے دفع عیب
۳۲۳	مولانا محمد شوکت شاہ قاسمی	پلاسٹک سرجری اور شریعت کا موقف
۳۳۰	مولانا ریاض احمد قاسمی	پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت
۳۳۶	مولانا نعیم اختر قاسمی	پلاسٹک سرجری - مسائل و احکام
۳۴۳	مولانا حفیظ الرحمن مدنی	پلاسٹک سرجری اور اس کی شرعی حیثیت
۳۴۸	مولانا اشتیاق احمد اعظمی	عیوب کے ازالہ کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم
۳۵۳	مولانا محبوب فروغ قاسمی	بغرض تجمل و دفع عیب آپریشن کرانے کا شرعی حکم
۳۵۸	مفتی عبدالاحد فلاحی	پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام
۳۶۳	مفتی عبدالرحیم قاسمی	پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام
۳۶۹	مفتی عارف باللہ قاسمی	آپریشن بغرض تجمل و دفع عیب

۳۷۷	مولانا منور سلطان ندوی	پلاسٹک سرجری اور اسلام
۳۸۸	مفتی تنظیم عالم قاسمی	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم
۳۹۱	مولانا ابوبکر قاسمی	پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل اور احکام
۳۹۶	مولانا مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی	پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام
۴۰۴	مفتی محمد ممتاز خاں ندوی	پلاسٹک سرجری سے متعلق چند اہم سوالات
۴۱۹	مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی	پلاسٹک سرجری اور بعض اہم مسائل
۴۲۸	مولانا جمیل اختر ندوی	پلاسٹک سرجری اور اس کا حکم
۴۴۲	مولانا شاہجہاں ندوی	پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات
۴۴۹	مولانا محمد فاروق قاسمی	میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں
۴۵۴	مولانا عبداللہ خالد لونڈا ٹروی	پلاسٹک سرجری - صورتیں اور احکام
۴۶۱	مفتی سید باقر ارشد قاسمی	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

باب چہارم: مختصر تحریریں

۴۶۹	مفتی محبوب علی وجہی	پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت
۴۷۱	مولانا فضیل الرحمن ہلال عثمانی	پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام
۴۷۳	مولانا شیر علی	پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام
۴۷۴	مولانا ابوسفیان مفتاحی	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم
۴۷۶	مولانا سلطان احمد اصلاحی	پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات
۴۷۸	مولانا لطیف الرحمن فلاحی	پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام
۴۸۲	حافظ شیخ کلیم اللہ عمری	آپریشن بغرض تجمل و دفع عیب
۴۸۴	مولانا مبارک حسین ندوی	خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

۴۸۶	مولانا فتح راہد مفتاحی	آپریشن بغرض حسن ودفع عیب
۴۸۹	مفتی محمد جعفر علی رحمانی	آپریشن اس کی صورتیں اور احکام
۴۹۲	مولانا اسماعیل بھد کو دروی	پلاسٹک سرجری اور اسلام
۴۹۴	مفتی انور علی	افزائش حسن یا دفع عیب کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا
۴۹۸	مولانا شمس الدین مظاہری	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم
۵۰۱	مولانا محمد سلمان پالنپوری	میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں
۵۰۵	مولانا اقبال ٹنکا دروی	جوابات بابت پلاسٹک سرجری
۵۰۷	مفتی ظہیر احمد	پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم
۵۰۹	مولانا قمر عالم قاسمی	پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم
۵۱۲	مولانا محمد اشرف	پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام
۵۱۴	مولانا ذکاء اللہ شبلی	پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام
۵۱۶	مفتی جمیل احمد ندیری	پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات اور جوابات
۵۱۸	قاضی محمد کامل قاسمی	پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام
۵۲۲	مفتی سراج احمد علی	آپریشن برائے تجمیل ودفع عیب
۵۲۵	مولانا شاہد قاسمی	پلاسٹک سرجری اور اس کا شرعی حکم
۵۲۹	مفتی احتشام الحق	پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف
۵۳۳	مولانا عبدالنواب اتادی	پلاسٹک سرجری - مسائل و احکام
۵۳۴	مولانا یریمان ہنشر	آپریشن بغرض تجمیل ودفع عیب
۵۳۹		مناقشہ

ﷺ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین قالب میں پیدا فرمایا ہے: ”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (سورہ تین: ۴) اور اس کے حسن کو دوبالا کرنے کے لیے اس میں جذبہ آرائش بھی ودیعت فرمایا ہے، نیز اپنے آپ کو آراستہ کرنے کا ایک سے ایک سلیقہ بھی دیا ہے؛ چنانچہ انسان شروع ہی سے زینت و آرائش کے مختلف طریقے استعمال کرتا رہا ہے، قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جب حضرت آدم وحواء علیہما السلام کو جنت سے نکالا گیا اور انہیں لباس بہشت سے محروم کیا گیا تو بے ساختہ درخت کے پتوں سے وہ اپنے جسم چھپانے لگے، یہ آیت جہاں اس بات کو بتاتی ہے کہ شرم و حیا انسان کی فطرت کا بنیادی عنصر ہے، وہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت میں لباس و پوشاک کی خواہش رکھی گئی ہے اور لباس صرف جسم کو چھپاتا ہی نہیں ہے؛ بلکہ انسان کے لیے زینت کا باعث بھی ہے؛ چنانچہ خود قرآن مجید میں لباس کو ”زینت“ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے: ”خذوا زینتکم عند کل مسجد“ (اعراف: ۳۱)۔

پھر جیسے انسان نے زندگی کے دوسرے وسائل پر محنت کی اور اپنی ایجاد کی اور اختراعی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے، اسی طرح تحسین و تزئین کے بھی نئے طریقے ایجاد کیے گئے، اب تجارت اور علاج کی دنیا میں ان وسائل کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی ہے؛ بلکہ بعض مغربی ملکوں میں تو غذائی ضروریات سے زیادہ پیسے تحسین و آرائش کے جذبات کی تکمیل کے لیے خرچ کیے جاتے ہیں، ان میں بعض صورتیں ایسی ہیں جن کے ذریعے انسانی جسم میں مستقل اور دائمی

تبدیلی لائی جاتی ہے، بعض وہ ہیں جن کے ذریعہ عارضی طور پر تبدیلی آتی ہے، بعض صورتوں میں مصنوعی اور فطری کیفیتوں کا فرق باقی رہتا ہے اور بعض دفعہ یہ فرق نظر نہیں آتا اور ظاہر میں لگا ہیں دھوکہ کھا جاتی ہیں، کبھی اس کا مقصد غیر فطری عیب کو دور کرنا بھی ہوتا ہے اور کبھی حسن و جمال میں اضافہ مقصود ہوتا ہے؛ غرضیکہ تزئین و آرائش کی جونت نئی صورتیں وجود پذیر ہوئی ہیں، ان میں خاصا تنوع ہے۔

انہیں صورتوں میں ایک ”پلاسٹک سرجری“ ہے، جس میں جسم کے ایک حصے سے چمڑہ، گوشت یا ہڈی لے کر جسم کے دوسرے حصے سے اس کو پیوستہ کیا جاتا ہے، اس کا مقصد کبھی اپنی شناخت کو چھپانا ہوتا ہے، کبھی عیب کو دور کرنا اور جسمانی تکلیف کا ازالہ ہوتا ہے اور کبھی طبعی تغیرات اور فطری طور پر انسان کے اندر موجود کمی کو دور کرنا یا اپنے آپ کو زیادہ خوب صورت ظاہر کرنا ہوتا ہے، ان مختلف مقاصد کے لیے پلاسٹک سرجری کا رواج بڑھتا جا رہا ہے اور چوں کہ اس دور میں صحت و علاج کے شعبہ نے ایک تجارت کی شکل اختیار کر لی ہے؛ اس لیے ایسے آپریشن کی تشہیری کوششوں کے ذریعے خوب حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

اسلام کا ایک امتیازی وصف اس کا اعتدال اور میانہ روی ہے، اس نے انسان کے اندر پائے جانے والے فطری جذبہ تمسین کی رعایت بھی کی ہے اور اس میں غلو کو ناپسند بھی کیا ہے، شریعت نے عورتوں کو زیور، شوخ رنگوں کے اور ریشم کے ملبوسات اور منہدی کے استعمال کی اجازت دی ہے اور مردوں کو بھی چاندی کی انگوٹھی کے استعمال کی اجازت دی ہے، نیز کپڑوں کے رنگ اور وضع کے سلسلے میں بڑی حد تک آزاد رکھا گیا ہے۔ دوسری طرف سیاہ خضاب استعمال کرنے، اپنے بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو جوڑنے اور مصنوعی طور پر بھوؤں کو باریک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے؛ کیوں کہ مصنوعی طور پر تزئین و آرائش کے طریقے اکثر صحبت کے لیے نقصان

دہ ہوتے ہیں، اس سے صارفیت بڑھ جاتی ہے اور لوگ حقیقی ضرورتوں کی بجائے اس طرح کے تکلفات میں اپنے گاڑھے پینے کی کمائی خرچ کرنے لگتے ہیں۔

اسی پس منظر میں اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مدورائی (۲ تا ۴ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ - مطابق ۲۸ فروری تا ۲ مارچ ۲۰۰۹ء) کے لیے جن عنوانات کا انتخاب کیا تھا، ان میں ایک پلاسٹک سرجری بھی ہے، اس موضوع پر آٹھ نکات پر مشتمل سوال نامہ جاری کیا گیا اور تقریباً ستر (۷۰) اہل علم نے ان کے جوابات لکھے۔ ان میں بعض نکات پر مقالہ نگاروں کے درمیان اختلاف رائے بھی تھا؛ لیکن باہمی تبادلہ خیال کے بعد اتفاق رائے پیدا ہو گیا، جو تجاویز کی شکل میں اس مجموعہ میں شامل ہے، اس مجموعہ میں جہاں اس مسئلہ کے شرعی پہلوؤں پر مقالات شامل ہیں، وہیں فنی پہلوؤں پر بھی بعض تحریریں صورت مسئلہ کی وضاحت کے لئے شریک طبع ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر اتنا کم یا اتنا مختصر لکھا گیا ہے، جسے ”نہیں“ کے برابر قرار دیا جاسکتا ہے، اس لحاظ سے مضامین کا یہ مجموعہ علماء اور اصحاب ذوق کے لیے بھی اور عام قاری کے لیے بھی ایک معلومات افزاء اور قیمتی اضافہ ہے، امید ہے کہ اکیڈمی کے دوسرے مجلات کی طرح اسے بھی پذیرائی حاصل ہوگی۔ اس مجلہ کی تصحیح و ترتیب کی خدمت عزیز گرامی مولانا محمد سراج الدین قاسمی (رفیق شعبہ علمی) نے بڑی محنت و لگن سے انجام دی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیڈمی کی خدمات میں تسلسل کو باقی رکھے اور ان کو عند اللہ وعند الناس قبول عام و تام حاصل ہو۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

۵ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

۲۳ دسمبر ۲۰۰۹ء

جدید فقہی تحقیقات

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ

پلاسٹک سرجری (آپریشن بغرض تجمیل و دفع عیب)

انسان کا جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور ممکن حد تک اس کی حفاظت انسان کا فریضہ ہے، حفاظت میں بیماریوں کا علاج بھی ہے، بیماری وہ بھی ہے جس سے انسان کے جسم کا کوئی ضروری فعل متاثر ہو جائے یا کسی عضو کی منفعت ختم یا کم ہو جائے اور یہ بھی بیماری میں داخل ہے کہ انسان دیکھنے میں کسی خاص وجہ سے بد ہیئت نظر آئے، اس دوسری قسم کے علاج کی طرف بھی ہمیشہ سے لوگ توجہ دیتے آئے ہیں، کیونکہ اس سے اگرچہ انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی، لیکن اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

آج کل علاج کی ایک نئی صورت ”پلاسٹک سرجری“ کی دریافت ہوئی ہے، جس میں مریض کے جسم ہی سے کوئی حصہ لے کر اس کے دوسرے حصہ کو درست کیا جاتا ہے، اور اب یہ طریقہ علاج بہت مقبول ہو رہا ہے، اس سلسلہ میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا میڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا؛ لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرنا درست

ہوگا؟

- ۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟
- ۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟
- ۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟
- ۶- کیا معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟
- ۷- بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟
- ۸- کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

اکٹما کا فیصلہ

پلاسٹک سرجری

۱- جسمانی عیب دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز ہے، اور عیب سے مراد جسم میں پائی جانے والی ایسی صورت ہے، جو معروف و معتاد اور عمومی تخلیقی کیفیت سے مختلف ہو، چاہے پیدائشی عیب ہو یا بعد میں پیدا ہو جائے۔

۲- جسمانی تکلیف کے ازالہ کے لئے — اگر ڈاکٹر کا مشورہ ہو — پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۳- درازی عمر کی وجہ سے طبعی طور پر انسان کی ظاہری حیثیت میں جو تغیر آتا ہے، جیسے جھریوں کا پیدا ہو جانا، غیرہ، ان کو ختم کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

۴- ناک اور دوسرے اعضاء، خلقی طور پر کم خوبصورت اور غیر متناسب ہوں؛ مگر انسان کی عمومی معتاد خلقت کے دائرہ سے باہر نہ ہوں تو زینت اور محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

۵- اپنی شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں، سوائے اس کے کہ مظلوم کو ظالم سے بچنے کے لئے ایسا کرنا پڑے۔

تلیخ مقالات

پلاسٹک سرجری (آپریشن بغرض تجمل و دفع عیب)

مفتی محمد سراج الدین قاسمی

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھارہواں فقہی سمینار منعقدہ مدورائی تامل ناڈو بتاریخ ۲۸ فروری - ۲ مارچ ۲۰۰۹ء کا ایک عنوان پلاسٹک سرجری سے متعلق ہے۔ اس موضوع سے متعلق آٹھ نکات پر مشتمل ایک سوالنامہ ملک و بیرون ملک کے مختلف علماء اور اسلامک اسکالرس کے پاس بھیجا گیا تھا، تادم تحریر جن حضرات کے جوابات موصول ہوئے، ان کی تلخیص پیش خدمت ہے:

پلاسٹک سرجری کی تعریف

مولانا راشد حسین ندوی ”پلاسٹک سرجری“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پلاسٹک Plastic کا ماخذ یونانی لفظ "Plastico" ہے جس کے معنی اصلاح و مرمت کے ہیں، اور سرجری اس طریقہ علاج کو کہتے ہیں، جس میں معالج اپنے ہاتھوں اور اوزار کی مدد سے علاج کرتا ہے (اردو انسائیکلو پیڈیا ۲/۳۲۲)۔

نیز ذاکٹر الہام بنت عبد اللہ باجنید کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة ووظيفته إذا ما طرأ عليه نقص أو تلف أو تشوه“۔

(وہ آپریشن جو جسم کے ظاہری اجزاء میں سے کسی جز یا اس کے فعل کو خوشنما بنانے کے لئے اس وقت ہوتا ہے، جب اس میں کوئی عیب، تلف یا بگاڑ پیدا ہو جائے) (بحوالہ الموسوعۃ الطبیہ الحدیثہ ۳/۵۴۴) [نیز دیکھئے: مقالہ مفتی عارف باللہ قاسمی]۔

مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی صاحب لکھتے ہیں: پلاسٹک سرجری کا تعلق مرمت، دوبارہ تعمیر، تبدیلی اور ظاہری نقائص سے ہے، خاص طور سے کھال، اعصابی نظام، دماغ کی بناوٹ، ہاتھ پاؤں، نسوانی نشیب و فراز اور موضع استنجاء کو مصنوعی طور پر خوبصورت بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (امریکن بورڈ آف پلاسٹک سرجری کی ویب سائٹ)۔

مولانا عبد اللہ خالد صاحب لکھتے ہیں:

پلاسٹک سرجری سے مراد ایسی سرجری ہے، جس کا مقصد جسمانی نقص کی اصلاح کرنا ہو، خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کا نتیجہ یا پھر اعضاء کی شکل میں تبدیلی پیدا کر کے اس کے حسن و جمال اور جذب و کشش میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔

سوال نمبر ۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگار نے اپنی تمہید میں پلاسٹک سرجری پر اصولی طور سے گفتگو کی ہے، اس ضمن میں اکثر وہ باتیں آگئی ہیں جن کا تعلق سوال کے پانچویں جزء سے ہے۔ تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات کا اتفاق ہے کہ اصولی طور پر پلاسٹک سرجری کرنا ناجائز ہے، کیونکہ یہ تدلیس و تزویر اور تغیر خلق اللہ سے عبارت ہے، البتہ بوقت ضرورت و حاجت اس کی اجازت ہوگی، چنانچہ مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں:

پلاسٹک سرجری میں جہاں ایک طرف انسان کے مریض اور عیب دار عضو کو درست کیا جاتا ہے وہیں اس کے کسی دوسرے عضو کو بھی چھیڑا جاتا ہے، پہلی صورت میں تغیر خلق اللہ کا عمل ہوتا ہے جو منشأ الہی کے خلاف ہے اور دوسری صورت میں انسان کے جزء سے انتفاع لازم آتا ہے، جو انسانی شرافت و کرامت کے سبب ممنوع و ناجائز ہے، البحر الرائق میں ہے: لم یجوز بیعہ والانتفاع بہ، لأن الآدمی مکرم غیر مبتذل فلا یجوز أن یکون شیء من أجزائه مہانا مبتذلاً (البحر الرائق ۶/۱۳۳)۔

پلاسٹک سرجری کے عدم جواز پر اکثر مقالہ نگار نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے:

﴿وَلَا مَرْنٰہُمْ فَلِیَتَّکِنَ آذَانُ الْاَنْعَامِ وَلَا مَرْنٰہُمْ فَلِیَغِیْرَنَّ خَلْقَ الْمَلٰٓئِکَہِ﴾۔

اس آیت میں جس تغیر خلق اللہ کا ذکر ہے بعض حضرات نے اس کی تفسیر بھی کی ہے، چنانچہ مولانا راشد حسین ندوی صاحب لکھتے ہیں: اس کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں: مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد دین میں تبدیلی کرنا ہے، جب کہ حضرت عکرمہ، اور دیگر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد بدھیا کرنا، گودنا اور کانوں کو کاٹ کر خلق اللہ میں تبدیلی کرنا مراد ہے (معالم التنزیل ۱۵۹/۲، روح المعانی ۱۵۰/۵)۔

مولانا محمد فاروق صاحب امام قرطبی کے حوالہ سے ابو جعفر طبری سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ خلقت جس پر اللہ جل شانہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اس میں بغرض حسن کسی بھی طرح کی زیادتی یا کمی جائز نہیں، خواہ شوہر کے لئے ہو یا کسی اور کے لئے، اسی طرح اگر کسی عورت کو داڑھی یا نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان بال آگیا ہو اس کو حلق کرنا بھی جائز نہیں ہوگا (الجامع لاحکام القرآن ۳/۲۶۹)۔

حافظ ابن حجر الطبری کے حوالہ سے لکھتے ہیں: لا یجوز للمرأة تغیر شیء من خلقتها التي خلقها الله عليها بزيادة أو نقص، التماس الحسن لا للزوج ولا

غیرہ، کمن تكون مقرونة الحاجبين فتزيل ما بينهما توهم البلج أو عكسه، ومن تكون لها سن زائدة فتقلعها أو طويلة فتقطع منها أو لحية أو شارب أو عنققة فتزيلها بالتف، ومن يكون شعرها قصيراً أو حقيراً فتطوله أو تغزره بشعر غيرها فكل ذلك داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله، قال: ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذى كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تؤلمها فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة (فتح الباری ۱۰/۳۶۳) [مقالہ شاہ جہاں ندوی]۔

مولانا ظلیل احمد سہارنپوری طبری کے اس قول پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جاندار کو جس صورت معقود پر پیدا کیا ہے، اس میں تغیر و تبدل کرنا ظاہری اعتبار سے تغیر خلق اللہ کا مصداق ہے نہ کہ مطلق تغیر، چنانچہ جس کو اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت صورت پر پیدا کیا ہے اس کو عادت کے موافق بدل دینا تغیر خلق اللہ نہیں، جیسے کسی عورت کو داڑھی یا مونچھ نکل آئے یا کسی کی ایک انگلی زائد ہو جائے تو داڑھی وغیرہ کا حلق کرنا اور زائد انگلی کو کاٹ دینا تغیر خلق اللہ نہیں ہے (بذل الجود ۵/۷۳) [مقالہ قاضی کامل صاحب، مولانا نعیم اختر قاسمی صاحب]۔

مولانا ممتاز خان ندوی ڈاکٹر عبدالرحمن السند کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ولا یدخل فی النهی ما کان داخلاً فی جملة العلاج والتداوی الماذون فیہ، ولكن التغییر الذی لأجل التحسین بدون حاجة (النجوۃ القہیہ ۲۷/۲)۔

اس سلسلہ میں بعض حضرات نے ان روایات کو بھی ذکر کیا ہے، جن میں کچھ مخصوص قسم کی عورتوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، مثلاً:

۱- لعن الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله (بخاری ۷/۶۳) [مقالہ نعیم اختر مصباحی، قاضی کامل مولانا خورشید احمد اور مولانا عارف باللہ صاحبان]۔

۲- وعن ابن عباس قال: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء (ابوداؤد ۴/۵۷۳) [مقالہ مولانا اسرار الحق سیلی]۔

۳- عن عبد الله بن مسعود إني سمعت رسول الله ﷺ نهى عن النامصة والواشمة والواصلة والواشمة إلا من داء (مسند احمد) [مقالہ مولانا سید حسین احمد کراچی]۔
بعض مقالہ نگار نے شارحین حدیث کے حوالہ سے ان احادیث کی تشریح اور ممانعت کی علت بھی بیان کی ہے:

والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس (الغنی ۲۸/۱، قرطبی ۵/۳۹۲) [مقالہ مولانا عقیل الرحمن قاسمی]۔

”المتفلجات“ جمع متفلجة والتي تفرق ما بين ثنایاها بالمبرد إظهارا للصغر وهي عجوز، لأن هذه الفرجة اللطيفة تكون للصغار غالبا وذلك حرام للحسن أى لأجل التحسين لما فيه من التزوير فلو احتاجت إليه لعلاج أو عيب فى السن فلا (بخاری کتاب الثغیر کا حاشیہ) [مقالہ قاضی کمال صاحب، مولانا خورشید انور اعظمی بحوالہ فتح الباری]۔

ثامی (۵/۳۲۸) میں ہے: قوله: والنامصة، الخ ولعله محمول على ما إذا فعلته لتزين للأجانب وإلا فلو كان فى وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففى تحریم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما فى نفيه بالتمصاص من الإيذاء، وفى تبیین المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب، ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث [مقالہ مفتی محبوب علی وجہی صاحب]۔

علامہ نووی "لعن اللہ الواصلات کے ضمن میں فرماتے ہیں: وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به والله أعلم (شرح النووی علی مسلم ۲/۲۰۵) [مولانا اسرار الحق سیلی، مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا جمیل اختر صاحب، نعیم اختر قاسمی]۔

مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی صاحب فرماتے ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان احادیث سے متعلق بڑے بڑے کلام کیا ہے اور بہت ساری روایات و اقوال نقل کئے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ بعض حضرات نے نبی سے نبی تنزیہی مراد لیا ہے، تو بعضوں نے مطلقاً عدم جواز اور بعض نے جواز کا قول کیا ہے، بعض نے شوہر کی اجازت پر منحصر کیا ہے تو بعض نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے جواز کا فیصلہ کیا ہے، احقر بھی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواز کا قول کر رہا ہے۔

مولانا عقیل الرحمن قاسمی لکھتے ہیں: ان احادیث میں مذکورہ امور کے قابل لعنت ہونے کی وجہ تغیر خلق اللہ بیان کی گئی ہے، اس کے برعکس ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہو وہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

بعض مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ تغیر خلق اللہ سے ممانعت کی علت فقہاء نے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا قرار دیا ہے، تدلیس، تشبیہ، بلا ضرورت تغیر۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها لما فيه من التزوير (شامی ۵/۲۹۲)۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: إن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس (الغنی لابن قدامہ ۱/۷۷)۔

علامہ شامی تاتارخانیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وفي التاتارخانية عن المصنرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث (شامی ۵/۲۶۳)۔

تیسری علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فقہاء لکھتے ہیں:

وَأَمَّا فِي غَيْرِهِ مِنَ الْبَهَائِمِ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ فِيهِ مَنْفَعَةٌ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَنْفَعَةٌ أَوْ دَفَعَ ضَرَرٌ فَهُوَ حَرَامٌ (ہندیہ ۵/۳۵۷) [مقالہ مولانا راشد حسین صاحب، مولانا ممتاز خان ندوی]۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: تغیر خلق اللہ سے مراد وہ تبدیلی ہے جو نقص پیدا کرے، جیسے آنکھ پھوڑ دینا، کان کا ثنا وغیرہ جو بد اعتقادی کی بنا پر زمانہ جاہلیت میں بے فائدہ کی جاتی تھی، یا ایسی کوئی تبدیلی جس میں تدلیس، دھوکہ اور تزویر پائی جائے، مطلقاً تبدیلی یا ایسی تبدیلی جس سے نقص دور ہو مراد نہیں ہے، کیونکہ تغیر خلق اللہ سے ایسی صورتیں مستثنیٰ ہیں جو کمال و جمال پر دلالت کرتی ہیں، جیسے ختان، مونچھ کترنا وغیرہ۔

مولانا راشد حسین صاحب لکھتے ہیں:

بنیادی طور سے تغیرات تین طرح کے ہیں: جائز، ناجائز، مستحسن۔
مستحسن یا سنت: مثلاً غیر مختون بچہ کا ختنہ کرنا، اسی طرح مونچھوں کا ترشوانا، موئے زیر ناف اور بغل کی صفائی وغیرہ تغیر ہی کی ایک شکل ہے۔

جائز: مثلاً جانور کے بدن کے کسی حصہ میں داغ کر کوئی علامت لگانا جس سے اس کی پہچان ہو سکے، یا عورتوں کا زیور پہننے کے لئے کان میں سوراخ کرنا، جس کا رواج عہد نبوت میں بھی تھا (بخاری باب القراط للنساء)۔

ناجائز: جس تغیر پر حدیث میں مذمت آئی ہے۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں:

ایسی تحسین و تحمیل جو تغیر خلق اللہ کے دائرہ میں ہو شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی، لیکن ایسی تحسین و تحمیل جو ضرورت کے درجہ میں ہو یا خارجی عوامل کی وجہ سے حاجت و ضرورت کا درجہ اختیار کر رہی ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

سید حسین احمد صاحب لکھتے ہیں: عیب کو دور کرنے کے لئے ایسی صورت جس میں جسم

انسانی کے قطع برید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انشقاع بھی ہو اس کی تین صورتیں ہیں: عضو کو اپنی سابقہ جگہ لگانا، مریض کے بدن سے کوئی جزء لیکر اسی کے بدن میں دوسری جگہ لگانا، دوسرے شخص سے کوئی عضو لیکر لگانا، پہلی صورت اکثر فقہاء کے نزدیک جائز ہے، بدائع میں ہے: وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز، كما إذا قطع شيء من عضوه فأعاده إلى مكانه فأما سن غيرہ فلا یحتمل ذلك، نیز مغنی المحتاج میں ہے: وینبغی أن محل الامتناع بعظم نفسه إذا أراد نقله إلى غیر محلہ، أما إذا وصل عظم یدہ بیدہ مثلاً فی المحل الذی أبین منه فالظاهر الجواز، لأنه إصلاح للمنفصل منه ولمحلہ ویكون هذا مثل رد عین قتادة فی أنه قصد به إصلاح ما خرج من عین قتادة برده إلى محلہ۔

مولانا عقیل الرحمن قاسمی لکھتے ہیں: ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہو وہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے، جیسے عورت کے چہرہ پر داڑھی وغیرہ نکل آئے تو اسے زائل کرنا مستحب ہے، إذا بنت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب (شامی ۳۳۹/۵)۔ مفتی محمد شوکت ثناء قاسمی لکھتے ہیں: زیبائش و آرائش انسان کی فطرت میں داخل ہے، اور شریعت نے اس کی ترغیب دی ہے، البتہ اس میں بے جا تکلفات زیب و زینت کے نام پر ایسی غیر معمولی تبدیلی جس سے تغیر خلق اللہ لازم آتی ہے اس پر سختی سے پابندی لگائی ہے، جیسے بھوؤں کو باریک کرنا، سامنے کے دانتوں کے درمیان فصل کرنا، چہرہ کے بالوں کو نوچنا، گودنا اور گدوانا وغیرہ کی ممانعت بھی درحقیقت اسی قبیل سے ہے، عام طور پر پلاسٹک سرجری تین مقصد کے لئے کی جاتی ہے: تدریس و تغیر، اضافی حسن و جمال، علاج و معالجہ، چونکہ اس سلسلہ میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، اس لئے جواز اور عدم جواز کی بنیاد اس بات پر ہے کہ سرجری کس مقصد کے لئے کی جا رہی ہے۔

[دیکھئے مقالہ: مولانا راشد حسین صاحب، مولانا افتخار احمد صاحب مقماحی، مولانا

اقبال ٹیکاروی، مفتی ممتاز خان ندوی]۔

مولانا افتخار احمد صاحب مفتاحی لکھتے ہیں: جسم کے کسی عضو کے کانٹ چھانٹ سے جسم میں نقص کے بجائے کمال پیدا ہوتا ہو یا جسم میں کوئی بیماری ہو تو اس کو کاٹ دینا تغیر خلق میں داخل نہیں ہے، ولا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لئلا تسرى ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيه حصاة (ہندیہ)۔

مفتی عبد الرحیم قاسمی لکھتے ہیں: پیدائشی طور پر پایا جانے والا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اس کا آپریشن کرانا جائز ہے (فتاویٰ محمودیہ ۲۲۵/۱۳)۔

اسی طرح زائد انگلی کٹوانا جائز ہے: إذا أراد أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، لأنه تعريض النفس للهلاك، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (فتاویٰ قاضی خان علی ہاشم عالمگیری ۴۱۰/۳)۔

[مقالہ مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا راشد حسین صاحب، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا شاہد علی قاسمی]۔

مولانا ممتاز خان ندوی لکھتے ہیں: اگر عیب سے جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہو تو ایسی سرجری کی اجازت ہوگی۔

صورت مسئلہ کے جواز پر بعض حضرات نے ان احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جو علاج و معالجہ سے متعلق ہیں، ذیل میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

۱- إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداؤوا ولا تتداؤوا بحرام (ابوداؤد: ۳۸۷۰)۔

۲- عن عبد الله بن مسعود أن رسول الله ﷺ قال: ما أنزل الله داء إلا وأنزل له دواء جهله من جهله وعلمه من علمه (مسند احمد)۔

۳- عن ہلال بن یساف قال: دخل رسول اللہ ﷺ علی مریض یعودہ، فقال: أرسلوا الی الطیب، فقال قائل: وأنت تقول ذلک یا رسول اللہ؟ قال: نعم، إن اللہ عزوجل لم یزل داء إلا أنزل له دواء (مسند احمد)۔

۴- عن أسامة بن شریک قال: كنت عند النبی ﷺ وجئت الأعراب، فقالوا: یا رسول اللہ أنتداوی؟ فقال: نعم یا عباد اللہ تداووا فإن اللہ عزوجل لم یضع داء إلا وضع له شفاء غیر داء واحد، قالوا: ما هو؟ فقال: الہرم (ابوداؤد: ۲۸۱) [دیکھئے: مقالہ مولانا محمد ارشد فاروقی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مفتی جمیل احمد ندیری، مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا ظفر عالم ندوی]۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں: اگر عام قانون فطرت سے ہٹ کر اگر کوئی عضو ہو یا کوئی عیب ہو جس سے انسان بدیث نظر آتا ہو یہ مہمتی بہ کے لئے ایک قسم کا ضرر ہے، ضرر خواہ حسی ہو یا معنوی اس کا دور کرنا ممنوع نہیں ہے، عام فقہی قاعدہ ہے: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة کانت أو خاصة (الاشاہ والنظار للسیوطی ۸۸)۔

مولانا اشتیاق احمد اعظمی لکھتے ہیں: سوال میں مذکور عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا عند الاحناف جائز ہے، البتہ مالکیہ نے الم اور ضرر کو بنیاد بنایا ہے، اس لئے اگر عضو زائد باعث تکلیف نہ ہو تو پھر مالکیہ کے نزدیک آپریشن کرانا درست نہ ہوگا، علامہ قرطبی فرماتے ہیں: عن عیاض أن من خلق بإصبع زائدة أو عضو زائد لا یجوز له قطعه ولا نزعہ لأنه من تغیر خلق اللہ إلا أن تكون هذه الزوائد تؤلمه فلا بأس بنزعها عند أبی جعفر (تفسیر القرطبی ۵/۳۹۲) [مفتی انور علی صاحب]۔

مولانا خورشید انور اعظمی لکھتے ہیں: یہ عیوب جسمانی طور پر اذیت و تکلیف کا سبب ہو یا نفسیاتی طور پر تکلیف و اذیت کا باعث ہو، بشرطیکہ عمل جراحی سے مریض کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو۔ بلکہ عیب سے نجات مل جانے کی ظن غالب ہو تو اس کا ازالہ درست ہوگا، فتح الباری میں ہے:۔

ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤلمه فيجوز ذلك، (فتح الباری ۱۰/۳۵۳)

[مقالہ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان]-

نیز شیخ عبد اللہ ناصح علوانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ويستثنى من عمليات التجميل ما يسبب ألما حسیا أو نفسیا کاستعمال الزوائد أو اللوزتين أو ما أمره به الشرع كنقص الشعر وتقليم الأظفار وحلق العانة لدفع الحرج عن الناس واستحق بالنظافة وجمال الهيئة (ترویة الاولاد فی الاسلام ۲/۹۶۹)۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: اس طریقہ علاج کو جائز قرار دینے کے لئے کچھ قیود و شرائط کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے: ۱- یہ علاج کسی ایسے عیب اور نقص کے ازالہ کے لئے کیا جا رہا ہو، جس کا زائل کرنا ضروری ہو، ۲- اس مرض کا علاج پلاسٹک سرجری کے سوا دوسرے طرق علاج سے ممکن نہ ہو، ۳- ازالہ ضرر کسی دوسرے ضرر عظیم کو مستلزم نہ ہو، اس لئے کہ قاعدہ ہے: الضرر لا يزال بمثلہ البتہ بڑے ضرر کو زائل کرنے کے لئے چھوٹے ضرر کو برداشت کیا جاسکتا ہے، یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام (الاشباہ والنظائر ۱۲۱)۔

سوال نمبر ۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب فطری عیب کو درست کرنے کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے، تو بعد میں پیدا ہونے والے عیب کے ازالہ کے لئے آپریشن کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا، اس سلسلہ میں ان حضرات نے درج ذیل احادیث کو مستدل بنایا ہے:

۱- أن رسول اللہ ﷺ رمى عن قوسه حتى اندقت سيتها فأخذها فتادة

بن النعمان، فكانت عنده وأصابت يومئذ عین قتادة بن النعمان حتی وقعت علی وجنته، قال ابن إسحاق: ردها بيده فكانت أحسن عينيه وأحدهما (السيرة النبوية لابن هشام ۸۲/۳)۔

[مقالہ مولانا باقر ارشد قاسمی، مفتی محمد جعفر علی رحمانی، مفتی جمیل اختر ندوی، مولانا ظفر عالم ندوی، مفتی جمیل احمد ندیری، مفتی محبوب علی وجہی صاحبان]۔

۲- عن رافع بن مالک قال: لما كان يوم بدر تجمع الناس على أبي بن خلف فأقبلت إليه فنظرت أقطعه من درعه قد انقطعت من تحت إبطه، قال: قطعت بالسيف فيما طعنه ورميت بهم يوم بدر ففقت عيني فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعا لي فما آذاني منه شيء (السيرة النبوية لابن كثير ۲/۲۴۷) [مقالہ مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا ارشد مدنی جامعہ ابن تیمیہ چپارن]۔

۳- عن عرفجة بن أسعد قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فانتن علي، فأمرني رسول الله ﷺ أن اتخذ أنفاً من ذهب (ترمذی باب اجاء فی شدلائسان)۔

[مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مفتی عبدالاحد فلاحي، محمد احسن عبدالحق، مفتی سید باقر ارشد]۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: اگر جسم انسانی میں ایسا کوئی عیب کسی حادثہ، تصادم اور جلنے کے سبب پیدا ہو جس سے وہ بدنما معلوم ہوتا ہو تو اس کے ازالہ کے لئے آپریشن جائز ہے، حضرت عرفجہ بن اسعد کو رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی تھی، امام محمد اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: لا بأس بذلك وكذلك إذا سقط سنه فلا بأس أن يتخذ سنا من ذهب أو يضرب أسنانه من ذهب (شرح السیر الکبیر ۱/۳۲)۔

[دیکھئے مقالہ قاضی کامل، مفتی محمد سلمان پالنپوری، مولانا محمد فاروق قاسمی]۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ جب فطری عیب کو درست کرنے کے لئے آپریشن کرانا

درست ہے تو بعد میں پیدا ہونے والے عیب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔
[مقالہ مولانا مبارک حسین ندوی، مفتی عبدالاحد فلاحی، منور سلطان ندوی، قاضی محمد
بارون صاحبان]۔

شیخ کلیم اللہ عمری لکھتے ہیں: یہ ایک بیماری کے حکم میں ہے جس کا علاج کرنا ضروری ہے۔
مولانا سید حسین احمد لکھتے ہیں: ان عیوب کو دور کرنے کی کئی صورتیں محتمل ہیں: اس
عیب کو دور کرنے کے لئے جسم میں کسی قطع و برید کی ضرورت پیش نہ آئے، قطع و برید کی نوبت
آئے لیکن انسانی اجزاء کے استعمال کی نوبت نہ آئے، قطع و برید کے ساتھ انسانی اجزاء سے
انتفاع بھی ہو، پہلی صورت کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، اس پر عرفہ بن اسعد کی روایت دال ہے،
دوسری صورت عام حالات میں ممنوع قرار دیا گیا ہے تاہم ضرورت کی بناء پر درست ہے۔

عن سعد بن ابراهيم قال: رأيت عروة أصابه هذا الداء يعني الأكلّة
فقطعه منه عرفاً ثم كواه عليه (مسلم)۔

دیگر یہ کہ ”کی“ لگانا عام طور سے منع کیا گیا ہے لیکن بوقت ضرورت خود حضور ﷺ
سے اور صحابہ کرام سے ”کی“ لگانے کا ثبوت ہے: عن جابر أن النبي ﷺ كوى سعد بن
معاذ من رميته (ابوداؤد)۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے،
لہذا کسی انسان کا اپنی اس معمول خوش ہیئتی سے ہٹا ہونا ایک استثناء ہے جس کو اس کے مسلمہ حسن
و جمال کے عام دھارے میں لا دینا یقیناً ہر طرح سے بہتر اور پسندیدہ ہوگا۔

مولانا حفیظ الرحمن مدنی لکھتے ہیں: کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا شدہ عیب ہو یا پیدا آئی طور
پر ہو جب اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے لئے انتفاع بجزء جسم جائز ہے تو اس صورت
میں بھی آپریشن جائز ہوگا۔

مولانا اقبال احمد ٹیکاروی لکھتے ہیں: ان عیوب کے علاج کے لئے اپنے ہی جسم کا کوئی

حصہ گوشت یا چیز اور غیرہ استعمال کرنا درست ہے: ولو سقط سنہ یکرہ أن يأخذ من میت وكذا یکرہ أن یعید تلك السن الساقطة مكانها عند أبي حنیفة ومحمد، وقال أبو یوسف لا بأس بسنہ ویکرہ من غیرہ (بدائع الصنائع ۳/۳۱۶)۔

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی لکھتے ہیں: ماہر متدین سرجن کے مشورہ سے نیز آئندہ اسے کسی طرح کی پریشانی لاحق نہ ہونے پر آپریشن کی اجازت ملنی چاہئے۔

مولانا محبوب فروغ قاسمی لکھتے ہیں: فقہاء کی تصریح کے مطابق ایک انسان کا عضو خود اسی کے حق میں ظاہر ہے، لہذا علاج کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو اپنے اعضاء کاٹ کر علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اصحاب شوافع کے یہاں بھی اجازت معلوم ہوتی ہے، علامہ محلی لکھتے ہیں: إلا الأنف والأنملة والسن فیجوز اتخاذها لا الإصبع، والفرق بین الأنملة والإصبع أنها تعمل بخلاف الإصبع والید فلا یجوز اتخاذهما من ذهب ولا فضة (کنز الراغبین شرح منہاج الطالبین ۲/۲۳)۔

گویا مدار اس چیز پر ہے کہ کارگر ہو پاتا ہے یا نہیں۔

مولانا اشتیاق احمد اعظمی لکھتے ہیں: اگر سونا استعمال کر کے ناک درست کی جاسکتی ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ مبتلی بہ کے حصہ بدن کا کوئی گوشت کا ٹکڑا لے کر ناک یا دیگر اعضاء بدن کو درست کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہئے۔

مولانا ندیر احمد کشمیری نے جواز پر حضرت عبداللہ بن عتیک کے واقعہ سے استدلال کیا ہے، کہ جب وہ اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست فرمادی (بخاری قتل البورافع)۔

مولانا ممتاز خان ندوی الحجوث الفقہیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وقد توصل الباحثون المعاصرون علی جواز هذا النوع من العمليات الجراحية ومشروعيتها: أولا: أن العيوب التي تعالجها هذه الجراحات تشتمل علی

ضرر حسی ومعنوی، وهو موجب للترخیص بفعل الجراحة، لأنه يعد حاجة فتزل منزلة الضرورة ويرخص بفعلها إعمالاً للقاعدة الشرعية: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة۔

ثانياً: إن فعل هذا النوع من الجراحة كما يجوز فعل غيرها من الجراحات المشروعة بجامع الحاجة في كل (النجوش الفقہیہ / ۳۱۲)۔

سوال نمبر ۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

اکثر مقالہ نگار حضرات کی رائے یہ ہے کہ عمر کے طبعی تقاضے سے پیدا شدہ عیوب جیسے چہرہ پر جھریاں پڑ جانا وغیرہ، اس سے جسم کے فطری کارکردگی متاثر نہیں ہوتی، اور عام طور سے اس کا مقصد جذبہ آرائش کی تسکین اور تزئین و خوشنمائی ہوتی ہے، اس لئے ان فطری عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہ ہوگا، البتہ بعض حضرات نے اس سوال کے شق دوم یعنی پیدائشی طور پر ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا، کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے، اور بعض حالات میں اس کے آپریشن کی اجازت دی ہے۔

اس مسئلہ میں عام طور سے مقالہ نگاروں نے ان احادیث کو بنیاد بنایا ہے، جن میں جذبہ حسن کے تحت آرائش میں غلو کرنے والی عورتوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ان احادیث کو ذکر کر دیا جائے:

۱- لعن رسول اللہ ﷺ الواصلة، والمستوصلة، والواشمة، والمستوشمة

(متفق علیہ)۔

۲- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: لعن اللہ الواشمت

والمستوشمت، والمتمصات، والمقلجات للحسن المغيرات خلق اللہ۔

علامہ طاہر پٹنی ”المتفلیجات للحسن“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: قوله للحسن
يشير إلى أنه لو فعله لعلاج وعيب لا بأس به (مجمع بحار الانوار ۴/۱۷۴) [مقالہ مولانا
خورشید انور اعظمی]۔

۳- حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة
والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء (ابوداؤد ۴۱۷۷، باب الترجل) [دیکھئے:
مقالہ مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا شیر علی گجراتی،
مولانا اسرار الحق سمیلی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، محبوب فروغ قاسمی، مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا
انور علی اعظمی وغیرہم]۔

۲- إن امرأة جاءت إلى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله! إن لي
ابنة عريساً أصابتها الحصبة فتمرق شعرها، أفأصلها؟ فقال عليه السلام: لعن
الله الواصلة والمستوصلة (بخاری ۷/۶۳)۔

[مفتی محمد ممتاز خان ندوی، مولانا نعیم اختر مصباحی صاحبان]۔

۳- عن عائشة أن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها فاشتكت
فتساقطت شعرها فأنت النبي ﷺ فقالت إن زوجها يريد أفأصل شعرها؟ فقال
رسول الله ﷺ: لعن الواصلات (بخاری ۸/۸۷۸) [مولانا احتشام الحق قاسمی]۔

۵- عن ابن عباس عن رسول الله ﷺ قال: يكون قوم في آخر الزمان
يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة (مشکوٰۃ) [مقالہ
مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی]۔

۶- كان رسول الله ﷺ يلعن الفاشرة والمقشورة (مسند احمد، ۲۴۹۳۳)
[مولانا عارف باللہ صاحب]۔

ان احادیث کو بنیاد بنا تے ہوئے بعض علماء نے عورت کے بال میں کسی بھی چیز کے

جوڑنے کو ممنوع قرار دیا ہے: وقال مالک والطبری والأکثرون: الوصل ممنوع بکل شیء شعر أو صوف أو خرق أو غیرها (ارشاد الساری ۸/۳۶۵)۔

البتہ احناف کے یہاں ممانعت کا تعلق صرف انسانی بال سے ہے:

وأما الوصل بغير شعور النساء فلا بأس، لأنه ليس فيه استعمال جزء الإنسان بل هو للزينة فقط (بذل الجہود ۵/۷۳) [مقالہ مولانا نعیم اختر مصباحی]۔
مولانا نعیم اختر مصباحی لکھتے ہیں:

”النامصة والمتنمصة“ سے مراد امام ابو داؤد اور نووی کے نزدیک وہ عورت ہے جو خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے بھوؤں کا بال اکھاڑے اور اسے باریک کرے۔

مولانا خورشید احمد اعظمی امام رازی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وتفضل ذلك العجوز ومن قاربتها في السن إظهار الصغر وحسن الأسنان، لأن هذه الفرجة اللطيفة بين الأسنان تكون للنبات الصغار، وأما قوله المتفلجات للحسن فمعناه يفعلن ذلك طلباً للحسن، وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (شرح نووی ۱۳/۱۰۶، ۱۰۷)۔

مولانا ندیر احمد کشمیری لکھتے ہیں: ان صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرنا جائز نہ ہوگا۔

اس لئے کہ یہ مرض نہیں ہیں، لہذا ان میں تغیر تغیر خلق اللہ ہے“

مولانا فضل الرحمن ہلال عثمانی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ابرو کے بال اکھاڑنے، اور گودنے کو منع کیا ہے [نیز دیکھئے مقالہ شوکت ثناء قاسمی]۔

ڈاکٹر ظفر الاسلام صاحب لکھتے ہیں: اس طرح کے عیوب کو دور کرنا ایک قسم کی تدلیس اور دھوکہ دہی ہے، اسی لئے تو قلعہ کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے، کیونکہ عورتیں ایسا اس لئے کرتی ہیں، تاکہ کم سن معلوم ہو (فتح الباری ۱۰/۳۵۵) [مقالہ مولانا انور علی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

مولانا محمد جعفر طری رحمائی لکھتے ہیں: وهذا النوع من الجراحة لا يشتمل على دوافع ضرورية، ولا حاجة بل غاية ما فيه تغيير خلقة الله تعالى، والعبث بها حسب

أهواء الناس وشهواتهم فهو غير مشروع ولا يجوز فعله (احکام الحجرات الطبیہ / ۱۹۳)۔

مولانا سید باقر ارشد لکھتے ہیں: سوال میں مذکور پہلا عیب تو فطری ہے، مثلاً بڑھاپے میں چہرے پر جھریوں کا پیدا ہو جانا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ ہی یہ بدہمتی میں شمار ہوتا ہے، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی، البتہ دوسرا عیب یعنی پیدائشی طور پر ناک کا کھڑی نہ ہونا وغیرہ، بعض اوقات یہ عیب کچھ مشکلات پیدا کرتا ہے بالخصوص لڑکیوں کی شادی کے مسئلہ میں، لہذا بوقت شدید ضرورت اس عیب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرنے کی اجازت ہوگی [دیکھئے مقالہ مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا لطیف الرحمن فلاحی]۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں: عمر دراز انسان اپنے جسم اور اس کی ساخت میں ایسی تبدیلی کرے جس سے وہ دوسروں کی نگاہ میں کم سن معلوم ہو یہ ایک دھوکہ اور غش ہے، اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے: من غشنا فلیس منا (مسلم شریف حدیث: ۱۰۱) [مقالہ مولانا محمد احسن عبدالحق، مفتی جمیل احمد نذیری، شیخ کلیم اللہ عمری]۔

مولانا اشتیاق احمد اعظمی لکھتے ہیں: مذکورہ نوعیت کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جہاں برائے حسن و جمال ہے وہیں یہ چیز تغیر خلق اللہ میں بھی داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، علامہ قرطبی طبری کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وحدث ابن مسعود دلیل علی أنه لا يجوز تغیر شئی من خلق الله الذی خلقها علیہ بزیادة أو نقصان التماس الحسن (۳۶۹/۵)۔

[مقالہ مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا سید احمد حسین احمد کراچی، مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا ارشد حسین ندوی، مولانا ارشد مدنی چمپارن، مولانا شاہ جہاں ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی]۔

مولانا خورشید انور اعظمی لکھتے ہیں: کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر کھڑی نہ ہونا عرف میں نقص تصور نہیں کیا جاتا ہے، اس لئے اس کا آپریشن کرانا جائز نہ ہوگا، کیونکہ اس میں نہ جسمانی

انفیت ہے اور نہ نفسیاتی بلکہ حسن و جمال کی ایک مذموم کوشش ہے۔

[دیکھئے مقالہ مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا شمس الدین مظاہری، مفتی ارشد فاروقی، مولانا ریاض احمد قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

بعض مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ ٹیڑھی ناک کی اصلاح کے لئے آپریشن کرنا درست ہے، البتہ مفتی محبوب علی وجیبی صاحب کی رائے یہ ہے کہ مرد کے لئے آپریشن کرنا درست نہ ہوگا، البتہ عورت کے لئے درست ہے۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: اس طرح کے کسی عیب کو بھی آپریشن کے ذریعہ درست کرنا جائز ہے۔ اور یہ تغیر خلق اللہ کے دائرہ میں نہیں آئے گا۔
مولانا ارشد مدنی جامعہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہو تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق ان عیبوں سے ہے، جن سے انسان کو ذہنی تکلیف ہوتی ہے، لہذا اس کو حاجت و ضرورت قرار دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے [مقالہ مولانا ابوسفیان مقامی]۔

مفتی محبوب علی وجیبی لکھتے ہیں: اس صورت میں مرد کے لئے تو آپریشن کرنا درست نہیں ہے مگر عورت کے لئے درست ہے، بشرطیکہ عورت کی نیت اس آپریشن سے شوہر کے لئے زینت حاصل کرنا مقصود ہو، شامی میں ہے: قوله والنامصة ولعله محمول علی ما إذا فعلته لتزین للأجانب وإلا فلو كان فی وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففی تحریم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين الخ۔

سوال نمبر ۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزا اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے، یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

تمام مقالہ نگاروں کی رائے یہ ہے کہ انسان کے جسم کا ہر عضو اور ہر حصہ محترم و مکرم ہے،

اس کے ساتھ کوئی بھی ایسا معاملہ کرنا جس سے اس کی اہانت لازم آئے جائز نہیں، اس سلسلہ میں ان حضرات نے درج ذیل عربی عبارتیں تحریر کی ہیں:

علامہ کاسانی لکھتے ہیں: ولو سقط سنہ یکرہ أن يأخذ سن میت فی شدھا مکان الأولى بالإجماع، وكذا یکرہ أن یعید تلك السن الساقطة مکانها عند أبی حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ، ووجه قولہما أن السن من الآدمی جزء منه فإذا انفصل استحق الدفن كله (بدائع الصنائع ۳/۳۱۶) [دیکھئے مقالہ: مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابوبکر قاسمی]۔

۲۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں: والآدمی محترم بعد موتہ علی ما کان علیہ فی حیاتہ، فکما یحرم التدای بشیء من الآدمی الحی إکراماً له فکذلک لایجوز التدای بعظم المیت، قال علیہ السلام: کسر عظم المیت ککسر عظم الحی (شرح السیر الکبیر ۱/۱۳۸) [دیکھئے مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابوبکر قاسمی]۔

مذکورہ عبارات فقہیہ سے یہ وضاحت ملتی ہے کہ آدمی کے کسی جزء سے تدای اور علاج درست نہیں ہے، لیکن کسی کے جسم میں ایسا عیب ہے جس سے اس کو تکلیف ہے جو اس کی متقاضی ہے کہ اس عیب کو زائل کیا جائے اور اس کا علاج پلاسٹک سرجری کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہ ہو اور آدمی کے جسم سے مطلوبہ حصہ کو لینے سے اس کو ضرر فاحش لاحق نہ ہو تو دفعاً للضرر والعیب ودرء المفسد اس کی اجازت ہوگی اور اگر اس نقص یا عیب سے تکلیف نہ ہو تو درست نہیں ہے۔

[مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا ارشد فاروقی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا ریاض احمد قاسمی، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب، مولانا ارشد مدنی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

اس استثنائی صورت کا جواز ان حضرات نے درج ذیل فقہی عبارتوں سے اخذ کیا ہے:

۱۔ وإن اضطر ولم یجد شیئاً فهل یجوز له أن یقطع شیئاً من بطنہ

ویأكله وجهان قال أبو إسحاق: يجوز، لأنه إحياء نفس بعضو فجاز، كما يجوز أن يقطع عضوا إذا وقعت فيه الآكلة لإحياء نفسه (شرح المذهب للنووي ۴۱/۹) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی]۔

۲- العضو یعنی الجزء المنفصل من الحي حقيقة وحكماً كمية كالأذن المقطوعة والسن الساقطة إلا في حق صاحبه فظاهر وإن كثر وهو المختار (رد المحتار مع الدرر ۳۱۸/۵) [مقالہ مولانا محبوب فروغ]

۳- أما إذا وصل عظم يده بيده مثلاً في المحل الذي أبين منه فالظاهر الجواز، لأنه إصلاح للمنفصل منه ثم ظاهر إطلاق الوصل بعظم الآدمي، أي إذا فقد غيره مطلقاً أنه لا فرق بين كونه من ذكر أو أنثى فيجوز للرجل الوصل لعظم الأنثى وعكسه، ثم ينبغي أن لا ينتقض وضوءه ووضوء غيره بمسه (تحفة المحتاج ۱۲۶/۲) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی]۔

۴- وإعادة جزء منفصل إلى مكان ليلتئم يجوز كما إذا قطع شيء من عضوه فأعاده إلى مكانه، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه (بدائع الصنائع ۳۳۱/۵) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر مصباحی]۔

بعض حضرات نے اس کے جواز کے لئے حضرت قتاہ کے واقعہ کو بھی پیش کیا ہے کہ جب ان کی آنکھ تیر لگنے کی وجہ سے جسم سے جدا ہو گئی تو حضور پاک ﷺ نے اس جدا شدہ آنکھ کو اس کی سابق جگہ پر رکھ دیا (سیرت حلبیہ ۲/۲۵۲) [مقالہ مولانا ابوبکر قاسمی]

مولانا شاہد علی قاسمی لکھتے ہیں: الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف (الاشباہ والنظائر ۱۳۳) کے تحت ایسی سرجری جائز ہوگی، مولانا نذیر احمد کشمیری نے یہ شرط لگائی ہے کہ خود اس حصہ میں کوئی حرج پیدا نہ ہونا یقینی ہو۔

بعض حضرات نے اس کے جواز پر قواعد فقہیہ: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة، الضرر يزال، إذا ضاق الأمر اتسع، اور المشقة تجلب التيسير وغیرہ سے استدلال کیا ہے [مولانا منور سلطان ندوی، مولانا راشد حسین ندوی]۔
مولانا راشد حسین ندوی صاحب نے مفتی عبدالرحیم صاحب لاچپوری کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا ہے:

استفتاء: جلے ہوئے حصہ کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ سرین یا کسی اور جگہ سے بقدر ضرورت کھال نکال لیتے ہیں اور اسی کھال کو جلے ہوئے حصہ پر لگا دیتے ہیں، ایسا کرنے سے وہ حصہ جلد ہی اچھا ہو جاتا ہے۔

جواب: اضطراب اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے (فتاویٰ رحمیہ ۱۰/۳۲۸)۔

-(۳۲۹)

مولانا عبدالاحد فلاحي لکھتے ہیں: اعضاء کی پیوند کاری کی صورت میں جو قباحتیں ذکر کی جاتی ہیں، وہ یہ ہیں: انسانی جسم کی بے حرمتی، انسانی جسم کا جب کوئی حصہ الگ ہو جاتا ہے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، پلاسٹک سرجری میں یہ دونوں قباحتیں نہیں پائی جاتی ہیں، اس لئے کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ بدن سے الگ ہونے کے بعد جدا شدہ عضو مردہ کے حکم میں ہے مگر جس کے بدن کا حصہ ہے اس کے لئے وہ اب بھی پاک ہے: فی الاشباہ: المنفصل من الحي كميتة، إلا في حق صاحبه فظاهر وإن كثر، وفي شرح المقدسي قلت: والجواب عن الإشكال أن إعادة الأذن وثباتها إنما يكون غالباً بعود الحياة إليها، فلا يصدق أنها أبين من الحي لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تكن، ولو فرضنا شخصاً مات ثم أعيدت حياته معجزة أو كرامة لعاد طاهراً (رد المحتار على الدر المختار ۱/۳۶۱) [دیکھئے: مقالہ مولانا محمد فاروق قاسمی]۔

اور جہاں تک اعضاء انسانی سے انتفاع کی صورت میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی اور

توہین کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں مولانا منور سلطان ندوی مولانا خالد سیف اللہ صاحب کی کتاب جدید فقہی مسائل کے حوالہ سے لکھتے ہیں: فقہاء نے اعضاء انسانی سے انتفاع کو بے شک منع کیا ہے، لیکن یہ ممانعت اس لئے تھی کہ اس زمانے میں اعضاء انسانی سے انتفاع کو اس کی توہین تصور کیا جاتا تھا، اور اس دور میں ایسے طریقے رائج نہیں تھے کہ شائستہ طور پر انسانی اعضاء سے انتفاع کیا جاسکے، ہمارے زمانے میں اس عمل کو انسان کی توہین نہیں سمجھا جاتا۔

سوال نمبر ۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اگر بوقت ضرورت و حاجت ازالہ عیب و مرض کے لئے ہو تو درست ہے، حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتمصة والواشمة والمستوشمة من غیر داء (مشکوۃ ۲/۳۳)۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا عرفہ بن اسعد کو سونے کی ناک لگانے کا حکم دینا، امام ابو یوسف کا سن ساقطہ کو دوبارہ اسی جگہ لگانے کی اجازت دینا اور فقہاء کا بیماری کے سبب سڑے ہوئے عضو کو کاٹنے کا فتویٰ دینا اس کی واضح دلیل ہے۔

[دیکھئے: مقالہ مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا محمد احسن عبدالحق، مولانا نعیم اختر مصباحی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی سراج احمد ملی، مولانا ابوبکر قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

مولانا انور علی اعظمی لکھتے ہیں: آج مشینی دور میں بہت سارے مواقع پر پلاسٹک سرجری کے علاوہ دوسرے طریقے کامیاب بنتے ہیں، اس لئے ضرورت کے موقع پر یہ طریقہ علاج بالکل درست ہے، [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا ابوسفیان مفتاحی]۔

مولانا خورشید احمد اعظمی لکھتے ہیں: بلا ضرورت شدیدہ پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہے [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا سید حسین احمد کراچی]۔

مولانا اسرار الحق سبیلی لکھتے ہیں: جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا، الضرر یزال (الاشباہ والنظائر ۱۳۹)۔

[نیز دیکھئے: مقالہ مولانا عبدالحق دہلوی، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا محمد فاروق درہنگوی، مولانا شیر علی گجراتی، مولانا فضیل الرحمن ہلال عثمانی، مفتی محبوب علی وجیہی]۔

مولانا محمد ارشد فاروقی الفتاویٰ الشرعیہ فی المسائل العصریہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ما حکم جراحة التجميل؟ الجواب: يجوز إجراء العملية المذكورة، ولا يعد تغيير خلق الله (فتاویٰ علماء البلد الحرام ۲۵۸)۔

نیز علامہ ابن عثیمین کے حوالہ سے لکھتے ہیں: القاعدة في هذه الأمور: أن العملية لإزالة العيب جائزة والعملية للتجميل غير جائزة (فتاویٰ علماء البلد الحرام: ۱۶۹)۔

سوال ۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

اس سوال کے جواب میں تین نقاط نظر ہیں:

اکثر مقالہ نگار کے نزدیک معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، بعض حضرات کے نزدیک جائز تو ہے، البتہ مستحسن نہیں ہے، بعض حضرات نے بوقت ضرورت آپریشن کو مستحسن قرار دیا ہے۔

پہلی رائے کے قائلین درج ذیل حضرات ہیں:

مولانا انور علی اعظمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر مصباحی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا تنظیم عالم بالکوی، قاضی کامل صاحب، مولانا محمد ذکاء اللہ، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا محمد احسن

عبدالحق ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا ارشد فاروقی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی، مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی، مولانا نذیر احمد کشمیری صاحبان۔

مولانا شوکت ثناء قاسمی لکھتے ہیں: پلاسٹک سرجری کا عمل ایسی کئی چیزوں پر مشتمل ہے، جو عام حالات میں جائز نہیں ہیں، جیسے ستر کا کھولنا، بڑی رقم کا خرچہ وغیرہ، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔

مولانا ظفر عالم ندوی لکھتے ہیں: انسانی جسم کی ساخت میں معمولی کمی بیشی ایسی چیز ہے جو لوگوں کی نگاہ میں باعث تفرغ نہیں ہوتی ہے، جبکہ پلاسٹک سرجری کی اجازت ضرورت و حاجت کی بنیاد پر ہے، اور یہاں ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

[مقالہ مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مفتی محمد ارشد فاروقی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی]۔

مولانا سلمان پالنپوری نے مذکورہ صورت کے عدم جواز پر حدیث کے اس ٹکڑے سے استدلال کیا ہے: ”والمفتلجات للحسن“ يفهم منه أن المذمومة من فعلت ذلك لأجل الحسن (فتح الباری ۱۰/۳۸۵)۔

[مقالہ مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا انور علی اعظمی]۔

بعض حضرات نے ان قواعد فقہیہ سے استدلال کیا ہے: ما أبيض للضرورة يتقدر بقدرها، الضرورات تبیح المحظورات (الاشاہد ابن نجیم ۱۰/۱۳۰)۔

[مقالہ مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محبوب قاسمی]۔

مولانا ارشد حسین ندوی لکھتے ہیں: مذکورہ صورت کا تعلق تحسینات سے ہے نہ کہ حاجات سے، اور تحسین کے لئے صرف وہ اقدامات درست ہو سکتے ہیں جو وقتی ہوں اور جن سے تغیر ثابت نہ ہو، جیسے سرمہ لگانا، خضاب لگانا وغیرہ۔

مذکورہ رائے کے برخلاف مولانا شیر علی گجراتی اور مولانا عبدالاحد فلاحي مطلقاً جواز کے

قائل ہیں، البتہ مولانا عبدالحلیم دہلوی لکھتے ہیں کہ احترام کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی اور مولانا خورشید احمد اعظمی صاحبان نے بعض احوال میں اس کی اجازت دی ہے، چنانچہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صاحب لکھتے ہیں: ہندوستان کے بعض محکموں میں معمولی کمی بیشی سے بھی ملازمت نہیں ملتی ہے، اسی طرح اگر ظن غالب ہو کہ لڑکے اور لڑکیوں کے رشتہ ازدواج میں دقت ہوگی تو ایسی صورت میں جواز کا قول مناسب معلوم ہوتا ہے، پھر بھی احتوط یہ ہے کہ یہ اجازت صرف مرئی اعضاء تک محدود ہو۔

مولانا خورشید احمد اعظمی نے حسی یا نفسیاتی اذیت و تکلیف لاحق ہونے کی صورت میں اس کی اجازت دی ہے، جبکہ مولانا مبارک حسین ندوی نے مطلقاً مستحسن قرار دیا ہے، البتہ مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب نے لکھا ہے کہ مصلحتیں مقتضی ہوں تو ایسی صورت میں مستحسن ہوں گے، البتہ مولانا فضیل الرحمن ہلال، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مفتی جمیل احمد ندیری اور مفتی سراج احمد ملی صاحبان نے ایسے اقدامات کو غیر مستحسن قرار دیا ہے۔

سوال نمبر ۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کو کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو درست نہیں، اس لئے کہ اس میں تدلیس و تزویر اور فریب دہی بھی ہے، اور تغیر خلق اللہ بھی۔

[مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا نعیم

اختر مصباحی، سید حسین احمد کراچی، مفتی ارشد فاروقی، مولانا فاروق قاسمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی]۔

اس سلسلہ میں درج ذیل دلائل ذکر کئے گئے ہیں:

۱- من غشنا فلیس منا (صحیح مسلم ۵۷۱) [مقالہ مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی جمیل احمد ندیری، محمد احسن عبدالحق ندوی، مولانا انور علی اعظمی]۔

۲- عرب میں عمر عورتیں کم عمر نظر آنے کے لئے دانتوں میں کشادگی کرتی تھیں جس پر لعنت کی گئی ہے۔ ابن حجر عسقلانی ”المفصلجات للحسن“ کے تحت تحریر کرتے ہیں: وتفعله الكبيرة توهم أنها صغيرة، لأن الصغيرة غالباً تكون مفلحة جديدة السن يذهب ذلك في الكبير“ (فتح الباری ۱۰/۴۴۷) [مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا اسرار الحق سمیلی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی]۔

۳- قال الطبرانی: لا يجوز للمرأة تغيير شئ من خلقها بزيادة ولا نقص التماساً للحسن للزوج وغيره (فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵/۲۷۳) [مولانا خورشید انور اعظمی]۔

۴- قال رسول الله ﷺ: يكون في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة (مشکوٰۃ ۲/۳۸۲)۔
اس وعید کی وجہ بھی یہی ہے کہ کالے خضاب کے ذریعہ بوڑھا آدمی خود کو جوان ظاہر کر کے دھوکہ دیتا ہے [مفتی جمیل احمد ندیری]۔

بعض مقالہ نگار نے مولانا تقی عثمانی صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے:
وتفصيل الكلام في ذلك أن الخضاب بالسواد يختلف حكمه باختلاف الأغراض على الشكل التالي: والثاني أن يفعله الرجل للغش والخدع ليرى نفسه شاباً وليس بشاب فهذا ممنوع بالاتفاق لاتفاق العلماء على تحريم الغش والخداع (تكملة فتح البلم ۴/۱۳۹) [مقالہ مولانا انور علی اعظمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی]۔

۵- امام نووی لکھتے ہیں: والمتفلجات للحسن الخ فمعناه يفعلن ذلك

طلباً للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن (شرح النووي ۱۳/۱۰۷) [مقالہ خورشید احمد اعظمی، اسرار الحق سبیلی]۔

مولانا شوکت ثناء قاسمی نے الفتاویٰ الشبکیہ سے ایک استفتاء اور جواب بھی نقل کیا ہے:

السؤال: هل عملية التجميل من أجل الزواج حرام؟

الفتوى: إن عملية التجميل إذا كانت لإزالة عيب مشين مشوه للخلقة فلا بأس بها وسواء كان ذلك من أجل الزواج أو غيره، وإن كانت لزيادة الحسن لا لعب زائد فلا يجوز (الفتاوى الشبكية الاسلاميه فتوى: ۴۸۷۰۳)۔

مولانا نذیر احمد کشمیری لکھتے ہیں: اسلام نے علاج و معالجہ کے باب میں ضرورت و حاجت کو بنیاد بنایا ہے نہ کہ تحسین و تکمیل کی غیر ضروری امر کو، اس لئے یہ صورت ناجائز ہوگی۔

اس کے برخلاف مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: اس مقصد سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے، البتہ شادی میں لڑکے و لڑکی دونوں کی عمر کو ہر حال میں صحیح بتایا جائے۔

سوال نمبر ۸۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جزء اول کے جواب میں تقریباً تمام مقالہ نگاروں نے لکھا ہے کہ مجرم کے لئے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنی شناخت چھپانے کی کوشش کرنا ناجائز ہے، کیونکہ یہ دھوکہ۔

دہی اور عدالتی کارروائی سے فرار کی کوشش ہے، البتہ مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب کا خیال ہے کہ اگر مجرم صدق دل سے توبہ کر لے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

سوال کا جزء دوم جو مظلوم سے متعلق ہے، اس سلسلہ میں مقالہ نگار کی آراء الگ الگ ہیں، اکثر مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ ظالم کے ظلم کے خوف سے مظلوم کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا اور اپنی شناخت کو چھپانا ظلم کے دفاع کا ایک طریقہ ہے، لہذا ضرورۃً اس کی اجازت ہوگی، البتہ بعض حضرات نے اس میں یہ شرط لگائی ہے کہ اگر دفاع کے لئے کوئی متبادل صورت نہ ہو اور پلاسٹک سرجری کرانے کی صورت میں یہ یقین ہو کہ مظلوم ظالم کی گرفت سے بچ جائے تو پھر اس کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا۔

اس کے برخلاف بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ مظلوم کے لئے بھی پلاسٹک سرجری کرنا اپنی شناخت چھپانے کی کوشش کرانا ناجائز ہے، کیونکہ مظلوم پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ظالم کی گرفت سے بچ جائے یہ ایک امر موہوم ہے، لہذا ایک امر موہوم کے لئے ناجائز کام کا ارتکاب کرنا درست نہ ہوگا، مظلوم کو دوسری کوئی متبادل صورت کے ذریعہ اپنی حفاظت کرنی چاہئے۔

اس خلاصہ کے بعد مقالہ نگار حضرات کی آراء درج ذیل ہیں:

مجرم کا اپنی شناخت مٹانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں حاکم کو دھوکہ دینا ہے اور جرم کو چھپانا ہے، بخلاف مظلوم کے کہ وہ اگر پلاسٹک سرجری ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لئے کرائے تو درست ہے، کیونکہ ظلم کا دفاع اور اس سے حفاظت ایک ضرورت ہے، لہذا ضرورۃً اس کی اجازت ہے ”الأمور بمقاصدها، إنما الأعمال بالنیات“ [مفتی محبوب علی وجہی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا انور علی اعظمی، مولانا شیر علی گجراتی، مفتی جمیل احمد ندیری، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا ابوسفیان مفتاحی صاحب، عقیلی الرحمن قاسمی]۔

مولانا راشد حسین ندوی ڈاکٹر عبدالرحمن بن حسن النفیسہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ومن

هذه الصور عمليات التجميل الكبرى والصغرى التى يقصد منها تغيير معالم الوجه لإخفاء معالم جريمة ارتكبتها صاحبها مثلاً فهذه الأفعال وأمثالها تعد تغييراً لخلق الله ويعد فاعلها مرتكباً لاثم كبير لكونه اتخذ الشيطان ولياً من دون الله فخسر خسرانا مبيناً (مجلۃ النجوت الہدیۃ المعاصرۃ العدد الثالث والاربعون / ۲۲۳)۔

بعض حضرات نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ نہ تو مجرم کو اس کی اجازت ہے اور نہ ہی سرجن کے لئے جائز ہے کہ ایسے مجرم کی سرجری کرے، البتہ مظلوم ظلم سے بچنے کی خاطر پلاسٹک سرجری کے علاوہ اور کوئی راہ نہ پائے تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کر سکتا ہے۔

[مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مفتی سراج احمد علی]۔

البتہ مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر مجرم اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے، الا یہ کہ وہ صدق دل سے توبہ کر لے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

بعض مقالہ نگار نے صرف اس سوال کے دوسرے شق کا جواب دیا ہے، ظلم کے خطرہ کی حالت میں ظالم سے شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہوگی، درمختار میں ہے: الکذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه، قال الشامي: وواجب إن وجب تحصيله كمالو رأى معصوماً اختفى من ظالم يريد قتله أو إيذاءه فالكذب هنا واجب (شامی ۵/۲۷۴) [مقالہ مفتی عبدالرحیم صاحب، مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی]۔

بعض حضرات نے مظلوم کو سرجری کرانے کی ایسی صورت میں اجازت دی ہے جب کہ مظلوم اپنی جان بچانے کے لئے پلاسٹک سرجری کے علاوہ کوئی دوسری راہ نہ پائے، قاعدہ فقہیہ ہے: الضرر يزال۔ [مولانا تنظیم عالم قاسمی، محمد سلمان پالنپوری، مفتی ارشد فاروقی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی]۔

البتہ بعض مقالہ نگار نے مطلقاً لکھا ہے کہ ظلم سے بچنے کی خاطر مظلوم کے لئے بھی۔

پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ سرجری کے بعد بھی مظلوم کی جان بچ جائے یقینی نہیں ہے، لہذا ایک امر موہوم کی خاطر ناجائز اقدامات نہیں کئے جائیں گے۔

[مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا محمد فاروق قاسمی، مولانا محمد اشرف گجرات، مولانا سید حسین احمد صاحب کراچی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید احمد اعظمی]۔

عرض مسئلہ:

پلاسٹک سرجری

مولانا راشد حسین ندوی ☆

راقم الحروف کو اٹھارہویں فقہی سمینار کے ایک اہم موضوع ”پلاسٹک سرجری“ سے متعلق آنے والے فاضل مقالہ نگاروں کے مقالات کی تلخیص اور عرض مسئلہ کا حکم دیا گیا ہے، اس موضوع پر اکیڈمی کی جانب سے کل ۴۲ مقالات بھیجے گئے تھے:

۱-۲: اس موضوع کا پہلا سوال ان پیدائشی عیوب سے متعلق تھا جن سے انسان بدبیت نظر آتا ہے، اور دوسرا سوال ان عیوب سے متعلق تھا جو کسی حادثہ کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں، دونوں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے مقالہ نگاروں کی تین آراء سامنے آئی ہیں:

پہلی رائے: اکثر مقالہ نگاروں کی ہے، ان حضرات نے ضرورت و حاجت کے پیش نظر پیدائشی و حادثاتی دونوں طرح کے عیوب کے ازالہ کے لئے آپریشن کو جائز قرار دیا ہے۔

ان حضرات میں سے مفتی محبوب علی وجہی، مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا محمد شاہ جہاں ندوی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا لطیف الرحمن فلاجی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبد اللہ خالد لونا واڑی، مفتی عبد الاحد، مولانا سید اسرار الحق سمیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مفتی ریحان مبشر مسوی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا منور سلطان ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مفتی محمد

مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی، یو پی۔

شوکت ثنائی، مولانا شمس الدین مظاہری اور راقم الحروف راشد حسین ندوی نے ان نصوص کو بطور استدلال پیش کیا ہے:

۱- ”عن عرفجة بن أسعد قال: أصيب أنفى يوم الكلاب في الجاهلية - فاتخذت أنفامن ورق، فانتن على، فأمرنى رسول الله ﷺ أن اتخذ أنفامن ذهب“ (نسائی کتاب الزہد باب من أصيب أنفه.....، ابوداؤد، الترمذی)۔

۲- ”إذا أراد الرجل أن يقطع اصبعاً أئدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (فتاویٰ ہندیہ ۳۶۰/۵)۔

جبکہ مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا سید حسین احمد، مولانا ارشد مدنی اور مولانا سید باقر ارشد قاسمی نے ”السيرة الحلبية“ اور ”مستدرک علی الصحیحین“ کے حوالوں سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے:

”حدیث قتادة..... فقال يا رسول الله ان عندي امرأة احبها وان رأيت عيني خشيت تقدرها، فردها رسول الله ﷺ.....“ (السيرة الحلبية ۲/۲۵۲)۔

کئی حضرات نے قواعد فقہیہ ”الضرر يزال“، ”الضرورات تبيح المحظورات“، نیز ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ سے بھی استدلال و استنباس کیا ہے (مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا ارشد مدنی، مولانا اقبال احمد ٹنکا روی، شیخ حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، راقم الحروف راشد حسین ندوی وغیرہم)۔

کئی حضرات نے ان احادیث کا بھی ذکر کیا ہے جن میں علاج معالجہ پر ابھارا گیا، مثلاً: ”يا عباد الله تداووا فإن الله عز وجل لم يضع داءً إلا وضع له دواء“ (بخاری ۵۵۵) (مولانا اقبال احمد ٹنکا روی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی وغیرہم)۔

جبکہ مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی اور مولانا عقیل الرحمن قاسمی نے ”الموسوعة الفقہیہ“ کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی ہے: ”يجوز قطع اصبع زائدة..... عند الحنفية“ (۲/۱۱۷۷)۔

اور مفتی عبدالاحد، مفتی ریحان مبشر منوی، مولانا عبدالنواب اناری، مفتی عبدالرحیم قاسمی اور مولانا خورشید انور اعظمی وغیرہم نے فتاویٰ محمودیہ (۱۸/۳۳۴) الحلال والحرام للقرضاوی اور دیگر کتب کی عبارتیں بھی تائید میں پیش کی ہیں۔

دوسری رائے: مولانا احتشام الحق صاحب قاسمی کی ہے، موصوف نے دونوں طرح کے عیوب کے لئے آپریشن کو حرام قرار دیا ہے۔

تیسری رائے: مفتی محمد جعفر ملی رحمانی کی ہے، موصوف نے پہلی شکل کو ناجائز اور دوسری شکل کو جائز قرار دیا ہے، عدم جواز کے لئے ان حضرات نے مندرجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:

۱- ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْ خَلْقَ اللَّهِ“ (سورہ نسا: ۱۱۹)۔

۲- ”لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ“ الحدیث (بخاری ۸۷۹/۲)۔

۳- ”لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَاتِ“ الحدیث (بخاری ۸۷۸/۲)۔

مولانا احتشام الحق صاحب فرماتے ہیں: ان احادیث میں جس ذہنی تکلیف کا ذکر ہے وہ سوالنامہ میں مذکورہ تمام ذہنی تکلیفوں سے بڑھ کر ہے۔

جبکہ مفتی جعفر ملی رحمانی صاحب نے دوسری صورت کے جواز کے لئے مندرجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:

۱- ”وَلَا تَقْلُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ (سورہ بقرہ: ۱۹۵)۔

۲- حدیث قتادہ ۳- قواعد فقہیہ۔

ان حضرات نے جن نصوص سے استدلال کر کے عدم جواز ثابت کیا ہے پہلی رائے

رکھنے والے کئی مقالہ نگاروں نے ان نصوص پر بھی بحث کی ہے، اور علامہ ندوی، حافظ ابن حجر اور صاحب مکملہ نیز دوسرے شارحین کے حوالہ سے صورت مسئلہ کو اس عام ممانعت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے: ”وَأَمَّا قَطْعُ الإصْبَعِ الزَّائِدَةِ وَنَحْوُهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ تَغْيِيراً لَخَلْقِ اللَّهِ وَانَّهُ مِنْ قَبِيلِ إِزَالَةِ عَيْبٍ أَوْ مَرَضٍ، فَاجَازَهُ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ خِلَافاً لِبَعْضِ“ (مکملہ فتح الملہم ۱۹۵۳ء)۔

”هذا الفعل حرام إلا اذا نبتت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالتها“ (نودی شرح مسلم ۱۳/۹۰)۔

”ویستثنیٰ من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو اصبع زائدة تولمها فيجوز ذلك“ (فتح الباری ۱۱/۵۷۵) (مولانا سلمان پالنہوی، مولانا فاروق درہنگوی، مفتی محمد شوکت ثنائی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی اور دیگر حضرات)۔

مولانا خورشید احمد اعظمی صاحب نے اوپر درج جواز اور عدم جواز کے دلائل ذکر کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس لئے بلا ضرورت شدیدہ اس کو اختیار نہ کیا جائے۔

۳- تیسرا سوال ان عیوب سے متعلق ہے جو عمر کی زیادتی کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں، جیسے جھیریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا، آیا اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں پانچ آراء ظاہر کی گئی ہیں: پہلی رائے: مندرجہ ذیل حضرات نے تغیر لخلق اللہ اور خداع کے سبب اس طرح کے عیوب کے لئے آپریشن کو ناجائز قرار دیا ہے۔

مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا ارشد مدنی، مولانا اقبال احمد ٹنکا رو، مولانا شاہجہاں ندوی، قاضی احتشام

الحق قاسمی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا حفیظ الرحمن مدنی قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبد اللہ خالد لونواڑی، مولانا عبد الاحد فلاچی، مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا ریحان مبشر منوی، مولانا مفتی شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا عبد التواب اناوی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا خورشید احمد اعظمی، راقم الحروف راشد حسین ندوی۔

اکثر حضرات نے مندرجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:

۱۔ ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنِ خَلْقَ اللَّهِ“ (سورۃ نساء: ۱۱۹)۔

۲۔ ”إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعْنُ الْوَأَشْمَاتِ“ (الحديث)۔

۳۔ ”لَعْنُ اللَّهِ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَ الْمُتَفَلِّجَاتِ“ (نسائی: ۵۰۵۰)۔

(مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا محمد ارشد مدنی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا سلمان پالنپوری، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبد اللہ خالد لونواڑی، مولانا عبد الاحد فلاچی، سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، راقم راشد حسین ندوی)۔

جبکہ مولانا احسن عبدالحق ندوی اور مفتی عبد الرحیم قاسمی نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے: ”يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ“ (ابوداؤد: ۵۷۸۲)۔

اور مولانا اقبال ٹیکاروی، حافظ شیخ کلیم اللہ عمری وغیرہ نے حدیث ”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ“

”منا“ سے استدلال کیا ہے۔

مولانا شمس الدین مظاہری اور مولانا عقیل الرحمن قاسمی نے ”ہندیہ“ کے اس جزئیہ سے استدلال کیا ہے:

”تشف الشیب مکروہ“ (۳۵۹/۵)۔

جبکہ مولانا عطاء اللہ قاسمی صاحب نے اس جزئیہ کو استدلال میں پیش کیا ہے: ”ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام“ (ہندیہ ۳۵۹/۵)۔

مولانا خورشید انور اعظمی اور ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی نے شرح مسلم للنووی اور فتح الباری کی عبارات پیش کی ہیں۔

مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا ممتاز خاں ندوی نے یہ نکتہ بھی اٹھایا ہے کہ اس میں بلا ضرورت بے ہوشی کی دوا استعمال کرنی ہوگی۔

دوسری رائے: مولانا سید باقر ارشد قاسمی اور مولانا ابوسفیان مفتاحی کی ہے، ان حضرات کے نزدیک جھریوں کے آپریشن کی اجازت نہیں ہے، البتہ لڑکیوں کی شادی میں دقت ہو رہی ہو تو ناک اور ہونٹ وغیرہ کے آپریشن کی اجازت ہے۔

تیسری رائے: مولانا محمد فاروق درہنگوی اور مولانا لطیف الرحمن فلاحی کی ہے، ان حضرات کے نزدیک جھریوں کے آپریشن کی اجازت نہیں ہے، البتہ ناک اگر عام عادت اللہ کے خلاف ہو تو از الہ عیب کی نیت سے آپریشن کی اجازت ہوگی۔

چوتھی رائے: مفتی محبوب علی وجیہی صاحب کی ہے کہ یہ آپریشن مرد کے لئے ناجائز ہے، عورت جب شوہر کو مائل کرنے کی غرض سے کرائے تو جائز ہے: ”ولعلہ محمول علی ما اذا فعلته لتزین للأجانب وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه الخ“۔

پانچویں رائے: قاضی محمد ہارون مینگل کی ہے، موصوف کے نزدیک اس طرح کے عیوب کے ازالہ کے لئے آپریشن جائز ہوگا، اس لئے کہ اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)، ہیڈ کوارٹر

العلماء، الجمع الفقہی مکہ مکرمہ وغیرہ کی قراردادوں سے اس کا جواز نکلتا ہے، مثلاً: ”يجوز نقل العضو من مكان من جسم الإنسان إلى مكان آخر من جسمه الخ“۔

۴- چوتھا سوال یہ ہے کہ انسان کے جسم کے کسی حصہ سے دوسرے حصہ میں ہڈی یا گوشت عیب دور کرنے کے مقصد سے لگانے کا کیا حکم ہے؟

۵- جبکہ پانچواں سوال یہ ہے کہ جسمانی عیوب اور نقائص دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا کیا حکم ہوگا؟

اکثر حضرات نے ان دونوں شکلوں کو جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو، اور آپریشن کا کوئی متبادل موجود نہ ہو، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا محمد ارشد الدینی، مولانا اقبال ٹنکا رووی، مولانا محمد شاہجہاں ندوی، مفتی ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا محمد فاروق دربھنگوی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی قاسمی ندوی، مولانا لطیف الرحمن فلاجی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبداللہ خالد لونڈا واری، مولانا عبدالاحد فلاجی، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا عبدالعزیز انانوی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، شیخ حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا جمیل اختر ندوی۔

کئی حضرات نے سوال نمبر ۵ کے جواب میں اس کی صراحت بھی کی ہے کہ ازالہ عیب کے لئے ہونا چاہئے محض تجمل کے لئے ہو تو آپریشن جائز نہ ہوگا (مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا منور سلطان ندوی، مولانا خورشید انور اعظمی، راقم السطور راشد حسین ندوی وغیرہم)۔

مولانا منور سلطان ندوی نے ایک جگہ سے دوسری جگہ گوشت وغیرہ کو منتقل کرنے کی اجازت کو چار شرط پر مشروط قرار دیا ہے:

۱- مریض کو ضرورت ہو، ۲- دوسرا علاج میسر نہ ہو، ۳- طبیب کو ظن غالب ہو کہ اس علاج سے عیب دور ہو جائے گا، ۴- اس عمل سے دھوکہ دینا لازم نہ آئے۔

راقم السطور راشد حسین ندوی نے مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے:

۱- عمل کرنے والا اپنی فن میں مہارت رکھتا ہو، ۲- کسی مسلمان طبیب حاذق نے بتا دیا ہو کہ اس عیب کا ازالہ بغیر آپریشن ممکن نہیں، ۳- آپریشن کی کامیابی کا یقین یا ظن غالب ہو، ۴- آپریشن خواہ دفع مرض کے لئے ہو یا دفع عیب کے لئے ضرورت و حاجت کے تحت آتا ہو، صرف تحسین کے لئے نہ ہو۔

بہر حال گوشت یا ہڈی منتقل کرنے کے عمل میں چونکہ جسم انسانی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنی پڑتی ہے، لہذا ان جائز قرار دینے والے فاضل مقالہ نگاروں نے جسم انسانی میں تصرف کے مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ بھی لیا ہے اور اپنے موقف پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

۱- ”وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز“ (بدائع)۔

۲- ”ولا إهانة في استعمال جزءه“ (بدائع ۵/۱۳۳)۔

(مولانا سید حسین احمد کراچی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا اقبال ٹنکاروی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد فاروق درہنگوی قاسمی، مولانا لطیف الرحمن فلاچی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا عبد اللہ خالد لونواڑی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید انور اعظمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی)۔

۳- ”يجوز نقل العضو من مكان من جسم الإنسان إلى مكان آخر من

جسمه مع مراعاة التأكد من أن النفع المتوقع . الخ“ (مجلۃ الفقہ الاسلامی)۔

(مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۴- ”لا بأس بأن يسعط الرجل بين المرأة ويشربه للدواء“ (ہندیہ ۵/۳۵۵)
(مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا ارشد حسین ندوی)۔

۵- ”لا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصة“ (ہندیہ ۵/۵۵۶) (مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا عبدالاحد فلاحی، مولانا شاہد علی قاسمی)۔

۶- ”المنفصل من الحي كميته إلا في حق صاحبه فطاهر“ (درمختار)۔
(مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد فاروق درہنگوی، مولانا لطیف الرحمن فلاحی، مولانا عبداللہ خالد لونواڑی، مولانا عبدالاحد فلاحی)۔

۷- ”حدیث عرفجہ“ (مولانا محمد ارشد المدنی، مولانا اقبال ٹنکا روی، مولانا حافظ الرحمن مدنی قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا عبداللہ خالد لونواڑی، مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۸- آیات کریمہ: ”فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ“ (سورہ بقرہ: ۱۷۳)۔
”وقد فصل لكم ما حرم عليكم إلا ما اضطررتم إليه“ (سورہ انعام:)۔

اور اس کے تحت آنے والے فقہی قواعد: ”الضرورات تبیح المحظورات، الحاجة تنزل منزلة الضرورة، الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف“ (مولانا سید اسرار الحق سیلی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مولانا ارشد المدنی، مولانا شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا منور سلطان ندوی، راقم سطور ارشد حسین ندوی)۔

۹- علاج و معالجہ کی حلت پر دلالت کرنے والی احادیث جن کا ذکر اپر ہو چکا ہے
(مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی شوکت ثناء قاسمی)۔

۱۰- ”قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده“۔ الآیہ (مولانا شمس الدین مظاہری)۔

۱۱- مختلف فقہی اکیڈمیوں (فقہ اکیڈمی انڈیا، بیہ کبار العلماء وغیرہ) کی حلت پر
دلالت کرنے والی قرار دہیں اور مختلف علماء کے فتاویٰ (مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا عبد

اللہ خالد لونا واڑی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی)۔

دوسری رائے: ان دونوں سوالوں کے متعلق دوسری رائے یہ ہے کہ عام حالات میں سرجری ناجائز یا حرام ہے، البتہ جب اضطرار کی حالت ہو تو جائز ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے (مولانا احتشام الحق قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مفتی ریحان مبشر منوی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مفتی عبدالرحیم قاسمی)۔

ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ”لعن الله الواصلات“۔ الحدیث۔

۲- ”لعن الله الواشحات“۔ الحدیث۔

۳- شرح نے ممانعت کی علت تدلیس و تغیر کو قرار دیا ہے اور یہ علت اس میں پائی جارہی ہے (مولانا احتشام الحق قاسمی)۔

۴- ”والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته، فكما يحرم التداوى من الآدمي الحي۔ الخ“ (شرح السیر الکبیر ۱/۱۲۸) (مولانا خورشید احمد اعظمی)۔

۵- ”مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: اقطع يدي وكلها (إلى) لا يسعه أن يفعل ذلك“ (ہندیہ ۳۳۸/۵)۔

۶- ”الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز“ (ایضاً ۳۵۴/۵) (مفتی ریحان مبشر منوی)۔

۷- ”وصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها“ (ہندیہ ۳۵۸/۵)۔

۸- ”یکرہ لہ أن يعالجه بعضهم الإنسان والخنزير“ (فادی قاضی خان ۳/۴۰۴) (مفتی عبدالرحیم قاسمی)۔

مجوزین نے ”بدائع“ کے جس جزیئہ سے استدلال کیا ہے مفتی ریحان صاحب کے

نزدیک اس سے استدلال درست نہیں ہے، اس لئے کہ جس جگہ کا گوشت ہو جزیہ میں وہیں لگانے کا ذکر ہے، یہ مرمت نہیں ہے جبکہ دوسری جگہ لگانا مرمت ہے۔

ان حضرات نے حالت اضطراب میں جو اجازت دی ہے اس کے لئے بطور تائید مفتی ریحان مبشر صاحب نے فتاویٰ رحمیہ (۱۰/۱۷۷)، اور احسن الفتاویٰ (۳/۸۳۷) کی عبارت نقل کی ہے۔

تیسری رائے: مفتی محمد جعفر ملی رحمانی صاحب کی ہے، موصوف فرماتے ہیں: پیدائشی عیب کے لئے نقل عضو درست نہیں ہے، حادثاتی عیب کے لئے درست ہے، البتہ سرجری کے بارے میں موصوف کی رائے یہ ہے کہ ازالہ عیب کے لئے درست ہے، محض تجمل کے لئے ناجائز ہے، موصوف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ- الْآيَةُ“، ۲- ”أَحَادِيثُ لَعْن“، ۳- ”وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“، ۴- حدیث قتادہ (سیرت ابن ہشام ۸۳/۳)۔

سوال ۶: چھٹا سوال یہ ہے کہ کیا معمولی کمی بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟
اکثر مقالہ نگاروں نے اس شکل کو ناجائز قرار دیا ہے، ان حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا سید حسین احمد کراچی، مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا اقبال احمد ٹکڑوی، مولانا شاہ جہاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد سلمان پالن پوری، مولانا فاروق درہنگوی قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی قاسمی ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی ریحان مبشر مسوی، مولانا محمد شوکت ثنا قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا عبد التواب اناوی، مولانا جس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا

منور سلطان ندوی۔

ان حضرات نے عام طور سے یہ دلیل دی ہے کہ اس میں بلا ضرورت جسم انسانی کی تراش خراش لازم آئے گی، جس کا مقصد ازالہ عیب کے بجائے تجمیل ہوگا، ساتھ ہی تدلیس کا بھی شائبہ ہوگا، اور اس مقصد سے آپریشن کی اجازت نہیں ہو سکتی، اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ”ولا مرنہم فلیغیرون خلق اللہ“ (لا آئیے)۔

۲- ”لعن اللہ الواصلة - الحدیث - لعن اللہ الواشمة - الحدیث“۔

(مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملکی رحمانی، مولانا اقبال ٹیکاروی، مولانا احتشام الحق قاسمی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد سلمان پالنپوری، مولانا نعیم اختر قاسمی)۔

۳- اس میں اسراف ہے اور قرآن میں ہے: ”لا تبذر تبذیراً، إن المبذرين

کانوا إخوان الشیاطین“ (اسراء ۲۷)۔

نیز: ”إنہ لا یحب المسرفین“ (لا آئیے)۔

(مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا اقبال ٹیکاروی)۔

۴- ”ما ابیح للضرورة یتقدر بقدرھا“ (الاشباہ ۱۳۰)۔

(مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا اسرار الحق سبیلی)۔

۵- ”وفیہ اشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو

احتاجت إلیہ لعلاج أو عیب فی السن ونحوہ فلا بأس“ (شرح نووی ۲/۲۰۵)۔

(مولانا حسن عبدالحق ندوی)۔

۶- ”تفہم منه أن المذمومة من فعلت ذلك لأجل الحسن“ (فتح

الباری ۱۰/۳۵۸) (مولانا محمد سلمان پالنپوری)۔

۷- ستر کھولنا پڑے گا (مفتی شوکت ثناء قاسمی)۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ ایسا کرنا خلاف اولیٰ اور غیر مستحسن ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل

حضرات کی ہے:

حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا عبد اللہ خالد لونواڈی، مفتی عبدالاحد فلاحی، راقم السطور راشد حسین ندوی۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ یہ عمل بلا ضرورت ہے، اس لئے اصلاً ناجائز ہونا چاہے لیکن چونکہ ممانعت کی اصل علت تدلیس نہیں پائی جا رہی ہے اس لئے بہر حال ممنوع تو نہیں ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے، عام طور سے دلائل ثلثی لئے مقالہ نگار حضرات نے سوال نمبر ۱۱ اور نمبر ۲ کا حوالہ دیا ہے۔

تیسری رائے: اسی سے قریب قریب یہ ہے کہ یہ عمل جائز ہوگا:

یہ مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مولانا ارشد المدنی، مولانا لطیف الرحمن فلاحی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مفتی ممتاز خاں ندوی۔

مولانا ارشد المدنی اور مولانا لطیف الرحمن فلاحی نے اس کے لئے یہ دلیل دی ہے کہ جن نصوص سے اجازت ثابت ہے ان میں کمی بیشی کی کوئی بات ذکر نہیں کی گئی ہے۔ جبکہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی صاحب نے یہ دلیل دی ہے کہ معمولی کمی بیشی ہو تب بھی بعض ملازمتیں حاصل نہیں ہو پاتیں اور رشتہ ملنے میں دقت پیدا ہوتی ہے۔

مفتی ممتاز خاں ندوی نے حدیث عرفہ نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ”البحوث الفقہیہ“ سے یہ عبارت بھی نقل کی ہے: ”فالتفلیح لأجل الحسن مذموم لكن لو احتاجت إلى ذلك لمداوة جاز“۔

چوتھی رائے: مولانا خورشید احمد اعظمی کی ہے کہ اگر عرف میں عیب سمجھا جاتا ہو یا تکلیف ہو تو اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

پانچویں رائے: مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی کی ہے کہ یہ عمل مستحسن و بہتر ہے۔

سوال نمبر: ۷۔ ساتواں سوال یہ تھا کہ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے شریعت سرجری کی اجازت دیتی ہے؟

اکثر حضرات نے تدلیس و تغیر کو علت بناتے ہوئے اس مقصد سے سرجری کو ناجائز قرار دیا ہے، اور مندرجہ ذیل دلائل پیش فرمائے ہیں:

۱۔ ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ“، ۲۔ ”لَعْنُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ“، ”لَعْنُ اللَّهِ الْمُسْتَوْشِمَاتِ“ (الحدیث)۔

(مولانا سید حسین احمد، مولانا جمیل اختر ندوی، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا اقبال شکاروی، مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا سلمان پالنپوری، مولانا لطیف الرحمن فلاحی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا اسرار الحق سیلی، مولانا خورشید احمد اعظمی، راقم السطور راشد حسین ندوی)۔

۳۔ ”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“۔ الحدیث (مسلم ۱/۵۷)۔

(حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۴۔ ”إِنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوْجَتِ ابْنَةِ لَهَا، فَاشْتَكَتْ، فَتَسَاقَطَ شَعْرُهَا، فَأَتَتْ النَّبِيَّ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا يَرِيدُهَا أَفْصَلَ شَعْرَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَعْنُ اللَّهِ الْوَاصِلَاتِ“ (مسلم ۱۳/۱۰۵) (مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی)۔

۵۔ ”ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام، الخ“ (ہندیہ ۵/۳۵۸) (مولانا احسن عبدالحق ندوی)۔

۶۔ ”وصل الشعر بشعر الآدمي حرام (إلى) لما فيه من التزوير“ (شامی ۵/۲۶۳) (مفتی عبد الرحیم قاسمی، مولانا لطیف الرحمن فلاحی، راقم راشد حسین ندوی)۔

۷۔ شراح و مفسرین کی وہ عبارات جن میں تغیر خلق اور وصل وغیرہ کی علت تدلیس و تزویر کو قرار دیا گیا ہے، مثلاً:

”لما فيه من الغش والخداع“ (فتح الباری ۱۰/۳۶۷)۔

”والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس“ (المفتی لابن قدامہ ۱۰/۶۸)۔

”اتفاق العلماء على تحريم الغش والخداع“ (تکملة فتح الہیثم ۳/۱۳۵)
(مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا راشد حسین ندوی)۔

۸۔ ”قال الطبري: لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقتها بزيادة ولا نقص التماسا للحسن للزوج وغيره“ (فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵/۲۷۳)
(مولانا خورشید انور اعظمی)۔

۹۔ ”يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد“ (مشكاة ۲۵۰/۳۸۲)
(مولانا اسرار الحق سمیعی)۔

دوسری رائے: مولانا شمس الدین مظاہری اور مولانا عقیل الرحمن قاسمی کی ہے، ان دونوں حضرات کا نقطہ نظریہ ہے کہ یہ عمل معمر افراد کے لئے جائز نہیں ہے، البتہ اگر اچھا رشتہ حاصل کرنے کے لئے نوجوان کرائیں تو اجازت ہوگی۔

تیسری رائے: مفتی محبوب علی وجیہی صاحب کی ہے، موصوف کی رائے یہ ہے کہ اس عمل میں تدلیس اور غش ہے، فریق ثانی کو دھوکا دینا ہے، لہذا شادی سے پہلے اجازت نہیں ہے، البتہ شادی کے بعد اجازت ہونی چاہئے۔

جبکہ مفتی محمد ممتاز خاں ندوی صاحب نے احادیث لعن وغیرہ کی وجہ سے اس کو ممنوع قرار دیا ہے، پھر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ شادی وغیرہ سے رکاوٹ ایک سماجی مسئلہ ہے، لہذا اس پر

غور کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۸: آٹھواں سوال یہ تھا کہ بعض مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لئے یا بعض مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟
سوال ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں مجرم اور مظلوم دو الگ الگ شخصوں سے متعلق شرعی حکم دریافت کیا گیا ہے، جواب دیتے ہوئے اس پر تقریباً تمام ہی مقالہ نگار حضرات متفق ہیں کہ یہ عمل مجرم کے لئے ناجائز ہے، پھر مظلوم کے حق میں جائز ہے یا ناجائز؟ اس کے بارے میں ان کی دو آراء سامنے آئی ہیں:

پہلی رائے: یہ ہے کہ یہ عمل مجرم کے لئے ممنوع ہے، البتہ مظلوم کے لئے جائز ہے جبکہ اس کے لئے اس عمل کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا جمیل اختر ندوی، مولانا ارشد المدنی، مولانا شاہجہاں ندوی، قاضی احتشام الحق قاسمی، مولانا حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مولانا سلمان پالنپوری، مفتی ممتاز خاں ندوی، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا محمد فاروق درہنگوی، مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا عبد اللہ خالد لونداڑی، مولانا عبد الاحد فلاحی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا عبد التواب انادی، مولانا شمس الدین مظاہری، مولانا عقیل الرحمن قاسمی، مفتی عبد الرحیم قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، قاضی محمد ہارون مینگل، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، راشد حسین ندوی۔

مجرم کے لئے ناجائز ہونے کی ان حضرات نے عام طور سے یہی دلیل دی ہے کہ اس میں مقررہ سزاؤں سے فرار کے ساتھ ساتھ تہدلیس بھی پائی جا رہی ہے، جبکہ مظلوم کے لئے جواز کو ان حضرات نے اضطرار پر محمول فرمایا ہے، اسی لئے مولانا سلمان پالنپوری، راقم الحروف راشد حسین ندوی اور بعض دوسرے حضرات نے مظلوم کے لئے بھی صرف اس صورت میں اجازت دی ہے جب کوئی دوسرا جائز متبادل موجود نہ ہو۔

ان حضرات نے مجرم کے حق میں عدم جواز کے مندرجہ ذیل دلائل تحریر فرماتے ہیں:

”من غشنا فلیس منا - الحدیث“ (مولانا ممتاز خاں ندوی)۔

۲- شریعت مجرم کو اقرار و اعتراف کا حکم دیتی ہے، اس عمل کے بعد مقررہ سزائیں دینا ممکن نہ ہوگا: ”یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء للہ ولو علی انفسکم“ (سورۃ نساء: ۱۳۵) (قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مفتی انور علی اعظمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا راشد حسین ندوی)۔

۳- ”تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان“ (مولانا محمد ارشد المدنی، قاضی محمد کامل قاسمی، مولانا ابوسفیان مفتاحی)۔
اور مظلوم کے حق میں جواز کے مندرجہ ذیل دلائل دیئے گئے ہیں:

۱- ”من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان“ (سورہ نحل: ۱۰۶) (حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، قاضی محمد کامل قاسمی، مفتی انور علی اعظمی، مولانا نعیم اختر قاسمی)۔

۲- ”لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم“ (نساء: ۱۳۸) (مفتی ممتاز خاں ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی)۔

۳- قواعد فقہیہ ”الضرر یزال“، ”الضرورات تبیح المحظورات“ (مولانا عبد اللہ خالد لونوا واری، مولانا عبد الاحد فلاحی)۔

۴- ”الکذب مباح لإحیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسه قال الشامی: وواجب إن وجب تحصیله کما لورای معصوماً اختفی من ظالم یرید قتله أو یدانہ فالکذب هنا واجب“ (شامی ۵/۲۷۴) (مفتی عبد الرحیم قاسمی)۔

۵- ”قصۃ ابراہیم و سارۃ“ (اکال لابن الاثیر ۱/۵۷) (مولانا جمیل اختر ندوی)۔

۶- جان و مال کی حفاظت بنیادی مقاصد میں سے ہے، لہذا جب ازالہ عیب کے لئے

اس کی اجازت ہے تو بدرجہ اولیٰ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی اجازت ہوگی (مولانا شاہجہاں ندوی، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مفتی ظفر عالم ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی)۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ مجرم کا مقصد جرم کا چھپانا ہے اور مظلوم کا مقصد ظلم سے نجات حاصل کرنا ہے لہذا ”إنما الأعمال بالنیات“ اور ”الأمر بمقاصدھا“ کے تحت دونوں میں فرق ہوگا (مفتی محبوب علی وجہی، مولانا عقیل الرحمن قاسمی)۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ یہ عمل دونوں کے لئے ممنوع ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مولانا سید حسین احمد کراچی، مفتی محمد جعفر علی رحمانی، مولانا احسن عبدالحق ندوی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی قاسمی، مولانا افتخار احمد مفتاحی، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مفتی ریحان مبشر منوی، مفتی شوکت ثناء قاسمی، مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا منور سلطان ندوی۔

دونوں کے لئے اس کے ناجائز ہونے پر ان حضرات نے عموماً یہ دلیل پیش کی ہے کہ اجازت صرف ازالہ عیب کے لئے ہے، اس میں ضرورت و حاجت کا تحقق نہیں ہوتا، بلکہ تدلیس و تغیر ہے، مظلوم کے لئے دفع ظلم کے لئے ہجرت جیسے دوسرے متبادل موجود ہیں، اس کے علاوہ ان حضرات نے مندرجہ ذیل نصوص بھی پیش کئے ہیں:

۱- ”من غشنا فلیس منا“ (مسلم ۵۷/۱) (مولانا خورشید انور اعظمی، مولانا منور سلطان ندوی)۔

۲- ”لعن اللہ الواشمات“ (بخاری ۸۷۹/۲) (مفتی محمد جعفر علی رحمانی)۔

۳- ”کان رسول اللہ ﷺ یلعن القاشرة- الحدیث“ (احمد ۲۵۰/۶)۔

(مولانا سید اسرار الحق سبیلی)۔

تیسری رائے: ایک رائے مولانا عطاء اللہ قاسمی صاحب کی بھی ہے، موصوف لکھتے ہیں:

وہ شخص جسے ظالمانہ طور پر مجرم بنا دیا گیا ہو، اسی طرح وہ مظلوم جسے ظلم کا خطرہ ہو سرجری کر سکتے ہیں، اس لئے کہ دفع ظلم و شر کے لئے فقہاء نے رشوت جیسے حرام کام کی بھی اجازت دی ہے۔

ان الفاظ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک مجرم کے لئے بھی سرجری کی اجازت ہے، لیکن موصوف نے مجرم کی جو تعریف لکھی ہے اس کا خیال کریں تو ان کے نزدیک بھی یہ اجازت صرف مظلوم کو ہے۔ واللہ اعلم

جدید فقہی تحقیقات

دوسرا باب

تعارف موضوع

پلاسٹک سرجری — اسلامی نقطہ نظر

ڈاکٹر سید حسین احمد ندوی ☆

لفظ پلاسٹک Plastic یونانی لفظ Pladtikos سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کو موڑنا یا نئی شکل دینا۔ پلاسٹک سرجری سے مراد ایسی سرجری ہے جس کا مقصد جسمانی نقص کی اصلاح ہو، خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کا نتیجہ، یا پھر اعضاء کی شکل میں تبدیلی کر کے اس کے حسن و جمال اور جذب و کشش میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔

پلاسٹک سرجری کی تاریخ

پلاسٹک سرجری کی اصطلاح اگرچہ پہلی مرتبہ ۱۸۱۸ء میں Von Graefe نے استعمال کی لیکن یونانی قدیم زمانہ سے ہی طب کی ایک شاخ کے طور پر متعارف رہا ہے، مورخین کا خیال ہے کہ پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں مصری ڈاکٹروں کو اولیت کا شرف حاصل ہے، چنانچہ Smith Papyrus Edwin جو تقریباً تین ہزار سال قبل لکھی گئی اس میں چہرہ سے متعلق عمل جراحی کی تفصیل موجود ہے، خاص طور پر جڑے اور ناک کے فریکچر سے متعلق، اس زمانہ کے اعتبار سے یہ تفصیلات انتہائی ترقی یافتہ اور متاثر کن ہیں۔ اس سلسلہ میں دوسرے نمبر پر ہندوستان کا نام آتا ہے جہاں اس فن نے کافی ترقی کی، سنسکرت کی بعض کتابیں جو ۲۶۰۰ ق م میں لکھی گئیں، ان میں ناک، کان اور زبان کی سرجری کا ذکر کافی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

ہندوستان اور اس کے قرب و جوار میں اس فن کے پھلنے پھولنے کی اہم وجہ وہاں کے مخصوص حالات تھے جس نے اس فن کو ضرورت بنا دیا تھا، اس طرح کہ وہاں شکل کا بگاڑ دیا جانا، خاص طور پر ناک کا کاٹا جانا بڑا ہی عام تھا، یہ کام لٹیروں اور ڈاکوؤں کے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی عدالت بھی کرتی تھی، جن کی معروف سزاؤں میں مجرم کا عضو تناسل، ناک یا کان کاٹ دیا جانا شامل تھا۔ اس کی وجہ سے ہندوستان میں پلاسٹک سرجری کے میدان میں کافی تجربات ہوئے جس سے اس فن کو زبردست فروغ ملا، چنانچہ Sushruta کے ہندو مصنف نے پلاسٹک سرجری کی تکنیک کو کافی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کی بیان کردہ تکنیکوں میں بعض وہ ہیں جو کچھ عرصہ قبل تک استعمال ہوتی رہی ہیں، ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تحریر ۶۰۰ ق م سے ۴۰۰ ق م کے دوران کی ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں اس فن نے قدیم زمانہ میں کتنی ترقی کی تھی۔

ہندوؤں کی پلاسٹک سرجری سے متعلق یہ تکنیک دیگر ممالک تک پھیلی یا سر بستہ راز کی حیثیت سے ہندوستان تک ہی محدود رہی، اس سلسلہ میں کچھ کہنا مشکل ہے، البتہ یہ بات ثابت ہے کہ طبی معلومات میں ہندوستان اور یونان کے درمیان اشتراک سکندر کے ہندوستان پر حملہ سے کافی پہلے شروع ہو چکا تھا، یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ مختلف یونانی اور رومی اطباء نے چہرہ کے مختلف عیوب کی اصلاح کا جو طریقہ بیان کیا ہے وہ بالکل وہی ہے جو Sushruta میں درج ہے۔

Aulus Cornelius جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے زمانہ کا بہت ہی معروف طبیب اور مصنف تھا اس نے اپنی کتاب Demedina میں کئی ہونئی زبان، کان اور ناک کی درستگی کا جو طریقہ درج کیا ہے وہ وہی ہے جو ہندوستانی اطباء اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس طرح بینز نطینی حکومت کا طبیب خاص Oribasius جس نے Synagogue Medica کے نام سے طبی انسائیکلو پیڈیا مرتب کی ہے، اس میں دو ابواب چہرہ کی پلاسٹک سرجری سے متعلق ہیں، اس پر بھی ہندوستانی تکنیک کی گہری چھاپ ہے، لہذا ہندوستانی تکنیک کی

مغرب میں راست منتقلی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس کے اثر و نفوذ سے انکار نہیں کیا جاسکتا، البتہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ فن عربوں کے یہاں متعارف نہیں تھا یا پھر بالکل ابتدائی شکل میں تھا، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں عرفجہ بن اسعد نے اپنی کٹی ہوئی ناک کی جگہ مصنوعی ناک لگوائی جو ابتداء چاندی کی تھی اور پھر بعد میں سونے کی لگائی جب کہ اس سے کافی پہلے ناک کی حقیقی شکل میں تیاری و تنصیب کا فن وجود میں آچکا تھا۔

پلاسٹک سرجری کی تکنیک میں غیر معمولی پیش رفت کے باوجود اسے طب کے دیگر شعبوں کی طرح قبول عام حاصل نہ ہوسکا، اس کا نتیجہ تھا کہ بیسویں صدی کے آغاز تک گئے چنے اطباء ہی اس میدان میں کام کر رہے تھے۔ اسے مقبول عام بنانے میں ڈاکٹر V.P. Blair کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ عالمی جنگ کے دوران غیر معمولی آپریشن کئے اور اس کی تصویریں شائع کرائیں جس سے لوگوں کو اس کی افادیت کا احساس ہوا اور اس کے نتیجہ میں اطباء اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ ڈاکٹر بلیر کے اہم کارناموں میں پہلی عالمی جنگ کے دوران امریکی ملٹری ہسپتال میں پلاسٹک سرجری کے مستقل شعبہ کا قیام بھی ہے جس کے بعد برطانیہ، فرانس، کناڈا اور دیگر ممالک میں اس طرح کے شعبے قائم ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں Microsurgery کے آغاز سے ماڈرن پلاسٹک سرجری کا آغاز ہوا اور اس کی مقبولیت اتنی بڑھی کہ صرف امریکہ میں میڈیکل بورڈ کے مصدقہ ڈاکٹروں کے ذریعہ ہر سال اس طرح کے ڈھائی ملین آپریشن کئے جانے لگے، فلمی ستاروں کی مقبولیت، مقابلہ حسن میں شرکت اور کلب آرڈے سے منسلک لوگوں کی نقل کے جنون کی وجہ سے آج طب کا یہ شعبہ سب سے زیادہ مقبول شعبہ بن چکا ہے۔

پلاسٹک سرجری کی قسمیں

پلاسٹک سرجری عام سرجری کا ہی ایک جزء ہے جس کے تحت جسمانی عیوب و نقائص کی اصلاح کی جاتی ہے، چونکہ اس طرح کے مریضوں کی تعداد عام طور پر زیادہ نہیں ہوا کرتی اس وجہ

سے عرصہ تک یہ کام عام سرجن ہی کرتے رہے، جنگ عظیم کے موقع سے جنگ کی وجہ سے پہلی بار اس طرح کے مریضوں کی تعداد کافی بڑھ گئی جس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کے نام سے مستقل شعبہ کا قیام عمل میں آیا اور یہ شعبہ ڈاکٹروں کی توجہ کا مرکز بنا، البتہ دوسری جنگ عظیم کے کچھ دنوں کے بعد پلاسٹک سرجری کا کاروبار کافی حد تک محدود ہو گیا، کیونکہ مریضوں کی تعداد کافی کم ہو گئی، اس نے پلاسٹک سرجری کے شعبوں خاص طور پر اس کے لئے قائم شدہ پرائیویٹ کلینکوں کے وجود پر سوالیہ نشان لگا دیا۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری میں نئے شعبے کو متعارف کرایا گیا جس کا مقصد انسان کے خارجی حسن میں اضافہ کرنا ہے، یہ شعبہ کافی مقبول ہوا، خاص طور پر فلمی ستاروں کی مقبولیت، مقابلہ حسن کا مختلف سطح پر انعقاد اور کلب آرپ سے منسلک افراد کی نقالی کے رجحان نے اسے بہت زیادہ منافع بخش کاروبار بنا دیا، اس طرح پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہو گئیں:

Reconstructive-۱

اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا یا کسی عضو کی کارکردگی میں اضافہ کرنا ہے۔

Cosmetic یا Aesthetic-۲

اس کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کر کے انسان کو حسین، پرکشش اور جاذب نظر بنانا ہے۔

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار انسان کا سارا جسم ہے اس طرح کہ کسی بھی عضو کے بیرونی نقص یا عیب کی اصلاح میں اس سے مدد لی جاسکتی ہے، البتہ آج کل یہ درج ذیل چیزوں کے لئے کافی معروف ہے:

- ۱- پیٹ، پیٹھ، کمر، کولہا، اور ٹھوڑی وغیرہ کے پاس مقامی طور پر سن کر کے زائد چربی کو زائل کر کے دبلا اور چھریا بننے میں مدد دینا۔
- ۲- گال، ٹھوڑی، ہونٹ اور پستان کو حسب طلب بڑا یا چھوٹا کرنا۔
- ۳- عضو تناسل کو بڑا کرنا۔
- ۴- حمل کی وجہ سے لٹک جانے والے پیٹ کو درست کرنا۔
- ۵- جسم کی ڈھیلی کھال کو چست کرنا، خاص طور پر چہرہ کی جھریوں کو دور کرنا۔
- ۶- ناک، کان اور گردن کو خوبصورت شکل دینا۔
- ۷- آنکھ کے گرد سیاہ حلقے، دھبہ یا شمن کو دور کرنا۔
- ۸- ڈھلک جانے والی پلکوں کو درست کرنا۔
- ۹- سر کے پچھلے حصے سے بال سامنے منتقل کر کے جزوی یا کلی گنجاپن کا علاج کرنا۔
- ۱۰- جلد کو گورا کرنا۔
- ۱۱- بھنوں، پلک یا ہونٹ وغیرہ پر پرمائنٹ میک اپ کرنا۔

پلاسٹک سرجری کی تاریخ

پلاسٹک سرجری کی تاریخ کے بارے میں شہادت چار ہزار سال پہلے کی ملتی ہے، لیکن ہندوستان میں نو تشکیلی (Reconstructive) سے متعلق سرجری کا عمل ۸۰۰ قبل مسیح میں رائج تھا۔

پلاسٹک کا لفظ یونانی لفظ پلاستی کوز سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے بنانا یا تشکیل دینا۔ بیشتر مورخین نے پلاسٹک سرجری (عمل جراحی) کے اصولوں کا خلاصہ مصر کے پانچہ مخطوطات (پاپیری) اور قدیم ہندوستان کے سنسکرت مخطوطات میں سے کیا ہے۔

ان مخطوطات میں ہونٹ، ناک اور کان کو درست کرنے کی عکاسی کی گئی ہے اور اس کے لئے متعدد طریقے استعمال کئے گئے ہیں، سخت چیز سے دباؤ ڈالنے سے لے کر غیر روایتی اپنے ہی جسم سے پیوند کاری کا عمل شامل تھا۔

۱۸۱۸ء تک ناک کی سرجری شروع نہیں ہوئی تھی، اس کے چند سالوں بعد یہ جدید دور میں متعارف ہوئی۔

امریکہ میں ڈاکٹر جان پیٹر میٹھیوز کو سب سے پہلا ممتاز پلاسٹک سرجن خیال کیا جاتا تھا جس نے پلاسٹک سرجری کی تاریخ کو تفصیل سے بیان کیا، اصلاحی عمل جراحی کو بھی ۱۷ ویں صدی کے آخر میں امریکن میڈیکل سوسائٹی کی تائید حاصل ہوئی۔

امریکہ کے اس سرجن نے آلات جراحی کا استعمال کرتے ہوئے شمالی امریکہ میں پہلی بار ۱۸۲۷ء میں تالو میں شکاف کی سرجری کا عمل انجام دیا، پہلی جنگ عظیم نے بھی پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔

جنگ کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کو گہرے زخم آئے اور کئی کے چہرے جھلس گئے اور ان کا علاج ان عظیم پلاسٹک سرجنوں کے ذریعہ کیا گیا جنہوں نے پلاسٹک سرجری کی تاریخ میں ایک نیا باب رقم کیا، جدید ترین جنگی ہتھیاروں سے انسانی جسم اور اعضاء کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ بھی پلاسٹک سرجری کا خاصہ ہے۔

متعدد طبی ماہرین نے پلاسٹک سرجری کی تاریخ کا تعین کرنے کی بابت خود کو وقف کر دیا اور جنگ میں زخمی ہونے والے افراد کے علاج کے لئے سرجری کے جدید طریقے وضع کئے۔

بعد کے دور میں جمالیاتی سرجری کا دور شروع ہوا جس کی توجہ مریض کی ظاہری شباهت کو بہتر بنانے پر مرکوز ہوتی ہے، ۱۹۳۱ء میں امریکن سوسائٹی برائے پلاسٹک و ٹوٹیکلی سرجنری کے نام سے ایک انجمن قائم ہوئی جس کا دیگر تنظیموں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اس سوسائٹی کو اپنی سابقہ عظیم خدمات اور امریکن بورڈ آف سرجنری کی جانب سے تسلیم کئے جانے پر بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

اس ادارہ نے امریکہ میں پہلا امتحان برائے قابلیت جراحی منعقد کیا اور دیگر تنظیموں کے ساتھ پلاسٹک سرجری کی تاریخ کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ جدید ترین اور مقبول سرجری کا دور ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء میں شروع ہوا، پلاسٹک سرجنوں کو ان کی بیش بہا خدمات کے لئے اعزازات اور انعامات سے نوازا گیا۔ ماضی کے متعدد سالوں میں لوگوں میں پلاسٹک سرجری کے تجربات اور عمل کی بابت کافی بیداری پیدا ہوئی ہے۔

ابرو کی درستگی کے لئے پلاسٹک سرجری کا عمل

اسے پیشانی کی اصلاح کا عمل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بہترین طبی عمل ہے جس سے آنکھوں کے گرد و پیش کی جلد اور حلقہ پر کشش اور وکس ہو جاتے ہیں۔ عمل جراحی کے ذریعہ جھریاں اور پھیلے ہوئے نقوش درست کر دئے جاتے ہیں اور جھکی ہوئی ابرو بھی چست ہو جاتی

ہے، جھکی ہوئی ابرو کے سبب مریض تھکا ہوا اور اس دکھائی دیتا ہے۔

اس طبی عمل کے ذریعہ اعصاب اور خلیہ جات جن سے جھریاں اور خمیدگی پیدا ہوتی ہے بدل دیئے جاتے ہیں یا انہیں نکال دیا جاتا ہے، اس سے ابرو بہتر ہو جاتی ہے، جھریاں کم ہو جاتی ہیں اور پیشانی ملائم ہو جاتی ہے۔

پلاسٹک سرجری میں روایتی عمل جراحی کو بروئے کار لایا جاتا ہے جس میں شلنگ دکھائی نہیں دیتی، اسے عقب سے پورا کر دیا جاتا ہے یا پھر انڈوسکوپ (وہ آلہ جس سے اندرونی کیفیت کا معائنہ کیا جاتا ہے) کے ذریعہ یہ عمل کیا جاتا ہے۔

اس عمل جراحی کے بڑے حیرت انگیز نتائج سامنے آئے ہیں، مثلاً ابرو زیادہ سبک ہو جاتی ہے اور پیشانی کی جلد بہتر اور بہت پر کشش ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی پلاسٹک سرجری مندرجہ ذیل چیزوں کے لئے بے حد کارگر ہے۔

ابرودرست کرنے کی پلاسٹک سرجری عام طور پر ۴۰ اور ۶۰ سال کی عمر کے دوران کی جاتی ہے، تاکہ بڑھتی عمر سے ظاہر ہونے والے اثرات کو کم کیا جاسکے، اس سرجری سے ایسے لوگوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے جن کو ذہنی کشیدگی (ٹینشن)، دباؤ اور اعصابی کارکردگی کے سبب جھریاں اور کھینچاؤ نمایاں ہو جاتے ہیں، یا جن لوگوں کو موروثی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، یا جیسے جھریاں یا ہلکی یا بھاری ابرو جو ناک پر جھکی ہو، اس عمل جراحی کے ذریعہ انہیں درست اور پر کشش بنایا جاسکتا ہے۔ یہ عمل چہرہ کو پر کشش بنانے کے لئے پلاسٹک سرجری کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے تاکہ چہرہ پر ملائمت نمایاں ہو، ایسے مریض جو بالوں سے محروم ہوں یا اوپری ہونٹ خراب ہو جائیں یا بالوں کی کمی ہو وہ پلاسٹک سرجری سے پیشانی اور ابرو کو پر کشش بنا سکتے ہیں۔

ابرودرنگی کی پلاسٹک سرجری کے لئے خاکہ

جو شخص پیشانی کی جلد اور ابرو کو بہتر بنانے کی خاطر کسی پلاسٹک سرجن سے مشورہ کرتا ہے، اسے چہرہ، ہڈیوں اور اندرونی جلد کے بارے میں تشخیص کرانی ہوگی۔

مریض سے گفتگو کے دوران پلاسٹک سرجن پلاسٹک سرجری کے اثرات کا اندازہ کرے گا، اور ان چند طبی مشکلات و مسائل سے مریض کو آگاہ کرے گا جو طبی عمل کے دوران یا اس کے بعد ظاہر ہو سکتے ہیں، جیسے ہائی بلڈ پریشر جو غیر محدود ہوتا ہے، خون کے چپکتے (انجماد) یا بڑے بڑے نشان پڑ جاتے ہیں، پلاسٹک سرجن مریض کو بعض اہم حقائق اور مسائل سے بھی باخبر کرے گا اور اسے کچھ ہدایات دے گا۔

ابرو کو بہتر بنانے کی پلاسٹک سرجری سے پیدا ہونے والے خطرات یا پیچیدگیاں ابرو کی درستی کے لئے پلاسٹک سرجری جو احتیاط سے انجام دی گئی ہو اس میں بہت کم خطرات یا چھوٹی یا معمولی پیچیدگیوں کا اندیشہ ہوتا ہے، لہذا مریض کو ایسے سرجری عمل سے قبل ان کی بابت غور کر لینا چاہئے۔

متعدد کیسوں میں اعصاب جو ابرو کی حرکات کو سہارا دیتے ہیں ایک سمت یا دونوں طرف سے مجروح ہو جاتے ہیں، جس سے ابروؤں کو اٹھانے یا پیشانی کو سکڑنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

ایسی صورت میں ایک مستند پلاسٹک سرجن اس کی اصلاح کے لئے مزید عمل سرجری کا مشورہ دیتا ہے، ابرو کی پلاسٹک سرجری کے بعد جو دیگر پیچیدگیاں ظاہر ہوتی ہیں ان میں خون کا ضائع ہونا، چہرے کے تاثرات کا ختم ہو جانا، متعدی اور چوڑے نشانات شامل ہیں۔

ٹھوڑی کی پلاسٹک سرجری

اس نوع کی پلاسٹک سرجری مینٹو پلاسٹی کے نام سے معروف ہے، یہ عمل جراحی ٹھوڑی کی تشکیل نو کے لئے کیا جاتا ہے، ہڈی کو کاٹ کر یا پھر پیوند کاری کے ذریعہ ٹھوڑی کو پیوست کیا جاتا ہے۔

ٹھوڑی کی بناوٹ ناک کی صحیح بناوٹ پر منحصر ہے بعض کیسوں میں ٹھوڑی کے عمل جراحی

سے چہرہ کو زیادہ توانائی ملتی ہے۔

ٹھوڑی کی بناوٹ سے چہرہ کو یکسانیت حاصل ہوتی ہے اور انسان کی ظاہری نمود پر اثر انداز ہوتی ہے، لہذا ناک کی شکل اور سائز پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

لیکن اکثر لوگ ٹھوڑی کے بارے میں زیادہ فکر نہیں کرتے بعض لوگوں کے لئے کمزور یا دوہری ٹھوڑی بھی ان کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتی۔

لہذا ماہر پلاسٹک سرجن جو ناک کی درستگی پر توجہ مرکوز کرتے ہیں، وہ مریض کو مشورہ دیتے ہیں کہ ٹھوڑی کی ساخت اور سائز میں تبدیلی سے چہرہ کے متناسب ہونے میں مدد ملے گی۔

مریض اور پلاسٹک سرجن کے باہمی رابطہ سے سرجری دشوار نہیں رہتی، پلاسٹک سرجری کے عمل کے دوران بہتر صحت اور عملی طور پر پر امید ہونے سے اس عمل میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔

ٹھوڑی کی پیوند کاری کے ذریعہ چہرہ کو پرکشش بنایا جاسکتا ہے، ایک سبک ٹھوڑی کی بناوٹ میں ہڈیوں کی حرکات بھی پلاسٹک سرجری سے درست کی جاتی ہیں۔ اس نوع کی سرجری کے ذریعہ آگے کوٹنگی ہوئی ٹھوڑی یا زیادہ نمایاں ٹھوڑی یا چھوٹی سی ٹھوڑی کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

اس طبی عمل میں عموماً اضافی چربی رکھنے والے خلیے کو نکال دیا جاتا ہے، ٹھوڑی کو نئی شکل دی جاتی ہے یا پھر مریض کی گردن کی ساخت کو درست کیا جاتا ہے، اکثر کیسوں میں جبڑے کی ساخت میں کوئی پیدائشی نقص بھی اس کا باعث ہوتا ہے، لہذا جبڑے پر عمل جراحی کے ذریعہ چہرہ کی ساخت کو بہتر بنایا جاتا ہے۔

چونکہ مریض ایسی جراحی جمالیاتی مقاصد کے تحت کراتے ہیں، لہذا ایک تجربہ کار اور مستند سرجن کا ہونا بے حد ضروری ہے، سب سے پہلے معالج جبڑے اور ٹھوڑی کا پوری طرح معائنہ اور جانچ کرے گا اور مسئلہ کو سمجھ کر اس کے بعد مریض کو کوئی مشورہ دے گا۔ بعض اوقات سرجن اس نوع کی سرجری کا مشورہ دے گا تاکہ ناک کی ساخت کو بہتر بنایا جاسکے، ایک چھوٹی سی ٹھوڑی ناک کو طویل ظاہر کرتی ہے۔ پلاسٹک سرجن ان عوامل کو بھی پیش نظر رکھے گا جو عمل جراحی پر

اثر انداز ہوتے ہیں، مثلاً عمر، نفسیاتی عوامل اور جلد کی ساخت وغیرہ۔

آخر میں مریض کو ٹھوڑی کی پلاسٹک سرجری کے مناسب تخمینہ اور امکانات سے باخبر کیا جاتا ہے، اگر مریض نے سرجری کرانے کا فیصلہ کر دیا ہے تب پلاسٹک سرجن ایسے عمل جراحی کی سہولت، خطرات اور اخراجات، طریقہ کار اور بے ہوشی کے عمل کی بابت بتائے گا، ٹھوڑی کی پلاسٹک سرجری نہ صرف ظاہری بلکہ جسمانی فوائد کی بھی حامل ہے۔

کان کی پلاسٹک سرجری

کان کی سرجری کو اوٹو پلاسٹی بھی کہا جاتا ہے، اس سرجری کے ذریعہ کانوں کے سائز کو کم کیا جاتا ہے، اسے ایئر پیننگ (Ear Pinning) بھی کہا جاتا ہے۔

اس عمل جراحی سے مریض کی ظاہری شباهت اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے، کانوں کی یہ سرجری عموماً ۴ سال سے لے کر ۱۴ سال کی عمر کے مریضوں پر کی جاتی ہے، بڑی عمر کے لوگوں پر بھی یہ عمل کیا جاتا ہے اور زیادہ عمر کے سبب اس سرجری کے کوئی مضر اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔ کانوں کی پلاسٹک سرجری بگڑی ہوئی ساخت یا آگے کو نکلے ہوئے کانوں کی درستگی کے لئے کی جاتی ہے، ان عیوب کی وجہ سے مریض نفسیاتی پیچیدگی اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔

کانوں کی مختلف قسم کی پلاسٹک سرجری

کانوں کی پلاسٹک سرجری کی متعدد اقسام ہیں جنہیں تجربہ کار اور مستند پلاسٹک سرجن انجام دیتے ہیں، کانوں کی پلاسٹک سرجری کا انحصار ہر مریض کے احوال پر ہوتا ہے، یہ سرجری کانوں کو درست کرنے اور جمالیاتی کشش کے مد نظر بھی کی جاتی ہے، اس سے مندرجہ ذیل خرابیاں دور کی جاسکتی ہیں: لمبے کان، چھوٹے کان، گول انداز کے کان، مڑے ہوئے کان، گھٹی جیسے کان، آگے کو نکلے ہوئے کان۔ کانوں کی تشکیلی سرجری کے ذریعہ ایک ڈاکٹر کان

کے ضائع ہو جانے والے اجزاء کو بھی دوبارہ جوڑ سکتا ہے، مریض سے مشورہ کر کے سرجن اس قسم کا طبی عمل انجام دے سکتا ہے۔

پلاسٹک سرجری کے اس عمل کے متوقع مریض

یہ جمالیاتی پلاسٹک سرجری عموماً ۵ سال سے چودہ سال کی عمر کے بچوں پر کی جاتی ہے، اس میں عمر کے مطابق کانوں کی ساخت بنائی جاتی ہے، یہ جراحی مریضوں میں احساس کمتری اور اذیت کا احساس دور کرنے کے لئے بھی کی جاتی ہے، دراصل بڑی عمر کے ایسے مریض جن کے کان کی لوئیں لمبی ہو جاتی ہیں یا جن کے بڑے اور آگے کو نکلے ہوئے کان ہوتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین سرجری ہے۔

کانوں کی پلاسٹک سرجری کا عمل

بچوں پر بے ہوشی کے عام طبی عمل کے ذریعہ اور بڑی عمر کے مریضوں پر ہلکے اور تسکین دہ عمل بے ہوشی کے بعد کانوں کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، ایک تجربہ کار پلاسٹک سرجن کان کے عقبی حصے میں ایک شگاف کر کے کرکری ہڈی کو نمایاں کر کے عمل جراحی انجام دیتا ہے۔ اس ہڈی کو ایک نئی ساخت دی جاتی ہے اور کھال کو ہٹا کر کان کو سر کے موزوں حصہ سے جوڑ دیا جاتا ہے، اور ٹانگے لگا دیئے جاتے ہیں، کانوں کی جمالیاتی سرجری میں ایک سے دو گھنٹے کا وقت لگتا ہے، یہ سرجری کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے۔

کانوں کی پلاسٹک سرجری میں خطرات اور پیچیدگیاں

کان میں خون کا انجماد، کرکری ہڈی میں انفیکشن، مواد وغیرہ پڑنا، ٹانگوں کا ڈھیلا پڑ جانا، کانوں کی ضرورت سے زیادہ اصلاح ہونا۔

یہ غیر معمولی پیچیدگیاں ہیں جن سے مریض دواؤں کے باضابطہ استعمال یا سادہ طبی

عمل کے ذریعہ راحت پاسکتا ہے، کانوں کی ہر دو قسم کی سرجری کے لئے مریض کو ایک تجربہ کار اور مستند پلاسٹک سرجن سے رابطہ قائم کرنا چاہئے تاکہ اس کی سرجری سے جو خطرات اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں انہیں کم کیا جاسکے۔

پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری

پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری کو بے فارو پلاسٹری بھی کہا جاتا ہے، بالائی اور نچلے پپوٹوں کی چربی، کھال اور عصبی پھیلاؤ کو روکنے کے لئے یہ سرجری بے حد مفید ہے، پپوٹوں کے قبل از وقت خراب اور کمزور ہوجانے کے عمل کو روکنے کے لئے یہ ایک عام قسم کی سرجری ہے، لیکن یہ آنکھوں کے نیچے کالے دھبے ختم کرنے، جھریوں کو ہٹانے اور ڈھیلی ہونے والی ابرو کو اٹھانے میں معاون نہیں ہوتی۔

پپوٹوں کی سرجری دیگر عمل جراحی مثلاً چہرے کو پرکشش بنانے یا ابروؤں کو ابھارنے کے ساتھ کی جاتی ہے، تنہا بھی یہ سرجری کی جاسکتی ہے۔ اس نوع کی سرجری مندرجہ ذیل خرابیوں میں بے حد مفید ہے:

پپوٹوں کی سرجری مریض کی خود شناسی کو فروغ دینے اور ظاہری شبابہت نکھارنے میں مفید ہے، لیکن اس سے مریض کی آنکھوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، اس نوع کی پلاسٹک سرجری کرانے سے قبل مریض کو اس کے بارے میں اچھی طرح غور کرنا چاہئے اور کسی ماہر پلاسٹک سرجن سے مشورہ کر لینا چاہئے۔

اس قسم کی سرجری ان ہی مردوں اور عورتوں کو کرانی چاہئے جو توانا، حقیقت پسند اور جسمانی طور سے مضبوط ہوں۔ اکثر افراد جو ۳۵ سال سے زیادہ عمر کے ہیں وہ پپوٹوں کی پلاسٹک سرجری کراتے ہیں کیونکہ عمر بڑھنے کے ساتھ جلد کی لچک بھی بڑھ جاتی ہے، متعدد طبی مسائل اس سرجری کو کافی سنگین بنا دیتے ہیں، مثلاً ہائی بلڈ پریشر، آنکھوں کی خشکی، شوگر، دل کی بیماریاں، دوران خون کی مشکلات اور تھائی رائیڈ کے مسائل وغیرہ۔

پیوٹوں کی پلاسٹک سرجری کا طریقہ

اس طبی عمل کے دوران پلاسٹک سرجن پیوٹوں کی عمومی لائنوں کے ساتھ شگاف لگاتا ہے، یہ پیوٹوں کے اوپری حصے کی جھریوں اور نچلے پیوٹوں کی پلکوں میں لگایا جاتا ہے، سرجن غلیوں اور موٹے اعصاب کو متمیز کر کے فاضل چربی کو نکال دیتا ہے، پھر جلد اور جھکے ہوئے پٹھوں کو کم کرتا ہے اور شگاف کو درست کرتا ہے۔

اس نوع کی سرجری میں غیر یقینی صورت حال اور پیچیدگیاں

پیوٹوں کی پلاسٹک سرجری کرانے والے شخص کو کسی ماہر سرجن سے آپریشن کرانا چاہئے، اس میں پیچیدگی کے کم امکانات ہوتے ہیں، اگر سرجری کا عمل صحیح ڈھنگ سے انجام نہیں دیا گیا تو مریض کو پیچیدگیوں کا شکار ہونا پڑے گا، مثلاً انفیکشن یا بے ہوشی کی دوا کے مضر اثرات سرجری سے پہلے اور اس کے بعد سرجن کی ہدایات پر عمل کر کے مریض ان پیچیدگیوں سے بچ سکتا ہے، اس نوع کی سرجری میں دیگر خطرات بھی لاحق ہو سکتے ہیں، جیسے زخم کے بھرنے میں غیر معمولی سست رفتاری، نگاہ کا متاثر ہونا، دھند یا آنکھوں کے سامنے دھبے آنا، اس کے علاوہ بھی مریض کو بعض دیگر خطرات سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔

لبوں (ہونٹوں) کی پلاسٹک سرجری

اس قسم کی سرجری سے اچھا اور گدا زلب بنایا جاسکتا ہے، یہ سرجری منہ کے ارد گرد ہونے والی جھریوں کو مٹاتی ہے، چربی گھٹاتی ہے اور مریض کے جسم کے دوسرے حصوں سے کولاجن انجکشن ہونٹوں میں لگائے جاتے ہیں۔

جسم کولاجن اور چربی کو سیال بناتا ہے، حیرت انگیز نتائج کے حصول کے لئے اس طبی عمل کو جاری رہنا چاہئے۔

ایلوڈرم اور سافٹ فارم سے دیرپا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہونٹوں کو خوشنما بنانے

کے لئے لیزر کے ذریعہ ہونٹوں کو تروتازہ بنانا ایک اور متبادل ہے، جو قدرتی کولاجن کو لوچیدار بناتا ہے اور ہونٹوں کے نیچے کے خلیوں میں لچک پیدا کرتا ہے۔

طریقہ کار

قدرتی یا مخلوط مادہ اور مریض کے جسم کی چربی کی مریض کے لبوں میں پیوند کاری کی جاتی ہے یا انجکشن کے ذریعہ اندر پہنچایا جاتا ہے، پلاسٹک سرجن ہونٹ میں صرف ایک انجکشن لگاتا ہے، جو مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے، یہ انجکشن وقتاً فوقتاً لگایا جانا چاہئے۔

چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری

جو عورتیں مختلف قسم کی پلاسٹک سرجری کی خواہاں ہیں ان کے لئے چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری ایک مفید طریقہ ہے۔ چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری میں چھاتیوں کا حجم کم کرنا، چھاتیوں کو ابھارنا اور بڑھانا وغیرہ شامل ہیں، چھاتیوں کو کم کرنے یا ان کی بناوٹ میں تبدیلی کے لئے پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے۔

چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری کی مختلف اقسام

چھاتیوں کو گھٹانا

اس طریقہ جراحی کے ذریعہ چھاتیوں سے فاضل ریشے اور خلیے ہٹا دیئے جاتے ہیں، اس نوع کی پلاسٹک سرجری کے بعد مریض عورتیں اور مرد گردن اور پشت میں درد محسوس کرتے ہیں، حرکات میں کمی ہو جاتی ہے اور وسیع پیمانے پر داغ پڑ جاتے ہیں۔

چھاتیوں کی سرجری کے عمل میں فاضل ریشے ہٹانا، جلد میں بڑے شگاف اور زخموں کو بند کرنا اور گھنڈی (نیل) کو بدلنا شامل ہے۔

پلاسٹک سرجری کے جدید طریقہ میں لیپوسکشن کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے جس سے

مریض جلد صحت یاب ہو جاتا ہے اور جلد پر بہت کم یا بالکل نشان نہیں پڑتے۔
مریض کو اس سلسلے میں متبادل طریقے جو دستیاب ہیں اور جراحی کے بعد مطلوبہ نتائج یا
خطرات کے بارے میں پلاسٹک سرجن سے مشورہ کرنا چاہئے۔

چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری میں خطرات اور پیچیدگیاں
انفکشن، ہیمیرج (جریان خون)، موت، مستقل نشانِ رداغ پڑ جانا، طریقہ بے ہوشی
کا استعمال۔

چھاتیوں کو بڑھانا

بیوند کاری کے ذریعہ خواتین اپنی چھاتیوں کو مطلوبہ سائز یا ساخت دے سکتی ہیں، اس
پلاسٹک سرجری میں جمالیاتی اور نئی ساخت فراہم کرنے کی سرجری شامل ہے اس کے لئے
ماسٹیک ٹومی کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔

حفاظت اور مناسب شبیہ فراہم کرنے کے لئے طبی عمل میں سیلانجکشن لگایا جاتا
ہے، اس نوع کی پلاسٹک سرجری میں متعدد جدید ترین آلات جراحی کے ساتھ سیلانج اور سلی کون
کا بھی عام استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ سرجری جمالیاتی سرجری تسلیم کی جاتی ہے اور عمل جراحی سے قبل مریض پر بے ہوشی کا
عمل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مریض پلاسٹک سرجری کی پیچیدگیوں اور خطرات سے بچنا چاہتا ہے تو
اسے کسی ماہر پلاسٹک سرجن سے رجوع کرنا چاہئے اور ضروری و متعلقہ کاغذات اس کے ساتھ
رکھنے چاہئیں۔ اگر چھاتیوں کے فروغ کی پلاسٹک سرجری ناکام ہو جاتی ہے تو چھاتیوں کو دوبارہ
جوڑنا یا ان کی سابقہ ہیئت اور ساخت کو بحال کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس سرجری سے لوچ اور
لچک پیدا ہوتی ہے اور مریض کی ظاہری شبابہت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

چھاتیوں کو بڑھانے کی پلاسٹک سرجری کے خطرات اور پیچیدگیاں
درد ہونا، جلد کا پھٹنا، بد ہیئت ہو جانا، انفیکشن اور ایک کیفیت جسے کپسولر کونٹریکچر
کہا جاتا ہے۔

چھاتیوں کی افزائش

جوان دکھائی دینے اور بھاری جم کی چھاتیاں رکھنے کے شوقین مریض اس نوع کی
پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، مریض مسٹوپکسی کے ذریعہ بھی متعدد فوائد حاصل کر سکتا ہے، اس
سے ڈھیلی چھاتیاں بہتر ہو جاتی ہیں اور ان کی ساخت بھی درست ہو جاتی ہے۔

مرد اور عورتیں اس قسم کی پلاسٹک سرجری کرواتے ہیں اور امریکہ میں یہ بہت مقبول
ہے یہ سرجری ایسے مرد اور عورتیں کراتے ہیں جو ذہنی اور نفسیاتی طور پر ٹھیک ہوتے ہیں اور اس
سرجری سے انہیں بہتر نتائج کی امید ہوتی ہے، وہ خواتین جن کی بڑھتی عمر، حمل، مونا پے وغیرہ کی
وجہ سے چھاتیاں ڈھل جاتی ہیں وہ بھی اسی پلاسٹک سرجری کا سہارا لیتی ہیں۔

اس سرجری سے واقع ہونے والے خطرات اور پیچیدگیاں
نشان پڑ جانا، جلن ہونا، خون جاری ہونا، پیلا پڑ جانا، بے ہوشی کی دوا کا استعمال،
وائر۔

مہاسے اور پھنسیوں کے لئے پلاسٹک سرجری

آج کل بہت سے لوگ ہیں جن کے سخت یا ملائم مسے ہو جاتے ہیں، ہلکے قسم کے مسوں
کا علاج ہو جاتا ہے لیکن سخت قسم کے مسے علاج کے بعد جسم پر اپنے نشانات چھوڑ جاتے ہیں، لہذا
ان سخت مسوں اور ان کے نشانات مٹانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی ضرورت پیش آتی
ہے۔ مسوں کا غیر جراحی علاج بھی ہے، مثلاً کیمیکل ادویہ کے ذریعہ انہیں مٹا دینا وغیرہ۔ جو مریض

سخت مسوں یا ان کے نشانات کا شکار ہیں ان کے لئے چہرہ کی پلاسٹک سرجری بہتر علاج ہے، جس سے مریض کی جلد کی جمالیاتی شبیہ بحال ہو جاتی ہے۔ مخصوص قسم کے لوشن کریم اور جیل اور مخصوص نوعیت کی دواؤں کے استعمال سے ہلکے سے ٹھیک ہو جاتے ہیں، لیکن گہرے سے کے نشانات مٹانے کے لئے پلاسٹک سرجری سے جلد اور بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

وہ حاملہ خواتین جن کے گہرے سے ہیں ان پر یہ عمل جراحی نہیں کیا جانا چاہئے، سے ہٹانے کے کیمیائی طریقہ علاج میں بہت سے محلول استعمال کئے جاتے ہیں جن میں تیزابی مادے بھی ہیں جو مسوں کو مٹانے میں معاون ہوتے ہیں۔ اس علاج کے بعد اس کے اثرات بھی ہوتے ہیں، مثلاً مریض کی جلد پر سرخی، ہلکی جلن، (کھال) سے چپھکے اترنا وغیرہ۔

کٹے پھٹے ہونٹوں اور تالو کی پلاسٹک سرجری

کٹے ہوئے ہونٹ سے دائیں یا بائیں ہونٹ پر دباؤ یا بوجھ سار ہتا ہے یا پھر ہونٹوں کے دونوں طرف یہ دباؤ رہتا ہے، کٹے ہوئے ہونٹ کی پلاسٹک سرجری کے دوران چھوٹے شگاف لگا کر ہونٹ کے منقسم حصے کو جوڑ کر ایک مکمل ساخت کا ہونٹ بنایا جاتا ہے۔

ہونٹ کا کٹا (شگاف) ایک ہی طرف ہے تو اس کے سدھارنے کے لئے صرف ایک ہی قسم کی پلاسٹک سرجری یعنی اس کی ساخت درست کرنے کا عمل کیا جاتا ہے، ہونٹ سے لے کر ناک کے نتھنے تک شگاف لگایا جاتا ہے اور پھر کٹے ہوئے ہونٹ کے دونوں حصوں کو ٹانگے لگا کر جوڑ دیا جاتا ہے، اگر ہونٹ دونوں طرف سے کٹا ہوا ہے تو اس کو دوبار پلاسٹک سرجری کی ضرورت پیش آئے گی اور مریض کو کئی ہفتوں تک اسپتال میں رہنا پڑ سکتا ہے۔

ہونٹ اور تالو دونوں میں شگاف ہو تو ان کی پلاسٹک سرجری کرنا لازمی ہے کیونکہ ان دونوں شگاف کے سبب قوت گویائی، چہرہ کے بڑھنے، وزن بڑھنے، کان کے درمیانی حصے اور کھانے کی صلاحیت پر اثر پڑتا ہے۔

ان دونوں کے اثرات عمر کے غیر متوازن دور میں دیکھے جاسکتے ہیں، بچپن میں بچے کو دودھ پلانے یا کھانے میں دشواری پیش آتی ہے نوزائیدہ اور چھوٹی عمر کے بچوں میں سماعت کی دشواری بھی ہوتی ہے، اور ۲ سال کی عمر کے بچوں میں بولنے میں مشکل کا پیش آنا بھی اسی کا مظہر ہوتا ہے۔

ہاتھوں کی پلاسٹک سرجری

ہاتھوں کی سرجری، جراحی کا ایک عام قسم کا عمل ہے جس کے لئے ہاتھوں کے متفرق انداز کے آپریشن کئے جاتے ہیں، ہاتھوں کی سرجری سے متعالج کا مقصد ہاتھوں کے کام کرنے کی صلاحیت بحال کرنا اور اسی کے ساتھ ان کی جمالیاتی پوزیشن کو بہتر بنانا بھی ہوتا ہے۔ ہاتھوں کی سرجری کے مختلف طریقے ہیں جنہیں مستند اور ماہر سرجن انجام دیتے ہیں۔ ہاتھوں کی سرجری مختلف اسباب کے تحت کی جاتی ہے مثلاً:

انفیکشن (زخم کا بگڑ جانا)، پیدائشی نقص ہونا، گھٹیا وغیرہ کے سبب ہاتھوں کی ہیئت میں فرق آ جانا، ہاتھوں میں درد رہنا۔

ہاتھوں کی پلاسٹک سرجری کے مختلف طریقے

ٹینڈن کا علاج: ٹینڈن وہ ریشے (فائبر) ہیں جو ہڈیوں کے اعصاب سے جڑے ہوتے ہیں، ان کو فروغ دینے کے لئے ان ریشوں کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔ چوٹ لگ جانے یا زخم آنے کے سبب ٹینڈن کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے، کسی حساس زخم کے علاج سے یہ ایک یا دو دن میں ٹھیک ہو جاتا ہے، اس طریقہ عمل میں زخم کو آپریشن کے ذریعہ ٹھیک کرنا شامل ہے، چوٹ لگ جانے اور ثانوی نوعیت کی درستگی کے عمل میں دو سے پانچ ہفتے یا اس سے بھی زیادہ کا وقت لگ سکتا ہے۔

جوڑوں کو بدلنا

جوڑوں کی تبدیلی کے اس عمل کو آرٹھرو پلاسٹی بھی کہا جاتا ہے، جوڑوں کی تبدیلی کا عمل

ان مریضوں پر کیا جاتا ہے جو گھٹیا کی وجہ سے ہاتھوں کے عمل میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں، اس عمل میں اس قدرتی جوڑ کو جو متاثر ہو چکا ہے ایک مصنوعی جوڑ سے بدل دیا جاتا ہے، یہ مصنوعی جوڑ دھات، پلاسٹک سلی کون (مرکب) بریا مریض کے جسم کے ریشوں سے تیار کیا جاسکتا ہے۔

کھال کی پیوند کاری

مریض کی جلد (کھال) کی سطح کا ایک ٹکڑا جو جسم کے کسی دوسرے حصے سے لیا جاتا ہے اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اگرچہ دوسری جگہ کی جلد زیادہ صحت مند ہوتی ہے اور اس کا اپنا دوران خون ہوتا ہے۔ اس طریقہ عمل میں جلد کا جو حصہ استعمال کیا جاتا ہے اس میں پٹھے (اعصاب)، چربی اور خون کی رگیں شامل ہیں، اس مقصد سے جلد کا ایک حصہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ حصہ جہاں سے کھال ضائع ہوئی ہے وہاں خون کی رگوں کو نقصان پہنچنے کے سبب وہاں دوران خون بہتر نہیں ہے۔

متاثر اعضا کو دوبارہ بنانا

کسی دیگر قسم کے حادثہ کی وجہ سے اگر انگلیوں یا ہاتھ میں نقص واقع ہو جائے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ان کو دوبارہ اگایا جاسکتا ہے، اس عمل میں مائیکروسرجری کے ذریعہ متاثر حصہ کو تقویت پہنچائی جاتی ہے۔

ہاتھوں کی پلاسٹک سرجری میں ممکنہ خطرات اور پیچیدگیاں

بے حس (سن کرنے) کا عمل، زخم خراب ہونا، خون جاری ہونا، ہاتھ یا انگلیوں کی حرکت کا متاثر ہونا، ان اعضا کی حس ختم ہو جانا، خون کے چکتنے (انجماد) بننا، شفا ہونے کے عمل میں سستی۔

پلاسٹک سرجری میں جدید ارتقاء

حالیہ برسوں میں پلاسٹک سرجری خصوصاً جمالیاتی پلاسٹک سرجری کے میدان میں

بہت زیادہ ترقی ہوتی ہے، ڈاکٹروں نے جدید ٹیکنک کا استعمال کر کے مفید، محفوظ اور بہتر پلاسٹک سرجری کے آپریشن کئے ہیں، اس طبی عمل سے جو موثر اور فطری انداز کے نتائج سامنے آتے ہیں، اس نے پلاسٹک سرجری کے میدان میں نئے ترقیات کے سبب اس کے بارے میں پرانی آراء (فکر) کو ایک ڈرامائی انداز سے تبدیل کر دیا ہے۔

آج کل پلاسٹک سرجری کے عمل کو چھپانے یا اس پر پردہ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس کے اثرات بہت ہی غیر نمایاں ہوتے ہیں اور بطور فیشن اس کا آزادانہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر پستان (چھاتی) میں ایک بہت اچھا (۳ سنی میٹر کا) شکاف کر کے سرجن ایک پستانی عضو یا پیوند کاری کرتا ہے جو سائز میں ۳۶۰ سی سی کے کم و بیش ہوتی ہے جس سے پستان کی ساخت اور نمو میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے جس سے مریض میں خود اعتمادی اور نسوانی کشش بڑھ جاتی ہے، یہ درحقیقت ایک بڑا اہم نکتہ ہے، چہرے کو پرکشش بنانے کی پلاسٹک سرجری آج کل اندوس کوپی (آلہ اندرون نما) کے ذریعہ کی جاتی ہے جسے ایک چھوٹے سے شکاف کے ذریعہ جسم میں داخل کیا جاتا ہے اس قسم کا عمل جراحی (سرجری) رخساروں، پپوٹوں اور چہرے کے خلیوں، ریشوں کے عمل کو سدھارنے، عمر کے سبب پیدا ہونے والے اثرات، چہرے کی ہڈیوں کو تقویت پہنچانے کے لئے مفید ہے، انڈوسکوپی کے ذریعہ یہ عمل جراحی کافی مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔

کان (گوش) کی درنگی - پھیلی ہوئی شکل کے کان یا بڑے سائز کے کان - سرجن ایک بہت چھوٹے سے شکاف کے ذریعہ انہیں نئی ساخت عطا کرتا ہے، اسی طرح ٹھوڑی اور پپوٹوں کی سرجری کی جاتی ہے، سرجن مریض کے جسم سے بھی کھال وغیرہ حاصل کر کے پیوند کاری کے ذریعہ اس نقص کی اصلاح کر دیتا ہے۔

مائیکروسرجری کے ارتقاء نے اب ایسی سرجری (جراحی عمل) کو بھی ممکن بنا دیا ہے جو

میں، اب جسم کے خلیوں کو ایک حصہ سے دوسرے میں منتقل کرنا بھی ایک آسان عمل ہو گیا ہے۔ پلاسٹک سرجری میں جدید ارتقاء کے بعد سب سے اہم پلاسٹک سرجری جو اصلاح نئی ساخت اور اعضاء کی پیوند کاری کا عمل کرتی ہے، اس کی بنیاد محض ایک چھوٹے سے شگاف پر ہوتی ہے جو ایک سنٹی میٹر کے برابر ہوتا ہے، اسی طرح چربی کے نکالے گئے خلیے انجکشن کے ذریعہ جسم کے دوسرے حصے میں داخل کئے جاسکتے ہیں، اس کے لئے صرف ۲ ملی میٹر شگاف مطلوب ہوتا ہے، مریض کو اس سے ظاہر ہونے والے اثرات سے بڑی راحت نصیب ہوتی ہے، الٹراساؤنڈ بھی ایک اہم ارتقائی عمل ہے اس سے چربی کے نقصان دہ خلیوں کو برباد کیا جاسکتا ہے اور طبی عمل کے دوران چربی کو خارج کرنا آسان ہوتا ہے، اس عمل میں خون بہت کم نکلتا ہے اور کھال کے سکڑنے کا عمل زیادہ ہوتا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ انسان کو جوانی کی بڑی تمنا ہوتی ہے اور جوانی کو خوبصورتی کے مترادف سمجھا جاتا ہے، اور انسان خوبصورتی سے ہمیشہ ہی متاثر ہوتا ہے، خوبصورتی کے اس شعور کو بعض اوقات غلط طور پر سمجھا جاتا ہے لیکن یہ ایک مثبت انداز کی خود شناسی ہے جس کے تحت ایک انسان اپنی جسمانی خوبصورتی پر احساس مسرت سے گذرتا ہے، اس احساس سے عمومی عزت نفس کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور روحانی اعتبار سے بھی ایک نیا احساس فروغ پاتا ہے۔



جدید فقہی تحقیقات

تیسرا باب

تفصیلی مقالات

تزئین و تحسین — شرعی اصول و حدود

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین قالب میں پیدا کیا ہے: ”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (الین: ۵) انسان اپنے ناک نقشہ، رنگ و روپ اور جسمانی خوبصورتی کے اعتبار سے دنیا کی تمام مخلوقات میں امتیازی شان رکھتا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا؛ اپنے حسن کو نکھارنے اور مصنوعی وسائل کے ذریعہ اپنے آپ کو خوبصورت تر بنانے کا ذوق بھی اسے عطا فرمایا اور اس کا سلیقہ بھی اس کے اندر ودیعت فرمایا؛ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ حیوانات و نباتات اور جمادات تو قدرتی حسن و جمال پر قانع ہیں؛ لیکن انسان کی حوصلہ مند طبیعت اس پر قانع نہیں رہ سکی، اس نے سر کے بال سے پاؤں کے ناخن تک اپنے آپ کو سنوارنے اور اپنے جلوہ حسن کو آب و تاب بخشنے کے لئے ایک سے ایک تدبیریں کر رکھی ہیں اور اب تو تحسین و تزئین کے لئے ایک مستقل سائنس وجود میں آچکی ہے اور اس سلسلہ میں کارآمد چیزوں کا مستقل مارکیٹ موجود ہے۔

شریعت اسلامی کا امتیاز ایسے احکام میں اعتدال ہے، وہ فطرت کا گلا بھی نہیں گھونٹتا اور ایک حد تک انسان کو اپنی خواہشات اور طبعی جذبات کو پوری کرنے کی اجازت دیتا ہے اور وہ ایسے غلو اور افراط کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اخلاقی حدیں پامال ہو جائیں، انسان اسراف میں مبتلا ہو جائے

☆ جہول سکرٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا ناظم: المعهد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

اور جو چیزیں انسانی زندگی کے لئے ضروری نہیں ہیں، انسان ان کو ضرورت کا درجہ دینے لگے، یہی راہ اعتدال جو انسان کو افراط و تفریط سے بچائے رکھے، شریعت اسلامی کا اصل مزاج ہے اور تزئین و آرائش کے باب میں بھی اس نے اسی راہ پر چلنے کی تلقین کی ہے۔

تزئین و آرائش کی جائز صورتیں کیا ہیں؟ اور کن صورتوں کو اسلام میں منع کیا گیا ہے؟ اس پر گفتگو کرتے ہوئے تین باتیں پیش نظر رکھنی چاہئے، اول: یہ کہ فی زمانہ تزئین و آرائش کی کیا کیا صورتیں مروج ہیں؟ دوسرے: تزئین و آرائش کے سلسلہ میں شریعت کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ قرآن مجید سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے اور فقہاء نے اس سلسلہ میں کیا لکھا ہے؟ تیسرے: تزئین کی مختلف صورتوں کے الگ الگ کیا احکام ہیں؟

تزئین کی مختلف صورتیں

تزئین کے لئے جو وسائل استعمال کئے جاتے ہیں، وہ بنیادی طور پر دو طرح کے ہیں: ایک خارجی ذرائع، جن کا براہ راست جسم انسانی سے تعلق نہیں، دوسرے وہ ذرائع، جو انسانی جسم سے متعلق ہیں۔

خارجی ذرائع دو ہیں:

(الف) ملبوسات۔

(ب) زیورات۔

جو ذرائع براہ راست جسم سے متعلق ہیں، وہ بھی دو طرح کے ہیں:

(الف) عارضی۔

(ب) مستقل۔

عارضی ذرائع

عارضی ذرائع کی درج ذیل صورتیں اس وقت مروج ہیں:

- (۱) بال کے ساتھ انسانی بال، حیوانی بال، یا مصنوعی بال کا استعمال۔
- (۲) بال میں سیاہ یا کسی اور رنگ کا خضاب۔
- (۳) چہرے پر کریم یا پاؤڈر کا استعمال۔
- (۴) آنکھوں میں کاجل یا سرمہ۔
- (۵) رُخسار پر مصنوعی تل۔
- (۶) ہونٹوں پر لپ اسٹک۔
- (۷) دانتوں میں مٹی۔
- (۸) پیشانی یا چہرہ یا ہاتھوں یا پنڈلیوں سے بالوں اور روٹنگٹوں کو صاف کرانا۔
- (۹) ہاتھوں پاؤں کے ناخنوں پر پالش۔
- (۱۰) ہاتھوں پاؤں میں مہندی کا استعمال۔
- (۱۱) بالوں کو خاص ڈیزائن دینے کے لئے کاٹنا، یا گھونگھریالا بنانا۔
- (۱۲) بھنڈوں کا بال کاٹ کر یا اکھاڑ کر باریک کرنا۔

مستقل صورتیں

تزئین کی مستقل صورتیں بعض عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، بعض مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک، بعض کے لئے دوا یا غذا کا استعمال کافی ہے اور بعض کے لئے آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے، فی الجملہ اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

- ۱- سروں پر بال نہ ہوں، اس لئے آپریشن کے ذریعہ سر پر بال کی کھیتی کی جائے۔
 - ۲- آنکھیں ترچھی ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ درست کرایا جائے۔
 - ۳- ناکیں پھیلی ہوئی ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ پتلی اور نوکدار بنایا جائے،
- یا زیادہ اونچی ہوں تو انھیں معتدل کیا جائے۔

۴- ہونٹ کٹے ہوئے ہوں، انھیں درست کرایا جائے، خواہ پیدائشی طور پر کٹے ہوئے ہوں یا بعد میں کٹ گئے ہوں۔

۵- ہونٹ موٹے ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ باریک کیا جائے۔

۶- رخسار چپکے ہوئے ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ ابھارا جائے، یا چہرہ چوڑا ہو، انھیں آپریشن کے ذریعہ گول بنایا جائے۔

۷- ٹھوڑیوں کو ہموار اور خوبصورت بنایا جائے۔

۸- پستان زیادہ ابھرے ہوئے ہوں، انھیں کم کیا جائے، یا چھوٹے ہوں، انھیں ابھارا جائے۔

۹- پیٹ پر چربی کی جوتھیں جم جاتی ہوں، انھیں نکالا جائے؛ تاکہ بدن سڈول محسوس ہو۔

۱۰- کوہلوں سے آپریشن کے ذریعہ چربی نکالی جائے؛ تاکہ بھداپن دور ہو۔

۱۱- جسم کے مختلف حصوں میں عمر کے ساتھ ساتھ جو جھریاں پڑ جاتی ہیں، انھیں آپریشن کر کے کسا جائے اور جھریوں کو دور کیا جائے۔

۱۲- جسم میں کسی بھی جگہ پر چلنے، کھنسنے یا زخم ہونے کی وجہ سے جو نشانات پڑ گئے ہوں، انھیں دور کیا جائے۔

۱۳- ہاتھ یا پیٹھ وغیرہ پر گودوایا جائے۔

۱۴- کان کی وضع کو درست کرنے کے لئے آپریشن کرایا جائے۔

یہ مختلف صورتیں ہیں، جو حسن کو بدھانے یا کسی عیب کو دور کرنے یا ظاہری طور پر کبرنی کے نشانات و اثرات کو کم کرنے اور ختم کرنے کے لئے اختیار کی جاتی ہیں اور عام طور پر ان کے لئے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔

بنیادی شرعی اصول و قواعد

تزئین و آرائش کے سلسلہ میں شریعت کے عمومی اصول جو کتاب اللہ، سنت رسول اور کتاب و سنت سے ماخوذ فقہی قواعد اور فقہاء کے اجتہادات سے مستنبط ہوتے ہیں، وہ اس طرح ہیں :

۱- شریعت میں علاج نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ ضرورت کے اعتبار سے کبھی مستحب اور کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کرنے کا حکم فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علاج کراؤ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے، ”فان الله لم يضع داء إلا وضع له دواء غير داء واحد: اللهم“ (دیکھئے: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب الرجل یتداؤی، حدیث نمبر: ۳۸۵۵)۔

آپ نے مختلف طریقہ علاج کی بھی نشاندہی کی ہے، جیسے داغنا، پچھنا لگانا، — جو علاج ہی کی ایک صورت ہے — اور غسل کرنا وغیرہ، علاج جسم کے اندورنی حصہ کا بھی ہوتا ہے اور جسم کے ظاہری حصہ کا بھی، علاج کا مقصد تکلیف کو دور کرنا ہے، تکلیف جسمانی بھی ہوتی ہے، جیسے بخار، درد، جلن وغیرہ، اور تکلیف نفسیاتی بھی ہوتی ہے، یعنی شرمندگی، احساس کمتری، یہ تکلیف بھی جسمانی تکلیف سے کم درجہ کی نہیں ہوتی؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے انسان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی ہمت نہیں پاتا، کبھی کبھی تو ان احساسات کی وجہ سے انسان کا دماغی توازن متاثر ہو جاتا ہے یا وہ دل کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس نفسیاتی تکلیف کو بھی معتبر مانا گیا ہے؛ چنانچہ حدیث میں بنی اسرائیل کے واقعہ کا ذکر موجود ہے، جس میں ایک اندھے، ایک گمنجے اور ایک مبروص کے فرشتہ کی طرف سے امتحان اور پھر اس کی شفا یابی کا ذکر ہے، ان میں سے گمنجے اور مبروص کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی، وہ صرف نفسیاتی تکلیف اور احساس کمتری میں مبتلا

ہوتا ہے، اسی طرح نابینا بھی گویا بعض مشکلات سے دوچار ہوتا ہے؛ لیکن کسی ایسی جسمانی تکلیف سے دوچار نہیں ہوتا، جو اسے بے چین رکھے اور تڑپائے؛ اس کی تکلیف بھی زیادہ تر نفسیاتی جہت سے ہی ہوتی ہے، اس طرح شریعت کی جانب سے جسمانی عیب کو وزن دینا تو ضرور ہی ثابت ہوتا ہے۔

اسی کی ایک مثال حضرت عرفہ کی پہلے چاندی پھر سونے کی ناک بنوانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی اجازت دینا ہے :

”عن عرفجة بن أسعد قال أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فانتن على فأمرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن اتخذ أنفاً من ذهب“ (ترمذی: ۳۰۷۱، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد الأسنان بالذهب، حدیث نمبر: ۱۷۷۰)۔ (حضرت عرفہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جنگ کے دن میری ناک کٹ گئی، میں نے چاندی کی ناک بنائی، اس میں بدبو پیدا ہو گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ناک بنواؤں)۔

بلکہ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی حلال شی کافی نہ ہو تو حرام چیز کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سونے کو حرام قرار دیا ہے اور سوائے انگوٹھی کے ان کے لئے چاندی بھی حلال نہیں، لیکن ناک کو درست کرنے کے لئے آپ نے چاندی اور سونے کی مصنوعی ناک کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حاصل یہ ہے کہ ایسا جسمانی عیب جو بدنمائی اور احساس کمتری پیدا کرتا ہے، بیماری میں شامل ہے اور اس کا تدارک علاج کے دائرہ میں آتا ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے اصل خلقت میں تغیر پیدا کرنے سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ قرآن مجید نے اس کو شیطانی عمل قرار دیا ہے، شیطان کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے :

”وَلَا ضَلٰهِنٰهُمْ وَلَا مَنِيْنٰهُمْ وَلَا مَرْهٰهُمْ، فَلْيَتَكُنْ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَا مَرْهٰهُمْ فليغيرن خلق الله“ (النساء: ۱۱۹) (میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا، انھیں خواہشات میں مبتلا کروں گا اور انھیں حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیر دیں اور انھیں حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کریں)۔

اس آیت میں اللہ کی خلقت سے کیا مراد ہے؟۔۔۔ اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس، ابراہیم نخعی، امام مجاہد، حسن بصری، قتادہ وغیرہ نے یہاں ”خلق“ سے اللہ کا دین مراد لیا ہے (المحرر المحیط لابی حیان الاندلسی ۳/ ۳۵۳، النساء: ۱۱۹)۔۔۔ امام ابو جعفر طبری نے اسی کو ترجیح دیا ہے اور ان کے نزدیک دین کے تمام احکام اس میں شامل ہیں (دیکھئے: تفسیر طبری ۲/ ۵۶۰-۵۶۱)۔۔۔ یہی علامہ ابن کثیر نے بھی لکھا ہے (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۶۷۸)۔۔۔ یہی قول سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، ضحاک وغیرہ کا بھی ہے (دیکھئے: مفاتیح الغیب ۵/ ۴۵۲)۔۔۔ امام فخر الدین رازی نے اس پر قرآن مجید کی آیت ”فَطَوْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا“ (الرؤم: ۳۰) اور حدیث ”کل مولود يولد على الفطرة الخ“ (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی ذراری المشرکین، حدیث نمبر: ۴۷۱۳) سے استدلال کیا ہے؛ کیوں کہ فطرت اور خلق ہم معنی الفاظ ہیں (دیکھئے: مفاتیح الغیب ۵/ ۴۵۲) الفاظ کے فرق کے ساتھ اسی کو علامہ قرطبی نے بھی لکھا ہے (دیکھئے: الجامع لاحکام القرآن ۵/ ۲۵۲) علامہ ثعالبی نے ابن زید کو بھی اسی کا قائل قرار دیا ہے (الجاہر الحسن: ۲/ ۳۰۲) دوسرے اہل علم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے (دیکھئے: احکام القرآن لابن العربی: ۱/ ۶۳۱، معالم التنزیل للبغوی: ۵/ ۶۰۱)۔

اس رائے کے مطابق ”تغییر خلق“ پورے دین میں تغیر سے عبارت ہے؛ اسی لئے علامہ طبری کے بقول تمام وہ باتیں اس میں شامل ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کوئی انسان ان کا ارتکاب کرتا ہے: ”وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ الْمَعْنَى، دَخَلَ فِي ذَلِكَ فِعْلُ كُلِّ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ“ (تفسیر طبری: ۲/ ۵۶۱) اور آیت کا سیاق بھی اس تفسیر کے خلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ

اس سے پہلے ایک مشرک کا نہ فعل یعنی بتوں کے نام پر جانور کو چھوڑنے اور علامت کے طور پر اس کے کان کو چیرنے کا ذکر آیا ہے اور ظاہر ہے کہ شرک سے بڑھ کر اللہ کے دین میں تبدیلی کی کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی۔

تغییر کے سلسلہ میں دوسری تفسیر ”جسمانی تبدیلی“ سے کی گئی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جس وضع پر انسان یا حیوان کو پیدا فرمایا ہے، اس میں تبدیلی لائی جائے؛ چنانچہ حسن بصری نے اپنے بال کے ساتھ دوسروں کے بال جوڑنے اور گودانے وغیرہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے، امام فخر الدین رازی نے حضرت انسؓ، شہر بن حوشبؓ، عکرمہ اور ابوصالحؓ سے جانور کو خضی کرنے، کان کاٹنے اور آنکھیں پھوڑنے سے اس کی تفسیر نقل کی ہے، یہاں تک کہ اسی وجہ سے حضرت انسؓ بکرے کے خضی بنانے کو جائز نہیں سمجھتے تھے ”..... ان معنی تغییر خلق اللہ ہینا ہو الاخصاء وقطع الأذان وفق العیون ولہذا کان انس یکرہ اخصاء الغنم“ (مفتاح الغیب ۵/۴۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں بھی مروی ہے کہ وہ گودانے کو بھی تغیر خلق قرار دیتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ، عکرمہ، ابوصالحؓ اور قتادہؓ سے تغیر خلق سے مراد خضی کرنا بھی منقول ہے (المحرر الخلیفہ ۳/۳۵۳، نیز دیکھئے: الکشاف ۱/۲۹۹) اسی کو مفسر ابوسعود نے ترجیح دیا ہے اور اس کی تنقیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

” (وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ) مِمَثْلِينَ بِهِ (خَلَقَ اللَّهُ) عَنْ نَهْجِهِ صُورَةً أَوْ صِفَةً، وَيَنْتَظِمُ فِيهِ مَا قِيلَ مِنْ فِقِّ عَيْنِ الْحَامِي، وَخِصَاءِ الْعَبِيدِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَعُمُومُ اللَّفْظِ يَمْنَعُ الْخِصَاءَ مَطْلَقاً، لَكِنَّ الْفُقَهَاءَ رَخَّصُوا فِي الْبَهَائِمِ ثُمَّ لِمَكَانِ الْحَاجَةِ“ (تفسیر ابی السعد ۱/۲۳۳) (اور ہم انھیں حکم دیتے ہیں؛ چنانچہ وہ بدل ڈالتے ہیں) مثلاً کرتے ہوئے (اللہ کی تخلیق کو) اس کے اصل نہج سے صورت کے اعتبار سے یا سیرت کے اعتبار سے اور اس میں وہ صورتیں شامل ہیں جن کا ذکر کیا گیا، یعنی ایسے اونٹ کی آنکھ کا پھوڑ دینا جس سے دس حمل قرار پانچے ہوں، غلاموں کا آختہ کر دینا، جسم پہ گودنا، دانت

کو باریک بنانا وغیرہ اور لفظ کے عموم کا تقاضا تو یہ ہے کہ جانور کو خاصی کرنا مطلقاً ممنوع ہے؛ لیکن فقہاء نے ضرورت کی بنا پر جانوروں میں اس کی اجازت دی ہے۔

اس تفسیر کے لئے بھی آیت کے سیاق میں قرینہ موجود ہے؛ کیوں کہ جہاں تغیر خلق کا ذکر ہے، اس سے پہلے جانور کے جسم میں تصرف یعنی اس کے کانوں کے چیرنے کا تذکرہ آیا ہے۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے؛ کیوں کہ پورا دین معنوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی معنوی تخلیق ہے اور جسمانی وضع یہ اللہ تعالیٰ کی مادی تخلیق ہے اور دونوں طرح کی تبدیلیاں ”فلیغیرن خلق اللہ“ میں شامل ہیں؛ اسی لئے علامہ ابن عربی نے ”خلق اللہ“ سے ”دین اللہ“ مراد ہونے کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اگرچہ اس معنی کا بھی احتمال ہے؛ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس آیت کی مراد یہی ہے: ”وان كان محتملاً فلا نقول : أنه المراد بالآية“ (احکام القرآن لابن العربی ۱/۶۳۱)۔

جسمانی تبدیلیوں کے اس آیت میں شامل ہونے کی ایک واضح دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتممصات، والمتفجلجات للحسن، والمغيرات خلق الله تعالى“ (بخاری، کتاب اللباس، باب الحفجات للحسن، حدیث نمبر: ۵۹۳۱) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گوونے والے، گودانے والی پر، بال اکھاڑنے والی، اکھڑوانے والی پر، خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے والی پر اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

”لعن النبي ﷺ الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة“ (بخاری، کتاب اللباس، باب الموصولة، حدیث نمبر: ۵۹۳۰) (رسول اللہ ﷺ نے بال جوڑنے والی، جوڑوانے والی، گودنے والی اور گودوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے)۔۔۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جسمانی تبدیلی کی تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں: بالوں کا جوڑنا، بدن کا گودنا اور دانتوں کو کشادہ کرنا اور اس کے بعد ایسا کرنے والی عورتوں کو اللہ کی خلقت میں تغیر کرنے والا قرار دیا گیا ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مذمت میں جسمانی تغیر بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیداؤں وضع ہو، اس میں تبدیلی کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اگر ہر تبدیلی کو ناجائز قرار دیا جائے، تو اس سے بڑی دقت اور مشقت پیدا ہو جائے گی؛ اسی لئے اس کی تشریح و توضیح میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں چند نکات کی وضاحت مناسب محسوس ہوتی ہے:

(الف) ایسی تغیر جس سے کسی جائز منفعت کا حصول مقصود ہو، تغیر حرام کے دائرہ میں نہیں آتی اور شریعت میں اس کی کئی نظیریں موجود ہیں؛ چنانچہ ہدی کے جانور کے اشعار کی اجازت دی گئی ہے (بخاری، کتاب الحج، باب اشعار البدن، حدیث نمبر: ۱۶۹۹)۔ حالاں کہ یہ بھی جسمانی تغیر کے دائرہ میں آتا ہے، اسی طرح جمہور کے نزدیک جانور کو خضی کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ حلال جانوروں کا ایک مقصد گوشت کا کھانا بھی ہے اور خضی کرنے کی وجہ سے جانور فربہ ہوتا ہے اور اس کے گوشت کی لذت بڑھ جاتی ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت انسؓ کے نقطہ نظر کو فقہاء نے قبول نہیں کیا ہے کہ جانور کو خضی کرنا جائز نہیں، اسی طرح حتنہ کو بھی تغیر مباح؛ بلکہ تغیر مطلوب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(ب) دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ خلق اللہ سے ہر شخص کی انفرادی تخلیقی وضع مراد ہے یا عمومی تخلیقی وضع؟ یعنی عادۃ انسان جس وضع اور ہیئت پر پیدا ہوتا ہے وہ مراد ہے؟ --- اس سلسلے میں جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے وہ وضع و ہیئت مراد ہے، جو عامۃ انسان کے اندر پائی جاتی ہے، مثلاً انسان کے ایک ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں، اگر کسی کو پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں اور وہ چھٹی انگلی کو آپریشن کے ذریعہ علاحدہ کر دے تو اس کا شمار تغیر خلق

میں نہیں ہوگا؛ کیوں کہ عام تخلیقی وضع ایک ہاتھ میں پانچ ہی انگلی کی ہے؛ چنانچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

”فإن الظاهر أن المراد بتغيير خلق الله سبحانه و تعالى حيوانا على صورته المعتادة لا يغير فيه؛ لا أن ما خلق على خلاف العادة مثلا كاللحية للنساء أو العضو الزائد فليس تغييره تغيير خلق الله“ (بذل المحجور ۵/۷۲-۷۳) بظاہر جانور کی تخلیق میں تغیر سے مراد یہ ہے کہ اس کی معتاد صورت میں تبدیلی نہ کی جائے، اگر کوئی خلاف عادت صورت پر پیدا ہوا ہو، جیسے عورت کو داڑھی نکل آئی ہو یا کوئی زائد عضو نکل آیا ہو تو اس میں تبدیلی اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہے۔

(ج) تغیر جسم اس وقت ممنوع ہے، جب اس کا واحد مقصد حسن افزائی اور حسن نمائی کا جذبہ ہو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں ”للحسن“ کی قید لگائی ہے؛ چنانچہ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نوویؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”فيه إشارة إلى ان الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج او عيب في السن ونحوه فلا باس به“ (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۹۵) (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرام وہ فعل ہے جو خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو، اگر علاج یا دانت کے عیب وغیرہ کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں)۔

اسی طرح علامہ بدر الدین عینیؒ کا بیان ہے:

قوله ”للحسن“ اللام فيه للتعليل احترازا عما لو كان للمعالجة ومثلها (عمدة القاری ۱۵/۱۱۳، باب الوصل فی الشرح)۔

”للحسن“ میں ”لام“ علت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر یہ عمل علاج اور اس طرح کی کسی غرض کے لئے ہو تو وہ اس ممانعت میں شامل نہیں

ہے۔

(د) جسم میں ایسا تغیر ناجائز ہے، جو بہ تکلیف کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”متفلجات“ یعنی دانتوں کے درمیان مصنوعی طور پر فصل پیدا کرنے کو منع فرمایا، یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس میں ”تفعل“ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جس میں ”تکلف“ کا معنی پایا جاتا ہے، اگر تکلف کے بغیر تحسین و تجمل کے لئے کوئی تدبیر اختیار کی جائے، جس میں دھوکہ دہی کی صورت نہ پائی جائے، تو اس کی گنجائش ہے؛ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ لڑکیوں کے ناک اور کان کے چھیدنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے؛ چنانچہ ابن العزیز اور ردیٰ رقم طراز ہیں:

”ولا باس بثقب أذن البنات وحلقها راسها لوجع، لا يكره، وإن تشبهاً بالرجل تحرم“ (بزاز علی ہاشم المہندیہ: ۳۷۱/۶، باب التامع فی السطقات) (لڑکیوں کے ناک چھیدنے میں مضاقتہ نہیں ہے اور تکلیف کی وجہ سے اس کا سرمند انا مکروہ ہے، ہاں! اگر مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ہو تو سرمند انا حرام ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواتین ناک اور کان کے زیورات استعمال کیا کرتی تھیں، متعدد روایات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

(ه) تغیر کی ایسی صورت جس کا مقصد لوگوں کو دھوکہ دینا اور سچائی کو چھپانا ہو، جائز نہیں ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کے بال کو جوڑنے سے منع فرمایا ہے؛ کیوں کہ اسے دیکھنے والا دھوکہ کھاتا ہے اور اسے بال کی کثرت کا گمان ہوتا ہے، اسی طرح دانتوں کو باریک کرنے اور ان کے درمیان ہلکا فاصلہ پیدا کرنے سے دانت کی اصل وضع کے بارے میں لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب استعمال کرنے سے منع فرمایا، (دیکھئے: نسائی، باب الہی عن الخضاب بالسواد، حدیث نمبر: ۵۰۷۹) کیوں کہ اس سے انسان اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرتا ہے؛ چنانچہ علامہ خطابی بال جوڑنے سے متعلق حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فأما القرامل فقد رخص فيها أهل العلم وذلك أن الفرق لا يقع بها، لأن من نظر إليها، لم يشك في أن ذلك مستعار (معالم السنن: ۳/۱۹۳، کتاب الرجل، باب سلة اشتر) (بہر حال قرامل اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے اور وہ اس لئے کہ اس کے بغیر چوٹی ٹھہر نہیں پاتی؛ کیوں کہ جو بھی اسے دیکھے اسے شک نہیں ہوتا کہ یہ الگ سے لگائی ہوئی چیز ہے)۔

اسی طرح علامہ ابن قدامہ کا بیان ہے :

والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدلّيس (المغنی ۱/۱۳۰) (اور ظاہر ہے کہ بال سے بال کا جوڑنا حرام ہے؛ کیوں کہ اس میں دھوکا دہی ہے)۔

جسم میں مستقل تصرف خواہ بہ طور علاج کے ہو یا اس کا مقصد تحسین و آرائش ہو، کے لئے بنیادی طور پر پلاسٹک سرجری کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری میں انسانی جسم کے ایک حصہ سے چڑایا گوشت حاصل کر کے اسی کو جسم کے دوسرے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے کیوں کہ انسانی جسم خود اپنے کسی حصہ کو نسبتاً زیادہ آسانی سے قبول کرتا ہے، غرض کہ پلاسٹک سرجری کا عمل دو باتوں کو شامل ہے، ایک آپریشن، دوسرے جسم کے ایک حصہ کا دوسرے حصہ کے لئے استعمال۔

جہاں تک آپریشن کی بات ہے تو اگر اس سے جان جانے یا فائدہ سے زیادہ نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو تو اس کے جائز و درست ہونے پر فقہاء متفق ہیں؛ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”لا بأس بقطع اليد من الأكلة وشق البطن إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك؛ فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة، فهو في سعة من

ذلک، رجل أو امرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده، قال بعضهم: لا یضمن ولهما ولاية المعالجة وهو المختار جراح اشتری جارية رتقاء فله شق الرتق وإن ألت كذا فی القنیة، ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فیها حصاة، وفي الكيسانيات فی الجراحات المخوفة والقروح العظيمة والحصاة الواقعة فی المثانة ونحوها، إن قیل: قد ینجو وقد یموت، أو ینجو ولا یموت، یعالج، وإن قیل: لا ینجو أصلاً لا یداوی؛ بل یرك كذا فی الظهیریة“ (ہندیہ: ۳۶۰/۵، کتاب الکراہیۃ، الباب الحادی والعشر ون فیما یسح من جراحات بنی آدم والحوایات)۔

(عضو کو کھاجانے والی بیماری کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پیٹ چیرنے میں جب آدمی چاہے کہ کوئی زائد انگلی یا کسی اور شی کو کاٹ دے اور نصیر نامی فقیہ کا بیان ہے کہ اگر ایسا کرنے میں غالب گمان ہلاکت کا ہو تب تو نہ کرے اور غالب امید نجات جانے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے، کوئی مرد یا کوئی عورت اپنے بچے کی زائد انگلی کو کاٹ دے، تو بعض فقہاء نے کہا (نقصان پہنچنے کی صورت میں) وہ ضامن نہیں ہوگا؛ کیوں کہ ان دونوں کو بچوں کے علاج کی ولایت حاصل ہے، اور یہی قول مختار ہے جراح نے ایسی باندی خریدی جس کی شرمگاہ بلی ہوئی تھی (یعنی اس سے مباشرت نہیں کی جاسکتی تھی) تو اسے رتق یعنی اس کیفیت کو ختم کرنے کے لئے آپریشن کرنے کا اختیار ہے، اگرچہ کہ اس کی وجہ سے اس کو تکلیف ہو ”قنیہ“ میں ایسا ہی لکھا ہے، نیز مثانہ میں پتھری ہو تو اس کا آپریشن کرنے میں مضائقہ نہیں اور ”کیسانیات“ میں ہے کہ بڑے اور تشویشناک زخم اور مثانہ میں پیدا ہونے والی نکتری میں یہ حکم ہے کہ اگر اندازہ ہو کہ مرض سے نجات مل سکتی ہے اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے، یا نجات مل سکتی ہے اور اس سے موت کا اندیشہ نہیں، تب تو علاج کیا جائے گا اور اگر کہا جائے کہ صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں تو علاج نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔)

اور جہاں تک اپنے ہی عضو کو استعمال کرنے کی بات ہے تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ

حسب ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

”عن قتادة أنه قال: كنت يوم أحد أتقى السهام بوجهي عن وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان آخرها سهماً ندرت منه حدقتي، فأخذتها بيدي، قلت: يا رسول الله! إن لي امرأة أحبها وأخشى أن تراني تقذريني، قال: إن شئت صبرت ولك الجنة، وإن شئت رددتها ودعوت الله تعالى لك، فقال: يا رسول الله! إن الجنة لجزاء جميل وعطاء جليل، وإنني مغرم بحب النساء وأخاف أن يقلن: أعور، فلا يردنني، ولكن تردها وتسأل الله تعالى لي الجنة، فردها ودعالي بالجنة“ (السيرة الحلیة: ۲/۲۵۲، قصة غزوة أحد، نیز دیکھیے: طبقات ابن سعد: ۱۲۵/۱، نیز دیکھیے: زاد المعاد: ۳/۱۹۷-۹۸، فصل فی غزوة أحد، نیز دیکھیے: البدایہ والنہایہ: ۳/۳۳، الفصل الثانی من باب فیما یفتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ من المشرکین قہم اللہ)۔

(حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن میں اپنے چہرے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو تیروں سے بچا رہا تھا تو اخیر میں ایک ایسا تیر آیا جس سے میری آنکھ کی ڈلی گر پڑی، میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے دیکھے گی تو مجھ سے نفرت کرنے لگے گی، آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور اس کے بدلہ تمہیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں اسے لوٹا دوں اور تمہارے لئے اللہ سے دُعا کروں، انھوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! جنت تو عظیم الشان جزاء اور بڑی عطا ہے؛ لیکن میں عورتوں کی محبت میں فریفتہ ہونے والا آدمی ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں گی کہ یہ کانا ہے اور مجھے نہیں چاہیں گی؛ لیکن آپ اس آنکھ کو لوٹا دیں اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے جنت کی دُعا کر دیں؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کو لوٹا دیا اور میرے لئے جنت کی دُعا فرمائی)۔

یہ اس لئے بھی جائز ہے کہ دوسرے انسان کے اجزاء کو استعمال کرتا اس کی تکریم کے

مغائر ہے؛ لیکن خود اپنے جسم کے اجزاء کا استعمال تکریم کے مغائر نہیں۔

مذکورہ روایت میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جن صحابی کے حلقہ چشم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ کو رکھا اور جس کی انھوں نے درخواست کی، اس میں تحسین و تزکین کا پہلو بھی پیش نظر تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری اپنی اصل کے اعتبار سے ایک جائز عمل ہے، اب انحصار سرجری کرانے والے کے مقصد پر ہے، اگر مقصد علاج ہو تو جائز ہے اور مقصد خلق اللہ میں تغیر ہو تو جائز نہیں۔

۳۔ شریعت کا ایک عام قاعدہ حرج کو دور کرنے اور انسانی ضرورت کی رعایت کرنے کا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ما جعل علیکم فی الدین من حرج“ (سورہ حج: ۷۸)۔

یہی مزاج پوری شریعت اسلامی میں کارفرما ہے کہ واقعی حرج کو دور کیا جائے؛ چنانچہ قرآن وحدیث کے احکام اور شریعت اسلامی کے مذاق ومزاج کو سامنے رکھتے ہوئے، فقہاء نے قاعدہ مقرر کیا ہے: ”الضرورات تبیح المحظورات“ یعنی ضرورت کی وجہ سے ناجائز چیزیں بھی بقدر ضرورت جواز کے دائرہ میں آجاتی ہیں۔

جو چیزیں جسم کو خوبصورت بنانے یا بھداپن کو دور کرنے کی ہوں، وہ عام حالات میں ضرورت کے دائرہ میں نہیں آتی ہیں؛ لیکن بعض خصوصی حالات میں ممکن ہے کہ ان کا شمار ضرورت میں ہو، مثلاً ایک لڑکی کی ناک بہت پھیلی ہوئی ہو اور اس سے اس کا چہرہ بد وضع معلوم ہوتا ہو، جس کی وجہ اس کے لئے مناسب رشتہ نہیں مل پارہا ہو، تو گواں کی وجہ سے وہ کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا نہیں ہے؛ لیکن رشتہ نہ ملنے کی تکلیف یا مختلف لوگوں کا لڑکی کو دیکھنے کے بعد اس عیب کی وجہ سے رشتہ کو رد کر دینے کی جوازیت اسے پہنچتی ہے، وہ کسی طرح جسمانی تکلیف سے کم نہیں؛ اس لئے یہ بات فقہاء اور ارباب افتاء کے لئے قابل غور ہے کہ ایسی حالت میں اس لڑکی کے ناک کی

پلاٹنک سرجری جائز ہوگی یا نہیں؟ اور اسے اس کے حق میں ضرورت سمجھا جائے گا یا نہیں سمجھا جائے گا؟

شریعت کے ان اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اب تحسین و تجمیل کی مختلف صورتوں کے احکام بیان کئے جاتے ہیں :

تزئین کے خارجی وسائل

تزئین کے خارجی وسائل جیسا کہ عرض کیا گیا دو ہیں: ملبوسات اور زیورات، ملبوسات کے سلسلے میں مردوں یا عورتوں کے لئے کسی خاص وضع یا رنگ کی تعیین نہیں ہے؛ البتہ چند اصولی نصیحتیں کی گئی ہیں :

۱۔ ریشم کا خالص کپڑا صرف عورتوں کے لئے جائز ہے، مردوں کے لئے جائز نہیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

”عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة“ (مسلم، باب تحریم لبس الحریر، حدیث نمبر: ۵۳۲۶، نیز دیکھئے: مصنف ابن ابی عیینہ، کتاب اللباس، باب فی لبس الحریر، حدیث نمبر: ۲۴۶۳۳، مستدرک حاکم: ۴/۴۱، کتاب الاثریہ، حدیث نمبر: ۲۱۶، اعلاء السنن: ۳۳۱/۱۷، باب حرمة الحریر) (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا)۔

البتہ اگر کپڑے کی بناوٹ میں ریشم کے ساتھ کوئی اور دھاگہ بھی شامل ہو اور مقدار کے اعتبار سے ریشم مغلوب ہو، تو حنفیہ اور بعض فقہاء نے اس کے استعمال کی اجازت دی ہے :

وأما ما كان لحمته حريرا وسداه غير حرير فانه يباح لبسه في حالة الحرب بالإجماع وإن كان سداه حريرا ولحمته غير حرير فلا بأس بلبسه

بلا خلاف بین العلماء وهو الصحيح وعليه عامة المشايخ رحمهم الله تعالى۔
(الفتاویٰ الہندیہ: ۳۳۱/۵، رد المحتار: ۵۰۶/۹، فصل فی اللبس)۔

(جس کپڑے کا بانا ریشم ہو اور تانا غیر ریشم ہو، تو بالاجماع حالت جنگ میں اس کا پہننا جائز ہے اور جس کا تانا ریشم ہو اور بانا غیر ریشم تو بالاتفاق اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں، یہی صحیح ہے اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہے)۔

۲- مردوں کے لئے شوخ رنگ خاص کر زعفرانی رنگ کے استعمال کی ایک روایت کے مطابق ممانعت ہے، عورتوں کے لئے جائز ہے؛ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے:

”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس القسی والمعصر“
(ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۲۵، باب ماجاء کرہیۃ المعصر..... کتاب اللباس) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی اور معصر کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا) (قسی مصر و شام میں بنا جانے والا ایک کپڑا تھا جس پر کرنج کی شکلیں بنی ہوتی تھیں اور عصف زرد رنگ کی بوٹی ہوئی تھی جس سے کپڑے رنگے جاتے تھے اور ایسے کپڑے کو معصر کہتے تھے)۔

ایک اور روایت میں ہے: ”إن عبد الله ابن عمرو أخبره أنه راہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعليه ثوبان معصران، فقال: هذه ثياب الکفار فلا تلبسها“ (نسائی، ذکر النبی عن لبس المعصر، حدیث نمبر: ۵۳۱۸، کتاب الریۃ) (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان پر زرد رنگ کے دو کپڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کافروں کے کپڑے ہیں انھیں نہ پہنو)۔

مردوں کے لئے سرخ رنگ کا لباس جائز ہوگا یا نہیں؟ --- اس میں اختلاف ہے، بعض فقہاء نے اسے بھی منع کیا ہے اور بعض نے اجازت دی ہے:

”ففی جامع الفتاوی: قال أبو حنیفة والشافعی ومالک: یجوز لبس

المعصفر، وقال جماعة من العلماء: مكروه بکراهة التنزیهية، وفي الحاوی الزاهدی: یکره للرجال لبس المعصفر والمزعفر والمورس والمحمر: أى الأحمر حريراً كان أو غيره إذا كان فى صبغه دم وإلا فلا“ (رد المحتار ۹/۵۱۵)۔

(جامع الفتاویٰ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے فرمایا کہ معصفر کپڑے کا پہننا جائز نہیں اور اہل علم کی ایک جماعت نے اسے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، نیز علامہ زاہدی کی ”حاوی“ میں ہے کہ معصفر زعفرانی درس نامی پودے سے رنگا ہوا کپڑا جو زعفرانی مائل ہوتا تھا اور سرخ کپڑے کا پہننا مکروہ ہے، چاہے یہ سرخ کپڑا ریشم کا ہو یا غیر ریشم کا ہو؛ بشرطیکہ اس کے رنگائی میں خون شامل ہو، اگر خون شامل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں)۔

۳۔ لباس کی وضع کے سلسلہ میں ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ عام طور پر جس وضع کے کپڑے خواتین ہی پہنتی ہیں، مردان کا استعمال نہ کریں، اسی طرح جو لباس مرد استعمال کرتے ہیں، خواتین کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں، یعنی مرد و عورت ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے گریز کریں اور اپنی اپنی شناخت کو قائم رکھیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن الواصلة والموصلة والمتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ (فتح الربانی ۱/۲۹۹)۔

(عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورتوں پر، نیز عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)۔

۴۔ لباس کا بنیادی مقصد ستر اور جسم پوشی ہے؛ لہذا جو لباس اس ضرورت کو پوری نہ کرتا

ہو، وہ نہ مردوں کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے؛ جیسے جن حصوں کو چھپانا واجب ہے، وہ چھپائے نہ جائیں، کپڑا اتنا باریک ہو کہ جسم کی رنگت جھلکنے لگے، لباس اتنا چست ہو کہ اعضاء کی ساخت نمایاں ہو جائے، افسوس کہ مغربی تہذیب نے تمام لوگوں کو اور خاص کر خواتین کو ایسا لباس پہنا کر حقیقت میں بے لباس کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پس منظر میں ارشاد فرمایا کہ بہت سے کپڑے پہننے والیاں بے لباس شمار کئے جانے کے لائق ہیں: ”رب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة“ (بخاری، باب العلم والعظة باللہ، حدیث نمبر: ۱۱۵)۔

زیورات عورتوں کے لئے جائز ہیں، مردوں کے لئے نہیں؛ البتہ عورتیں بھی لوہا اور پیتل کے زیورات نہیں پہن سکتیں؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زیورات سے منع فرمایا ہے:

حدثنا عبد الله بن بريدة عن أبيه، أن رجلاً جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من حديد فقال: ”مالى أرى عليك حلية أهل النار“ فطرحه ثم جاءه وعليه خاتم من شبه فقال: ”مالى أجد منك ربح الأصنام“ فطرحه، قال: يا رسول الله! من أي شيء أتخذه؟ قال: ”من ورق، ولا تتمه مثقالاً“ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۸، نیز دیکھئے: سنن ابی داؤد، باب ما جاء فی خاتم الحديد، حدیث نمبر: ۳۲۲۳)۔

(حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تمہارے اوپر اہل دوزخ کا زیور دیکھ رہا ہوں، پھر وہ پیتل کی انگوٹھی پہن کر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے بتوں کی بو محسوس کرتا ہوں، انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی اور وہ بھی ایک مثقال سے کم)۔

سونا، چاندی، پتھر، شیشہ اور لوہے اور پیتل کے علاوہ کسی بھی اور چیز کا زیور استعمال کر سکتی ہیں۔۔۔ مردوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک مثقال چاندی کے وزن کی حد تک انگوٹھی

کا استعمال کرنا جائز ہے؛ جیسا کہ اوپر حضرت عبداللہ بن بریدہؓ کی روایت میں گزر چکا، انگٹھی کا بھی اگر مہر کے لئے اس کا استعمال نہ ہو، تو نہ پہننا بہتر ہے؛ کیوں کہ جب تک آپ کو مہر کا استعمال نہیں کرنا پڑا، اس وقت تک آپ نے انگٹھی کا استعمال نہیں فرمایا؛ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں:

”وإنما يتختم القاضي والسلطان لحاجته إلى الختم، فأما غيرهما فالأفضل أن يترك لعدم الحاجة إليه“ (ہدایہ آخرین: ۳۵۹) (قاضی اور سلطان مہر کی ضرورت کی بناء پر مہر لگائے گا، ان دونوں کے علاوہ کے لئے افضل یہ ہے کہ مہر نہ لگائے؛ کیوں کہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے)۔

تزئین کے عارضی ذرائع

تزئین و آرائش کے لئے بعض ایسے داخلی ذرائع بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جو قتی اور عارضی نوعیت کے ہیں، ان میں سے بعض صورتیں قدیم زمانہ سے مروج ہیں اور احادیث میں بھی ان کا ذکر ہے، اور بعض وہ ہیں کہ موجودہ دور میں ان کا چلن ہوا ہے، ذیل میں نمبر وار ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

○ ایک اہم مسئلہ انسانی بال کے ساتھ بال یا بال جیسی چیزوں کے جوڑنے کا ہے، تاکہ بال گھنے اور بڑے محسوس ہوں، اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر اللہ کی لعنت ہو:

”لعن الله الواصلة والمستوصلة“ (مسلم، باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة الخ حدیث

نمبر: ۵۵۲۱)۔

بال جوڑنے کی تین شکلیں ہو سکتی ہیں:

(الف) دوسرے انسان کا بال جوڑا جائے۔

(ب) کسی حیوان کا بال جوڑا جائے۔

(ج) بال کے علاوہ کوئی اور بال نمائی یا کپڑا وغیرہ جوڑا جائے۔

ان میں سے پہلی صورت کے حرام ہونے پر تمام فقہاء متفق ہیں؛ کیوں کہ یہ دوسرے انسان کے جز سے استفادہ کرنا ہے اور یہ کرامت انسانی کے مغائر ہے؛ چنانچہ ملا علی قاری امام نووی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

”الأحادیث صریحة فی تحریم الوصل مطلقاً، وهو الظاهر المختار، وقد فصله أصحابنا، فقالوا: إن وصلت بشعر آدمی فهو حرام، بلا خلاف؛ لأنه یحرم الانتفاع بشعر آدمی وسائر أجزائه لکرامته“ (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۹۵)۔

(مطلقاً بال جوڑنے کے حرام ہونے پر صریح حدیثیں موجود ہیں اور یہی قول ظاہر اور پسندیدہ ہے اور ہمارے اصحاب نے اس کی تفصیل کی ہے، انھوں نے کہا کہ اگر آدمی کا بال جوڑے تو بالاتفاق حرام ہے، اس لئے کہ انسان کے بال اور اس کے تمام اجزاء سے نفع اٹھانا اس کی شرافت کی وجہ سے حرام ہے)۔

دوسری صورت—یعنی انسانی بال کے علاوہ کسی اور حیوان کا بال استعمال کیا جائے— کے سلسلہ میں دو نقطہ نظر ہیں: ایک یہ کہ یہ صورت بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ بال میں وہ بھی داخل ہے، دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے؛ بشرطیکہ بال ناپاک نہ ہو، یہ رائے بعض شوافع کی بھی ہے اور احناف کے یہاں تو یہی قول رائج ہے؛ کیوں کہ انسانی بال جوڑنے میں جزء انسانی سے اشتقاق کا پہلو پایا جاتا ہے اور جانور وغیرہ کے بالوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی، چنانچہ مولانا غلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

”قلت: لعل الفقهاء حملوا النهی فی الوصل علی أن حرمة الوصل محمول علی ما إذا كان بشعر النساء، لأن استعمال جزء آدمی حرام، أما الوصل بغير شعور النساء، فلا بأس به؛ لأنه ليس فيه استعمال جزء الانسان، بل هو للزينة فقط“ (بذل المجدود ۵/۳۷، باب فی صلتہ اشعر)۔

(میں کہتا ہوں شاید فقہاء نے بال جوڑنے کی ممانعت کو عورتوں کے بال جوڑنے کی حرمت پر اس لئے محمول کیا ہے کہ انسان کا جزء استعمال کرنا حرام ہے، عورتوں کے علاوہ دوسرے کا بال جوڑنے میں حرج نہیں، اس لئے کہ اس میں انسان کے جزء کا استعمال نہیں؛ بلکہ یہ محض زینت کے لئے ہے)۔

اسی طرح انسانی بال اور غیر انسانی بال میں چوں کہ خاصا فرق ہوتا ہے؛ اس لئے بعض حضرات نے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

”والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر، لما فيه من التدليس، واستعمال الشعر المختلف في نجاسته وغير ذلك لا يحرم، لعدم هذه المعاني فيها وحصول المصلحه من تحسين المرأة لزوجها من غير مضرة“ (الغنى ۱۳۱)۔

(بظاہر بال کو بال سے جوڑنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں دھوکہ دہی ہے اور ایسے بال کا استعمال ہے جس کے ناپاک ہونے میں اختلاف ہے اس کے علاوہ دوسرے بال کا استعمال حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں یہ اسباب نہیں پائے جاتے ہیں اور بغیر کسی نقصان کے عورت کے اپنے شوہر کے لئے سنورنے کی مصلحت پائی جاتی ہے)۔

تیسری صورت یعنی بال کے ساتھ بال کی بجائے کوئی اور چیز جوڑی جائے، جیسے: کپڑا اور موجودہ دور میں نائیلون کے بال، اس سلسلے میں بھی دو نقاط نظر ہیں: ایک یہ کہ بال کے ساتھ مطلقاً کسی بھی چیز کا جوڑنا ناجائز ہے، چاہے بال ہو یا کوئی اور شی، ہو، حافظ ابن حجر نے اسے جمہور کا موقف قرار دیا ہے؛ کیوں کہ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنے بال کے ساتھ کوئی بھی چیز جوڑنے سے منع فرمایا: ”زجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن تصل المرأة برأسها شيئاً“ (مسند احمد ۲۹۶/۳، حدیث نمبر: ۱۳۱۳۸)۔

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ بال کے علاوہ کوئی اور چیز جوڑنے میں مضائقہ نہیں؛ کیوں کہ سعید بن جبیر سے منقول ہے: ”لا بأس بالقرامل“ (سنن ابی داؤد: ۴۱۷۱، باب فی صلۃ الشعر) ”قرامل“ قرمل کی جمع ہے، جو نرم اور دراز شاخوں والے پودے کو کہتے ہیں، یہاں اس سے مراد ریشم یا اون وغیرہ کے دھاگے ہیں، یہی نقطہ نظر امام احمد اور لیث بن سعد کا ہے، نیز ابو عبیدہ نے بھی بہت سے فقہاء سے یہی نقطہ نظر نقل کیا ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۱۰/۳۳۵، باب الوصل بالشعر، عمدۃ القاری: ۱۵/۱۱۵، عون المعبود: ۱۱/۱۳۹)۔

بہر حال حنفیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر انسانی بال نہ ہو اور ناپاک جانور کا بال نہ ہو، تو اس کو جوڑنے میں قباحت نہیں، خواہ حیوانی بال ہو یا ریشمی دھاگے وغیرہ:

”ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غیرها ولا بأس للمرأة أن تجعل فی قرونها وذوائبها شیتا من الوبر“ (عالمگیری: ۵/۳۵۸، الباب التاسع عشر فی الحتان والخصاء، قلم الاطفا، کتاب الکراہیۃ)۔

(انسان کے بال کے ساتھ بال کا جوڑنا حرام ہے، خواہ اسی کا بال ہو یا کسی اور عورت کا، مگر عورت اپنی چھوٹی یا جوڑے میں اونٹ کے بال رکھ لے اس میں کوئی حرج نہیں)۔

یہی رائے شریعت کے مقاصد سے قریب نظر آتی ہے؛ کیوں کہ انسانی بال کے استعمال میں اجزاء انسانی کا کسی معتبر ضرورت کے بغیر استعمال بھی ہے اور کامل ورجہ تلخیص بھی، دوسری صورتوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہے اور شریعت کا مقصد اسی سے روکنا ہے۔

○ بال ہی سے متعلق دوسرا مسئلہ خضاب کے استعمال کا بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب کے استعمال سے منع فرمایا اور کسی اور رنگ کا خضاب استعمال کیا جائے، اس کو بہتر قرار دیا ہے؛ اس لئے سیاہ خضاب کا استعمال کرنا مکروہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت ابوبکرؓ کے والد حضرت ابوقحافہ لائے گئے، تو آپ نے فرمایا: ”غیروا هذا بشییء واجتنبوا السواد“ (نسائی، باب انہی عن الخضاب بالسواد، حدیث نمبر: ۵۰۷۹) آپ نے یہ بھی

ارشاد فرماتا :

”یكون قوم فى آخر الزمان، يخضبون بالسواد كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة“ (ابوداؤد، عن ابن عباسؓ، باب ماجاء فى خضاب السواد، حدیث نمبر: ۴۱۲۳) (آخر زمانہ میں ایک ایسی قوم آئے گی جو کبوتر کے گھونسلوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گی)۔

البتہ امام اسحاق ابن راہویہ کے نزدیک عورت اگر اپنے شوہر کے لئے بطور زینت کے سیاہ خضاب استعمال کرے، تو اس کی اجازت ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

”ورخص فيه اسحاق بن راهويه للمراة تتزين به لزوجها“ (الغنى: ۱/۱۷۷،

فصل ويستحب خضاب الشيب بغير السواد)۔

بعض اہل علم کے نزدیک مطلقاً مکروہ نہیں، مشائخ احناف سے منقول ہے کہ مجاہدین سیاہ خضاب کا بھی استعمال کر سکتے ہیں؛ تاکہ دشمن ان کو سن رسیدہ اور کمزور نہ سمجھیں، اسی طرح امام ابو یوسف کے نزدیک بیوی کی خواہش پر بھی شوہر سیاہ خضاب استعمال کر سکتا ہے :

”أما الخضاب بالسواد، فمن فعل ذلك من الغزاة، ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ رحمهم الله ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء وليحب نفسه إليهن فذلك مكروه، عليه عامة المشائخ وبنحوه ورد الأثر عن عمر[ؓ]، وبعضهم جوزوا ذلك من غير كراهة، روى عن أبي يوسف أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لى يعجبها أن أتزين لها - (الخط البرهاني: ٨٨/٨، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل الحادى والعشرون) -

(جہاں تک سیاہ خضاب کی بات ہے، تو اگر مجاہدین دشمن کی نظر میں بارعب ہونے کے لئے یہ خضاب لگائیں، تو یہ فعل محمود ہے، اس پر مشائخ کا اتفاق ہے اور اگر اپنے آپ کو آراستہ کرنے اور عورتوں کی نظر میں محبوب بنانے کے لئے خضاب لگائیں، تو مکروہ ہے، یہی اکثر

مشائخ کی رائے ہے اور اسی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، بعض حضرات نے اسے بلا کراہت جائز قرار دیا ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ جیسے ہمیں خواہش ہوتی ہیں کہ عورتیں آراستہ ہوں، اسی طرح عورتوں کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ ہم ان کے لئے آراستہ ہوں۔

اس حقیر کا خیال ہے کہ جن ممالک میں مردوں اور عورتوں کے بال بھورے ہوتے ہیں نہ کہ سیاہ، جیسے یورپ وغیرہ، وہاں سفید بال میں سنہرے یا بھورے خضاب کا استعمال بھی اسی طرح مکروہ ہوگا، جیسے ایشیا، افریقہ وغیرہ میں سیاہ خضاب کا استعمال؛ کیوں کہ جیسے سیاہ خضاب مشرقی ملکوں میں تلخیس اور دھوکہ کا باعث ہے، اسی طرح سنہرا رنگ مغربی ملکوں میں تلخیس کا باعث ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ اگر کسی لڑکے یا لڑکی کے بال بیماری کی وجہ سے پک گئے ہوں؛ حالانکہ عمر طبعی کے لحاظ سے ابھی ان کے بال نہیں پکنے چاہئیں، تو ان کے لئے خضاب کے استعمال کی اجازت کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے؛ کیوں کہ شریعت کا مقصد تلخیس سے بچانا ہے اور یہاں خضاب کے ذریعے وہ اپنی کم سن کو ظاہر نہیں کرتا؛ بلکہ بظاہر اسے دیکھ کر جو کبر سنی کی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، وہ اسے دور کرتا ہے، واللہ اعلم؛ چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی یہ بات قابل توجہ ہے:

”أن الخضاب بالسواد المنهى عنه خضاب التدليس كخضاب شعر الجارية والمرأة الكبيرة تغر الزوج والسيد بذلك وخضاب الشيخ يغر المرأة بذلك فإنه من الغش والخداع ، فأما إذا لم يتضمن تدليسا ولا خداعاً فقد صح عن الحسن والحسين رضي الله عنهما أنهما كانا يخرسان بالسواد“ (تحفة الاوتاد ۳۶۱/۵)۔

(سیاہ خضاب سے جو منع کیا گیا ہے وہ ایسا خضاب ہے جو دھوکہ دینے کے لئے ہو،

جیسے باندی کا خضاب لگانا اور سن رسیدہ عورت کا خضاب لگانا جو شوہر اور مالک کو دھوکہ دینا چاہتی ہو اور سن رسیدہ شخص کا خضاب لگانا جو اس کے ذریعہ عورت کو دھوکہ دینا چاہتا ہو، اس لئے کہ یہ دھوکہ اور فریب دینا ہے، اگر یہ دھوکہ اور تدلیس کو شامل نہ ہو تو پھر تو حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ دونوں کا لا خضاب استعمال کیا کرتے تھے)۔

اس کی تائید حضرت عائشہ کے اس فتویٰ سے بھی ہوتی ہے:

”عن عائشة: إذا خطب أحدكم المرأة وهو يخضب بالسواد فليعلمها أنه يخضب“ (تحفۃ الاحوذی ۵/۳۵۸)۔

(حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اگر تم میں سے کوئی عورت کو نکاح کا پیغام دے اور وہ سیاہ خضاب لگاتا ہو تو اسے بتادے کہ وہ خضاب لگاتا ہے)۔

نیز بعض روایات سے سیاہ خضاب کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے؛ چنانچہ ایک روایت میں آپ کا ارشاد منقول ہے:

”إن أحسن ما اختضبتن به هذا السواد أرغب لنسائكم فيكم وأهيب لكم في صدور عدوكم“ (ابن ماجہ، باب الخضاب بالسواد، حدیث نمبر: ۳۶۲۵)۔

(بہترین خضاب جو تم لگاتے ہو، سیاہ خضاب ہے، جو تمہاری عورتوں کے لئے رغبت کا اور تمہارے دشمنوں کے دل میں تمہارے رعب کا ذریعہ ہے)۔

○ بہ تکلف تزئین اور آرائش کی شکلوں میں سے ایک بھوؤں کو باریک کرتا بھی ہے، بھوئیں باریک کرنے کے لئے بال اکھاڑے جاتے ہیں، اسی طرح بعض دفعہ دونوں بھوئیں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں، ان دونوں میں فاصلہ پیدا کرنے کے لئے خواتین، بیچ کے بال اکھاڑ لیتی ہیں، اس کو ”نماص“ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جن عورتوں پر لعنت کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں ”النامصة والمتمنصة“ کے الفاظ بھی ہیں، (الفتح الربانی لترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی: ۲۹۷/۱۷)۔

باب ماجاء فی وصل اشعر والدہ بن۔، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی متممات پر لعنت کا ذکر آیا ہے (حوالہ سابق: ۲۹۸/۱۷، باب ماجاء فی وصل اشعر والدہ بن)۔

اس سلسلے میں دو باتیں اہم ہیں: ایک یہ کہ نامصہ اور متمصہ کی جو مذمت کی گئی ہے، اس سے کون سے بال مراد ہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء اور شارحین حدیث نے عام طور پر دو اقوال ذکر کئے ہیں: ایک یہ کہ اس سے بھوؤں کے بال اکھاڑنے والی خواتین مراد ہیں، اس تشریح کے مطابق پیشانی اور چہرے سے اگر بال اور رو نگٹے اکھاڑے جائیں تو وہ اس ممانعت میں شامل نہیں ہیں؛ چنانچہ شیخ احمد البنا نقل کرتے ہیں:

وقیل: أن النماص مختص بإزالة شعر الحاجبين ليرقيها أو ليسويها، قال أبو داود في السنن: النامصة التي تنمص الحاجب حتى ترقه، فلو كانت مقرونة الحواجب فأزالت ما بينهما توهم البلع أو عكسه قال الطبري: لا يجوز (الفتح الرباني لترتيب مسند احمد بن حنبل الشيباني: ۲۹۸/۱۷)۔

(بعض لوگوں نے کہا کہ بال اکھاڑنے کی ممانعت بھوؤں کے بال کے ساتھ مخصوص ہے؛ تاکہ اسے باریک بنائیں یا برابر کریں، امام ابو داؤد نے سنن میں لکھا ہے کہ ”نامصہ“ سے وہ عورت مراد ہے جو بھوؤں کے بال باریک کرنے کے لئے اکھاڑے اور اگر بھویں ملی ہوئی ہوں اور درمیان کے بال اکھاڑ دیں؛ تاکہ دونوں کے درمیان زیادہ یا کم فاصلہ محسوس ہو تو علامہ طبری نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں)۔

دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ نہ صرف بھویں بلکہ پورا چہرہ اس حکم میں شامل ہے؛ لہذا پیشانی رخسار اور ٹھوڑی وغیرہ کے بال کو بھی اکھاڑنا جائز نہیں:

”وأما النامصة والتمنصة فهي التي تنتف الشعر من وجهها وتدقق حاجبيها، ماخوذ من المنماص“ (البیان فی مذہب الامام الشافعی: ۹۵/۲، باب طہارة البدن وما یصلی فیہ وعلیہ)۔

نیز قاضی عیاض سے منقول ہے :

”النامصة التي تنتف الشعر من وجهها ووجه غيرها“ (فتح الرباني: ۱۷/۲۹۷)۔

بہر حال جمہور کے نزدیک پورے چہرے کا بال اس ممانعت میں داخل ہے، مالکیہ کے یہاں بال اکھاڑنے کی ممانعت کا حکم بھوؤں تک محدود ہے، پیشانی اور چہرے کے بال اس میں شامل نہیں ہیں :

”لكن ذهب الجمهور إلى أن نمص شعر بقية الوجه داخل أيضاً في

النهي إلا المالكية فقد ذهبوا إلى أنه غير داخل“ (الموسوعة الفقهية: ۵۸۷)۔

اور حنابلہ کے نزدیک بھی عورت کے لئے چہرے کے بال کا اکھاڑنا جائز ہے :

کیوں کہ انھوں نے اس سے عدت کی حالت میں عورت کو منع کیا ہے، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ اگر عدت میں نہ ہو تو جائز ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ ممنوعاتِ عدت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”وان تحفف وجهها وما أشبه مما يحسنها“ (المغنی: ۱۱/۲۸۶، کتاب العدة، نیز دیکھئے:

شمی الارادات: ۳/۴۱۰، المعتمد: ۲/۲۰۸)، موسوعہ فقہیہ میں ابن قدامہ ہی کے حوالہ سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ عورت کے لئے چہرے کے بال کو اکھاڑنا جائز ہے، مرد کے لئے جائز نہیں،

”ليس له بأس للنساء وأكره للرجال“ (الموسوعة الفقهية: ۱۱/۲۷۴)۔

جہاں تک جسم کے دوسرے حصوں کے بال ہیں، جیسے ہاتھ یا پنڈلی تو فقہاء نے ان کو

اس حدیث کے دائرہ میں نہیں رکھا ہے :

”وأما إزالة بقية الشعر من الجسم فقد أجاز والمرأة باذن زوجها،

ولم يحيزوه لغير المتزوجة لعدم المصلحة في إزالته غالباً، إلا أن كان للعلاج

أو عيب فإنه يجوز بشرط أن لا يكون فيه تدليس على الآخرين“ (الموسوعة الفقهية

الفقهية: ۵۸۷)۔

(جسم کے بقیہ بالوں کو صاف کرنا فقہاء نے شوہر کی اجازت سے عورت کے لئے جائز

قرار دیا ہے؛ البتہ غیر منکوحہ کے لئے اس کی اجازت نہیں ہے؛ کیوں کہ زیادہ تر اس کے حق میں اس کے صاف کرنے کی مصلحت نہیں پائی جاتی، سوائے اس کے کہ علاج کے لئے ہو یا عیب کے درجہ میں ہو تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس میں دوسروں کے ساتھ دھوکہ نہ پایا جائے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ حدیث میں جس بال کے اُکھاڑنے کا ذکر آیا ہے، اس کا منشاء کیا ہے؟ --- چنانچہ ایک نقطہ نظریہ ہے کہ تزئین کا یہ طریقہ اجنبیوں کے سامنے آرائشی کے اظہار کے لئے ممنوع ہے، اگر اپنے شوہر کے لئے تزئین مقصود ہو، تو حرج نہیں؛ چنانچہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

”لعلہ محمول علی ما إذا فعلته لتزین للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين إلا أن يحمل على مالا ضرورة إليه كما في نتفه بالمنماص من الإيذاء“ (رد المحتار: ۵۳۶/۹، کتاب الطهر والاباح)۔

(شاید یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے، جب عورت اجنبی مردوں کے لئے زینت اختیار کرنے کی غرض سے یہ عمل کرے، ورنہ تو اگر اس کے چہرے پر بال ہو، جو اس کے شوہر کے لئے اس سے نفور کا سبب ہو، تو اس بال کے دور کرنے کو حرام قرار دینا بعید از فہم ہے؛ اس لئے کہ اس کو ایسی صورت پر محمول کیا جائے کہ جس میں ضرورت نہ ہو، ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ چونے سے بال اُکھاڑنا باعث تکلیف ہے)۔

ایک اور نقطہ نظریہ ہے کہ اس طرح بال اُکھاڑنے کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ منٹ سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہو، ورنہ نہیں، چنانچہ ملا علی قاری رقم طراز ہیں:

”لا باس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه بالمنخنثين“

(مرقاۃ المفاتیح ۲۸۹/۸)۔

البتہ جو بال غیر فطری طور پر اُگ آئیں ان کے اُکھاڑنے کی ممانعت نہیں، جیسے کسی

خاتون کو داڑھی یا مونچھ، یا لب کے نیچے بال اُگ آئیں، تو ان کے لئے ان کا اُکھاڑنا جائز ہوگا؛ کیوں کہ یہ بال عام فطرت کے خلاف ہیں؛ چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں:

”وَيَسْتَنِي مِنَ النَّمَاصِ مَا إِذَا نَبَتَ لِلْمَرْأَةِ لَحْيَةٌ أَوْ شَارِبٌ أَوْ عَنُقْفَةٌ، فَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهَا إِذَا تَهَا بَلَ يَسْتَحِبُّ“ (تحفۃ الاحوذی ۵۶/۸)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی لڑکی کے چہرے یا پیشانی پر سخت بال نکل آئے، جو عام عادت کے خلاف ہو تو اس بال کا اُکھاڑنا جائز ہوگا۔

اسی طرح جو بال فطری طور پر اُگ آتے ہیں؛ لیکن خود شریعت میں ان کے صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو بھی صاف کرنا جائز؛ بلکہ بعض حالات میں مسنون یا واجب ہوگا، جیسے زیر ناف بال یا بغل کے بال۔

○ آنکھوں کو خوبصورت بنانے کے لئے سرمہ اور کاجل کا استعمال قدیم زمانہ سے مروج ہے، ان کے استعمال میں تزئین کا پہلو بھی ہے اور علاج کا پہلو بھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ کا استعمال فرمایا ہے اور حدیث سے اس کی اجازت ثابت ہے:

”عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اكتحلوا بالأنثمد فإنه يجلو البصر وينبت الشعر، وزعم أن النبي ﷺ كانت له مكحلة يكتحل بها كل ليلة ثلاثة في هذه وثلاثة في هذه“ (ترمذی، باب فی الاکتحال: ۱۸۳۱، حدیث نمبر: ۱۷۵۷، نیز دیکھئے: شامل ترمذی، باب ما جاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہ سرمہ لگاؤ، اس سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اور پلکوں کے بال نکلتے ہیں اور راوی کا خیال ہے کہ حضور کے پاس ایک سرمہ دانی بھی تھی جس سے آپ ہر شب تین بار دائیں آنکھ میں اور تین بار بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے)۔

فقہاء نے ازراہ زینت سیاہ سرمہ کے استعمال کو منع کیا ہے، مگر یہ مردوں کے لئے ہے،

اور کراہت بھی بظاہر تشریحی ہے؛ کیوں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا استعمال ثابت ہے:

لا بأس بالائمم للرجال باتفاق المشايخ، ويكره الكحل الأسود بالاتفاق إذا قصد به الزينة، واختلفوا فيما إذا لم يقصد به الزينة، عامتهم على أنه لا يكره كذا في جواهر الأخلاطی“ (فتاویٰ عالمگیری: ۵/۳۵۹، الباب العشرون فی الزينة واتخاذ الخادم للخدمة)۔

(مردوں کے لئے ائیم لگانے میں حرج نہیں اس پر مشائخ کا اتفاق ہے؛ البتہ کالا سرمہ لگانا بالاتفاق مکروہ ہے؛ جب کہ اس سے زینت مقصود ہو اور زینت مقصود نہ ہو تو اختلاف ہے، عام فقہاء کی رائے ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں)۔

آج کل آنکھوں کی تزئین کے لئے ایک نیا طریقہ مصنوعی پلکوں کا بھی اختیار کیا گیا ہے، جسے اصلی پلکوں کے ساتھ لگایا جاتا ہے، اس سے بال گھنے اور سیاہ محسوس ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے کے بال جوڑنے کو منع فرمایا ہے؛ اس لئے اگر دوسرے انسانی بال کی پلکیں بنائی جائیں تو یہ ناجائز ہے، اگر انسانی بال کے علاوہ کسی اور چیز کی پلکیں بنائی جائیں تو جائز ہوگا، مگر کراہت اس میں بھی ہوگی؛ کیوں کہ اس میں بھی ایک طرح تلخیص پائی جاتی ہے اور اگر الگ رنگ کی پلکیں ہوں، جس میں تلخیص کی کیفیت نہ ہو تو پھر اس میں کراہت نہیں، بشرطیکہ جسمانی مضرت کا اندیشہ نہ ہو، اگر جسمانی مضرت کا اندیشہ ہو تو یہ صورت بھی کراہت سے خالی نہ ہوگی۔

○ بالوں کی آرائش کا ایک طریقہ اسے بتکلف شکن آلود کرنا اور گھنگھر والا بنانا بھی ہے، یہ حرام و ناجائز تو نہیں ہے؛ کیوں کہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی ہے؛ لیکن ایک گونہ کراہت سے بھی خالی نہیں ہے؛ چنانچہ فقہاء نے واڑھی سے متعلق منوعات میں اسے بھی شمار کیا ہے (دیکھئے: شرح مسلم للنووی: ۱/۱۲۹، باب خصال الفطرة)۔

○ اسی طرح پورے بال کو جوڑ کر سر کے اوپر بالکل وسط میں جوڑا بنانا بھی کراہت کے دائرہ میں آتا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

”صنفان من أهل النار لم أرهما، قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات، مائلات، مميلات، رؤسهن كأسنة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدون ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا“ (مسلم، حدیث نمبر: ۵۵۸۲، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات الممليات)۔

(اہل دوزخ کی دو قسمیں ہیں: میں نے ان کو (ابھی) دیکھا نہیں ہے: ایک وہ گروہ س کے پاس بیل کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے، دوسرے وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی بے لباس ہوں گی، فریفتہ ہونے والیاں اور دوسروں کو فریفتہ کرنے والیاں، ان کے سر سختی اونٹنیوں کے ڈھلکتے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے اور اس کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی، حالاں کہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے (طویل) فاصلہ سے بھی محسوس کی جاسکتی ہے)۔

اس حدیث میں اونٹ کے کوہان کی طرح سروں کا ذکر کیا گیا ہے، جس میں ظاہر ہے کہ بطور تزئین و آرائش کے سر کے اوپر بال کا جوڑا بنانے کی طرف اشارہ تھا۔

○ بال کی تزئین سے متعلق ایک مسئلہ اس کی تراش و خراش کا بھی ہے، بال کس وضع کا رکھا جائے؟ --- اس سلسلہ میں حدیث میں کوئی زیادہ تفصیل نہیں ملتی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے اس بارے میں لوگوں کو کسی خاص وضع کا پابند کرنے کے بجائے اس بات کی گنجائش رکھی ہے کہ لوگ اپنے ذوق کے مطابق بال رکھیں؛ البتہ تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے:

۱- ایک یہ کہ سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا اور کچھ حصہ میں بال ہو، یہ مکروہ ہے، اس کو عربی زبان میں ”قزع“ کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں اس طریقہ پر بھی بال رکھنے کا رواج تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا:

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن القزع“ (بخاری، عن ابن عمر،

حدیث نمبر: ۵۹۲۱، کتاب اللباس، باب القزع)۔

کیوں کہ اس طریقہ میں ناشائستگی، وحشت اور بد وضعی پوری طرح نمایاں ہے اور ذوقِ سلیم کے لئے گرائی کا باعث ہے، بیک وقت کچھ بال رکھنے اور کچھ بال منڈانے کی جتنی صورتیں ہوں وہ سب اس میں داخل ہیں، خواہ بیچ کا بال چھوڑا جائے اور چاروں طرف منڈا لیا جائے، یا چاروں طرف کا رکھا جائے اور بیچ کا منڈا دیا جائے، یا سر منڈا ہوا ہو اور بالوں کی لکیریں بنادی جائیں، یہ مختلف غیر مہذب طریقے آج کی نام نہاد مہذب مغربی دنیا کے نوجوانوں میں مقبول ہو رہے ہیں۔

۲- دوسرے عورتوں کے لئے بال خوبصورتی کا ذریعہ اور صنفی پہچان کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے خواتین کے لئے بلا عذر بال منڈانا جائز نہیں:

”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن تحلق المرأة رأسها“ (نسائی:

۳۷۵/۲، ترمذی: ۱۸۲۱، کتاب الحج، باب اجاباء فی کراہیۃ الحلق للنساء)۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر کے بال منڈانے سے منع فرمایا)۔

فقہاء نے اس کی بھی صراحت کی ہے:

”ولو حلق المرأة رأسها، فإن فعلت لوجع أصابها، لا بأس به،

وإن فعلت ذلك تشبها بالرجال فهو مکروہ“ (الفتاویٰ الہندیہ: ۳۵۸/۵، نیز دیکھئے: لغنی:

۲۳/۱، محیط برہانی: ۸/۸۷)۔ (اگر عورت اپنا سر منڈالے تو اگر یہ سر کے درد کی وجہ سے ہو تو حرج

نہیں اور اگر مردوں سے مشابہت کی بنیاد پر ہو تو مکروہ ہے۔

۳- تیسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے؛ بلکہ ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

اس لئے مرد اتنے لمبے بال رکھیں یا سر میں چوٹی باندھیں کہ ان کے عورت ہونے کا گمان ہونے لگے، یا عورتیں اس طرح بال تراشیں کہ ان کی وضع مردوں کی طرح ہو جائے، جائز نہیں، اگر اتنی مقدار میں نہ تراشیں تو جائز ہے؛ کیوں کہ آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے سر کے بال کانوں تک کر لئے تھے؛ کیوں کہ آپ کی وفات کے ملال کی وجہ سے انھیں زیب و زینت سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا اور اس زمانہ میں بطور زینت کے لمبے بال ہی رکھے جاتے تھے:

”وكان أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يأخذن من رؤوسهن حتى تكون كالوفره“ (مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، حدیث نمبر: ۷۲۸)

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اپنے سر کے بال تراشا کرتی تھیں، یہاں تک کہ وہ کان تک آجاتا تھا)۔

اس حدیث کی روشنی میں قاضی عیاض نے لکھا ہے:

”وفیه دلیل علی جواز تخفیف شعور للنساء“ (فتح الملہم ۱/۷۲۲) (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کے لئے اپنے بال میں تخفیف کرنا جائز ہے)۔

کریم وغیرہ کا استعمال

ترتین و آرائش کا ایک طریقہ جو قدیم زمانہ سے مروج رہا ہے، چہرہ پر ایسی چیز کا لگانا ہے جس سے رنگ نکھر کر آئے اور چہرہ صاف ستھرا اور ایک حد تک خوش رنگ نظر آئے، آج کل اس سلسلے میں بہت سی نئی ایجادات بازار میں آگئی ہیں اور مختلف قسم کے پاؤڈر اور کریم اس کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں، ایسی چیزوں کا استعمال دوشروطوں کے ساتھ جائز ہے، اول: یہ کہ

اس کی بناوٹ میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو، دوسرے: وہ پانی کے چہرہ تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو، یہ دوسری شرط ان لڑکیوں اور عورتوں کے لئے ہوگی جن پر نماز پڑھنا فرض ہے۔

کیوں کہ شریعت میں اصل مباح ہونا ہے: ”الأصل فى الأشياء الإباحة“ فقہاء احناف کے یہاں اس سلسلے میں صراحت نہیں ملتی؛ لیکن فقہاء حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ عورت کے لئے چہرے کو خوبصورت اور سرخ بنانا کسی بھی ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے، جو زینت و آرائش کے لئے ہو:

”وفى الغنية، وجه يجوز النمص بطلب الزوج ولها حلقة وحفه، نص عليها، وتحسينه بتحمير ونحوه ووجه فى الفروع وجها بإباحة تحمير ونقش وتطريف بإذن زوج فقط“ (الانصاف مع المفتح الشرح الكبير: ۲/۱۱، فصل اختلف العلماء فى وقت الحنن الخ)۔

(غنیہ میں ایک قول یہ ہے کہ شوہر کے مطالبہ پر چہرے کا بال اکھاڑنا جائز ہے اور عورت کے لئے اس کا مونڈنا یا اکھاڑنا درست ہے، امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے، نیز چہرے کو سرخ رنگ وغیرہ لگا کر خوبصورت بنانا وغیرہ درست ہے اور فروغ میں اس قول کو درست قرار دیا ہے کہ صرف شوہر کی اجازت سے چہرے کو سرخ کرنا اور اس پر نقش اور ڈیزائن بنانا درست ہے)۔

مختلف فقہاء حنابلہ نے عدت کے احکام ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عدت کی حالت میں عورت کے لئے چہرے پر سرخی لگانا اور بال اکھاڑنا جائز نہیں: ”وهو ترك زينة وطيب وتحمير وجه وحفه ونحوه“ (مثنی الارادات، کتاب العدة: ۳/۴۱۰، نیز دیکھئے: المعتمد: ۲/۲۰۸) اس زمانہ میں غالباً چہرہ کو سرخ کرنے کے لئے ”کلکون“ اور سفید کرنے کے لئے ”اسفیداج“ اور چہرہ کو زرد بنانے کے لئے ”ایلو“ کا استعمال کیا جاتا تھا، علامہ ابن قدامہ نے حالت عدت میں ان کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے، (دیکھئے: المغنی: ۱۱/۲۸۶، کتاب العدة، ط: عالم

الکتب الریاض)۔۔۔ یہ بھی اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ اگر عورت عدت کی حالت میں نہ ہو تو ان کا استعمال جائز ہے، غالباً یہی نقطہ نظر فقہاء شوافع کا بھی ہے؛ کیوں کہ وہ بھی خاص کر عدت کی حالت میں چہرے کو کسی چیز کے ذریعہ سرخ یا سفید بنانے سے منع کرتے ہیں (دیکھئے: کتاب المجموع: ۲۰/۲۴)۔

○ اسی سے قریب ایک اور مسئلہ ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانے کا ہے، ہونٹوں پر کسی چیز کا لگانا؛ تاکہ لب سرخ محسوس ہوں، زمانہ قدیم سے اس کا رواج رہا ہے؛ لیکن آج کل اس میں بڑا غلو ہو گیا ہے اور مختلف رنگ کے لپ اسٹک ایجاد ہو چکے ہیں؛ چوں کہ ان کے لگانے میں دھوکہ نہیں ہوتا؛ بلکہ دیکھنے والا واضح طور پر محسوس کرتا ہے کہ یہ رنگ اس کا فطری رنگ نہیں ہے، نیز عورتوں کے لئے جسم کو اس طور پر رنگ دار بنانے کی نظیر شریعت میں موجود ہے، جس کا رنگ عارضی ہو، جیسے مہندی؛ اس لئے اس شرط کے ساتھ لپ اسٹک کا استعمال جائز ہوگا کہ اس کی بناوٹ میں کوئی حرام مادہ شامل نہ ہو اور وہ پانی کے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو، ہاں! جن خواتین پر فی الحال نماز پڑھنی فرض نہ ہو یا نماز کے وقت اس کو آسانی سے دھو کر صاف کیا جاسکتا ہو، ان کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا؛ تاہم بہتر ہے کہ مسلم خواتین تزئین کی ایسی صورتوں سے اپنے آپ کو بچائیں؛ کیوں کہ یہ انسان کو فضول خرچی اور اسراف کے طرف لے جاتی ہے۔

○ تزئین و آرائش کی ایک صورت رخسار وغیرہ پر مصنوعی تیل بنانا بھی ہے، یہ صورت کراہت سے خالی نہیں؛ کیوں کہ گواہی کا اثر عارضی ہوتا ہے؛ لیکن اس میں ایک طرح کی تلبیس پائی جاتی ہے اور دیکھنے والے کو اس کے حقیقی اور فطری تیل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

○ تزئین و آرائش کی ایک صورت جو قدیم زمانہ سے مروج ہے، خواتین کا اپنے مسوڑھوں پر مٹی لگانا ہے، اس کا اثر عارضی ہوتا ہے نہ کہ مستقل، اور اس میں تلبیس کا پہلو بھی نہیں پایا جاتا؛ کیوں کہ دیکھنے والے پر اس کا یہ عمل مخفی نہیں رہتا۔

○ خواتین کے لئے ہاتھوں اور پاؤں میں مہندی کا استعمال جائز ہے؛ بلکہ مستحب

ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خاتون نے ہاتھ بڑھایا، ان کے ہاتھ صاف تھے، یعنی مہندی لگی ہوئی نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناگواری ظاہر فرمائی:

عن عائشةؓ قالت: "أومأت امرأة من وراء ستر بیدھا کتاب إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ؟ فقال: ما أدری أید رجل أم ید امرأة قالت: بل امرأة، قال: لو كنت امرأة لغيرت أظفارک "یعنی بالحناء" (سنن ابی داؤد، باب فی الخضاب للنساء، حدیث نمبر: ۴۱۶۶)۔

(حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا، جن کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی تحریر تھی، آپ اس تحریر کو لینے سے رُک گئے، آپ نے ارشاد فرمایا، مجھے نہیں معلوم یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ ان خاتون نے کہا: بلکہ عورت کا، آپ نے فرمایا کہ اگر تم عورت ہوتی تو اپنے ہاتھ کو بدلا ہوتا، یعنی اس میں خضاب لگایا ہوتا)۔

اس لئے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانا تو خواتین کے لئے مسنون ہے؛ لیکن آج کل ہتھیلیوں سے اوپر کہنیوں تک بھی مہندی لگانے کا رواج ہے، یہ صورت بھی جائز ہے؛ کیوں کہ فی الجملہ عورتوں کے لئے مہندی کا جواز ثابت ہے اور ہاتھوں اور پاؤں کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں پر مہندی لگانے کی ممانعت منقول نہیں ہے اور عبادات کے علاوہ دوسرے امور میں اصل مباح ہونا ہے۔

○ ایک مسئلہ ہاتھوں اور پاؤں کے ناخنوں پر پالش لگانے کا بھی ہے، اس کی وجہ سے ناخن رنگین نظر آتے ہیں؛ لیکن اس سے دیکھنے والے کو کوئی دھوکہ نہیں ہوتا؛ بلکہ اس پر واضح ہوتا ہے کہ یہ ناخن کا اصل رنگ نہیں ہے؛ اس لئے ناخن پالش لگانے کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ پالش ناخن تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہوتے ہیں؛ اس لئے پالش کے رہتے ہوئے وضو درست نہیں ہوگا؛ اس لئے یا تو وہ عورتیں ایسے پالش کا استعمال کر سکتی ہیں، جو ادائیگی نماز کے فرض ہونے کی

حالت میں نہ ہوں یا پھر ضروری ہوگا کہ وہ نماز کے وقت پالش صاف کر کے وضو کریں۔

مستقل ذرائع

اوپر تحسین و تزئین کے لئے جن مستقل ذرائع کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے درج ذیل صورتیں علاج کے دائرہ میں آتی ہیں اور ان کا کرنا جائز ہے :

○ جس آدمی کے سر پر بال نہ ہو یا بہت کم بال ہوں، خاص کر اگر خواتین کے ساتھ یہ صورت حال درپیش ہو، تو ان کے لئے سر پر بالوں کی کھیتی جائز ہے؛ بشرطیکہ وہ انسانی بال نہ ہوں، جانوروں کے بال ہوں یا نائلون وغیرہ کے دھاگے ہوں؛ کیوں کہ بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کا جوڑنا جائز نہیں، حیوانات کے بال یا دھاگے وغیرہ جوڑنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے، نیز اس کا مقصد صرف تزئین نہیں ہے؛ بلکہ ایک علاج بھی ہے؛ کیوں کہ جو شخص گنجا ہوتا ہے، وہ ایک نفسیاتی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور خواتین تو خاص کر اس سے دوچار ہوتی ہیں؛ کیوں کہ بال کی حیثیت عورت کے لئے ایک فطری زیور کی ہے۔

○ اگر آنکھیں تر جھی ہوں، ہونٹ کٹے ہوئے ہوں یا جسم پر جلنے یا کٹنے کے نشانات پڑ گئے ہوں یا کان کی وضع عام عادت کے خلاف ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ان کو درست کرنے میں حرج نہیں؛ کیوں کہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر سے مراد اس تخلیق میں تغیر پیدا کرنا ہے جو عادت پائی جاتی ہے، اگر کسی آدمی کی تخلیق میں کوئی چیز خلاف عادت پائی جائے تو اس کو دور کرنا جائز ہے، چنانچہ فقہاء احناف نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں تو زائد انگلی کو کٹنا جائز ہے:

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير: إن

كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو

النجاة، فهو في سعة من ذلك، رجل أو امرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده،

قال بعضهم: لا يضمن ولهما ولاية المعالجة، وهو المختار“ (المحيط البرهاني: ۵/۳۶۰، کتاب الکراهیۃ، الباب الحادی والعشرون)۔

(جب مرد زائد انگلی یا کسی دوسری زائد چیز کو کٹانا چاہے، تو علامہ نصیرؒ نے کہا ہے کہ اگر اس میں ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو تو ایسا نہیں کرے اور اگر غالب اُمید بچ جانے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے، کوئی مرد یا عورت اپنے بچے کی زائد انگلی کو کاٹے، تو بعض لوگوں نے کہا کہ وہ ضامن نہیں ہوں گے؛ کیوں کہ والدین کو اپنے بچوں کے علاج کا اختیار حاصل ہے اور یہی قول مختار ہے)۔

دوسرے فقہاء کے یہاں اس مسئلے میں کسی قدر اختلاف پایا جاتا ہے۔

جسم کو گودوانا

مستقل طریقہ زینت میں سے ایک جسم کو گودوانا ہے، یہ طریقہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی مروج تھا، مغربی ممالک میں فی زمانہ یہ ایک فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے اور جسم کے مختلف حصوں کو گودوایا جاتا ہے، اور گودوانے میں مستقل ڈیزائن بھی اختیار کئے جاتے ہیں، جیسے: پھول، درخت، سانپ، بچھو، صلیب، دیوتاؤں اور دیویوں کی تصویریں، شیر، گھوڑا وغیرہ، گودوانے کی یہ تمام شکلیں ناجائز ہیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لعن الله الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة" (بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۳۳، باب الوصل فی الشعر)۔

”وشم“ کا طریقہ یہ تھا کہ جسم میں ہلکے سوراخ کر کے اسے سرمہ یا کسی اور رنگ سے بھر دیا جاتا تھا:

”الواشمة فاعلة الوشم، وهي أن تغرز إبرة أو نحوها في ظهر الكف أو

المعصم أو الشفة أو غير ذلك في بدن المرأة حتى يسيل الدم، ثم تحشو ذلك الموضع بالكحل أو النورة فيخضر وقد يفعل ذلك بدارات ونقوش وقد تكثره وقد تقلله“ (فتح الرباني ۱/۲۹۷)۔

(”واشم“ یہ ”وشم“ کا فاعل ہے، ”وشم“ سے مراد یہ ہے کہ ہتھیلی کی پشت یا کلائی یا ہونٹ یا عورت کے جسم کے کسی اور حصہ پر سوئی یا اس طرح کی کوئی اور چیز چھوئی جائے، یہاں تک کہ خون بہہ پڑے، ہر اس جگہ کو سرمہ یا چونے سے بھر دیا جائے؛ چنانچہ وہ سبز ہو جائے اور کبھی ایسا کیا جاتا ہے حلقہ نما ڈیزائن اور نقوش بنانے کے لئے نیز کبھی اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم)۔

اور آج بھی کم و بیش یہی صورت مروج ہے، گود وانا بذات خود ناجائز ہے؛ لیکن اگر اس کے ساتھ جانور کی شکل کو نمایاں کیا جائے یا معبودانِ باطل کی تصویریں بنائی جائیں، تو یہ اور بھی زیادہ گناہ کا باعث ہے؛ بلکہ ان میں سے بعض صورتیں تو مشرکانہ افعال میں شامل ہیں؛ البتہ اگر گودوانے کے بجائے اس طرح کا ڈیزائن جسم پر ڈالا جائے، جسے بعد میں صاف کیا جاسکتا ہو تو اس کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ ممانعت ایسے فعل کی ہے، جو مستقل طور پر جسم کا حصہ بن جائے، اگر صرف کمر کے ذریعہ ڈیزائن ڈالا جائے، تو اس کو مہندی کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے؛ چنانچہ علامہ ابن قدامہ حنبلی نے خاص طور پر عدت کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ وغیرہ پر نقش و نگار بنانے سے منع کیا ہے: ”وَأَنْ تَنْقُشَ وَجْهَهَا وَبَدِيهَا“ (الغنی: ۲۸۶/۱۱) یہ گویا اس بات کی صراحت ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو تو اس کے لئے ایسے نقش بنانا جائز ہے؛ مگر اس میں بھی شرط ہوگی کہ وہ معبودانِ باطل یا ذی روح کی تصویر کو شامل نہ ہو۔

دانت

○ انسان کے حسن و جمال میں دانت کا بھی بڑا نمایاں کردار ہوتا ہے، اگر دانت آگے

کی طرف اُبھرے ہوئے ہوں، اندر کی طرف دبے ہوئے ہوں یا ایک دانت پر دوسرا دانت چڑھا ہوا ہو، تو اچھا خاصا خوبصورت آدمی بد شکل معلوم ہوتا ہے؛ اس لئے دانتوں کی آرائش کے لئے بھی مختلف صورتیں مروج ہیں، اور دانت کی تزئین کی بعض صورتوں سے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایت بھی موجود ہے؛ چنانچہ دانتوں کے درمیان خوبصورتی کے لئے مصنوعی طور پر ہلکا فاصلہ پیدا کرنے کو آپ نے ناپسند فرمایا؛ بلکہ ایسی عورتوں پر آپ نے لعنت بھیجی ہے، ایسی خواتین کو حدیث میں ”متفلجات“ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، آج کل غالباً اس قسم کا فیشن مروج نہیں ہے؛ لیکن بہر حال اگر کہیں ایسا فیشن اختیار کیا جائے تو یہ درست نہیں ہوگا اور اسے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی سمجھا جائے گا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”وشر“ سے منع فرمایا ”وشر“ سے مراد دانتوں کو باریک بنانا ہے:

”الوشر حد الأسنان وترقيقها بالمنشار“ (تفسیر طبری: ۵۶۱/۲، مع تحقیق الدكتور بشار

عواد عصام فارس)۔

لیکن اگر کسی کے دانت پر دانت چڑھا ہوا ہو یا ایک زائد دانت ہو گیا ہو، عام طور پر لوگوں کے دانت جس طرح ہوتے ہیں، اس کے مقابلہ میں نکلا ہوا ہو یا اندر کو دبایا ہو، جس سے چہرے کی وضع خراب معلوم ہوتی ہو تو اس کو درست کر دینا علاج کی قبیل سے ہے؛ اس لئے کہ یہ انسان کی اس تخلیقی وضع کے مطابق نہیں ہے، جو عادت ہو کر قتی ہے، جیسا کہ چھٹی انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے، خاص کر اگر اس سے کھانے میں یا چبانے میں یا گفتگو میں فرق آتا ہو، تب تو اس کا جائز ہونا ظاہر ہے:

”ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل وإصبع زائدة تؤذيها، فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة“ (تختم الاحوذی ۸/۵۵)۔

(اور اس میں ممانعت سے ایسی صورت مستثنیٰ ہے، جس سے نقصان یا تکلیف پیدا ہوتی ہو،

جیسے اس کو زائد یا طویل دانت ہو، جس سے کھانے میں تکلیف ہوتی ہو یا زائد انگلی ہو، جو اس کے لئے تکلیف دہ ہو، تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس مسئلہ میں مرد و عورت کا حکم یکساں ہے۔

○ دانت سے متعلق ایک مسئلہ سونے اور چاندی کے دانت کا بھی ہے، اگر بہ طور علاج سونے یا چاندی کا دانت بنایا جائے، تو یہ جائز ہوگا؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرفہ کو پہلے چاندی کا پھر سونے کا دانت بنانے کی اجازت دی ہے، اگر اس کا مقصد صرف زیبائش و آرائش ہو، تو قدرتی دانت اکھاڑ کر اس کی جگہ سونے یا چاندی کا دانت لگانا جائز نہیں ہوگا، اگر اصل دانت اکھڑ گیا ہو تو مردوں کے لئے تو اس صورت میں بھی بلا عذر سونے یا چاندی کا دانت لگانا درست نہیں ہوگا؛ کیوں کہ مردوں کو سوائے چاندی کے انگوٹھی کے ان دھاتوں کے استعمال کی ممانعت ہے، ہاں! اگر کسی وجہ سے معالج کا مشورہ ہو تو سونے اور چاندی کا دانت لگا سکتا ہے، خواتین کے لئے سونے یا چاندی کا دانت لگانے کی گنجائش ہوگی؛ کیوں کہ ان کے لئے بہ طور زینت بھی سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔

مستقل طریقہ ہائے زینت میں بعض وہ ہیں، جو خلق اللہ کی تغیر کے دائرہ میں آتے ہیں؛ کیوں کہ ان کی تخلیقی وضع خلاف عادت نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

(الف) ناک پھیلی ہوئی ہو، اسے آپریشن کے ذریعہ پتلی اور نوکدار بنایا جائے، یا زیادہ اونچی ہو، اسے معتدل بنایا جائے۔

(ب) ہونٹ موٹے ہوں اور انھیں آپریشن کے ذریعہ باریک بنایا جائے۔

(ج) رخسار چپکے ہوئے ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعے ابھارا جائے یا چہرہ چوڑائی لئے ہوا ہو اور انھیں گول بنایا جائے۔

(د) ٹھوڑیوں کو آپریشن کے ذریعہ ہموار اور خوش وضع بنایا جائے۔

(ه) پستان زیادہ ابھرے ہوئے ہوں، انھیں کم کیا جائے یا چھوٹے ہوں، انھیں

ابھارا جائے۔

(و) جسم کے مختلف حصوں میں عمر کے لحاظ سے جو جھریاں پڑ جاتی ہیں، انھیں آپریشن

کے ذریعہ دور کیا جائے۔

یہ ساری صورتیں اللہ تعالیٰ کی خلقت میں محض زیادہ سے زیادہ خوبصورت نظر آنے کے تحت کی جانے والی تبدیلیاں ہیں، اس لئے یہ جائز نہیں ہیں۔

بعض صورتیں ایسی ہیں، جو بطور علاج بھی کی جاتی ہیں اور تحسین و تزئین کے طور پر بھی، جیسے پیٹ اور کولہے سے چربی کی تھیں آپریشن کے ذریعہ نکالنا، اس سے انسان خوبصورت بھی نظر آتا ہے اور بعض دفعہ علاج کے طور پر بھی ایسا کرنے پر مجبور ہوتا ہے؛ کیوں کہ حد اعتدال سے زیادہ موٹاپا بھی انسان کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے؛ اس لئے ان صورتوں کا حکم آپریشن کرانے والوں کی نیت کے اعتبار سے ہوگا، اگر اس نے علاج کی نیت سے کیا ہے تو یہ جائز ہوگا اور اگر اس کے پیچھے جذبہ حسن نمائی کا رفرما ہو تو جائز نہیں ہوگا، انما لأعمال بالنیات۔

جو صورتیں جائز نہیں ہیں، جیسے ناک یا ہونٹ کی وضع کو درست کرنا وغیرہ، جن کی ممانعت پر کوئی نص موجود نہیں ہے، اگر سخت مجبوری درپیش ہو تو اس کی اجازت ہو سکتی ہے، جیسے ناک یا ہونٹ کے غیر معمولی طور پر بد وضع ہونے کی وجہ سے کسی لڑکی کا رشتہ طے نہ ہونے پائے یا کوئی شوہر اپنی بیوی کو اس طرح کے آپریشن پر مجبور کرے اور اندیشہ ہو کہ اگر وہ اس پر عمل نہیں کرے گی تو اسے تکلیف دی جائے گی یا طلاق دے دی جائے گی، تو یہ خاص صورتیں مجبوری کی ہیں اور ان حالات میں شریعت کے قاعدہ: ”الضرورات تبیح المحظورات“ کے تحت اصل فعل کے ناجائز ہونے کے باوجود ایسی لڑکیوں اور عورتوں کے لئے تجویز آپریشن کر لینا جائز ہوگا۔

اسلام میں پلاسٹک سرجری کا حکم

مولانا سید صادق محی الدین ☆

جسمانی اعضاء میں حسن و خوبصورتی پیدا کرنے یا نقص و قصور کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، جسمانی نقص دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو پیدائشی ہوتے ہیں، دوسرے وہ جو کسی حادثہ کے سبب لاحق ہوتے ہیں، پیدائشی جیسے دونوں ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا ملا ہوا ہونا یا کسی عضو کا زائد ہونا جیسے زائد انگلی وغیرہ یا برص زدہ ہونا۔ ایک اور صورت بھی عموماً نقص کا سبب بنتی ہے جیسے کسی پھوڑے یا پھنسی کے سبب داغ و دھبے کی وجہ سے عیب کا پیدا ہونا، یا کبھی ناگہانی حادثہ میں جل جانے یا کبھی نا عاقبت اندیشی و ناسمجھی کے سبب جلانے سے جلد متاثر ہو کر ظاہر عیب و نقص پیدا ہو جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ انسان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بڑا حساس مزاج بنایا ہے، اپنی ان تمام عیب و نقص کی صورت سے وہ بڑا متاثر ہو جاتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو جس ہیئت و ساخت پر پیدا کیا ہے اس میں بڑا حسن ہے، ساری کائنات میں کوئی بھی انسان کے صوری و معنوی حسن و کمال میں اس کے برابر نہیں ہو سکتا، کوئی عیب و نقص خواہ وہ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، انسان چاہتا ہے کہ وہ دور ہو اور فطری ساخت لوٹ آئے، ایسی صورت میں علماء نے اس میں بہت سی گنجائشیں فراہم کی ہیں۔

یہ عیب و نقص اگر حسی و معنوی ضرر پر مشتمل ہو تو اس کا زائل کرنا ضرورت و حاجت کے درجہ میں ہوگا اور قاعدہ شرعی ”الضرورات تبیح المحظورات“ کے تحت ایسی سرجری کی

اجازت ہوگی، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ایسا عیب و نقص ہو جس نے سابقہ ہیئت کو تبدیل کر دیا ہو اور سرجری کے ذریعہ اس کو اصلی حالت کی طرف تبدیل کیا گیا ہو تو یہ صورت اس حدیث کے مصداق نہیں ہوگی جس میں حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”لعن رسول اللہ ﷺ الواشمات والمستوشمات“ امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں حرمت کی علت طلب و خواہش ہے نہ کہ حاجت، اگر حاجت مقتضی ہوگی تو ظاہر ہے کہ وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہوگی، ایسی صورت میں خلقت کو تبدیل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ضرر کا ازالہ مقصود ہوتا ہے اور تبعاً اس سے تجمل بھی حاصل ہو جاتی ہے، کسی عضو سے نقص یا کمی کو دور کرنا یا اس کو سابقہ ہیئت کی طرف لانے کی کوشش کرنا شرعاً حرام نہیں ہے بلکہ یہ عمل گویا ایک طرح سے خلقتِ اصلہ کی طرف لوٹانا ہے، حادثات میں پیدا ہونے والے جسمانی نقص و عیب یا جلنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے نقص و عیب کو دور کرنے کے لیے اس جیسی تدبیر کے اختیار کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، اسلام بیمار ہو جانے کی صورت میں علاج و معالجہ کی ہدایت کرتا ہے اور یہ کبھی دواؤں کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور کبھی ضرورت داعی ہو تو عملِ جراحی بھی بطور علاج اختیار کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری بھی عملِ جراحت سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے یہ بھی ضرورت کے وقت علاج کے دائرہ میں آتی ہے، اس لیے ضرورتاً اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

کسی زائد عضو کو کاٹنا ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ زیادتی پیدا کنشی ہے یا پھر بعد میں رونما ہوئی ہے، مثلاً جیسے برص یا پھوڑا پھنسی کی وجہ سے بدن میں کسی شئی کا زیادہ ہونا، بسا اوقات انگلی کی طرح اور کوئی عضو دانت وغیرہ خلقتاً زائد ہوں تو ان زوائد کو زائل کرنا، اس بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں اور اختلاف کا سبب ان زوائد کو خلقتِ اصلہ میں شمار کرنے یا نہ کرنے کی وجہ سے ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان زائد اعضاء کو قطع کرنے کے قائل ہیں، امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے لیے خاص طور پر جس پر اس کی خلقت ہوئی ہے کسی عضو میں تغیر کرنا جائز نہیں، تغیر کسی کے ساتھ ہو یا زیادتی کے ساتھ اسی طرح کا حکم مرد کے لیے بھی ہے، دانت اگر زائد ہوں اور

اس کو نکال دیا جائے یا طویل ہوں تو ان کو کم کر دیا جائے، ہر صورت میں یہ ان کے نزدیک خلقت میں تبدیلی کے مترادف ہے، البتہ ان صورتوں میں ضرر اور اذیت متحقق ہو جیسے کوئی دانت جو طویل ہے یا زائد ہے اور وہ کھانے میں ضرر کا باعث بن رہا ہے، اسی طرح زائد انگلی ضرر و جرح کا باعث بن رہی ہے تو اس صورت کو وہ مستثنیٰ قرار دے کر جواز کی رائے دیتے ہیں، لیکن دیگر فقہاء نے ان زوائد کو عیب شمار کیا ہے، ان کا دور کرنا گویا عیب کو دور کرنا ہے اور ضمناً اس میں جمال کو دوبالا کرنا بھی ہے۔ الجوهرة النيرة میں ہے: زائد انگلی یا دانت وغیرہ کا قطع کرنا یا نکالنا عدل ہے کیونکہ وہ زائد حصہ بدن کا جز ضرور ہے لیکن غیر نفع بخش اور زینت کے منافی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اور ان میں ابن قدامہ بھی ہیں، ان زوائد میں درحقیقت کوئی جمال ہی نہیں ہے بلکہ یہ تو خلقت میں ایک عیب ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ اگر کسی زائد عضو وغیرہ کے کاٹنے سے ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ اس میں نفس کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور ایسی کوئی صورت نہ ہو تو پھر اجازت رہے گی۔

حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی تھی، اس میں بدبو پیدا ہونے لگی تو حضرت نبی پاک ﷺ نے سونے کی بنا کر استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جدید دور کی ترقیات میں ایسے عمل جراحی جو عیب و نقص کو دور کرنے کے لیے استعمال کئے جا رہے ہیں، ان کی صراحت علماء و فقہاء کے اقوال میں نہیں ملتی، ان کے زمانے میں اس کی ایجاد ہی نہیں ہوئی تھی، جدید علماء و محققین نے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) تحسین ظاہر، (۲) تجدید شباب۔

(۱) تحسین ظاہر یعنی خلقی طور پر جو اعضاء اللہ نے دیئے ہیں جیسے ناک اور ٹھوڑی وغیرہ کہ اس کے طول و عرض کو چھوٹا یا بڑا کیا جائے، اسی طرح خواتین کا اپنے پستانوں کو حسب خواہش چھوٹے یا بڑے کروانا اور اس کے لیے پلاسٹک سرجری اختیار کرنا شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی،

کیونکہ یہ خلقت اصلہ میں تبدیلی ہے۔ محقق اطباء کی رائے ہے کہ بلا ضرورت پلاسٹک سرجری سے اجتناب بہتر ہے کیونکہ اس کے دیگر مضرات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۲) تجدید شباب یعنی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ بڑھاپے کے آثار کو دور کرنے کی سعی کرنا، جیسے عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرے سے جھریاں دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا جائز نہیں ہوگا۔

ایسے عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہو خواہ وہ پیدائشی عیب ہو، جیسے ہونٹ وغیرہ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا زائد ہونا، ان عیوب کو دور کرنے کے لئے ضرورت کے درجے میں ہونے کی بنا پر پلاسٹک سرجری کروائی جاسکتی ہے۔

کسی حادثہ کی بنا پر رونما ہونے والے عیوب و نقائص بھی حسب ضرورت پلاسٹک سرجری سے دور کئے جاسکتے ہیں۔ نمبر ایک، دو، تین میں دریافت طلب امور کی صراحت صدر بالاسطور میں ہو چکی ہے۔ نمبر چار میں ذکر کردہ عیب و نقائص کو بذریعہ جراحی دور کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں یعنی انسان کے جسم کے کسی حصہ کے گوشت یا ہڈی یا کسی اور جز کو اس کے جسم کے کسی دوسرے حصہ میں سخت ضرورت و حاجت اور عیب شدید کو دور کرنے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے اس صورت کے اختیار کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے سلسلہ میں پلاسٹک سرجری کے حکم کی صراحت درج بالاسطور میں ہو چکی ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کی بھی ضرورت داعی ہو تو عمل جراحی سے دور کی جاسکتی ہے، بلا ضرورت اس سے اجتناب بہتر ہے۔

۷۔ بڑی عمر کے افراد کم عمر نظر آنے کے لیے اور خوبصورت دکھائی دینے کے لیے سرجری کرواتے ہیں تاکہ اس سے اچھا رشتہ لگ سکے تو شرعاً یہ ضرورت و حاجت کی تعریف میں نہیں آتا کہ جس کی اجازت دی جاسکے۔ البتہ کوئی کم عمر فرد کسی وجہ سے متاثر ہو گیا ہو اور پلاسٹک

سرجری اس کا ازالہ کر سکتی ہو تو اس کے لیے جواز کی رائے دی جاسکتی ہے۔

۸- مجرم اپنی شناخت چھپانے یا مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے اپنی شناخت تبدیل کرے تو مجرم کے حق میں شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ مظلوم کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تو ضرورت و حاجت کی بنیاد پر اس کو اجازت دی جاسکتی ہے، تاہم مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے کوئی اور متبادل راہ اختیار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم و صلی اللہ تعالیٰ وسیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین والحمد لله رب العالمین۔

www.KitaboSunnat.com

پلاسٹک سرجری تعارف اور شرعی احکام

مولانا راشد حسین ندوی ☆

سرجری کی تعریف

سرجری اس طریقہ علاج کو کہتے ہیں جس میں معالج اپنے ہاتھوں اور اوزار کی مدد سے علاج کرتا ہے (اردو انسائیکلو پیڈیا زیر ادارت پروفیسر فضل الرحمن ۲/۴۲۲)۔

تہذیب کے تمام اہم مرکوزوں میں ماقبل تاریخ سے سرجری کسی نہ کسی حالت میں ضرور کی جاتی تھی، ہندوستان، چین، بابل، مصر، یونان اور روم کی پرانی تہذیبوں میں سرجری کا ثبوت ملتا ہے۔ (ایضاً ص ۴۲۳)۔

زمانہ قدیم میں اس طریقہ علاج کی حیثیت ایک ہنر کی سی تھی جسے کسی استاذ سے سیکھا جاتا تھا، لیکن سرجری کو ایک علم کا درجہ سترہویں اٹھارہویں صدی عیسوی سے پہلے نہیں ملا تھا (ایضاً ص ۴۲۲)۔

پلاسٹک کی تعریف اور ماخذ

جہاں تک لفظ پلاسٹک (Plastic) کا تعلق ہے، تو بعض لوگ اس سے غلطی نہیں کا شکار ہو جاتے ہیں کہ شاید اس سے مراد اصلی یعنی کیمیادی پلاسٹک ہے، جبکہ اس لفظ کا ماخذ ایک یونانی لفظ (Plastiko) ہے جس کے معنی اصلاح و مرمت کے ہوتے ہیں۔

☆ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پورٹیکہ کلاں رائے بریلی۔ یوپی۔

پلاسٹک سرجری کی تعریف

وہ سرجری جو جسم کے ضائع، مجروح، ناقص یا بد نما اور بد شکل حصوں کی اصلاح کے لئے

کی جاتی ہے۔ WEBSTER'S DICTIONARY

پلاسٹک سرجری کا عربی متبادل

عربی میں پلاسٹک سرجری کو جراحۃ التجمیل یا العمليات التجمیلیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر الہام بنت عبد اللہ باجنید لکھتی ہیں:

جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة ووظيفته إذا ما طرأ عليه نقص أو تلف أو تشوؤ (دیکھئے: مجلۃ البحوث الفقہیۃ المعاصرة العدد السابع والعشرون ص ۳۰۱، بحوالہ الموسوعة الطبية العدد ۳/ ۵۴) (وہ آپریشن جو جسم کے ظاہری اجزاء میں سے کسی جز یا اس کے فعل کو خوشنما بنانے کے لئے اس وقت ہوتا ہے جب اس میں کوئی عیب، تلف یا بگاڑ پیدا ہو جائے)۔

تقریباً انہیں الفاظ سے ڈاکٹر عبد الرحمن بن عبد اللہ السند نے بھی تعریف کی ہے۔ (دیکھئے: مجلۃ البحوث الفقہیۃ العدد الثامن والسبعون ص ۲۶۹)۔

یہ سرجری بھی زمانہ قدیم سے موجود ہے، حتیٰ کہ فراعنہ مصر کے زمانے سے ہی اس کا ثبوت ملتا ہے، عربوں میں بھی کسی نہ کسی شکل میں اس کا وجود رہا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی حضرت عرفہؓ کی ناک ایک موقع پر ضائع ہو گئی تھی پھر آنحضرت ﷺ کے مشورہ سے سونے کی لگوائی (ترمذی، ابوداؤد، نسائی کتاب الزینۃ باب من أصیب أنفہ الخ)۔ لیکن دوسرے علوم و فنون ہی کی طرح باقاعدہ ایک فن اور مستقل علم کی حیثیت سے یہ ہنر پہلی جنگ عظیم کی شروعات سے سامنے آیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنی ایک الگ پہچان بنالی (المسائل الطبية المستحدقة ص ۲۳۸، ۲۳۹، مجلۃ البحوث الفقہیۃ العدد الثامن والسبعون ص ۳۰۲، ۲۰۳)۔

پلاسٹک سرجری کے بارے میں شریعت کا موقف

اس بات سے تو ہر شخص واقف ہے کہ کسی بھی قسم کی سرجری کرنے کے لئے انسانی جسم میں تصرف کرنا ناگزیر ہے، لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سوانامہ کی طرف رخ کرنے سے پہلے ہم غور کریں کہ جسم انسانی میں تصرف کب اور کس حد تک جائز ہے؟

انسان گلستانِ عالم کا گل سرسبد

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پوری کائنات نہایت ہی خوبصورت اور حسین ہے، خود خالق کائنات نے کتاب مقدس میں کئی جگہ کائنات کی رنگینی اور بوقلمونی کا ذکر فرمایا ہے، لیکن خود خالق کائنات نے اس پورے عظیم الشان گلستان کا گل سرسبد حضرت انسان کو قرار دیا، ارشادِ بانی ہے:

”خلق السماوات والأرض بالحق وصوركم فأحسن صوركم“ (سورہ تغابن/۳) (بنایا آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“۔ (سورہ تین/۴) (ہم نے بنایا آدمی کو خوب انداز سے)۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہے:

”ولقد كرنا بنى آدم وحملناهم فى البر والبحر“ (سورہ بنی اسرائیل: ۷۰) (اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں)۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ زمین پر جو کچھ ہے وہ سب انسان کے فائدے اور اسکے نفع کے لئے ہے۔

”هو الذى خلق لكم فى الأرض جميعا“ (سورہ البقرہ/۲۹) (وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے)۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، مطلب یہ ہے کہ اللہ نے دین میں جو کچھ وضع کیا ہے اس کے حرام کو حلال قرار دیکر اور حلال کو حرام قرار دیکر تبدیلی کا حکم دے گا جب کہ حضرت عکرمہ اور مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ وہ بدھیا بنا کر گود کر اور کانوں کو کاٹ کر خلق اللہ میں تبدیلی کریں گے (معالم النثر لیل للبخاری ۲/۱۵۹، ۱۶۰، نزاد المیسر للإمام البخاری ۲/۱۱۹، تفسیر روح المعانی ۵/۱۵۰)۔

اگر دوسری تفسیر کو پیش نظر رکھا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان (بلکہ حیوان بھی) کے جسم میں کسی طرح کا تغیر جائز نہ ہونا چاہئے، لیکن شریعت اسلامیہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر طرح کے تغیر کا یہ حکم نہیں ہے بلکہ یہ تغیرات بنیادی طور پر تین طرح کے ہیں:

(۱) جائز۔ (۲) ناجائز۔ (۳) مستحسن۔

وہ تبدیلیاں جو مطلوب اور مستحسن ہیں:

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ غیر مختون پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ختنہ کو واجب یا سنت قرار دیا گیا ہے، حالانکہ ”کل مولود یولد علی الفطرة“ (متفق علیہ) (مشکاۃ باب الإیمان بالقدر ۲۱/۱) کے اعتبار سے یہ تغیر خلق اللہ کی ایک شکل معلوم ہوتی ہے، اسی طرح ان چیزوں کو بھی دیکھئے جن کا خصال فطرت والی حدیث میں ذکر ہے:

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”عشر من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظفار وغسل البراجم، ونف الإبط، وحلق العانة وانتقاص الماء“ (رواه مسلم في كتاب الطهارة في باب خصال الفطرة)۔

ظاہر بات ہے کہ مونچھوں کا ترشوانا، موئے زیر ناف اور بغل کی صفائی کرنا تغیر ہی سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں، لیکن ان کو مستحسن قرار دیا گیا اور ان کا شمار انبیاء کرام کی سنتوں میں کیا گیا۔

جائز تغیرات

ان میں سے کچھ تبدیلیاں اگرچہ واجب یا سنت نہیں ہیں لیکن شریعت نے ان کی اجازت دی ہے، مثلاً: جانور کے چہرہ کو چھوڑ کر بدن کے کسی حصہ میں داغ کر کوئی علامت لگانا جس سے اس کی پہچان ہو سکے، حدیث شریف میں وارد ہے:

عن هشام بن زید قال: ”دخلنا على رسول الله مریدا وهو يسم غنما قال: أحسبه قال: في آذانها“ (مسلم، کتاب اللباس والهيئة باب جواز دم الحيض في غير الآدي في غير الوجب) (حضرت هشام ابن زید سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک باڑے میں آئے اسی حال میں کہ آپ ﷺ بکریوں کو داغ کر غالباً ان کے کانوں میں نشان لگا رہے تھے)۔ وعن أنس بن مالك قال: ”رأيت في يد رسول الله صلى الله عليه وسلم الميسم وهو يسم إبل الصدقة“ (مسلم، کتاب اللباس والهيئة باب جواز دم الحيض في غير الآدي في غير الوجب) (حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے دست مبارک میں داغنے کا ایک آلہ دیکھا جس سے آپ صدقے کے اونٹوں پر نشان لگا رہے تھے)۔

یا مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے عورتوں کا زیور پہننے کے لئے کان میں سوراخ کرنے کا رواج رہا ہے اور اس کی تکمیل ثابت نہیں ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما ”أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى يوم العيد ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها ثم أتى النساء ومعهم بلال فأمرهن بالصدقة فجعلت المرأة تلقى قرطها“ (بخاری، کتاب اللباس، باب القراط للنساء) (حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ بعد میں پھر آپ عورتوں کے پاس آئے، آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے تو آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا اور عورتیں اپنے کان کی بالیاں نکالنے لگیں)۔

”قرط“ کان کی بالیوں کو کہتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ اس حدیث سے صاف طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں کان میں زیور پہننے کے لئے کان میں سوراخ کرواتی تھیں، آپ سے اس کی نکیر ثابت نہیں حالانکہ یہ بھی تغیر خلق اللہ میں سے ہے۔

فقہاء نے انھیں دلائل کے پیش نظر کسی خاص منفعت کے تحت بعض ایسی چیزوں کو جائز قرار دیا ہے جو بظاہر تغیر خلق اللہ کے تحت آتی ہیں، بعض عبارات ملاحظہ ہوں:

۱- ”وجاز خصاء البہائم حتی الہرة وأما خصاء الآدمی فحرام قیل: والفرس وقیدوه بالمنفعة وإلا فحرام“، قال ابن عابدین: (قوله وقیدوه) أى جواز خصاء البہائم بالمنفعة وهی إرادة سمنها أو منعها من العض“ (شای ۲۷۷/۵، ہندیہ ۲۵۷/۵) (تمام جانوروں بشمول بلی اختصاء جائز ہے، رہا آدمی کا اختصاء تو حرام ہے، ایک روایت گھوڑے (کے اختصاء کی حرمت) کی بھی ہے، اور جواز کو فقہاء نے منفعت سے مقید کیا ہے، ورنہ اختصاء حرام ہوگا، علامہ ابن عابدین ”وقیدوه“ پر تعلق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی جانوروں کے اختصاء کا جواز منفعت سے مقید ہے، منفعت سے مراد اس کے فربہ ہونے یا منہ سے کاٹنے سے روکنے کا ارادہ ہے)۔

۲- ”لا بأس بکي البہائم للعلامة وثقب أذن الطفل من البنات، لأنهم كانوا يفعلونه فی زمن رسول اللہ ﷺ من غیر انکار“ (شای ۲۷۵/۵، ہندیہ ۳۵۷/۵) (علامت کے لئے جانوروں کے داغنے نیز لڑکیوں کے کان میں سوراخ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسی نکیر کے بغیر ایسا کیا کرتے تھے)۔

ممنوع تغیرات

کچھ تبدیلیاں ایسی بھی ہیں جن کو ”فلیغیرن خلق اللہ“ کے تحت رکھ کر شریعت میں منع کر دیا گیا ہے اور ان تغیرات کے اختیار کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے، اس کے متعلق تین

محض تغیر نہ ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے، ورنہ اصل یہی ہے کہ تغیر ناجائز ہوگی۔ تو گویا نبی کی علت تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ہے:

(۱) تدلیس (۲) تخبہ بالجسس الآخر (۳) بلافاائدہ تبدیلی

اس تیسری علت میں محض خوبصورتی حاصل کرنے اور خوشنمائی حاصل کرنے کے لئے جسم میں کوئی پائیدار یا مستقل تبدیلی کرنا بھی ہے۔

پہلی علت تدلیس و تزویر کی طرف اشارہ مندرجہ ذیل فقہی عبارت سے ملتا ہے:

۱- ”ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر

غيرها (قوله سواء كان شعرها أو شعر غيرها) لما فيه من التزوير“ (شامی ۵/۲۶۲)۔

۲- ”إن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس“

(المغنی لابن قدامة ۱/۷۷)۔

۳- ”قلت و إطلاقه مقيد بإذن الزوج وإلا متى خلا عن ذلك منع

للتدليس“ (فتح الباری ۱/۳۷۸)۔

۴- ”واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها فقليل: لأنها من باب

التدليس“ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۵/۳۹۳)۔

دوسری علت کی طرف تشبیہ والی حدیث سے صاف طور سے اشارہ ملتا ہے، نیز شامی

میں ہے:

”وفي التاتارخانية عن المضمورات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر

وجهه مالم يشبه المخنث“ (شامی ۵/۲۶۲)۔

اور تیسری علت کی طرف وشم والی حدیث کے آخر میں اشارہ کر دیا گیا ہے،

”المغيرات لخلق الله“۔

نیز مندرجہ ذیل عبارات میں بھی اس علت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

محض تغیر نہ ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے، ورنہ اصل یہی ہے کہ تغیر ناجائز ہوگی۔ تو گویا نبی کی علت تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ہے:

(۱) تدلیس (۲) تشبہ بالجنس الآخر (۳) بلا فائدہ تبدیلی

اس تیسری علت میں محض خوبصورتی حاصل کرنے اور خوشنمائی حاصل کرنے کے لئے جسم میں کوئی پائیدار یا مستقل تبدیلی کرنا بھی ہے۔

پہلی علت تدلیس و تزویر کی طرف اشارہ مندرجہ ذیل فقہی عبارت سے ملتا ہے:

۱- ”ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها (قوله سواء كان شعرها أو شعر غيرها) لما فيه من التزوير“ (شامی ۵/۲۶۲)۔
 ۲- ”إن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس“ (الغنی لابن قدامہ ۱/۷۷)۔

۳- ”قلت و إطلاقه مقيد بإذن الزوج وإلا متى خلا عن ذلك منع للتدليس“ (فتح الباری ۱/۳۷۸)۔

۴- ”واختلف في المعنى الذى نهى لأجلها فقيل: لأنها من باب التدليس“ (الجامع لأحكام القرآن للمقرطبی ۵/۳۹۳)۔

دوسری علت کی طرف تشبیہ والی حدیث سے صاف طور سے اشارہ ملتا ہے، نیز شامی میں ہے:

”وفي التاتارخانية عن المضمرة: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المختن“ (شامی ۵/۲۶۲)۔

اور تیسری علت کی طرف وشم والی حدیث کے آخر میں اشارہ کر دیا گیا ہے، ”المغيرات لخلق الله“۔

نیز مندرجہ ذیل عبارات میں بھی اس علت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

- ۱- ”واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها“ (إلى أن قال) وقيل: من باب تغيير خلق الله كما قال ابن مسعود، وهو أصح“ (الجامع لأحكام القرآن ۵/۳۹۳)۔
- ۲- وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام (قوله وقيدوه) أى جواز خصاء البهائم بالمنفعة“ (شامی ۵/۲۷۵)۔

- ۳- ”وجوزه بعضهم في البهائم لأن فيه غرضا ظاهرا“ (تغير معالم التنزيل للنفی ۲/۱۵۹-۱۶۰)۔

یہ سب تفصیلات تو اس صورت میں ہیں جب اس طرح کی تبدیلیوں اور تغیرات جان بچانے یا سخت تکلیف دور کرنے کے لئے ہو تو یہ جائز علاج کے تحت آئے گا جسکی اجازت احادیث میں صراحت سے دی گئی ہے مثلاً دیکھئے یہ حدیث..... ”یا عباد الله تداووا، فان الله لم يضرع داء إلا وضع له شفاء“ (ترمذی کتاب الطب باب ما جاء في الدواء والحث عليه وقال: هذا حديث حسن صحیح) (اے اللہ کے بندو! تم علاج کیا کرو، اس لئے کہ اللہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے)۔

علاج و معالجہ کے مقصد سے جراحات و آپریشن کا جواز مندرجہ ذیل فقہی عبارات سے بھی ظاہر ہو رہا ہے:

”لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لئلا تسرى كذا في السراجية، لا بأس بقطع اليد من الأكلة وشق البطن لما فيه كذا في الملتقط (إلى) ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة“ (ہندیہ ۵/۳۶۰) (اگر عضو میں سڑن پیدا ہوگئی ہو تو اس کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ سڑن آگے نہ بڑھے، سراجیہ میں اسی طرح ہے، سڑن کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے میں نیز پیٹ میں موجود چیز کی وجہ سے پیٹ چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آگے ہے) مثلاً چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس میں پتھری ہو)۔

اسی لئے علامہ ابن نجیم نے الاشباہ والنظائر میں فرمایا: ”الضرورات تبیح

المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساعة اللقمة بالخمير والتلفظ بكلمة الكفر عند الإكراه الخ“ (الاشباه والنظائر لابن نجيم تحت القاعدة الخامسة الضرريال ۱۰۷/۱) (ضروریات) (شرعیہ) ممنوعہ چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں، اسی سبب سے اضطراب کے وقت مردار کھانا، لقمة کو شراب سے اتارنا اور اکراہ کے سبب کلمہ کو ادا کرنا جائز ہوا ہے۔

اور علامہ حموی تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وكذا التداوى، قال التمر تاشى فى شرح الجامع الصغير نقلا عن التهذيب: يجوز للعليل أكل الميتة وشرب الدم والبول إذا أخبره طبيب مسلم إن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه“ (ایضاً حاشیہ) (اسی طرح علاج و معالجہ کے لئے بھی جائز ہے، علامہ ترمذی نے جامع صغیر کی شرح میں التہذیب سے نقل کر کے لکھا ہے: اس صورت میں بیمار کے لئے مردار کھانا، نیز خون اور پیشاب پینا جائز ہے جب کسی مسلمان طبیب نے اسے بتایا ہو کہ اس کی شفا یا بی اسی میں ہے اور مباح میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائے جو اس کی جگہ لے سکے)۔

علامہ ابن نجیم دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة، ولهذا جوزت الإجارة على خلاف القياس للحاجة ومن ذلك جواز السلم، ومنها جواز الاستصناع للحاجة“ (الاشباه والنظائر لابن نجيم ۱۱۳/۱) (حاجت خواہ عام ہو یا خاص ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے، اسی لئے حاجت کی وجہ سے خلاف قیاس اجارہ کی اجازت ہے، اسی میں سے سلم کا جواز ہے، اور اسی میں سے حاجت کے سبب آرڈر دیکر سامان بنوانے کا جواز ہے)۔

انسانی ضروریات کے مراتب اور ضرورت و حاجات کی تعریف

اوپر بار بار ضرورت و حاجت کا ذکر آیا ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں

کی تعریف اور مراتب کا ذکر کر دیا جائے، علامہ حموی اشباہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

”ہہنا خمسة مراتب: ۱- ضرورة، ۲- حاجة، ۳- ومنفعة، ۴- وزينة، ۵- وفضول۔“

فالضرورة: بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك أو قارب وهذا يبيح تناول الحرام۔

والحاجة: كالجائع لولم يجد ما ياكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة، وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الصوم في الفطر۔

والمنفعة: كالذي يشتهي خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم والزينة: كالمشتهي بحلوى، والسكر۔

والفضول: التوسع بأكل الحرام والشبهة“ (حاشیہ اشباہ القاعدة الخامسة: الضرر يزال ۱۰۷)۔

(یہاں پانچ مراتب ہیں: (۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) فضول۔

تو ضرورت انسان کے اس حد تک پہنچ جانے کو کہتے ہیں کہ اگر وہ ممنوع کو نہیں کھائے گا تو ہلاک ہو جائے گا یا ہلاکت کے قریب پہنچ جائے گا، یہ مرتبہ حرام کے استعمال کو مباح کر دیتا ہے۔ اور حاجت (کی مثال) جیسے وہ بھوکا جس کو کھانے کو نہ ملے تو ہلاک نہیں ہوگا البتہ وہ جہد و مشقت میں پڑ جائے گا یہ مرتبہ حرام کو مباح نہیں کرتا (اوپر گزر چکا ہے کہ بعض اوقات حاجت ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے)۔ اور روزہ توڑنے کو مباح کر دیتا ہے، اور منفعت کی مثال وہ شخص ہے جس کو گئیہوں کی روٹی بکری کا گوشت اور مرغن غذا کی خواہش ہو، اور زینت کی مثال مٹھائی اور شکر کی خواہش رکھنے والا ہے اور فضول حرام اور مشتبہ اشیاء کے کھانے میں توسع اختیار کرنا ہے)۔

خلاصہ کلام یہ کہ:

۱- اگر انسانی جان بچانے یا غیر معمولی اذیت دور کرنے کے لئے سرجری کرائی جائے تو اس کی حیثیت جائز علاج معالجہ کی ہوگی اور شرعاً اس کی اجازت ہوگی۔

۲- اگر کسی ایسے عیب کو دور کرانے کے لئے سرجری کرائی جائے جس سے اگرچہ جسمانی اذیت نہیں ہے، لیکن اس سے معنوی اور روحانی اذیت ہوتی ہے تو شرعاً اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث عرفہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۳- تدلیس و تزویر یا تشہ بالجنس الآخر کے مقصد سے سرجری کرانا ناجائز ہوگا۔

۴- اس طرح کی دائمی سرجری صرف حسن کے مقصد سے جائز نہیں ہوگی، البتہ سرمہ لگانا، عورتوں کا شوہروں کے لئے زیب و زینت اختیار کرنا، نیز اسی طرح کی عارضی چیزوں سے وقتی تبدیلیاں کرنا اس بحث سے خارج چیزیں ہیں۔

”فأما ما لا يكون باقيا كالكحل والتزین به للنساء فقد أجاز العلماء ذلك مالک وغیره“ (الجامع لأحكام القرآن ۵/ ۳۹۳، ذیل الأوطار ۶/ ۲۱۷)۔

ان تفصیلات کے بعد ہم اصل سوالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

۱- پیدائشی عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن

اوپر تفصیل سے عرض کیا گیا کہ ضرورت کے تحت ناجائز اور ممنوعہ چیزیں بھی جائز ہو جاتی ہیں، نیز حاجت بھی بعض اوقات ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے، ضرورت و حاجت کی تعریفات بھی ہم نے نقل کر دی تھیں، نیز اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ اگر کسی چیز سے غیر معمولی روحانی اذیت ہو رہی ہو تو وہ بھی حاجت کے تحت ہی آئے گی، اس لئے کہ حاجت کی تعریف ہی یہی ہے کہ جس سے غیر معمولی مشقت ہو اگرچہ ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو۔

اس ناحیہ سے غور کیا جائے تو سوال میں درج تمام شکلیں حاجت کے تحت آ جاتی ہیں، اس لئے کہ ان عیوب کے ساتھ دوسروں کا سامنا کرنے سے انسان کو روحانی اذیت کا سامنا کرنا

پڑتا ہے، اور ناسمجھوں اور بے عقلوں کے استہزاء کا نشانہ بننا پڑتا ہے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کے عیوب دور کرنے کی اجازت احادیث اور نصوص فقہیہ میں صراحت سے دی گئی ہے، چند دلائل ملاحظہ ہوں:

۱- عن عرفجة بن أسعد قال: "أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية، فاتخذت أنفا من ورق فانتن على، فأمرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن اتخذ أنفا من ذهب" (نسائی، کتاب الریۃ، باب: من أصیب أنفه هل يتخذ أنفا من ذهب، أبوداؤد، کتاب الاثم، باب فی ربط لسان بالذهب، ترمذی ابواب اللباس باب ما جاء فی شد الانسان بالذهب) (حضرت عرفجہ ابن اسعد فرماتے ہیں: جاہلی دور میں جنگ کلاب میں میری ناک ضائع ہوگئی، چنانچہ میں نے چاندی کی لگالی اس سے بدبو پیدا ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناک لگانے کا حکم دیا)۔

ظاہر بات ہے کہ اس اجازت کا مقصد صرف بدنمائی دور کر کے ان کو روحانی اذیت سے بچانا تھا ورنہ بدبو تو اس وقت بھی دور ہو سکتی تھی جب وہ کچھ بھی نہ لگا کر صرف زخم پر دوا استعمال کر لیتے۔

پھر ابوداؤد اور ترمذی نے بالترتیب ربط لسان بالذهب اور شد الانسان بالذهب کا عنوان قائم کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک یہ حکم ناک ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ اسی مقصد کے تحت کہیں اور بھی اس طرح کی سرجری کی جاسکتی ہے۔ اسی لئے صاحب بذل المجہود نے صراحت سے لکھا ہے:

"وكذا حكم الأسنان، فإنه يثبت هذا الحكم فيها بالمقايسة، سواء ربطها بخيط الذهب أو صيغها بالذهب" (بذل المجہود ۱۲/۲۶۰ حدیث ۴۲۳۲) (ایسے ہی دانتوں کا حکم ہے، چنانچہ قیاس کے ذریعہ جواز کا یہ حکم دانتوں میں بھی ثابت ہوگا، خواہ وہ ان کو سونے کے تار سے باندھے یا ان کو سونے سے ڈھال لے)۔

۲- ”ولا تشد الأسنان بالذهب وتشد بالفضة وهذا عند أبي حنيفة، وقال محمد: لا بأس بالذهب أيضا وعن أبي يوسف مثل قول كل واحد منهما“ (ہدایہ مع الفتح ۸/۴۵۹، وکذا فی رد المحتار ۵/۲۵۶، وملتقى الأبحر وشرح مجمع الأنهر ۳/۱۹۴) (اور دانتوں کو سونے سے نہیں کسا جائے گا، چاندی سے کسا جائے گا، یہ تفصیل امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں: سونے سے بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور امام ابو یوسفؒ سے دونوں میں سے ہر ایک کے مثل قول منقول ہے)۔

۳- ”وعلى هذا الاختلاف إذا جدد أنفه، أو أذنه أو سقط سنه فأراد أن يتخذ سنا آخر فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط، وعند محمد من الذهب أيضا“ (شامی عن التاترخانیہ ۲۵۶/۲۵) (اسی اختلاف پر وہ صورت بھی ہوگی جب اس کی ناک یا کان کٹ جائے یا دانت گر جائے اور وہ دوسرا دانت لگانا چاہے تو امام صاحب کے نزدیک اس کو صرف چاندی سے لگائے اور امام محمدؒ کے نزدیک سونے سے بھی لگا سکتا ہے)۔

معلوم ہوا کہ نفس تغیر کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف صرف اس میں ہے کہ سونے کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں، صاحب ہدایہ نے امام صاحب کے مسلک کے اثبات کے لئے جو دلائل دیئے ہیں اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ اگر سونے کا استعمال ناگزیر ہو تو امام صاحب کے نزدیک سونے کا استعمال بھی جائز ہوگا فرماتے ہیں: ”ولأبي حنيفة أن الأصل فيه التحريم والإباحة للضرورة وقد اندفعت بالفضة وهي الأدنى فبقي الذهب على التحريم، والضرورة فيما روي لم تندفع في الأنف دونه حيث اتفق“ (ہدایہ مع الفتح ۸/۴۵۹) (امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اصل تحریم ہے، اباحت ضرورت سے ہو سکتی ہے اور ضرورت چاندی سے پوری ہوگئی اور تحریم میں وہ ادنیٰ ہے لہذا سونا تحریم پر باقی رہا اور امام محمدؒ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اس میں ضرورت سونے کے بغیر ناک میں پوری نہیں ہوئی، اس لئے کہ ناک میں بدبو پیدا ہوگئی تھی)۔

ان روایات فقہیہ سے عیب دور کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت بھی معلوم ہو رہی ہے، اور دلالت یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ناگزیر حالات میں ایسی چیزوں کا استعمال بھی جائز ہو سکتا ہے، جو عام حالات میں ممنوع ہوں۔

۴- ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائداً، أو شيئاً آخر، قال نصير رحمہ اللہ: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك، من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاك فلا يفعل وإلا فلا بأس به“ (فتاویٰ ہندیہ ۳۶۰/۵) (اگر آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسری زائد چیز کاٹنا چاہے تو نصیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر اس طرح کاٹنے والوں میں غلبہ ہلاکت کا ہے تو وہ نہیں کرے گا اور اگر غلبہ نجات کا ہے تو اس کے لئے اس میں گنجائش ہے، جس کی زائد کھال (مسہ وغیرہ) ہو جس کو وہ کاٹنا چاہتا ہو تو اگر غلبہ ظن ہلاکت کا ہے تو نہیں کرے گا ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، خزانۃ المفتیین میں اسی طرح ہے)۔

عبارت اپنے مفہوم میں بالکل صاف ہے کہ اگر جسم میں کوئی عیب ہے، جس کو آپریشن سے ٹھیک کیا جاسکتا ہے تو اگر آپریشن کی کامیابی کا غالب گمان ہے، زیادہ تر آپریشن کامیاب رہتے ہوں تو اس کی گنجائش ہوگی۔

۵- ضرورت کے تحت بہت سے محرمات حلال ہو جاتے ہیں، اور کئی موقعوں پر حاجت کو شریعت نے ضرورت کے ہم پلہ قرار دیتے ہوئے اس سے بھی بعض ممنوعات کو جائز قرار دیا ہے جس کی تفصیل تمہیدی بحث میں گزر چکی ہے۔

لہذا جسم کا کوئی عیب اگر اپنی بدنمائی، بدشکلی اور بد ہیئتی کے ساتھ ساتھ جسمانی اذیت کا بھی سبب ہو تو وہ حاجت کے مفہوم میں شامل ہوگا، اور اگر اس عیب کا ازالہ آپریشن کے بغیر ممکن نہ ہو تو آپریشن اور سرجری کی اجازت ہوگی خواہ یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ عام حالات میں سرجری ممنوع ہے۔

اور اگر جسمانی اذیت نہ بھی ہو، لیکن انسان اس عیب کے سبب احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہو اور اس کے لئے دوسروں کے ساتھ ساتھ رہنا سہنا آزمائش بن جاتا ہو تو راقم کے خیال میں یہ بھی حاجت کے مفہوم میں شامل ہو جائے گا، اس لئے کہ روحانی اذیتیں بعض اوقات جسمانی اذیتوں سے زیادہ پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث شریف اور فقہی عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست ہے، یہ ممنوعہ تغیر لخلق اللہ کے تحت نہیں آئے گا۔ واللہ اعلم۔

۲- حوادث کی وجہ سے پیدا ہو جانے والے عیوب کے ازالہ کا حکم:

اگر پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں تھا لیکن بعد میں کسی حادثہ کے سبب کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس کو بھی آپریشن وغیرہ کے ذریعہ دور کرنا جائز ہوگا، اس لئے کہ سوال کے تحت جو دلائل گزرے ہیں وہ زیادہ تر بعد کے حادثات کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیوب کے ازالہ ہی سے متعلق ہیں، مثلاً حضرت عرفہ کی حدیث، چاندی یا سونے سے دانت کسنے کا حکم وغیرہ، بقیہ ضرورت و حاجت وغیرہ کا تعلق پیدائشی عیوب سے بھی ہے، اور حادثاتی عیوب سے بھی، اس لئے شاید یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ اگر پیدائشی عیوب کا ازالہ جائز ہے تو بعد میں پیدا ہو جانے والے عیوب کا ازالہ بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۳- عمر ڈھلنے کے سبب فطری طور پر پیدا ہو جانے والے تغیرات کے ازالہ کا حکم:

تمہید میں یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ تغیر خلق اللہ کی بعض شکلیں سنن اور مستحبات میں آتی ہیں، بعض جواز کے دائرہ میں آتی ہیں جبکہ بعض حرمت و کراہت میں داخل ہیں، اس تیسری قسم کی ممانعت کی وجہ کہیں تدلیس و تغیر ہوتی ہے، اور کہیں بلا مقصد و بلا فائدہ تغیر خلق اللہ ہوتی ہے۔

چنانچہ اگر تبدیلی اور تغیر سے کوئی نفع متعلق ہو تو اس کی اجازت ہوگی، اسی وجہ سے علامت کے لئے جانوروں کے دم نیز فائدہ اور نفع متعلق ہونے پر جانوروں کے اختصاء کی صراحت سے اجازت منقول ہے۔

لیکن اگر ضرورت نہ ہو، تغیر کا مقصد محض زیب و زینت اختیار کر کے بغور کی ترویج، یا تدلیس و تغیر ہو تو اس کی اجازت نہیں دی گئی، چنانچہ خواتین کو انسانی بالوں کے ذریعے اپنے بالوں کو بڑھا کر پیش کرنے سے منع کر دیا گیا کہ اس میں تغیر و تدلیس ہے، سیاہ خضاب سے بھی مرد و عورت سب کو منع کر دیا گیا کہ اس میں بھی ایک طرح سے تغیر ہے، نیز شرم و غیرہ پر روک لگاتے ہوئے فرمایا: ”المغیرات لخلق اللہ“ یعنی ان سب چیزوں کا انجام دینا تغیر خلق اللہ کے تحت آتا ہے، اسی وجہ سے ان کا ارتکاب کرنے والی عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

ان تفصیلات کے بعد ہم اگر صورت مسئلہ پر غور کریں تو ممکنہ طور پر اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں:

الف- ایک شکل یہ ممکن ہے کہ ان تغیرات کی وجہ سے اسے کوئی اذیت یا پریشانی ہو، مثلاً سوال میں ناک ٹیڑھی ہونے کا ذکر ہے تو اگر اس کجی سے سانس لینے میں کوئی تکلیف ہو یا اس کی کجی ایسی غیر فطری ہو جس سے اسکو کوئی جسمانی تکلیف اگرچہ نہ ہو لیکن روحانی اذیت ہوتی ہو تو اس کا تعلق حادثات کے سبب پیدا ہو جانے والے عیوب و امراض سے ہوگا۔

ب- دوسری شکل ان طبعی تغیرات کی ہے جو عمر ڈھلنے پر لامحالہ پیدا ہو جاتی ہیں اور ہر انسان کو ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو ان کے ازالہ کا مقصد بظاہر نہ تو کوئی جسمانی ضرر کا دور کرنا ہوتا ہے، نہ روحانی اور نہ معنوی ضرر کا، بلکہ اس کا مقصد بظاہر صرف یہ ہوگا کہ طبعی تغیرات اس پر ظاہر نہ ہونے پائیں اور انسان کم عمر نظر آئے۔

اس تفصیل کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح کے آپریشن کا شمار ممنوعہ تغیرات میں

ہوگا، اس لئے اگر اس میں نہی کی علت یعنی تدلیس و تغریر پائی جا رہی ہے، دلائل ہم شروع میں ہی ذکر کر چکے ہیں، صرف چند دلائل یہاں بھی درج کر دیتے ہیں:

۱- ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواشمات الحدیث إلى أن

قال: المغيرات لخلق الله“ (مکمل حدیث ترجمہ اور حوالہ کے لئے دیکھئے ”منوعہ تغیرات“ کے تحت)۔

ہمارا استدلال اس چیز سے ہے کہ خوشنمائی کے لئے کئے جانے والے تغیرات کو ”المغيرات لخلق الله“ کہہ کر صاف طور سے فرمادیا گیا کہ زیبائش و آرائش کے لئے دائمی تغیرات ممنوعہ تغیرات ہیں اور ”فلیغیرون خلق الله“ کے تحت آتے ہیں، جھریوں وغیرہ کا دور کرنا بھی اسی میں شامل ہے۔

۲- عن جابر قال: ”أتی بأبی قحافة يوم فتح مكة وراسه ولحية

كالثغامة بياضا: فقال النبي صلى الله عليه وسلم: غيروا هذا بشئ واجتنبوا السواد“ (مسلم کتاب اللباس والریۃ باب انتخاب خضاب الشیب بصفرة وحرۃ تجریمہ بالسواد) (حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو لایا گیا اور ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید کی طرح سفید تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کسی چیز سے تبدیلی کرو اور کالے رنگ سے بچو)۔

۳- عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ”يكون قوم في

آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون راحة الجنة“ (ابوداؤد کتاب الترجل باب ما جاء في خضاب السواد، والنسائی کتاب الریۃ، واللفظ المشكوك المصاح) (حضرت ابن عباسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم اس سیاہ رنگ سے کبوتروں کے سینے کی طرح خضاب لگائے گی اس کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی)۔

سیاہ خضاب سے ممانعت کی وجہ بیان کرتے ہوئے قاضی عیاض شرح مسلم میں عہد

الوہاب کے حوالہ سے فرماتے ہیں: قال عبد الوهاب: يكره السواد لأن فيه تدلّسا على

النساء (شرح صحیح مسلم للفاضل عیاض ۶/۶۲۳) (سیاہ خضاب اس لئے مکروہ ہے کہ اس میں عورتوں پر تدلیس ہے)۔

۴- آیت کریمہ ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنِ خَلْقَ اللَّهِ“ کے تحت علامہ قرطبی لکھتے ہیں:
 ”واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها، فقليل لأنها من باب التدليس، وقيل من باب تغيير خلق الله“ (الجامع لأحكام القرآن ۵/۳۹۳) (اس علت کے بارے میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے اس کی ممانعت کی گئی ہے، تو ایک قول یہ ہے کہ یہ ممانعت اس لئے ہے کہ تدلیس کے باب سے ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ کے باب سے ہے)۔

بہر حال دونوں علتوں میں سے چاہے جس کو صحیح قرار دیا جائے ہمارا مدعا ثابت ہو جائے گا، تدلیس کو علت قرار دیا جائے تو بات بالکل واضح ہے اور تغیر کو علت قرار دیا جائے تب بھی اس سے ہمارا مدعا ثابت ہو رہا ہے، اس لئے کہ اس تغیر کو جائز تغیرات میں قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لئے کہ یہ شرعی حاجت کے بغیر ہے۔

۵- وہ تمام فقہی عبارتیں جو تزویر کے مقصد سے یا بغیر کسی شرعی حاجت اور منفعت کے جسم انسانی میں کسی تغیر و تبدیلی کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں، نمونہ کے طور پر دو عبارتیں ملاحظہ ہوں:

الف: (”قوله سواء كان شعرها أو شعر غيرها) لما فيه من التزوير“ (شامی ۵/۲۷۵، ہندیہ ۵/۳۵۱) (عورتوں کے لئے اپنے بالوں کو انسانی بالوں سے جوڑنا حرام ہے، چاہے اس کے بال ہوں یا دوسری عورت کے اس لئے کہ اس میں ”تزویر“ ہے)۔

ب: ”وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام (قوله وقيدوه) أى جواز خصاء البهائم بالمنفعة الخ“ (فقہاء نے جانوروں کے اختصاء کے جواز کو منفعت سے مقید کیا ہے ورنہ منفعت نہ ہو تو اختصاء حرام ہے)۔

اسی لئے ڈاکٹر الہام بنت عبد اللہ باجنید اپنے مقالہ کے آخر میں لکھتی ہیں: خوشنمائی کے لئے کی جانے والی پلاسٹک سرجری کا مقصد جب ایسی تبدیلی کرنا ہو جو فحور اور حرام تک پہنچنے

دے یا وہ دھوکہ دہی اور فریب کا پھندہ ہو تو سرجری حرام ہوگی (مجلۃ الحجۃ الفقہیۃ المعاصرہ، العدد الثامن والسبعون ۱۴۱۹ھ ص ۳۲۶)۔

خلاصہ کلام

یہ کہ اگر کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو تو اس آپریشن کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ وہ کم عمر نظر آئے بوڑھا معلوم نہ ہو تو اس طرح کے مقاصد کے لئے تغیر اور آپریشن تغیر خلق اللہ کے حکم میں داخل ہے، اور شرعاً اسکی اجازت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ جسم کے کسی حصہ کی ہڈی یا گوشت دوسری جگہ لگانے کا حکم

اوپر گزر چکا ہے کہ عیب چاہے پیدا کنشی ہو یا کسی حادثہ کے سبب پیدا ہوا ہو شرعاً اس کا ازالہ کرنا جائز ہے، اس کے لئے آپریشن ہی کیوں نہ کرانا پڑے، اور جسم کے کسی حصہ کو قطع ہی کیوں نہ کرانا پڑے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر آپریشن میں ضرورت اس بات کی پڑ جائے کہ بغیر دوسرے حصہ جسم سے ہڈی یا گوشت یا رگ لئے ہوئے آپریشن کامیاب نہیں ہوگا تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اس مسئلہ میں دلائل جواز اور عدم جواز دونوں کے نظر آتے ہیں:

عدم جواز کے دلائل

۱۔ انسان اپنی جان اور بدن کا مالک نہیں ہے، لہذا اسے یہ اختیار نہیں کہ اپنی جان یا بدن میں اس طرح کا کوئی تصرف کرے، اسی وجہ سے خود کنشی کو حرام قرار دیا گیا اور احادیث میں سخت ترین وعیدیں بیان کی گئیں۔

۲۔ انسان کائنات کی اشرف و مکرم مخلوق ہے، لہذا اس کے اجزاء بدن کا اس طرح کے اغراض و مقاصد میں استعمال اس کے شرف کے خلاف ہے، اسی لئے فقہاء نے اس کی اجازت

نہیں دی ہے، چند جزئیات ملاحظہ ہوں:

الف: وقال محمد رحمه الله تعالى: "لا بأس بالتداوى بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو بعير أو فرس أو غيره من الدواب الأعظم سوى الخنزير وال آدمى من الحيوانات (إلى أن قال) الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز، قيل: للنجاسة، وقيل: للكرامة هو الصحيح كذا في جواهر الأخلاط" (ہندیہ ۵/۳۵۳)۔

ب: "مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: اقطع يدي وكلها أو قال: اقطع مني قطعة وكلها، لا يسعه أن يفعل ذلك ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل كذا في فتاوى قاضیخان" (ہندیہ ۵/۳۳۸)۔

(الف: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہڈی سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ بکری، گائے، اونٹ، گھوڑے یا کسی جانور کی ہو سوائے خنزیر کے اور انسان کی ہڈی کے، اس لئے کہ ان دونوں سے علاج کرنا مکروہ ہے تو خنزیر اور آدمی کے علاوہ بقیہ حیوانات کی ہڈی سے علاج کی اجازت ہے، آگے فرماتے ہیں: آدمی کے اجزاء سے انتفاع جائز نہیں ہے، ایک قول میں نجاست کے سبب اور ایک قول میں شرف کے سبب اور یہی صحیح ہے۔ جواہر الاخلاط میں اسی طرح ہے۔)

ب: کسی مضطر کو مردار نہیں ملا اور اسے ہلاکت کا خوف ہے اور ایک شخص نے اسے کہا: میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو: یا کہا میرا ایک حصہ کھا لو تو اس کے لئے اسکی گنجائش نہیں ہوگی اور اس کا یہ حکم دینا بھی صحیح نہیں ہے، اسی طرح مضطر کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ خود اپنا کوئی حصہ کاٹ کر کھائے، فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے)۔

ان دلائل سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ علاج و معالجہ تو ایک طرف اضطرار کی حالت میں

بھی نہ اپنے اعضاء و ہڈیوں کا استعمال درست ہے نہ دوسرے کے اعضاء و ہڈیوں کا تو اس سے کم درجہ یعنی حاجت کے لئے تو بدرجہ اولیٰ اس کی گنجائش نہیں ہوگی۔

جواز کے دلائل

۱- دودھ انسان کا ایک جز ہے جو کہ خون سے بنتا ہے، لیکن بچہ کے نشوونما اور زندگی کے لئے ضروری ہے کہ خاص مدت تک وہ اس کا استعمال کریں، لہذا خود قرآن میں ماؤں کو حکم دیا گیا ہے:

”والوالدات یرضعن أولادھن حولین کاملین“ (سورہ بقرہ ۲۲۳) (اور بچہ والی عورتیں دودھ پلاویں اپنے بچوں کو دو برس پورے)۔

۲- بالغ کے لئے عورت کے دودھ کو استعمال کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ وہ انسانی جز ہے، لیکن علاج کی ضرورت کے تحت اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے:

”ولا بأس بأن یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء وفى شرب لبن المرأة للبالغ من غیر ضرورة اختلاف المتأخرین کذا فى القنیة“ (ہندیہ ۳۵۵) (اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی دوا کے طور پر عورت کے دودھ کو ناک سے لے اور پیئے اور بلا ضرورت بالغ کے لئے عورت کا دودھ استعمال کرنے میں متاخرین کا اختلاف ہے، القنیۃ میں اسی طرح ہے۔

۳- ”ولم ییح الإرضاع بعد مدته لأنه جزء آدمی والانتفاع به بغیر ضرورة حرام على الصحیح“ (الدر المختار کتاب الرضاع ۴۳۹/۲) (مدت رضاعت کے بعد دودھ پلانا مباح نہیں ہے، اس لئے کہ وہ آدمی کا جزء ہے، اور صحیح قول کے مطابق بلا ضرورت آدمی کے جزء سے انتفاع حرام ہے)۔

اس عبارت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ ضرورت ہو تو جزء انسانی سے انتفاع درست ہوگا،

لہذا اگر یہ صحیح ہے کہ فقہی عبارت میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے، تو اس عبارت سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۴- اوپر اشباہ کے حوالہ سے قاعدہ فقہیہ نقل کیا جا چکا ہے: ”الضرورات تبیح المحظورات“ نیز ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة“ یہ آیات قرآنیہ ”فمن اضطر في مخمصة“ نیز ”إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان“ جیسی آیات و نصوص سے ماخوذ ہے، اسی وجہ سے حالت اضطرار میں مردار کھانا، خنزیر کھانا وغیرہ جائز قرار دیا گیا، اتنا حکم تو خود قرآن پاک کی تصریح سے ثابت ہے، فقہاء نے اسی پر قیاس کر کے فرمایا کہ جب طبیب حاذق کسی حرام چیز کو مریض کی جان بچانے کے لئے ضروری قرار دے اور مباح چیزوں میں اس کا بدل نہ ہو تو انہیں آیات کی دلالت سے اس حرام کا استعمال بھی جائز ہو جائے گا۔

”يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه، وإن قال الطبيب: يتعجل شفاءك فيه وجهان“ (ہندیہ ۳۵۵) (بیمار کے لئے خون اور پیشاب پینا اور مردار کھانا علاج کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ کوئی مسلمان طبیب اس کو بتائے کہ شفاء اسی میں ہے، اور مباح میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے جو اسکی قائم مقام ہو اور اگر طبیب کہے کہ تمہاری شفاء جلد ہو جائے گی تو اس میں دو قول ہیں)۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ضرورت یا حاجت ہو تو کسی انسانی جزء کا استعمال بھی جائز ہو سکتا ہے۔

جہاں تک عدم جواز کے عنوان کے تحت گزرنے والے دلائل کا تعلق ہے تو وہ دو طرح کے ہیں:

الف: ایک تو وہ دلائل جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خود اپنی جان اور بدن کا مالک

نہیں ہے، لہذا اسے اس میں تصرف کا حق حاصل نہیں ہے۔

اس دلیل کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی ضرورت کے تحت کسی عضو کو کاٹنے اور آپریشن کرنے کی اجازت سوال (۱) اور (۲) کے تحت گزر چکی ہے، تو اگر ہم اسکے جواز کے قائل ہوں تو اسی طرح کی ضرورت کے تحت ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہئے، اس لئے کہ جسم انسانی میں تغیر اور تصرف دونوں پایا جا رہا ہے۔

ب: دوسرے وہ دلائل جن میں کسی بھی جزء انسانی سے استفادہ کو انسانی شرف کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

اس کا جواب جواز کے دلائل کے تحت آچکا ہے کہ ناگزیر حالت میں اسکی اجازت بعض اجزاء میں دی گئی ہے، لہذا بعض اجزاء میں اجازت ثابت ہوگئی تو دوسرے اجزاء میں بھی اجازت ہونی چاہئیں۔

پھر زمانہ سابقہ میں اگر کسی جزء انسانی سے استفادہ کرنا ہو تو اس سے غیر معمولی اذیت ہوتی، اور شاید کوئی ایسا طریقہ ممکن نہ ہوتا جس سے اہانت لازم نہ آتی لہذا ”الضرر لا یزال بالضرر“ (الاشباہ تحت القاعدة الخامسة: الضرر یزال)۔ کے تحت اس کو ممنوع قرار دیا گیا، اور اسے شرف انسانی کے منافی قرار دیا گیا، جن اجزاء میں اذیت یا اہانت نہیں تھی ان کی صراحت سے اجازت دی گئی اور جب عصر حاضر کے اصحاب فتاویٰ نے دیکھا کہ ایک انسان کا خون دوسرے انسان کو چڑھانے میں بھی نہ اہانت ہے نہ غیر معمولی تکلیف تو انہوں نے خون چڑھانے کی اجازت دی حالانکہ خون بلاشبہ انسانی جزء ہے، چنانچہ مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں: خون اگرچہ جزء انسانی ہے مگر اس کو دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لئے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ انجکشن کے ذریعہ خون نکالا اور دوسرے بدن میں ڈالا جاتا ہے، اس لئے اس حیثیت سے اس کی مثال انسانی دودھ کی سی ہوگئی جو بدن انسانی سے بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے (جواہر الفقہ ۲/۳۷۷)۔

اور حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:

”کسی انسان کا خون علاج کی غرض سے دوسرے انسان کے جسم میں داخل کرنا جبکہ اس کی شفا یابی اس پر بقول طبیب حاذق منحصر ہوگئی ہو مباح ہے یہ شبہ کہ انسان کے اجزاء کا استعمال ناجائز ہے، اس لئے وارد نہ ہونا چاہئے کہ استعمال کی جو صورت ملزم اہانت ہو وہ ناجائز ہے اور جس میں اہانت نہ ہو تو بضرورت وہ ناجائز نہیں (کفایت المفتی ۹/۱۴۳)۔

ان تفصیلات کے بعد اگر ہم اس کا جائزہ لیں کہ موجودہ زمانہ میں جب کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ گوشت یا ہڈی بدلی جاتی ہے تو کیا اس میں کوئی اہانت کا پہلو ہوتا ہے؟ میرے خیال سے اس کا جواب نفی میں ہوگا، عام طور سے جب اس طرح کے آپریشن ہوتے ہیں تو اس کے لئے اتنی عمدہ سہولیات موجود ہیں کہ نہ ان کی وجہ سے غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے نہ اہانت، لہذا ان کا حکم بھی ضرورت کے وقت انسانی دودھ یا خون کی طرح جواز ہی کا ہونا چاہئے کہ چونکہ ممانعت کے اسباب مفقود ہیں، لہذا ضرورت کے تحت اجازت ہونی چاہئے۔

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اوپر گزر چکا ہے کہ عورتوں کے لئے اپنے یا دوسرے کے بالوں کو جوڑنے سے منع کیا گیا ہے اس میں بھی تو نہ کوئی تکلیف ہے نہ بظاہر اہانت پھر اس کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اجزاء کا استعمال مطلقاً ممنوع ہے اہانت اور تکلیف ہو یا نہ ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل تغیر خلق اللہ کی نبی کے اسباب مختلف ہیں۔ جیسا کہ تمہید میں وضاحت سے عرض کیا گیا ہے۔ بال جوڑنے میں ان اسباب اور علتوں میں سے تدلیس و تزویر پائی جا رہی ہے، لہذا اگرچہ اس میں اہانت کا پہلو نہیں ہے، لیکن ایک دوسرا سبب مکمل انداز میں پایا جا رہا ہے، اسی لئے اس کی ممانعت نصاً منقول ہے، جبکہ اس مسئلہ میں ممانعت کی علت اگر ہو سکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ جسم انسانی میں تصرف کیا جا رہا ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس علت کے علی الرغم جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

اس لئے بعض اصحاب افتاء نے ضرورت کے تحت صراحت سے اس کی اجازت دی۔

ہے، چنانچہ مفتی عبد الرحیم صاحب لاچپوری سے سوال کیا گیا کہ جلے ہوئے حصہ کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ سرین یا کسی اور جگہ سے بقدر ضرورت کھال نکال لیتے ہیں اور اسی کھال کو جلے ہوئے حصہ پر لگا دیتے ہیں، ایسا کرنے سے وہ حصہ جلد ہی اچھا ہو جاتا ہے، ایک نیا طریقہ یہ ہے کہ رحم کے اندر جو جھلی ہے جس میں حمل لپٹا ہوتا ہے اس کو کاٹ کر نکال لیتے ہیں اور اس جھلی سے تیار شدہ مرہم استعمال کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر ہے کہ آیا علاج بایں دو طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

مفتی صاحب نے جواب دیا: صورت مسئلہ میں دونوں قسم کا علاج اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے الخ (دلیل میں لکھا) ”ولا بأس بان یسعط الرجل الخ“ (فتاویٰ رحمیہ ۱۰/۳۲۸، ۳۲۹)۔

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ اضطرار اور ضرورت کی حالت میں جسم کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں کھال وغیرہ منتقل کرنے کی اجازت ہے، اضطراری حالت کی ایک مثال فتویٰ میں ہے، اس کے علاوہ دل کے بائی پاس آپریشن میں ہاتھ یا پیر کی ایک زائدرگ کاٹ کر دل میں جوڑی جاتی ہے، اس کا بھی حکم ہوگا اور اسی طرح تمام چیزوں کا حکم ہوگا جو ضرورت کی تعریف میں آتی ہو۔

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ بہت سے مواقع پر حاجت بھی ضرورت کا حکم لے لیتی ہے، اس اعتبار سے اگر کھال وغیرہ نقل کرنے کی ضرورت تو نہ ہو لیکن حاجت ہو تب بھی اس کی اجازت ہونی چاہئے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ دفع عیب بھی حاجت کے مفہوم میں داخل ہے، لہذا دفع عیب کے لئے اجزاء منتقل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

پھر مفتی صاحب نے جس مسئلہ میں جواز کا فتویٰ دیا ہے اس کا تعلق بھی ضرورت کے مقابلہ میں حاجت سے زیادہ معلوم ہوتا ہے اقل کے باوجود اجازت دی ہے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کچھ شرائط کے ساتھ اس عمل کی گنجائش معلوم ہوتی ہے:

۱- عمل کرنے والا اپنے فن میں مہارت رکھتا ہو۔

۲- کسی مسلمان طبیب حاذق نے بتا دیا ہو کہ اس عیب یا مرض کا ازالہ اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۳- آپریشن کی کامیابی کا یقین یا ظن غالب ہو۔

۴- آپریشن خواہ دفع مرض کے لئے ہو یا دفع عیب کے لئے۔ ضرورت یا حاجت کے تحت آتا ہو، صرف تحسین کے لئے نہ ہو۔

مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ موجودہ زمانہ کی ترقیات اور تقاضوں کے پیش نظر اس عمل کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری

اوپر گزر چکا ہے کہ ایسے جسمانی عیب کا ازالہ جس سے انسان کو جسمانی یا روحانی اذیت ہوتی ہو حاجت کے تحت آتا ہے اور حاجت ضرورت کے مرتبہ میں ہوتی ہے اور ضرورت کے پیش نظر بہت سی ایسی چیزیں بھی جائز قرار دی جاتی ہیں جو عام حالات میں ممنوع تھیں، لہذا جن عیوب کا ازالہ حاجت کی تعریف پر پورا اترتا ہو ان کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

جسمانی اذیت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے تکلیف ہوتی ہو یا اعضاء کے فطری عمل میں اس سے کسی طرح کی رکاوٹ پیدا ہوتی ہو، مثلاً کان اس طرح چپکا ہوا ہے کہ سننے میں دشواری ہو رہی ہے یا ناک اس طرح دبئی ہوئی ہے کہ سانس لینے میں دقت ہے اور اس کا ازالہ صرف سرجری سے ہو سکتا ہے تو اس کی گنجائش ہوگی۔

اور روحانی اذیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عیب اس طرح کا ہو کہ وہ دوسروں سے بالکل الگ نظر آتا ہو، اس کی انگشت نمائی ہوتی ہو اور کم عقلوں کے درمیان اسے استہزاء کا سامنا کرنا پڑتا ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اس سے سخت ذہنی اور روحانی تکلیف ہوگی یہ تکلیف کسی طرح بھی جسمانی تکلیف سے کم نہیں قرار دی جاسکتی، بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات اس سے بھی بڑھ کر ہو، لہذا اس طرح کے عیوب کو بھی زائل کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش شرعاً معلوم ہوتی ہے۔

۶۔ معمولی عیوب کے لئے سرجری

سوال ۵ کے تحت گزر چکا ہے کہ غیر معمولی عیوب کے لئے آپریشن کی اجازت ہوگی، اس لئے کہ ان عیوب کا ازالہ حاجت کے تحت آتا ہے، لیکن معمولی کی بیشی کے لئے شرعاً اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے، اس لئے کہ ان کا تعلق تحسینات سے ہوگا نہ کہ حاجات سے، اور صرف تحسین کے لئے اس کی اجازت نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ یہ بغیر شرعی اجازت کے تغیر خلق اللہ میں داخل ہے۔

تحسین کے لئے صرف وہ اقدامات درست ہو سکتے ہیں جو وقتی ہوں اور جن سے تغیر ثابت نہ ہو۔ جیسے سرمہ لگانا، سیاہ کے علاوہ یقیناً خضاب لگانا، کنگھی کرنا وغیرہ، چنانچہ سوال (۱) اور (۲) کے تحت عبارات گزر چکی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بالوں میں بال جوڑنے اور اس طرح کے دوسرے اقدامات کی اجازت نہیں دی ہے، حالانکہ ظاہر بات ہے کہ بالوں کا چھوٹا ہونا بھی ایک طرح کا عیب ہی ہے، لہذا اس طرح کی چیزوں کی بھی اجازت نہ ہونی چاہئے۔

لیکن بال جوڑنے اور اس عمل میں یہ فرق ہے کہ بال جوڑنے میں خداع اور تزویر ہے کہ دوسرا اس کو لمبے بالوں والی سمجھے گا جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

لیکن اس عمل میں بہر حال مقصد دھوکا دینا نہیں بلکہ ایک عیب کا دور کرنا ہے، ارادہ تغیر خلق اللہ کا نہیں بلکہ شکل کو عام شکلوں کے مطابق کرنا ہے، لہذا اس میں بال جوڑنے جیسی چیزوں سے کلی مشابہت نہیں ہے، لہذا اس عمل کی ممانعت اس طرح کی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کو مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ قرار دینا چاہئے، بشرطیکہ منع کی علتوں (تغیر یا تزویر) کے مقصد سے ایسا نہ کر رہا ہو۔ واللہ اعلم۔

۷۔ کم عمر ظاہر کرنے کے لئے سر جری

تمہیدی بحث نیز سوال (۱) اور (۲) کے تحت جو دلائل نقل کئے گئے ہیں اس سے بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ اس طرح کے مقاصد کے تحت سر جری کی اجازت شریعت نے نہیں دی ہے، اوپر احادیث اور فقہی جزئیات لکھی جا چکی ہیں کہ خداع اور تزویر کے لئے رد و بدل کی بالکل ہی اجازت نہیں ہے اور سوال میں مذکور مقصد کے تحت سر جری میں کھلم کھلا یہی بات ہے، چنانچہ:

۱۔ ”لعن الله الواشمات“ (الحديث)۔

۲۔ ”لعن الله الواصلة“ (الحديث) جیسی احادیث کی وضاحت اور تعلیل میں علامہ شامی کی عبارت گزر چکی ہے: ”لما فيه من التزوير“ (شامی ۲۶۳/۵) (ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تزویر اور دھوکہ ہے)۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”منع للتدليس“ (فتح الباری ۱/۷۸۳)۔

اور علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ”لما فيه من التدليس“ (المغنی ۱/۷۸۳) (یعنی ممانعت کی وجہ تدلیس ہونا ہے)۔

نیز ”ولا امرنهم فليغيرن خلق الله“ کے تحت علامہ قرطبی فرماتے ہیں: ”واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها فقليل: لأنها من باب التدليس، وقيل من

باب تغیر خلق اللہ تعالیٰ 'کما قال ابن مسعود وهو أصح' (الجامع للحکام القرآن للقرطبی ۳۹۳/۵) اس علت کے بارے میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے ممانعت ہے، تو ایک قول یہ ہے کہ اس لئے کہ وہ تدلیس کے باب سے ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ تغیر خلق اللہ کے باب سے ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے اور صحیح یہی ہے۔

اور ڈاکٹر عبد الرحمان ابن حسن النفیہ (ایڈیٹر مجلۃ الحجۃ الفقہیۃ المعاصرۃ) ممنوعہ آپریشن اور پلاسٹک سرجری کی ممنوعہ شکلوں کو شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وأما بقصد التدلیس والخداع كتوصیل الشعر من جنسه لکی تظهر المرأة بغير مظهرها الصحيح فی السن أو الشكل" (مجلۃ الحجۃ الفقہیۃ المعاصرۃ العدد السابع والاربعون - ص ۲۲۵) (خلق اللہ میں تغیر کی حرمت) یا تو تدلیسی اور فریب دہی کے قصد سے ہوگی، جیسے بال کو اسکے جنس سے ملانا تاکہ عورت عمر یا شکل میں اپنے صحیح مظہر کے علاوہ میں ظاہر ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ سوال میں مذکورہ مقاصد کے تحت اس طرح کے آپریشن وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۸- شناخت چھپانے کے لئے سرجری

شرعی احکام اور اصولوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو بھی اچھے یا برے افعال کرے یا جن افعال سے بچے اور پرہیز کرے یہ دو طرح کے ہوتے ہیں:

الف: کچھ افعال ایسے ہیں جن میں نیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا، مثلاً، شریعت نے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے ان کا ترک اچھی نیت سے ہو یا بری نیت سے مواخذہ ہوگا، جبکہ زنا، جھوٹ، غیبت اور شراب نوشی سے منع کیا ہے تو ان کا ارتکاب خواہ اچھی نیت سے کرے یا بری نیت سے اس کا مواخذہ ہوگا۔

ب۔ لیکن کچھ افعال ایسے بھی ہیں کہ جن کے ارتکاب اور امتناع کے حکم میں نیت کے

اختلاف سے عظیم الشان فرق واضح ہو جاتا ہے، مثلاً گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ کسی منفعت کے تحت جانوروں کا اختصاء کرنا جائز ہے، لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں ہے، دیکھئے صرف نیت کے فرق سے حکم میں بالکل تضاد واقع ہو گیا۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے کسی بھی جاندار کو آگ سے تکلیف دینے کو منع فرمایا، لیکن نشان اور علامت لگانے کے لئے آپ ﷺ نے دم کی اجازت دی اور خود بھی دم کے ذریعہ نشان لگایا، حالانکہ یہ بھی ایک طرح سے جلا کر اذیت پہنچانا ہے لیکن حکم میں فرق نیت کے فرق سے واقع ہو گیا ہے، اس طرح کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہوتی ہے کہ نیت بدلنے سے نہی کی علت معدوم ہو جاتی ہے۔ نہی کی علت مثلاً تعذیب ہے، اور کسی خاص مقصد سے کام کیا گیا تو نیت تعذیب نہیں بلکہ مخصوص مقصد حاصل کرنا ہے تو جب نہی کی علت تعذیب موجود نہیں تو ممانعت بھی نہیں پائی گئی، اس لئے کہ قاعدہ ہے: ”الحکم یدور مع العلة وجوداً وعدماً“ اس طرح جواز ثابت ہو گیا۔

ان تفصیلات کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لئے سر جری کر رہا ہے تو اس میں بلا کسی جائز وجہ کے تغیر خلق اللہ، تدلیس، تزویر جیسی اس عمل کی ممانعت کی تمام علتیں پائی جا رہی ہیں، ساتھ ہی ممانعت کی ایک مزید علت یعنی قانونی تقاضوں کے پورا کرنے سے فرار بھی پایا جا رہا ہے، اس لئے کہ اس کے اس عمل کا مقصد اور نیت ہی یہی ہے کہ وہ اس طرح حکام کی نگاہوں کے سامنے رہ کر بھی ان سے چھپا رہے، ظاہر ہے کہ یہ تدلیس ہے، پھر اپنے کو دوسری شکل میں دوسرے فرد کی طرح پیش کر رہا ہے یہ تزویر ہے۔

اوپر یہ بھی بتایا گیا کہ عام حالات میں تغیر ممنوع ہے، اس کا جواز کسی ضرورت یا حاجت ہی سے ہو سکتا ہے اور یہ عمل شرعی ضرورت یا حاجت کے بغیر ہے، لہذا یہ عمل بلاشبہ مفسرین کی تغیر کے مطابق تغیر خلق اللہ کے مفہوم میں شامل ہے۔

لہذا اس عمل کے جواز کی بظاہر کوئی گنجائش نہیں ہے چنانچہ ڈاکٹر عبد الرحمن بن حسن النفیسہ لکھتے ہیں: ”ومن هذه الصور عمليات التجميل الكبرى والصغرى التي يقصد منها تغيير معالم الوجه لإخفاء معالم جريمة ارتكبتها صاحبها مثلاً فهذه الأفعال وأمثالها تعد تغييراً لخلق الله ويعد فاعلها مرتكباً لاثم كبير لكونه اتخذ الشيطان ولياً من دون الله فحسر خسارنا ميئناً“ (مجلة البحوث الفقهية المعاصرة العدد الثالث والاربعون ۱۴۲۰ھ ص ۲۲۳)۔

(انہیں ممنوعہ شکلوں میں وہ مکمل یا جزئی پلاسٹک سرجری بھی ہے جس کا مقصد چہرے کی علامات کا تبدیل کر دینا ہوتا ہے تاکہ مثلاً ایسے جرائم کے نشانات مٹائے جاسکیں جن کا ارتکاب اس نے کیا تھا تو یہ افعال اور اس جیسے افعال کو تغیر خلق اللہ میں شمار کیا جائے گا اور کرنے والے کو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شمار کیا جائے گا، اس لئے کہ اس نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو مددگار بنالیا ہے، نتیجہ میں اسے عظیم الشان خسارہ ہوا ہے)۔

مظلوم کا سرجری کرانا

جہاں تک سوال کے دوسرے جزء کا تعلق ہے، یعنی مظلوم کا اس مقصد سے سرجری کرانا تاکہ اپنی شناخت چھپا سکے اور ظالم کے ظلم سے بچ سکے تو اگر ظلم کا خطرہ حقیقی ہے، صرف وہی نہیں ہے، اور خطرہ جان بچانے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا ہے، نیز اس عمل کا کوئی جائز متبادل بھی موجود نہیں ہے تو یہ حالت اضطرار ہے، اس میں سرجری ضرورت کے تحت آئے گی اور جائز ہوگی، تفصیلات گذشتہ صفحات میں آچکی ہیں۔

خطرہ صرف وہی ہو، یا صرف معمولی مالی یا جسمانی نقصان کا ہو، جان یا عضو کے تلف ہونے کا خطرہ نہ ہو تو یہ ضرورت حاجت کے تحت نہیں آئے گا اور اس کی اجازت نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس صورت میں یہ بلا سبب تغیر خلق اللہ نیز تدلیس کے تحت آنے والی چیز ہے: ”فإن

اکرہ علی اکل میتہ او دم او لحم خنزیر* او شرب خمر یا کراہ غیر ملجی بحبس او ضرب او قید لم یحل اذ لا ضرورۃ فی اکرہ غیر ملجی“ (الدر المختار ۹۲/۵، کتاب الاکراہ)۔

(اگر قید کر کے، ضرب لگا کے یا بیڑی پہنا کے غیر ملجی اکراہ کے ذریعہ مردار، خون یا خنزیر کا گوشت کھانے پر یا شراب پینے پر مجبور کیا جائے تو حلال نہیں ہوگا) (یعنی ان چیزوں کا استعمال) اس لئے کہ ”غیر ملجی“ اکراہ میں ضرورت متحقق نہیں ہوتی)۔

خلاصہ کلام یہ کہ مجرم کے لئے شناخت چھپانے کے مقصد سے سرجری کرانا ناجائز ہوگا، مظلوم کو حقیقی اضطراب ہو تو کر سکتا ہے بلا ضرورت جائز نہ ہوگا۔

پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام

مولانا سید حسین احمد ☆

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد:
بیماری میں علاج کروانا نہ صرف جائز بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے:

عن أسامة بن شريك قال: أتيت النبي ﷺ وأصحابه كأنما على رؤسهم الطير فسلمت ثم قعدت فجاء الأعراب من هاهنا وهاهنا فقالوا: يا رسول الله! أنتداوى؟ فقال: "تداووا فإن الله عز وجل لم يضع داء إلا وضع له دواء غير داء واحد الهرم" (رواه مسلم)۔

عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام" (سنن أبي داود)۔
عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: "ما أنزل الله عز وجل داء إلا أنزل له دواء علمه من علمه وجهله من جهله" (مسند احمد)۔

انسانی جسم میں ایسا عیب جس کی وجہ سے انسان بدہیئت نظر آئے چاہے وہ عیب پیدائشی ہو یا بعد میں پیدا ہوا ہو اس کا دور کرنا بھی علاج کے قبیل سے ہے۔ اس عیب کو دور کرنے کی کئی صورتیں محتمل ہیں:

۱- اس عیب کو اس طرح دور کیا جائے کہ جسم میں کسی قطع و برید کی ضرورت پیش نہ آئے اور نہ ہی انسانی اجزاء سے انتفاع کی نوبت آئے۔

۲- قطع و برید کی نوبت آئے، لیکن انسانی اجزاء کے استعمال کی نوبت نہ آئے۔

۳- قطع و برید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انتفاع بھی ہو۔

پہلی صورت کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، اس کے جواز کے لئے درج ذیل حدیث کافی ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد "قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فأتنت عليه فأمره النبي صلى الله عليه وسلم فاتخذ أنفا من ذهب" (سنن أبي داود)۔

دوسری صورت کا حکم: عام حالات میں (کسی ضرورت یا حاجت کے بغیر) انسانی بدن میں تراش خراش یا اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، تاہم ضرورت یا حاجت کی بناء پر قطع و برید کو گوارا کیا گیا ہے، جس پر متعدد نصوص اور فقہاء کرام کی عبارات دال ہیں:

عن سعد بن إبراهيم قال: "رأيت عروة أصابه هذا الداء يعني الأكلة فقطع رجله من الركبة" (مصنف ابن أبي شيبة)۔

عن جابر رضي الله عنه قال: "بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيبا فقطع منه عرقا ثم كواه عليه" (رواه مسلم في الصحيح)۔

ہندیہ میں ہے: لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لثلا تسرى كذا في السراجية۔

کئی (داغ) سے عام طور سے احادیث میں منع وارد ہوا ہے، کیونکہ اس میں جلد کو گرم لوہے سے جلایا جاتا ہے، لیکن بوقت حاجت خود رسول اللہ ﷺ نے بھی داغ لگایا ہے، اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی بوقت حاجت داغ لگائے ہیں۔

اسی طرح وشم جس سے احادیث میں ممانعت آئی ہے، اور اس کو تغیر لخلق اللہ میں شمار کیا گیا ہے، بوقت حاجت اس کی بھی اجازت دی گئی ہے:

قال عبد الله بن مسعود: "فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن النامصة والواشرة والواصلة والواشمة إلا من داء" (مسند احمد)۔
القوا کہ الدوائی میں ہے:

الثالث: قال بعض: وينبغي أن محل حرمة الوشم حيث لا يتعين طريقا لمرض وإلا جاز، لأن الضرورات قد تبيح المحظورات في زمن الاختيار فكيف بالمختلف فيه۔

اسی طرح زائد انگلی کاٹنے، جراح کیلئے رتقاء باندی کا رتق کاٹنے اور پتھری کیلئے شق مثانہ کو بھی جائز کہا گیا ہے۔

بلکہ عام حالات میں کسی جانور کے بدن میں بھی چیر پھاڑ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس میں تعذیب الحیوان ہے، لیکن بوقت حاجت اس کی گنجائش دی گئی ہے، مثلاً جانوروں کو بوقت حاجت خسی کرنا جائز ہے۔ حج کی ہدی میں اشعار مسنون ہے، علامت لگانے کے لئے جانوروں میں ”وسم“ یعنی گرم لوہے سے نشان لگانے کی گنجائش ہے، جس سے جلد کا کچھ حصہ جل جاتا ہے۔ ان تمام تصریحات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بوقت ضرورت و حاجت بدن میں بقدر ضرورت قطع و برید کی گنجائش ہے اور ایسا جسمانی عیب جس سے انسان بدنما معلوم ہوتا ہو اور اس کو ذہنی اذیت پہنچتی ہو اس کو دور کرنا بھی ایک حاجت ہے اور اس صورت میں اگر ازالہ عیب کا اور کوئی طریقہ ممکن نہ ہو تو اس کے لئے مریض کے بدن میں تراش خراش کی بقدر ضرورت گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

تیسری صورت یہ کہ قطع و برید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انقاع بھی ہو۔
اس میں تین صورتیں ہیں:

۱- عضو کو اپنی سابقہ جگہ لوٹانا۔

۲- مریض کے بدن سے کوئی جزء لیکر اسی کے بدن میں دوسری جگہ لگانا۔

۳- دوسرے شخص سے کوئی عضو لیکر لگانا۔ یہ تیسری صورت ہمارچی بحث سے خارج ہے، اسلئے اس سے بحث نہیں کی جائے گی۔

پہلی صورت کہ جسم کے کسی عضو کو اپنی جگہ لوٹا دینا، اس کو اکثر فقہاء کرام نے جائز لکھا ہے۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں: وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز، كما إذا قطع شيء من عضوه فأعادہ إلى مكانه فأما سن غيرہ فلا يحتمل ذلك۔

والثانی: أن استعمال جزء منفصل عن غیرہ من بنی آدم إهانة بذلک الغير، والآدمی بجميع أجزائه مکرم، ولا إهانة فی استعمال جزء نفسه فی الإعادة إلى مكانه۔

اس کے جواز پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی استدلال ہو سکتا ہے۔

بعض فقہاء کرام جو اس صورت کو جائز نہیں سمجھتے وہ اس وجہ سے کہ یہ ما بین من الحی ہے جو کہ نجس ہے، لیکن جب اس عضو میں حیات حلول کر جائے تو پھر یہ علت باقی نہیں رہتی۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

وفی شرح المقدسی قلت : والجواب عن الإشکال أن إعادة الأذن وثباتها إنما یكون غالباً بعود الحیاة إليها فلا یصدق أنها ما بین من الحی ؛ لأنها بعود الحیاة إليها صارت كأنها لم تب، ولو فرضنا شخصا مات ثم أعیدت حیاته معجزة أو کرامة لعاد طاهراً۔

دوسری صورت کہ مریض کے بدن سے کوئی جزء لیکر اسی کے بدن میں دوسری جگہ

لگا دیا جائے۔

سابقہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ بوقت حاجت بدن میں بقدر ضرورت قطع

و برید کی گنجائش ہے، اور یہ کہ ازالہ عیب کیلئے زائد انگلی کاٹنے کو فقہاء کرام نے جائز لکھا ہے، کیونکہ یہ تغیر لخلق اللہ کی ممنوع صورت میں داخل نہیں بلکہ طبعی حالت کی طرف لوٹانا ہے۔

لہذا اگر مریض کے بدن کا کوئی جزء لیکر اس کے بدن کے کسی عیب کو دور کیا جائے تاکہ وہ طبعی حالت کے موافق ہو جائے تو بظاہر اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ لیا جانے والا جزء بہت معمولی ہو اور وہ جگہ دوبارہ بھر جاتی ہو۔

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں اشقاق جزء الادمی ہے جس کو فقہاء کرام نے ناجائز لکھا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس ممانعت سے ضرورت و حاجت کے مواقع مستثنیٰ ہیں، فقہاء کرام نے علاج کی غرض سے عورت کے دودھ کو کان میں ڈالنے کی گنجائش دی ہے۔ اور دودھ بھی انسانی جزء ہی ہے۔ اس پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ دودھ تو بدن سے بلا کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے، جس میں توہین کا پہلو نہیں ہے اور مسئلہ مسموث عنہا میں بدن میں قطع و برید کی ضرورت پیش آتی ہے جو انسانی تکریم کے منافی ہے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اول تو اپنے بدن کا کوئی جزء لیکر بدن کے دوسرے حصے کی اصلاح کرنے میں تکریم کے منافی یا توہین کا پہلو ہی نہیں، اگر کوئی شخص انسانی اعضاء لیکر دوسری عام استعمالی اشیاء کی طرح استعمال کرے تو یہ بلاشبہ انسانی تکریم کے منافی ہے اور عرف میں بھی اس کو توہین سمجھا جاتا ہے، لیکن بغرض علاج اپنے بدن کا کوئی جزء لیکر دوسری جگہ لگا دینے کو عرفاً تکریم کے خلاف نہیں سمجھا جاتا، اور غیر منصوص احکام میں عرف کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ کا سائی اسی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والآدمی بجميع أجزائه مکرم، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه (بدائع)۔

دوم یہ کہ اگر بالفرض اس میں توہین کا پہلو ہو تو ضرورت یا حاجت کے بعض مواقع پر اس کو گوارا کرنے کی مثالیں خود فقہاء کرام نے بھی ذکر فرمائی ہیں، مثلاً مردہ کی چیر پھاڑ یا اس کی

ہڈی توڑنا ناجائز ہے کہ اس میں انسان کی توہین ہے، لیکن اگر کوئی انسان کسی کا موتی نگل لے اور مر جائے تو بعض صورتوں میں اس مردے کے پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح مردہ عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کے نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنا جائز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت یا حاجت کو انسانی تکریم کے پہلو پر مقدم کیا جاسکتا ہے۔

البتہ اس پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ فقہاء کرام نے مضطر کے لئے اپنے جسم کے کسی عضو کو کھانے کی گنجائش نہیں دی تو حاجت کیلئے کیسے کاٹنا جائز ہوگا۔

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: اقطع يدي وكلها
أو قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به كما
لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل كذا في فتاوى قاضى خان
(ہندی)۔

لیکن اس جزئیہ میں ممانعت کی وجہ خوف ہلاکت ہے، کہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے
میں ہلاکت کا اندیشہ ہے اور جو حصہ کاٹ کر کھایا ہے اس کی وجہ سے بچنا موبہوم ہے، اور موبہوم
مقصد کے لئے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا جائز نہیں۔ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ اس
پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

فإن لم يجد المضطر شيئاً لم يبيع له أكل بعض أعضائه. وقال بعض
أصحاب الشافعي: له ذلك، لأن له أن يحفظ الجملة بقطع عضو كما لو
وقعت فيه الآكلة۔

ولنا إن أكله من نفسه ربما قتله فيكون قاتلاً لنفسه ولا يتيقن حصول
البقاء بأكله، أما قطع الآكلة فإنه يخاف الهلاك بذلك العضو فأبيع له إبعاده
ودفع ضرره المتوجه منه بتركه كما أبيع قتل الصائل عليه ولم يبيع له قتله
ليأكله (المغني)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہلاکت کا خوف نہ ہو تو گنجائش ہے اور پلاسٹک سرجری میں ہلاکت کا خوف نہیں ہوتا، بلکہ بقول اطباء اس میں جسم کا بہت معمولی حصہ لیا جاتا ہے، اور وہ جگہ دوبارہ بھر جاتی ہے اور پہلے کی طرح ہو جاتی ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اپنے عضو کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی گنجائش دی ہے، قرار داد درج ذیل ہے:

يجوز نقل العضو من مكان من جسم الإنسان إلى مكان آخر من جسمه مع مراعاة التأكد من أن النفع المتوقع من هذه العملية أرجح من الضرر المترتب عليها، وبشرط أن يكون ذلك لإيجاد عضو مفقود أو لإعادة شكله أو وظيفته المعهودة له أو لإصلاح عيب أو لإزالة دمامة تسبب للشخص أذى نفسياً أو عضوياً.

ویدعم هذا الرأي القواعد الفقهية التالية:

- ۱- الضرورات تبیح المحظورات.
- ۲- یرتکب أخف الضررين لدفع أعظمهما.
- ۳- المشقة تجلب التيسير (مجلد الجمع ۱۳/۸۹)۔

بیمہ کبار العلماء (سعودی عرب) نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا: وبعد المناقشة وتداول الآراء قرر المجلس بالإجماع:

جواز نقل عضو أو جزئية من إنسان حي مسلم أو ذمی إلى نفسه إذا ادعت الحاجة إليه وأمن الخطر في نزعه وغلب على الظن نجاح زرعہ (قرار ۹۹ التاريخ ۶/۱۱/۱۴۰۲ھ)۔

البتہ بغرض زینت بدن میں قطع و برید کی گنجائش نہیں، احادیث میں دانتوں کے درمیان فصل کرنے، بدن گودنے اور گدوانے کی صراحٹاً ممانعت آئی ہے، اسی بناء پر فقہاء کرام کی

عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ زینت کی غرض سے بدن میں قطع و برید کی گنجائش نہیں، بلکہ یہ قطع و برید تغیر خلق اللہ میں داخل ہوگی، لہذا بغرض تکمیل پلاسٹک سرجری کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

عن علقمة قال عبد الله: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى (رواه البخاری، باب العنفلجات للحسن)۔"

وفی تفسیر الطبری: سأل رجل الحسن: ما تقول فی امرأة قَشَرَتْ وجهها؟ قال: ما لها لعنها الله غَيَّرَتْ خلقَ الله .

وفی تکملة فتح الملهم: (۴/ ۱۹۵): والحاصل أن كل ما يفعل فی الجسم من زياده أو نقص من أجل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرا مع الجسم وبما يبدو منه أنه كان فی أصل الخلقة هكذا فإنه تلبیس و تغیر منہی عنه. وأما ما تزینت به المرأة لزوجها من تحمیر الأیدی، أو الشفاه أو العارضین بما لا یلتبس بأصل الخلقة، فإنه لیس داخل فی النهی عند جمهور العلماء، وأما قطع الإصبع الزائدة ونحوها فإنه لیس تغیرا لخلق الله وهو من قبیل إزالة عیب أو مرض، فأجازه أكثر العلماء خلافا لبعضهم۔

البتہ بچیوں کے کانوں میں سوراخ کرنا (اگرچہ وہ زینت کے حصول کیلئے ہو) چونکہ عہد رسالت سے رائج ہے اور اس پر تکیر ثابت نہیں تو وہ عام اصول سے مستثنی ہو کر جائز ہوگا۔ اس تفصیل سے اکثر سوالات کے جوابات حل ہو گئے ہیں، البتہ مزید وضاحت کی غرض سے ہر سوال کا مختصر جواب بھی ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

۱۔ تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا عیب دور کرنا جائز ہے، لہذا اس غرض سے آپریشن کرانے کی گنجائش ہے۔

۲۔ اس صورت میں بھی آپریشن کرنا درست ہے۔

۳- عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرے پر جو جھریاں پیدا ہوتی ہیں وہ عیب نہیں بلکہ عمر کا طبعی تقاضا ہے، اور فطرت کے مطابق ہے، اس کو دور کرنے کے لئے بدن کی قطع و برید تغیر لخلق اللہ میں داخل ہوگی۔

دوسرا یہ کہ اس میں خداع بھی ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں سیاہ خضاب بوجہ خداع کے مکروہ ہے، حالانکہ سیاہ رنگ لگانا پلاسٹک سرجری سے اہون ہے کہ رنگ مستقل نہیں رہتا، اور پلاسٹک سرجری کا اثر مستقل ہوتا ہے، اس کا تقاضا یہی ہے کہ عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرے کی جھریاں ختم کرنے کے لئے آپریشن کرنا زیادہ شدت کے ساتھ ممنوع ہو، کیونکہ اس میں دھوکے کا پہلو دائمی ہے۔

۴- عیب دور کرنے کے لئے اگر آپریشن کے علاوہ کوئی صورت نہ ہو تو آپریشن کی گنجائش ہے، جیسا کہ تفصیل سے گزرا۔

۵- جسمانی عیوب دور کرنے کیلئے اگر پلاسٹک سرجری کے علاوہ کوئی اور صورت ممکن نہ ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے، البتہ وہ تغیرات جو عمر کا طبعی تقاضا ہوں انھیں دور کرنے کیلئے آپریشن کی گنجائش نہیں ہوگی۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کو دور کرنا زینت میں داخل ہے، اور زینت کے لئے جسم میں کسی قسم کی تراش خراش جائز نہیں۔

۷- یہ تغیر لخلق اللہ میں داخل ہے اور اس میں دھوکہ بھی ہے، اس لئے اس کی گنجائش نہیں۔

۸- پلاسٹک سرجری کی گنجائش حاجت کی بناء پر ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ عیب دور کرنے کیلئے کوئی متبادل طریقہ نہ ہو، لیکن مظلوم کیلئے اپنی شناخت چھپانے کے لئے متبادل بہت سے طریقے موجود ہیں، اس لئے اس تعرض سے پلاسٹک سرجری کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری - اسلام کا نقطہ نظر

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی ☆

طب کی ایک شاخ، جس میں جسم انسانی کے کسی عضو کی ہیئت یا فعل کو درست کرنے کے لیے ایک خاص طرح کا آپریشن کیا جاتا ہے، پلاسٹک سرجری (Plastic surgery) کہلاتی ہے۔ 'پلاسٹک' یونانی لفظ Plastikos سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو موڑنا، اسے نئی شکل دینا to mold, to shape (اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ سرجری کی اس قسم میں مخصوص کیمیادی مادہ 'پلاسٹک' کا استعمال ہوتا ہے۔)

تاریخی پس منظر

انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ وہ صحت مندر ہے، اسے کوئی بیماری لاحق نہ ہو، اس کے اعضاء بدن ٹھیک طریقے سے کام کرتے رہیں، ان کے افعال میں کوئی نقص و خلل واقع نہ ہو، ظاہری طور پر بھی ان میں کوئی عیب دکھائی نہ دے اور اس کی شخصیت پر کشش اور جاذب نظر معلوم ہو، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی سبب سے اس کے کسی عضو میں بدہیئت پیدا ہو جائے تو وہ اس کے ازالے کی کوشش کرتا ہے اور اگر وہ عضو اپنا مقصد کام کرنا بند کر دے یا اس میں کمی آجائے تو اسے درست کرنے کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔

دنیا کی تمام قوموں میں علاج و معالجہ کی جن اولین تدابیر کا سراغ ملتا ہے ان میں اس

پہلو کے بھی اشارے پائے جاتے ہیں، مورخین کے مطابق ہندوستان میں دو ہزار سال قبل مسیح اس عمل کے انجام دیے جانے کا پتا چلتا ہے۔ مشہور ہندوستانی طبیب سشرت (Sushruta) نے (جس کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے) پلاسٹک سرجری کے میدان میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ قدیم مصری طب میں بھی چہرے کی عمل جراحی سے متعلق بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ پہلی صدی قبل مسیح میں رومی طب میں بھی اس مخصوص عمل جراحی کی سادہ تکنیک کا سراغ ملتا ہے۔ یہ لوگ زخمی اور کٹے ہوئے کان کی اصلاح اور درنگی کا کام انجام دیتے تھے۔ اس طریقہ علاج میں ہندوستانی اطباء کی مہارت سے دیگر ممالک میں بھی فائدہ اٹھایا گیا۔ سشرت اور چرک (پ: ۳۰۰ ق) کی طبی تصانیف کا عباسی عہد خلافت میں عربی میں ترجمہ کیا گیا، ان سے عرب اطباء واقف ہوئے، پھر یہ ترجمے یورپ پہنچے تو ان سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اٹلی میں ۱۵th Branca Family of Sicily (15th Century) اور Gaspere TagliaCozzi (Bologna) سشرت کی تکنیک سے بہ خوبی آگاہ تھے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں کچھ برطانوی طبیبوں نے ہندوستان کا سفر کیا، تاکہ ناک کی پلاسٹک سرجری کا مشاہدہ کریں، جو یہاں مقامی طریقوں سے انجام دی جاتی تھی۔ اس کی رپورٹیں Gentleman's Magazine میں شائع ہوئیں۔

اسی طرح پلاسٹک سرجری کے مقامی طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لیے Joseph Constantine Carpue (1764-1846) نے ہندوستان میں بیس سال گزارے، چونکہ اس مخصوص عمل جراحی میں بہت زیادہ خطرات تھے، خاص طور سے اس صورت میں جب معاملہ سر اور چہرے کا ہو، اس لئے ناگزیر حالت میں ہی اس کو انجام دیا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں پلاسٹک سرجری کو کچھ زیادہ رواج ملا اور اس میدان میں نئی نئی تکنیکیں ایجاد کی گئیں اور نئے نئے تجربات کیے گئے، اس کا اندازہ درج ذیل کاموں سے بہ خوبی کیا جاسکتا ہے جنہیں اس میدان کے اہم سنگ ہائے میل کہنا بے جا نہ ہوگا۔

۱۸۱۵ء میں Joseph Carpue نے ایک برطانوی فوجی آفیسر کی پلاسٹک سرجری کی mercury treatment کے سخی اثرات کے نتیجے اپنی ناک گنوا بیٹھا تھا۔

۱۸۱۸ء میں جرمن سرجن Carl Ferdinand Von Graefe (1787-1840) نے اپنی کتاب Rhinoplastic شائع کی۔ اس میں اس نے اطالوی طریقہ جراحی میں تبدیلی کرتے ہوئے original delayed Pedicle Flap کے بجائے بازو کی کھال لگانے (Free Skin graft) کا طریقہ ایجاد کیا۔

۱۸۲۷ء میں امریکن سرجن Dr. John Peter Mattauer (1787-1875) نے اپنے تیار کردہ اوزاروں سے تالو میں شکاف (Cleft Palate) کا پہلا آپریشن کیا۔

۱۸۳۵ء میں Johann Friedrich Dieffenbach (1792-1847) نے ناک کی پلاسٹک سرجری پر ایک مبسوط تحریر لکھی جس کا عنوان Operative Chirurgie تھا۔ اس میں اس نے اصلاح شدہ ناک کے جمالیاتی مظہر کو بہتر بنانے کے لیے دوبارہ آپریشن کا تصور پیش کیا۔

۱۸۸۹ء میں امریکن سرجن George Monks (1853-1933) نے درمیان میں پچی ہوئی ناک (Saddle nose) کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کرنے (Heterogeneous free bone grafting) کا کامیاب تجربہ کیا۔

۱۸۹۱ء میں ایک امریکی ماہر امراض اذن و انف و حلق John Orlando Roe (1848-1915) نے ایک نوجوان خاتون کی ناک کے پچھلے ابھار کو کم کرنے کے لیے آپریشن کیا۔

۱۸۹۲ء میں Robert weir نے بیٹھی ہوئی ناک (Sunken nose) درست کرنے کے لیے لٹخ کے سینے کی ہڈی (Duck sternum) استعمال کرنے کا تجربہ کیا (Xenograft) لیکن اس میں اسے کامیابی نہیں ملی۔

۱۸۹۶ء میں جرمن سرجن James Adolf Israel (1848-1926) نے امریکن سرجن George Monks کے مثل ناک کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کی۔

۱۸۹۸ء میں جرمن آرتھو پینک سرجن Jacques Joseph (1843-1907) نے ناک کے ابھار کو کم کرنے (Reduction Rhinoplasty) کا اپنا پہلا تجربہ شائع کیا۔

نیاز مانہ، نئے مسائل

پلاسٹک سرجری کے میدان میں بیسویں صدی میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی، کہا جاتا ہے کہ برطانوی فوجی Walter Yeo غالباً پہلا شخص ہے جس کے چہرے کی ۱۹۱۷ء میں Skin graft کے ذریعہ کامیاب سرجری کی گئی۔

جنگ عظیم اول (۱۸-۱۹۱۴ء) اپنے ساتھ بھیانک تباہی لائی۔ بہت سے لوگ اس میں ہلاک ہوئے اور ان سے کہیں زیادہ تعداد میں زخمی ہوئے۔ بہت سے فوجی ہاتھ پیر سے معذور ہو گئے۔ ان کے بدن اور چہرے جھلس گئے۔ اس موقع پر بہت سے ممالک میں پلاسٹک سرجری کے کامیاب تجربے ہوئے۔ ایسا ہی جنگ عظیم دوم (۳۵-۱۹۳۹ء) کے بعد بھی ہوا۔

نیوزی لینڈ کے سرجن ماہر امراض اذن و حلق Sir Harold Delf Gillies (1882-1960) نے ان لوگوں کے لیے، جن کے چہروں پر جنگ عظیم اول کے درمیان گہرے زخم آئے تھے اور وہ مسخ ہو گئے تھے، جدید پلاسٹک سرجری کے بہت سے

طریقوں کو ترقی دی۔

امریکہ میں (1871-1955) Dr. Vilray Papin Blair نے جنگ عظیم اول کے فوجیوں کے جڑوں اور چہروں کو لاحق ہونے والے پیچیدہ زخموں Complex Maxillofacial injuries کے کامیاب آپریشن کیے۔ اس کی کوششوں سے امریکی ملٹری ہسپتال میں پلاسٹک سرجری کا مستقل شعبہ قائم ہوا، جس کے بعد برطانیہ، فرانس، کناڈا اور دیگر ممالک میں بھی اس طرح کے شعبے قائم ہوئے، جنگ عظیم دوم کے بعد نیوزی لینڈ کے سرجن Sir Archibald McIndoe (1900-1960) نے جو Sir Harold کے شاگرد تھا، Royal Air Force کے فوجیوں کا ابتدائی علاج کیا، جن کے بدن جھلس گئے تھے۔

امریکہ میں چہرے کی سرجری اور پلاسٹک سرجری سے متعلق ایک انجمن قائم ہوئی جس کا نام تھا: American Association of oral and Plastic Surgery، بعد میں یہ انجمن دوزلی انجمنوں میں تقسیم ہو گئی:

(1) American Association of Plastic Surgeons

(2) American Association of oral and Maxillofacial Surgeons.

ان تمام کوششوں اور خدمات کے باوجود پلاسٹک سرجری طب کا ایک مخصوص اور محدود شعبہ تھا، جس کے تحت جسمانی عیوب و نقائص کی اصلاح کی جاتی تھی۔ جنگوں اور حادثات و آفات کے مواقع پر تو پلاسٹک سرجری کے ضرورت مند متاثرین کی تعداد بڑھ جاتی تھی، لیکن عام حالات میں ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی، لیکن جب سے اس میں ایک نئے ذیلی شعبے کو متعارف کرایا گیا۔ جس کا مقصد انسان کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ تھا، اس وقت سے یہ شعبہ کافی مقبول ہو گیا۔ ہر شخص کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیکھنے میں اچھا لگے، اس کا چہرہ خوب صورت معلوم ہو، اس کے اعضاء چست دکھائی دیں اور ان پر عمر درازی کے اثرات

عیاں نہ ہوں۔ اس نئے شعبے سے ان کی یہ فطری خواہشات پوری ہوتی نظر آئیں۔ مختلف ممالک میں مختلف سطحوں پر منعقد ہونے والے حسن کے مقابلوں، فلمی ستاروں کو ملنے والے اعزازات، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی پریشانی زندگی اور دیگر عوامل و محرکات نے پلاسٹک سرجری سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں سیکڑوں گنا اضافہ کر دیا اور اس فن نے ایک بہت زیادہ منافع بخش کاروبار کی شکل اختیار کر لی۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جس کے مطابق ۲۰۰۶ء میں صرف امریکہ میں پلاسٹک سرجری کے تقریباً گیارہ ملین آپریشن کیے گئے ہیں۔ پھر جب یورپ کا روایتی نظریہ اس کی خواہش رکھنے والوں کو یہ تلاش ہونے لگی کہ کہاں کہاں کم سے کم خرچ پر یہ آپریشن کروائے جاسکتے ہیں۔ اس کے لیے کیوبا، تھائی لینڈ، ارجنٹائن، ہندوستان اور مشرقی یورپ کے بعض ممالک کی نشان دہی کی گئی، آپریشن آپریشن ہے، اس میں بہت سے خطرات پائے جاتے ہیں اور بہت سی پیچیدگیوں کا اندیشہ رہتا ہے، لیکن ان سے بے پروا ہو کر ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس فن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

مقاصد اور میدانِ عمل

مقاصد کے اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

الف - اصلاحی عملِ جراحی (Reconstructive Surgery)۔

پلاسٹک سرجری کا مقصد بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جسم میں پائے جانے والے کسی ایسے عیب یا نقص کو دور کیا جائے جس سے انسان دیکھنے میں بدہیئت نظر آ رہا ہو، یا کسی ایسے عضو کی کارکردگی کو بحال کیا جائے یا بہتر بنایا جائے جس کی منفعت ختم یا کم ہو گئی ہو۔ یہ عیب یا نقص خلقی (Congenital) بھی ہو سکتا ہے اور حادثاتی (Accidental) بھی۔

جن صورتوں میں اس قسم کی سرجری کی ضرورت پڑی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

- پیدائشی نقائص (Congenital abnormalities) جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا (Cleft lip) نالوکا کٹا ہونا (cleft Palate)، بیرونی کان کا نہ ہونا۔ سر کی ہڈیوں کا باہم ملا ہونا (Craniosynostosis) ہاتھ کے پیدائشی نقائص (Congenital hand deformities)
 - بچوں کی نشوونما کے نقائص (developmental abnormalities)
 - چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سراور چہرے کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا (Craniofacial skeleton Fracture)
 - جسم کا جھلس جانا (Burns)
 - ٹیومر یا کینسر، جیسے پستان کا کینسر (Breast cancer) سریا گردن کے کینسر (CranioCervical cancer) جلد کا کینسر (skin cancer)
 - گنجائش (Baldness)
 - ب۔ تجملی عمل جراحی (Cosmetic or Aesthetic Surgery)
- بسا اوقات پلاسٹک سرجری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اعضاء کی ساخت میں مناسب تبدیلی کر کے انسان کی ظاہری ہیئت کو خوب صورت اور پرکشش بنایا جائے۔ اسی طرح عمر ڈھلنے کے ساتھ انسان کے اعضاء میں ڈھیلا پن اور کچھ بد ہیئت آ جاتی ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- سرجری کی اس قسم کے ذریعے جو افعال انجام دیے جاتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:
- پیٹ کا ڈھیلا پن دور کرنا (Abdominoplasty)
 - ڈھلک جانے والے پلکوں کو نئی شکل دینا (Blepharoplasty)
 - چھوٹے پستان کو بڑا کرنا (Breast augmentation)

- بڑے پستان کو چھوٹا کرنا (Breast reduction)
- پستانوں کا ڈھیلا پن کم کر کے انھیں اوپر اٹھانا یا نئی شکل دینا (Mastopexy)
- کولہوں کو اوپر اٹھانا (Buttock Augmentation)
- ناک کو نئی شکل دینا (Rhinoplasty)
- کان کو نئی شکل دینا (otoplasty)
- چہرے سے جھڑیاں اور بڑھاپے کی علامات دور کرنا (Rhytidectomy)
- ٹھنڈی کو اوپر اٹھانا (chin Augmentation)
- رخسار کو اوپر اٹھانا (Cheek Augmentation)
- جلد کو خوب صورت بنانا (Laser skin resurfing)
- مردوں کا سیدہ کشادہ کرنا (Male Pectoral implant)
- چہرے سے مہاسے، چپک کے داغ اور دیگر نشانات ختم کرنا (Chemical Peel)
- ہونٹ کو نئی شکل دینا (Labia Plasty)
- جسم سے چربی کم کرنا (Suction-Assisted Lipectomy)

سرجری کا طریقہ کار

پلاسٹک سرجری کے لیے عموماً درج ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے:

- اعضاء کے عیب یا نقص کو دور کرنے کے لیے آپریشن کیے جاتے ہیں۔
- موٹے لوگوں میں بدن سے زائد چربی کو زائل کر کے اسے دبلا اور چھریا بنایا جاتا ہے۔
- بدن کے دوسرے حصوں سے چربی کو منتقل کر کے کو لہے ابھارے جاتے ہیں۔

- جسم جھلس جانے کی صورت میں لیفی انسجہ (Fibrous tissues) جن میں بہت زیادہ کھینچاؤ ہوتا ہے، انھیں آپریشن کر کے نکال دیا جاتا ہے اور صحیح جلد کو ملا کر جوڑ دیا جاتا ہے۔

- جلد کو خوب صورت بنانے کے لیے Laser Technique سے مدد لی جاتی ہے۔

- ایک عام اور اہم طریقہ Microsurgery کہلاتا ہے۔ اس میں کسی عضو کے نقص کو چھپانے کے لیے جلد، عضلہ، ہڈی یا چربی کے نیسج (tissue) کو دوسری جگہ سے متاثرہ جگہ تک منتقل کیا جاتا ہے اور وہاں کی عروق دمویہ کو جوڑ کر دموی پرورش (blood supply) جاری کر دی جاتی ہے۔ یہ تکنیک جلد کی منتقلی کے سلسلے میں کثرت سے مستعمل ہے۔ اسے Skin grafting کہتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

۱- Autografts: اس میں ایک ہی شخص کی جلد کسی ایک عضو سے دوسرے عضو تک منتقل کی جاتی ہے۔

۲- Allografts: اس میں کسی صحت مند انسان کے جسم سے جلد کا ایک حصہ لے کر دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کیا جاتا ہے۔

۳- Xenografts: اس میں کسی حیوان کی جلد لے کر انسان میں استعمال کی جاتی ہے۔

پلاسٹک سرجری کی مختلف صورتوں کے بارے میں شرعی حکم

پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل کا تعلق موجودہ دور کے نئے مسائل سے ہے، اس لئے قدیم فقہاء کی تحریروں میں ان سے متعلق احکام صراحت سے نہیں مل سکتے، اسلام کی مذکورہ

بالا اصولی تعلیمات اور قرآن وحدیث اور قدیم فقہاء کی تحریروں کے اشارات سے ان کے احکام معلوم کئے جاسکتے ہیں، ذیل میں ان میں سے بعض صورتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

۱۔ خلقی بدہیئت جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو

بسا اوقات انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی بدہیئت نمایاں ہوتی ہے اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہوتا ہے، مثلاً ہونٹ یا تالو کٹا ہوا ہو، ہاتھ یا پیر میں زائد انگلی ہو، منہ میں زائد دانت ہو، یا کوئی دانت زیادہ لمبا ہو، یا اس طرح کا اور کوئی عیب۔ کیا ایسی بدہیئت کی اصلاح کی جاسکتی ہے؟

قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو جس طرح بھی پیدا کیا ہو، اس کے لیے اپنے اعضاء میں کوئی کمی یا تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے:

”إن من خلق بإصبع زائد أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه، لأنه من تغيير خلق الله تعالى“ (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، الصیۃ مصریۃ العبدۃ للکتاب ۱۹۸۷ء، ۵/۳۹۳) (جس شخص کے بدن میں کوئی انگلی یا کوئی دوسرا عضو زائد ہو، اس کے لیے اسے کاٹنا یا علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی ہے)۔

یہی بات ابو جعفر طبریؒ (م ۳۱۰ھ) نے بھی کہی ہے:

”لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقها التي خلقها الله عليها بزيادة أو نقصان... كمن تكون... لها سن زائدة فتقلعها أو طويلة فتقطع منها..... فكل ذلك داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله“ (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ بیروت، ۱۰/۳۷۷) (عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس خلقت پر پیدا کیا ہے اس میں کوئی کمی بیشی کرے، مثلاً اس کا کوئی دانت زائد ہو تو اسے اکھاڑ دے یا لمبا ہو تو اسے کاٹ دے، یہ کام ممنوع ہیں، ان کا شمار اللہ کی تخلیق میں تبدیلی میں ہوتا ہے)۔

یہ حضرات محض بدہیئت کو دور کرنے کے لیے زائد انگلی کٹوانے یا زائد دانت اکھڑوانے کی اجازت نہیں دیتے، البتہ اگر ان کی وجہ سے معمول کے کاموں میں رکاوٹ آرہی ہو، مثلاً زائد یا لبے دانت کی وجہ سے کھانا کھانے میں دشواری ہوتی ہو، یا زائد انگلی سے کوئی جسمانی اذیت لاحق ہوتی ہو تو ان کے نزدیک انگلی کو کٹوایا اور دانت کو نکھوایا جاسکتا ہے، بطری فرماتے ہیں:

”ویستثنیٰ من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية، كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل، أو إصبع زائدة تؤذيها أو تؤلمها، فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة“ (ابن حجر، ۱۰/۳۷۷، قرطبی، ۵/۳۹۳) (اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس سے ضرر اور تکلیف لاحق ہوتی ہو، مثلاً کسی عورت کے منہ میں زائد یا لمبا دانت ہو جس سے وہ صحیح طریقے سے کھانا نہ کھاپاتی ہو، یا زائد انگلی جس سے اسے اذیت یا تکلیف ہوتی ہو تو اس کے لیے انگلی کٹوانا اور دانت اکھڑوانا جائز ہے، اس آخری معاملے میں مرد و عورت کے مثل ہے)۔

فقہ حنفی میں یہ شرط نہیں لگائی گئی ہے، البتہ کہا گیا ہے کہ یہ کام اسی وقت کر دیا جائے جب اس کی وجہ سے جان کا خطرہ نہ ہو۔

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائداً أو شيئاً آخر، قال نصير رحمه الله تعالى: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (الفتاوى العالمية، المطبعة الكبریٰ الامیریہ، بلاق مصر ۱۳۱۰) (اگر کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسری چیز کٹوانا چاہے تو نصیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس سے ہلاکت نہیں ہوگا تو اسے کٹوا سکتا ہے)۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی بدہیئت کے ازالہ کے لیے جسمانی اذیت اور دشواری کی

شرط عائد نہ کی جائے، بلکہ ذہنی اور نفسیاتی اذیت کو بھی اسی درجے میں رکھا جائے۔ چوں کہ یہ

بدہیستی عام قانونِ فطرت کے خلاف ہوتی ہے، اس لیے انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں اپنی نھت اور سبکی محسوس کرتا ہے، اس سے اسے جو ذہنی اور نفسیاتی اذیت محسوس ہوتی ہے وہ جسمانی اذیت سے کم نہیں ہوتی، اس لئے اسے اس کے ازالے اور اصلاح کی اجازت دی جانی چاہیے۔

عام قانونِ فطرت کے خلاف پائی جانے والی بدہیستی ایک بیماری ہے اور شریعت نے بیماری کا علاج معالجہ کرنے کی نہ صرف اجازت، بلکہ اس کا حکم دیا ہے۔

۲- کسی حادثہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بدہیستی

یہ بھی ممکن ہے کہ بدہیستی پیدائشی نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کے نتیجے میں ظاہر ہوئی ہو، مثلاً کسی ایکسیڈنٹ میں آدمی کی ناک ٹوٹ گئی، یا کان کٹ گیا، یا گھر میں آگ لگ گئی جس سے اس کی جلد جھلس گئی، یا ڈاکوؤں نے پستول سے گولی ماری جس سے بدن کے کسی حصے کا گوشت اڑ گیا، یا اس طرح کی کوئی دوسری صورت ہو، اس میں آدمی کے بدن میں عیب پہلے نہیں ہوتا، بلکہ حادثاتی طور پر بعد میں ظاہر ہوتا ہے، اس طرح کے کسی عیب کے 'بیماری' میں شمار کیے جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لیے اس کے علاج کی اجازت ہوگی۔

غزوہ خندق کے موقع پر دشمنوں کی جانب سے حضرت سعد بن معاذ کو ایک تیرا کر لگا جس سے ان کے بازو کی ایک رگ زخمی ہو گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے مسجد نبوی میں خیمہ لگوا دیا اور ان کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہیں اٹھارکھی (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، ۴/۱۲۲)۔

صحابی رسول حضرت عرفہ بن اسعد کی ناک عہد جاہلیت میں ہونے والی جنگِ کلاب میں کٹ گئی تھی، انھوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی تھی، کچھ عرصہ کے بعد جب اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں سونے کی ناک بنوانے کا مشورہ دیا تھا (سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ما جاء فی ربط اللسان بالذهب، ۴/۲۳۲، مزید ملاحظہ کیجئے: ترمذی: ۱۷۷۰، نسائی: ۵۱۶۱،

۵۱۶۲، علامہ البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

غزوہ بدر میں حضرت رافع بن مالکؓ کو ایک تیرا کر لگا جس سے ان کی آنکھ زخمی ہو گئی، وہ بیان کرتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور میرے لیے دعا کی، اس کی برکت سے مجھے اس آنکھ میں ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی (ابن کثیر، السیرۃ النبویہ)۔

غزوہ احد میں ایک نازک موقع پر جو صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہو گئے تھے اور انھوں نے اپنے جسموں کو آپ ﷺ کے لیے ڈھال بنا دیا تھا، ان میں حضرت قتادہؓ بھی تھے، انھیں ایک تیرا کر لگا جس سے ان کی آنکھ باہر آ گئی، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں۔ وہ مجھے اس حال میں دیکھے گی تو مجھے کانا کہے گی اور ناپسند کرنے لگے گی۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صبر کرو، اس کے بدلے تجھے جنت ملے گی اور چاہو تو میں تمھارے حق میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ ٹھیک ہو جائے، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت بہترین بدلہ اور گراں قدر عطیہ الہی ہے، لیکن میں اس عورت کی محبت میں گرفتار ہوں، ایسا کیجئے، میرے لیے جنت کی بھی دعا کیجئے اور آنکھ ٹھیک ہو جانے کی بھی، حضرت قتادہؓ کہتے ہیں: ”اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے دونوں چیزوں کی دعا کی اور میری آنکھ ٹھیک ہو گئی“ (علی الحلبي، السیرۃ الخلیفہ)۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی حادثہ کے نتیجے میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کے معاملے میں جسمانی اذیت کی طرح ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا بھی لحاظ کیا جائے گا، مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے چپکے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے چہرے پر چپکے کے داغ نمایاں ہو گئے ہوں، چہرہ پر کوئی گہرا زخم لگا، جس کے ٹھیک ہو جانے کے بعد بھی نشانات باقی رہ گئے ہوں، کسی بد معاش نے چہرے پر تیزاب پھینک دیا، جس کی وجہ سے وہ جھلس کر بد نما ہو گیا ہو، کینسر کی وجہ سے کسی خاتون کا پستان کاٹ کر نکال دیا گیا ہو، ان تمام صورتوں میں مذکورہ بد ہیئتی کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۳۔ بعض جسمانی ہیٹھوں کی تبدیلی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ سب کو ایک ہیئت اور ایک حالت پر پیدا نہیں کیا ہے۔ کسی کو کالا بنایا ہے تو کسی کو گورا، کسی کو موٹا بنایا ہے تو کسی کو پتلا، کسی کی ناک اٹھی ہوئی ہے تو کسی کی چٹکی ہوئی، کسی کی ٹھڈی ابھری ہوئی ہے تو کسی کی دھنسی ہوئی، کسی کے کوہے بھاری بھر کم ہیں تو کسی کے دبلے، کسی کا سینہ کشادہ ہے تو کسی کا تنگ، عموماً یہ معمولی فرق اعضاء کے مقوضہ افعال کی انجام دہی میں ذرا بھی حارج نہیں ہوتے اور انھیں عام قانون فطرت کے خلاف بھی نہیں تصور کیا جاتا، البتہ ان میں سے بعض ہیٹھوں کو پسندیدہ خیال کیا جاتا اور انھیں خوب صورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور بعض ہیٹھوں کو نا پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے مذکورہ ہیٹھوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور اپنے جسم کو من چاہی ہیئت میں ڈھالا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس تکنیک سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور اس نے ایک زبردست منافع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر لی ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت اس رجحان کو کس نظر سے دیکھتی اور اس کے بارے میں کیا حکم لگاتی ہے؟

انسان کا جسم اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اللہ نے اعضاء انسانی سے مختلف منفعتیں وابستہ کر رکھی ہیں اور انھیں مخصوص کاموں میں لگا دیا ہے۔ قرآن کریم میں مختلف اعضاء مثلاً آنکھ، کان، زبان، ہونٹ، ہاتھ، پیر، دل، دماغ وغیرہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیثیت سے کیا گیا ہے (ملاحظہ کیجئے آیات: الانعام: ۳۶، الاعراف: ۱۷۹، ۱۸۵، النور: ۳۳، الحج: ۳۶، یس: ۳۵، ق: ۳۷، البلد: ۸-۹ وغیرہ) اور انسانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور صرف اسی کی عبادت کریں جس نے انھیں ان بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے، اگر وہ اس کی ناشکری کریں گے اور شرک میں مبتلا ہوں گے تو روز قیامت ان سے باز پرس کی جائے گی:

”إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا“ (بنی اسرائیل: ۳۶) (یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہوگی)۔

اس سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ انسان اپنے اعضائے جسم کا مالک نہیں ہے کہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے، بلکہ اسے صرف ان کے مفوضہ کاموں میں استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اس کے برخلاف جو لوگ اپنے اعضائے جسم کی ہیکٹوں میں من چاہی تبدیلیاں لانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے یا کرانا چاہتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود کو اپنے جسم و جان کا مالک و مختار سمجھتے ہیں اور اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ انھیں اپنی جن پسندیدہ ہیکٹوں میں ڈھالنا چاہیں ڈھال لیں، یہ تصور صحیح اسلامی تصور کے مغایر ہے، اس لیے شرعی نقطہ نظر سے اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اس سے صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ کہ کسی عضو کی کوئی ہیئت عام قانون فطرت کے خلاف ہو، یا اس سے اس کے مفوضہ کاموں کی انجام دہی میں دشواری یا رکاوٹ آ رہی ہو، مثلاً کسی شخص کے دانت بہت زیادہ باہر کی طرف نکلے ہوئے ہوں، جس سے منہ ٹھیک طریقے سے بند نہ ہوتا ہو، یا کھانا صحیح طریقے سے چبانہ پاتا ہو، یا چہرہ بدنما معلوم ہوتا ہو، اس صورت کا شمار بیماری میں ہوگا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کی درستگی کی اجازت ہوگی۔

۴۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ظاہر ہونے والی ہیکٹیں

انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے، وہ ایک مختصر اور نحیف جسم لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پرورش و پرداخت کے نتیجے میں اس کے اعضاء کا حجم بڑھتا ہے۔ ان میں طاقت اور چستی پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ جوانی میں وہ ہر پہلو سے مکمل ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کا انحطاط شروع ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ ان کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے اور چستی کی جگہ ڈھیلا پن بڑھنے لگتا ہے، یہاں تک کہ بڑھاپے میں وہ کم زوری اور بے بسی کی اسی حالت کو پہنچ

جاتا ہے، جس سے اپنے بچپن میں دو چار تھا۔ یہ قانونِ فطرت ہے جس سے ہر انسان کا سابقہ پیش آتا ہے۔ قرآن کریم میں ان مراحلِ حیات کا تذکرہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلاً ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا، وَمِنْكُمْ مَّنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلٍ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ“ (المومن: ۶۷) (وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے توہڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمہیں بڑھاتا ہے، تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ، پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے، یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ تم اپنے مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ، اور اس لیے کہ تم حقیقت کو سمجھو)۔

عمر بڑھنے کے ساتھ انسانی اعضاء کی ہیکٹوں میں ہونے والی تبدیلیاں فطری ہیں، ان تبدیلیوں کو روکنے یا ان اعضاء کی ہیکٹوں کو من چاہی ہیکٹوں میں بدلوانے کی کوشش کرنا فطرت سے بغاوت کے مترادف ہے، یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے جسے شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، اس بنا پر خواتین کا بڑھاپے کے نتیجے میں پستانوں میں پیدا ہونے والے ڈھیلے پن یا ہاتھوں اور چہرہ پر ظاہر ہونے والی جھڑیوں کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا اسلامی شریعت کی رو سے جائز نہ ہوگا، البتہ اگر کسی شدید بیماری کی وجہ سے جوانی میں یہ عوارض ظاہر ہو گئے ہوں اور دواؤں سے انہیں دور نہ کیا جاسکتا ہو، ان کے ازالہ کی واحد صورت پلاسٹک سرجری ہو تو اس صورت میں اس تکنیک سے فائدہ اٹھا کر ان عوارض کو دور کرنے کی اجازت ہوگی۔

۵۔ جسم کے کسی جز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا

پلاسٹک سرجری کی یہ ایک مخصوص تکنیک ہے۔ اس میں جلد، گوشت، ہڈی یا کسی اور چیز کا ایک جز ایک جگہ سے لے کر دوسری جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس منتقلی کی درج ذیل صورتیں

ہو سکتی ہیں:

- ۱- وہ جزء ایک ہی فرد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے (Autograft)
- ۲- وہ جزء ایک انسان کے جسم سے لے کر دوسرے انسان کے جسم میں لگایا جائے (ایک ہی نوع کے ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقلی) - (Homograft)
- ۳- کسی حیوان کا کوئی جزء لے کر انسان کے جسم میں لگایا جائے - (Xenograft)
- ۴- کوئی غیر حیوانی شئی استعمال کی جائے۔

اس بحث کا تعلق اعضاء کی پیوند کاری (Transplantation) سے ہے، یہ بھی موجودہ دور کے نئے مسائل میں سے ہے، علماء نے اس پر طویل بحثیں کی ہیں اور ملکی اور بین الاقوامی علمی مجلسوں میں اس پر مذاکرے و مباحثے ہو چکے ہیں۔ اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی کے ۱۹۸۹ء کے سیمینار میں اس سلسلے میں درج ذیل فیصلے ہوئے تھے:

۱- ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بہ وقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے۔

۲- ایک انسان کے کسی عضو کی پیوند کاری دوسرے انسان کے جسم میں کی جاسکتی ہے، بشرطے کہ متاثرہ فرد کی ضرورت شدید ہو، اس کے علاوہ دوسرا کوئی متبادل نہ ہو، سوائے پیوند کاری کے کوئی راستہ اس کی جان بچانے کا نہ ہو اور پیوند کاری کی صورت میں جان بچنے کا ظن غالب ہو۔

۳- عام حالات میں ماکول اللحم اور مذبوح بہ طریق شرعی جانوروں کے اعضاء اور جان کی ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کے قوی خطرہ کی صورت میں غیر ماکول اللحم یا ماکول اللحم مگر غیر مذبوح بہ طریق شرعی جانوروں کے اعضاء کا استعمال جائز ہے۔

۴- غیر حیوانی اجزاء کا استعمال جائز ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے: نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے، ایفا پبلی کیشنز نئی دہلی، ۲۰۰۸ء، ص ۱۵۹-۱۶۰، سیمینار میں پیش کردہ مقالات اور پریسیڈنگ کے لیے ملاحظہ کیجئے: 'مجلد فقہ اسلامی' (پہلے فقہی سیمینار ۱۹۸۹ء میں پیش کردہ مقالات اور مباحثوں کا مجموعہ) ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام

فاکھی، اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی)۔

۶۔ کم عمر یا خوب صورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا

انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوب صورت دکھائی دے اور اس کا ظاہر دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بھلا معلوم دے، اس کے لیے وہ مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے، شریعت نے نہ صرف اس کا اعتبار کیا ہے بلکہ اس کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور انسانوں کو زیب و زینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ خُذْ وَاٰزِيْنَتَكَ مِنْ حٰدِثٍ مَّسْجِدٍ“ (الاعراف: ۳۱) (اے بنی آدم، ہر

عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو)۔

ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو غرور و تکبر کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو“ یہ سن کر ایک شخص نے دریافت کیا: آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو (کیا اس کا شمار بھی تکبر میں ہوگا؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

”إن الله جميل يحب الجمال، الكبير بظر الحق و غمط الناس“ (صحیح

مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، ۹۱) (اللہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے (ظاہری زیب و زینت اختیار کرنا تکبر نہیں ہے) تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرایا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے)۔

لیکن خوب صورتی اختیار کرنے کی تدابیر کو شریعت نے حدود کا پابند بنایا ہے۔ اس کے نزدیک حسن و جمال میں اضافہ کے لیے خارجی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، لیکن جسم کے اعضاء یا ان کی ہیکلوں میں کوئی تبدیلی کروانا جائز نہیں ہے۔ احادیث میں ایسی کئی چیزوں سے صراحت کے ساتھ روکا گیا ہے جو صدر اسلام میں عربوں کے درمیان حسن و جمال میں اضافہ کے لیے رائج اور معروف تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

”لعن رسول اللہ ﷺ والواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات“ (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس) (اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے ان عورتوں پر جو (جسموں پر) گودتی ہیں اور گودواتی ہیں، اور بھوں کے بال اکھیڑتی ہیں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ عورتیں (اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں) تبدیلی کرنے والی ہیں۔)

محدثین نے صراحت کی ہے کہ یہ کام عرب میں عورتیں حسن میں اضافہ کرنے کے لیے انجام دیتی تھیں۔ ایسا کر کے بڑی عمر کی عورتیں جوان عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

علامہ بغویؒ (م ۵۱۶ھ) فرماتے ہیں: ”المتفلجات“ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بڑی عمر کی ہونے کے بعد اپنے دانتوں کو رگڑ کر دھار دار اور پتلا کرتی تھیں، تاکہ انہیں جوان عورتوں کے مشابہ ہو جائیں (سین بن مسعود بغوی، شرح السنۃ، تحقیق تعلیق، تخریج: شعیب الارناؤط، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء)۔
امام نوویؒ (۶۷۶ھ) نے لکھا ہے:

”فلج“ کے معنی ہیں ثنا یا اور رباعیات نامی دانتوں کے درمیان فاصلہ ہونا، ”متفلجات“ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ان دانتوں کو گھس کر ان کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ کام بوڑھی اور بڑی عمر کی عورتیں کرتی تھیں، تاکہ وہ کم عمر دکھائی دیں اور ان کے دانت خوب صورت لگیں۔ دانتوں کے درمیان معمولی فاصلہ فطری طور پر چھوٹی بچیوں میں ہوتا ہے، جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے، اس کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے دانتوں میں یہ فاصلہ باقی نہیں رہتا تو وہ انھیں ریتی سے گھستی ہے، تاکہ ان کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے، وہ خوب صورت دکھائی دینے لگے اور دوسرے اسے دیکھ کر کم عمر سمجھیں“ (سنن نسائی، کتاب السنۃ، باب المتنمصات، ۵۰۹۹، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الوصلۃ والواشمۃ، ۱۹۸۹، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے،

سنن نسائی میں کچھ اور روایتیں ہیں جن میں حضرت عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سننے کی صراحت کی ہے (۵۱۰۷، ۵۱۰۸، ۵۱۰۹)، علامہ البانیؒ نے ان روایتوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت (۵۹۳۹) میں حضرت علقمہؒ سے مروی ہے کہ ”حضرت عبداللہؓ نے لعنت کی ہے.....“ اور دیگر متعدد روایتوں میں حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ”اللہ نے لعنت کی ہے.....“ (ملاحظہ کیجئے بخاری: ۳۸۸۶، ۵۹۳۱، ۵۹۳۹، ۵۹۴۳، ۵۹۴۸، مسلم: ۲۱۲۵، ابوداؤد: ۴۱۶۹، ترمذی: ۲۷۸۲، دارمی: ۲۶۳۷، احمد: ۴۳۳/۱، ۴۳۳/۲، ۴۳۳/۳)۔

مذکورہ بالا حدیث میں ”المتفلجات“ کے ساتھ ”للحسن“ بھی مذکور ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ افعال اس صورت میں مذموم ہیں جب انھیں حسن میں اضافہ کے مقصد سے انجام دیا جائے، لیکن اگر ان کا سبب کوئی دوسرا ہو تو ان کی ممانعت نہ ہوگی۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہی تشریح مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

”لُعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء“ (سنن ابی داؤد، کتاب التزجل، باب صلتہ اشعر، ۴۱۷۰)
(بالوں میں بال جوڑنے والی، بھوں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھیڑوانے والی، جسم پر گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے، اس صورت میں جب یہ کام بغیر کسی مرض کے انجام دیے جائیں)۔

محدثین نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ کام اسی صورت میں مذموم ہیں جب انھیں حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیا جائے۔ علاج معالجہ کے مقصد سے ان کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

”حدیث میں ”المتفلجات للحسن“ کہا گیا ہے، یعنی وہ عورتیں یہ کام حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیں، اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ اس کی حرمت اس صورت میں ہے جب اسے حسن میں اضافہ کے لیے کیا جائے، لیکن اگر اس کام کی ضرورت علاج، یا دانت میں پیدا ہونے والے عیب یا کسی اور وجہ سے ہو تو اس کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ

اعلم“ (شرح مسلم نووی، ۱۳/ ۱۰۷)۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے:

”حدیث کے الفاظ ہیں: ”المتفلیجات للحسن“ اس سے یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ قابلِ مذمت وہ عورت ہے جو اس کام کو حسن میں اضافہ کے مقصد سے کرے، لیکن اگر اسے اس کی ضرورت کسی اور کام سے، مثلاً علاج کے لیے پیش آئے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے“ (فتح الباری، ۱۰/ ۳۷۲-۳۷۳)۔

علامہ عینیؒ (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

”للحسن“ میں لام علت کا ہے، (یعنی مذمت اس صورت میں ہے جب اسے حسن میں اضافہ کے لیے کیا جائے)۔ اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس میں وہ کام علاج معالجہ یا اس جیسی کسی اور ضرورت سے انجام دیا جائے (بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبعہ مصطفیٰ البابی اہلسی مصر ۱۹۷۲ء، ۸۱/ ۹۵)۔

شریعت میں یہ کام کیوں ممنوع قرار دیے گئے ہیں؟ علماء نے اس کی بھی وضاحت کی ہے۔ قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

”سببِ نہی کے سلسلے میں متعدد اقوال ہیں: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے اس وجہ سے روکا گیا ہے، کیوں کہ یہ دھوکہ (تدلیس) کے قبیل سے ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے، یہ قول حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے، یہ زیادہ صحیح ہے، اس میں اول الذکر قول بھی شامل ہے“ (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۵/ ۵۹۳)۔

امام نوویؒ نے لکھا ہے:

”مذکورہ احادیث میں اس فعل کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے“ (تدلیس) (دھوکہ) ہے ’تزویر‘ (فریب) ہے (شرح مسلم نووی، ۱۳/ ۱۰۷)۔

مذکورہ بالا حدیث میں ”المتنمصات“ (بھوں کے بال اکھیرنے والی عورتوں) پر بھی

لعنت کی گئی ہے، یہ ممانعت بھی اسی صورت میں ہے جب یہ کام محض فیشن اور اضافہ حسن کے مقصد سے کیا جائے، لیکن اگر عورت کے چہرے پر غیر ضروری بال اگ آئیں تو وہ انھیں زینت اختیار کرنے کے مقصد سے اکھیڑ سکتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا: اے ام المومنین، میرے چہرے پر کچھ بال اگ آئے ہیں۔ کیا میں اپنے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انھیں اکھیڑ سکتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ”اس تکلیف دہ چیز کو اپنے جسم سے الگ کر دو“ (عبدالرزاق، المصنف، تحقیق و تخریج: حبیب الرحمن الاعظمی، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء، ۱۴۶/۳)۔

فقہائے کرام نے بھی صراحت کی ہے کہ اگر عورت کے چہرے پر غیر طبعی طور سے بال اگ آئیں تو وہ انھیں بلا کر اہت صاف کر سکتی ہے۔

علامہ ابن عابدین حنفیؒ (م ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”بال اکھیڑنے کی ممانعت اس پر محمول ہے کہ عورت اس کام کو غیروں کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انجام دے، ورنہ اگر اس کے چہرے پر کچھ بال ہوں جن سے اس کے شوہر کو تنفر ہوتا ہو، تو ان کے ازالہ کو ممنوع قرار دینا صحیح نہیں، اس لیے کہ عورتوں کا زینت اختیار کرنا مطلوب ہے..... چہرے کے بالوں کو صاف کرنا حرام ہے، لیکن اگر عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ اگ آئے تو اسے صاف کرنا ممنوع نہیں، بلکہ مستحب ہے“ (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، مطبع در سعادت، مصر، ۵/۳۲۸)۔

مالکیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ جن (غیر ضروری) بالوں کو صاف کرنے میں عورت کا حسن ہوا انھیں صاف کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر عورت کو داڑھی اگ آئے تو وہ اسے صاف کرے گی اور جن بالوں کو باقی رکھنے میں اس کا حسن ہے انھیں باقی رکھے گی۔ شوافع کہتے ہیں کہ اگر شوہر عورت کو جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے کا حکم دے تو اس کے لیے ایسا کرنا واجب ہے (الفواکہ الدوانی ۲/۴۰۱، حاشیہ القلیبی، ۳/۲۵۲، بحوالہ الموسوعة الفقهية الكويتية، ۲۱/۲۷۳-۲۷۴)۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (م ۶۲۰ھ) نے لکھا ہے: ”امام ابو عبد اللہ (احمد بن حنبلؒ) سے چہرے کے بال صاف کرانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: عورتوں کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ مردوں کے لیے مکروہ ہے“ (ابن قدامہ، المغنی، مکتبۃ الریاض الحدیث الریاض ۱۹۸۱ء، ۱/۹۱)۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کم عمر لگنے یا حسن و جمال میں اضافہ کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا اسلامی شریعت کے نقطہ نظر سے جائز نہیں ہے۔ حسن و جمال کا ایک اوسط معیار ہے، کوئی عورت اس معیار سے اپنے آپ کو فروتر پائے اور اس کی بد صورتی و بد ہیئتی نمایاں ہو تو وہ اوسط معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کر سکتی ہے۔ لیکن حسن و جمال کے اعلیٰ اور اپنے پسندیدہ معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شریعت کی نگاہ میں مطلوب و مستحب نہیں ہے۔

۷۔ شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا

بسا اوقات انسان کو کسی وجہ سے حکم رانوں کے مظالم کا شکار ہونے کا شدید اندیشہ رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ان کی گرفت میں نہ آئے، ورنہ وہ اسے ناقابل برواشت اذیتوں سے دوچار کریں گے۔ کیا ایسی صورت میں اسے اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہوگی؟ اسلامی شریعت کی مجموعی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے اس میں جھوٹ، مکر و فریب اور دھوکہ دہی کو نا پسندیدہ کاموں میں شمار کیا گیا ہے اور ان سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی فرد اسی طرح دکھائی دے جس طرح وہ حقیقت میں ہے، بہر و پیا بننا اور سواگ بھرنا اس کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے، کیا میرے اوپر گناہ ہوگا اگر میں اس کے سامنے یہ اظہار کروں کہ میرے شوہر نے مجھے فلاں فلاں چیزیں دی ہیں، حالاں کہ حقیقت میں اس نے وہ چیزیں نہ دی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”المتشیع بما لم یعط کلابس ثوبی زور“ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المتشیع

بحالم بطل، ۵۲۱۹، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزم، باب النھی عن التزوی فی اللباس، ۲۱۳۰) (جسے کوئی چیز حاصل نہ ہو اور وہ اس کے حاصل ہونے کا اظہار کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹ و فریب کے کپڑے پہنے ہوئے ہو)۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی حق پر ثابت قدم رہے اور اس راہ میں جو کچھ آلام و مصائب آئیں انھیں خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ اس پر وہ بارگاہ الہی میں اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اگر تکالیف اس کے لیے ناقابل برداشت ہوں تو وہ خلاف حقیقت بات زبان پر لاسکتا ہے (آل عمران: ۲۸، النحل: ۱۰۶)۔ شریعت اس کی بھی اجازت دیتی ہے کہ ظلم و تعدی سے بچنے کے لیے وہ راہ فرار اختیار کر سکتا اور کہیں چھپ سکتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابوبصیرؓ اور مکہ میں رہنے والے دیگر متعدد مسلمانوں نے اہل مکہ کی گرفت سے بچنے کے لیے ایک مقام پر پناہ لے لی تھی (ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، المکتبۃ التجاریہ الکبریٰ، مصر، ۱۹۳۷ء، ۳/۳۷۲-۳۷۳)، لیکن شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانے میں متعدد اسباب نہی جمع ہیں، اس میں تزویر (فریب) و تدلیس (دھوکہ) کے ساتھ اللہ کی خلقت میں تبدیلی بھی ہے، اس لئے اسے جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

خلاصہ بحث

گزشتہ صفحات میں کی گئی پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کی وہ تمام صورتیں جائز ہیں جو علاج معالجہ کے قبیل سے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر صورتیں (مثلاً عمر دیکھائی دینے، حسن و جمال میں اضافہ کرنے یا شناخت چھپانے کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا) جائز نہیں ہے۔

اسلام میں پلاسٹک سرجری کی حیثیت

☆ مولانا نور الحق رحمانی ☆

حدیث کی کتابوں میں طب نبوی ﷺ ایک مستقل باب ہے، جس میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں مختلف امراض کے علاج کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی فرمائی ہے اور نہ صرف یہ کہ علاج و معالجہ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ لوگوں کو اس کی ترغیب دی ہے اور اس کی حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ اللہ رب العزت نے بڑھاپے اور موت کے علاوہ ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے، جب کسی مرض کے لیے اس دوا کا استعمال ہوتا ہے جو اللہ نے پیدا فرمایا ہے تو اللہ کے حکم سے شفا یابی حاصل ہوتی ہے۔

”عن أسامة بن شريك قال: قالت الأعراب: يا رسول الله ألا نتداوى؟ قال: نعم يا عباد الله! تداووا فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء أو قال: دواء إلا داءً واحداً، فقالوا: يا رسول الله! وما هو؟ قال: الهرم“ (سنن الترمذی ۲/۲۴، ابواب الطب، باب ما جاء في الدواء والحث عليه) (اسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں کہ اعراب نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم علاج نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اے اللہ کے بندو علاج کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) کوئی مرض ایسا نہیں پیدا کیا جس کی شفاء یا دوا پیدا نہ کی ہو، سوائے ایک مرض کے، انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کونسا مرض ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ بڑھاپا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر مرض کی دوا ہے۔

☆ المعهد العالي امارت شرمیہ، پھلواری شریف، پٹنہ۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: "عليكم بهذه الحبة السوداء فإن فيها شفاءً من كل داء إلا السام والسمام الموت" (حوالہ سابق) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اس کا لے دانہ (کلونجی) کو لازم پکڑو اس لئے کہ اس میں سام کے علاوہ ہر مرض کی دوا ہے اور سام سے مراد موت ہے۔

علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور تصنیف "زاد المعاد" ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں سے چوتھی جلد طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور علاج و معالجہ کے بیان میں ہے، اس میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث و آثار اور تجربات کی روشنی میں اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ قدیم کے مختلف بڑے اطباء و حکماء کے اقوال و تجربات بیان کئے ہیں اور حفظان صحت کے اصول بھی ذکر کئے ہیں جو لائق مطالعہ ہیں، علامہ موصوف شروع کتاب میں لکھتے ہیں کہ طب ابدان کے تین اصول ہیں: ۱۔ حفظ صحت، ۲۔ اذیت رساں چیزوں سے پرہیز، ۳۔ فاسد مواد کا ازالہ۔ آگے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان تینوں اصولوں کو ذکر کیا ہے۔ بدن کے امراض کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایک انوکھے انداز میں حج، روزہ اور وضو کے ضمن میں کیا ہے جس سے قرآن کریم کی عظمت ظاہر ہوتی ہیں۔ سورہ بقرہ میں روزہ سے متعلق آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

"فمن كان منكم مريضاً أو على سفر فعدة من أيام أخر" (البقرہ ۱۸۳)

(پھر جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کے ذمہ دوسرے دنوں سے گنتی کا پورا کرنا)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو مرض اور سفر کی مشقت کی بنا پر افطار کی اجازت دی ہے تاکہ ان کی قوت و صحت محفوظ رہے۔ اور روزہ رکھنے کی وجہ سے کمزوری لاحق نہ ہو، اور آیت حج میں فرمایا:

"فمن كان منكم مريضاً أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة

أو نسك" (البقرہ ۱۹۶) (اور اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف

ہو تو وہ روزے رکھ کر یا صدقہ دے کر یا قربانی کر کے سرمنڈوانے کا فدیہ ادا کرے)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حج کے دوران مریض کو اور اس شخص کو جس کے سر میں جوئیں ہوں یا خارش ہو یہ اجازت دی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں سرمنڈالیں، یہ حکم ردی بخارات کے مادے کو زائل کرنے کے لئے دیا گیا ہے، سرمنڈانے سے سر کے مسامات کھل جاتے ہیں اور بال کے نیچے جو تکلیف دہ مواد ہوتا ہے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پرہیز کے سلسلے میں آیت وضو میں فرمایا گیا:

”وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ، أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا“ (النساء: ۴۳) (اور اگر کبھی تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت سے فارغ ہو کر آئے یا تم عورتوں سے ملے ہو اور پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ تو ایسی حالت میں پاک مٹی سے تیمم کرلو)۔

آپریشن اور پلاسٹک سرجری جسے اس دور میں بڑی وسعت، شہرت اور اہمیت حاصل ہو گئی ہے، غور کیا جائے تو احادیث میں اس کی بنیاد موجود ہے، عہد نبوی ﷺ میں کچھ لگانے کا رواج تھا، خود رسول اللہ ﷺ نے کچھ لگوا یا ہے جس میں جسم کے خاص حصہ کو کاٹ کر اس سے فاسد خون اور مواد کو نکالا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں شفاء ہے۔ آپریشن اسی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ بہر حال کچھ لگانے کے سلسلے میں قولی اور فعلی دونوں قسم کی حدیثیں موجود ہیں جو آپریشن کے جواز کی دلیل ہے (دیکھئے: مسلم ۲۲۵۲، ترمذی ۲۵۲۲)۔

”عبد الرحمن بن طرفة أن جدّه عن عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فأتى النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب“ (سنن أبی داؤد، کتاب الخاتم، باب ما جاء في ربط الأسنان بالذهب ۵۸۱۲) (عبد الرحمن بن طرفہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک زمانہ جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، لیکن وہ بدبودار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے

انہیں حکم دیا کہ سونے کی ناک بنوالیں (چنانچہ انہوں نے سونے کی ناک بنوالی جو بدبودار نہیں ہوتی)۔

احادیث کی کتابوں میں خضاب سے متعلق مستقل باب قائم ہے، چونکہ یہ باب اس موضوع سے متعلق ہے، اس لئے ہم ذیل میں مسلم شریف اور ترمذی شریف سے چند احادیث نقل کر رہے ہیں:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ" (ترمذی ۳۰۵۱) (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بال کی سفیدی کو (خضاب سے) بدل دو اور یہودی کی مشابہت اختیار نہ کرو۔)

عن أبي ذرٍّ عن النبي ﷺ قال: "إن أحسن ما غيّر به الشيب الحناء والکتم" (حوالہ سابق) (حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بال کی سفیدی جن چیزوں سے دور کی جاتی ہے ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے)۔

ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں: ایک تو یہ کہ لباس و پوشاک اور وضع قطع میں مسلمانوں کی الگ شناخت ہونی چاہیے اور انہیں یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کی مشابہت اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور دوسرے یہ کہ سیاہ خضاب کے استعمال کی ممانعت ہے، بلکہ بعض احادیث میں تو اس کے استعمال پر سخت وعید وارد ہے، چنانچہ طبرانی کی روایت حضرت ابو برداءؓ سے مرفوعاً ہے: "من خضب بالسواد سَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (جو شخص سیاہ خضاب استعمال کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو سیاہ کر دیں گے)۔

اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ سیاہ خضاب کے استعمال سے حقیقت چھپ جاتی ہے اور خلاف واقعہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بوڑھا آدمی جوان اور سن رسیدہ نو عمر محسوس ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ دھوکہ دہی ہے جو حرام ہے، اس لئے پلاسٹک سرجری کی وہ تمام قسمیں جن میں سن رسیدہ آدمی جوان اور نو عمر معلوم ہو، تاکہ بہتر رشتہ مل سکے شرعاً حرام اور ناجائز ہوں گی۔

آپریشن سے متعلق شرعی اصول و قواعد

انسان کو اللہ تعالیٰ نے شرافت و کرامت اور عزت و فضیلت عطا کی ہے:

”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ (بنی اسرائیل ۷۰) (یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت

دی)۔

جس طرح عام حالات میں اس کی جان و مال، خون اور عزت و آبرو دوسرے انسانوں کے لئے حرام ہے، اسی طرح اس کے جسم اور اعضاء و جوارح کی حرمت ہے، ان پر کوئی زیادتی کرنا جائز نہیں، جسم اللہ کی ملکیت اور انسان کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اس کے تمام جسمانی اعضاء اور تمام قوت و صلاحیت اللہ کی امانت ہے، اس میں کوئی تصرف کرنا اور آلہ جارحہ کے ذریعہ کاٹ چھانٹ کرنا بلا ضرورت جائز نہیں ہے، کوئی شخص خود اپنے جسم میں بلا ضرورت کسی تصرف کا حق نہیں رکھتا، ناخن کا ٹنا بلا شک جائز بلکہ مسنون ہے، اس لیے اسے سنن فطرت میں شامل کر کے حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے، لیکن جہاں تک اس کی حد ہے وہیں تک کاٹنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص اس حد سے تجاوز کر کے قصد زندہ ناخن کاٹے تو یہ شرعاً جائز نہ ہوگا بلکہ حرمت ہی کے دائرہ میں آئے گا، اس لیے کہ اس میں جسم کا نقصان ہے اور اسے بے جا تکلیف پہنچانا ہے۔

آپریشن میں بہت سے مفاسد ہیں: اس میں جسم کو کاٹا جاتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے، خون ضائع ہوتا ہے، مال خرچ ہوتا ہے، جسم کے قابل ستر حصے کو بے اوقات ڈاکٹروں کے سامنے کھولنے کی نوبت آتی ہے، جبکہ مرد کا مرد کے قابل ستر حصے کو یا کسی اجنبی عورت کے قابل ستر حصے کو دیکھنا حرام ہے، مریض کو بے ہوش کرنے کے لیے مخدرات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ آپریشن میں یہ تمام شرعی قباحتیں ہیں، اس لیے ضرورت یا شدید حاجت کے بغیر اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور ضرورت کسی تکلیف دہ مرض یا جسمانی نقص و عیب کا ازالہ ہے۔ سوال نامہ کے ساتھ پلاسٹک سرجری سے متعلق جو مقالات و بحث پلاسٹک سرجری سے متعلق عربی اور اردو میں بھیجے۔

گئے ہیں وہ ماشاء اللہ بہت مفید اور معلومات افزا ہیں۔ ان میں ایک بحث جو ڈاکٹر صالح بن ابراہیم جدیعی استاذ شعبہ فقہ جامعہ القصیم سعودی عرب کے قلم سے ہے، اس میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر اچھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پلاسٹک سرجری شرعی نقطہ نظر سے

صحت کی حفاظت اور مرض کا علاج شرعی نقطہ نظر سے ایک پسندیدہ عمل ہے، اور پلاسٹک سرجری چونکہ علاج و معالجہ ہی کی ایک صورت ہے، لہذا اصولی طور پر شرعاً اس کی اجازت ہوگی، لیکن مکلف انسان کے حالات کے اختلاف سے اس کا حکم مختلف ہوگا۔ جیسا کہ نکاح کا حکم ہر انسان کے لیے یکساں نہیں ہے، اعتدال کی حالت میں سنت اور مستحب ہے، لیکن اگر گناہ میں واقع ہونے کا اندیشہ ہو اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت نہ ہو تو واجب ہے اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت تو ہو لیکن کوئی خاص رغبت نہ ہو تو صرف مباح ہے، اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت نہ ہو تو حرام ہے، اسی طرح ماہرین نے صراحت کی ہے کہ اس پر بھی مکلف کے حالات کے لحاظ سے پانچوں تکلفی احکام (یعنی وجوب، استحباب، اباحت، کراہت اور حرمت) جاری ہوں گے، ڈاکٹر صالح بن ابراہیم نے اپنی بحث میں، ”مجمع الفقہ الاسلامی التابع لمنظمة المؤتمر الاسلامی“ (۷/۳/۷۳۱) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر اس بات کا غالب گمان ہو کہ اس سرجری سے اس مرض یا جسمانی عیب کا ازالہ ہو جائے گا جس سے اس کو ضرر عظیم لاحق ہے، تو ایسا کرنا اس پر واجب ہوگا، اور اگر کسی قوی مصلحت اور حاجت کی تکمیل کا غالب گمان ہو تو ایسا کرنا اس کے لیے مستحب ہوگا اور اگر اس کا غالب گمان ہو کہ اس سے کوئی ضرر لاحق نہیں ہوگا اور کوئی معمولی فائدہ حاصل ہوگا تو ایسا کرنا اس کے لیے مباح ہوگا اور اگر اس کا غالب گمان ہو کہ اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن اس سے بڑا نقصان لاحق ہو جائے گا تو ایسا کرنا اس کے لیے مکروہ ہوگا اور اگر غالب گمان ہو کہ اس سے جسم کو مضرت لاحق ہوگی اور فائدہ کا حصول موہوم ہو تو ایسا کرنا اس کے لیے حرام ہوگا۔

بہر حال پلاسٹک سرجری کا حکم ہر حال میں نیکیاں نہیں ہے، بلکہ مختلف افراد اور ان پر طاری ہونے والے مختلف حالات اور اس کے پیچھے جو مقاصد کارفرما ہیں ان کو سامنے رکھ کر اس کا حکم متعین کیا جائے گا۔ اس اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہوں گی: جائز اور ناجائز۔

جواز کی صورتیں

جس سرجری کا مقصد کسی مرض یا جسم میں پائے جانے والے کسی خلقی عیب یا کسی حادثے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے کسی نقص کا ازالہ ہو۔ خواہ اس نقص سے کوئی بڑا ضرر لاحق ہو یا کوئی معمولی ضرر لاحق ہو یا محض نفسیاتی لحاظ سے وہ باعث اذیت ہو، اس کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری از روئے شرع جائز ہوگی۔

عدم جواز کی صورتیں

اور جس سرجری کا مقصد جنس کو تبدیل کرنا یعنی مرد کو عورت یا عورت کو مرد بنانا ہو یا کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا ہو، یا حقیقت کو چھپانا ہو یا قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے اپنی شناخت کو ختم کرنا ہو، یا لوگوں کو دھوکہ اور فریب دینا ہو، یا محض حسن و جمال کی خاطر اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کرنا ہو تاکہ آدمی حسین، پرکشش اور جاذب نظر بن جائے، یا درازی عمر کے باعث پیدا ہونے والے فطری عیوب مثلاً چہرے، گردن اور گلے وغیرہ میں پیدا ہونے والی جھریوں اور سلوٹوں کو دور کرنا ہو یا ڈھلک جانے والے پلکوں کو درست کرنا ہو، یا جلد کے رنگ کو تبدیل کرنا ہو، یا اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کرنا ہو یا بڑھاپے کے اثرات کو ختم کر کے جوانی کو دوبارہ واپس لانا ہو تو یہ تمام صورتیں از روئے شرع حرام ہوں گی، ان اصولوں کی روشنی میں سوانامہ میں درج سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱۔ ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ

عیب پیدا ہونے کی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹنا

ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا (یا انگلیوں کا باہم ملا ہوا ہونا) وغیرہ تو اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا اور اس کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو علاج و معالجہ کے لیے ابھارا ہے، خود کچھنہ لگایا ہے، اور ایک طبیب کو حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس بھیجا ہے جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹ کر داغ دیا ہے اور بھی متعدد صحابہ کے ساتھ اس طرح کا علاج کرانے کا ثبوت احادیث سے ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا ہاتھ سرگل جائے یا اس میں کیڑے پڑ جائیں اور اس کا اندیشہ ہو کہ جسم کے صحیح سالم حصے بھی اس سے متاثر ہوں گے تو فقہاء نے بالاتفاق اسے کاٹنے کی اجازت دی ہے۔

۲۔ بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا درست ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عرفہ ابن اسعد کو جن کی ناک ایک جنگ میں کٹ گئی تھی سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی تھی (سنن ابی داؤد: ۵۸۱۲، کتاب الخاتم)۔

۳۔ ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہ ہوگا، اس لئے کہ درازی عمر کے باعث چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر جھریوں کا پیدا ہونا فطری ہے، جس سے کم و بیش ہر انسان دوچار ہوتا ہے اور بڑھاپے کے اثرات کو ختم کرنے کی خواہش غیر فطری ہے، اس سے کوئی ایسا نقصان نہیں ہے جس کو دور کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت دی جائے جس میں بہت سی شرعی قباحتیں ہیں، اور جس کی اجازت سخت مجبوری اور شدید حاجت ہی کی بنیاد پر دی جاسکتی ہے، اسی طرح ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا بھی کوئی ایسا عیب نہیں، بعض علاقوں کے لوگ چوٹی ناک والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے

انسان کو بہترین خلقت پر پیدا کیا ہے: ”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (سورہ تین: ۴) تحقیق کہ ہم نے انسان کو اچھے سے اچھے اسلوب (ساخت) پر بنایا ہے۔

اس لیے یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس کے لیے آپریشن کی اجازت دی جائے۔ اس طرح کا عمل اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کرنے کے مترادف ہے جو کتاب و سنت کے نصوص کی رو سے حرام ہے، محض حسن و جمال میں اضافہ کی خاطر آپریشن کی اجازت نہیں دی جاسکتی، یہ حسن و جمال کا خود ساختہ معیار ہے جس کی تائید شریعت کے اصول و قواعد کی رو سے نہیں ہوتی، عہد رسالت میں بھی کچھ ایسے کام تھے جو حسن و جمال میں اضافہ کی خاطر کئے جاتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ اس سے منع فرمایا اور ایسا کرنے والوں کو لعنت الہی کا مستحق قرار دیا ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے:

عن عبد الله قال: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات لخلق الله“ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزیۃ) (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے لعنت کی ہے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور منہ کے بال نکالنے والیوں پر اور نکوانے والیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوبصورتی کے لیے) (تا کہ کم سن معلوم ہوں) اور اللہ کی خلقت بدلنے والیوں پر۔

عن ابن عمرؓ ”أن رسول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة“ (حوالہ سابق) (حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی بالوں میں جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی پر اور گودنے والی اور گدوانے والی پر)۔

اس حدیث میں محض حسن و جمال میں اضافہ کی خاطر جسم میں گودنے، بھوؤں کا بال نکالنے اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی عورتوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور اسے حسن کی خاطر اللہ کی خلقت کو بدلنا قرار دیا گیا، اس حدیث کی روشنی میں حسن و جمال کی خاطر جسم کی جھریوں کو دور کرنا، بڑھاپے کے اثرات کو ختم کرنا، اور بوڑھے آدمی کا حقیقت کے خلاف اپنے

آپ کو جوان ظاہر کرنا یا چھٹی ناک کو کھڑی کرنا وغیرہ جیسا عمل ممنوع قرار پاتا ہے۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو صحیح اور رائج قول کی رو سے یہ جائز ہے، اس لیے کہ اس کا مقصد مرض اور عیب کا ازالہ ہے۔ جو علاج و معالجہ کے قبیل سے ہے جواز روئے شرع نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنا علاج و معالجہ کے قبیل سے ہے، لہذا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری درست ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے بھی پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت ہوگی، درج ذیل واقعات اس کے جواز کی دلیل ہیں:

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر اپنے چہرے کو سامنے کر کے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور سے تیروں کو روک رہا تھا کہ ایک تیر ایسا لگا کہ میری آنکھ چشم خانہ سے باہر آ گئی، میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایک عورت سے محبت ہے اور اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ مجھے دیکھ کر نفرت کرے گی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس پر صبر کر لو تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعا کرتا ہوں، اس پر انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بیشک جنت بہترین بدلہ اور عظیم عطیہ ہے، لیکن میں عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھیگنا کہیں گی اور مجھے پسند نہیں کریں گی، اس لئے آپ اس آنکھ کو اس کی جگہ لوٹا دیں اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے جنت کی دعا بھی فرمادیں تو آنحضور ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور میرے لیے جنت کی دعا فرمائی (السیرۃ الخلیہ ۲/۲۵۲)۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے جنہیں غزوہ بدر کے

موقع پر آنکھ میں ایک تیر لگا تھا اور وہ بھیگے ہوئے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دھن لگا دیا اور ان کے لیے دعاء فرمادی تو وہ اچھے ہو گئے اور انہیں کوئی اذیت نہیں ہوئی (السیرۃ النبویہ لابن کثیر: ۲/۳۴۷)۔

اسی طرح اوپر حضرت عرفہ ابن اسعدؓ کا واقعہ گزر چکا ہے کہ زمانہ جاہلیت کی کسی جنگ میں ان کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی مگر اس میں بدبو آنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا (سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم)۔

ظاہر ہے کہ ناک کا کٹ جانا، یا ایک کارخصت ہو جانا کوئی ایسا نقص نہیں ہے جس سے کوئی بڑا ضرر لاحق ہو اور آدمی کی زندگی و بھر ہو جائے، بہت سے بھیگے اور ناک کٹنے لوگ زندگی گزارتے ہیں اور اس نقص کی وجہ سے انہیں کسی بڑی مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا نہیں پڑتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے آدمی بدہیئت نظر آتا ہے اور نفسیاتی طور پر آدمی کے لیے اس طرح کے حادثے مضرت رساں ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے کہیں خود سے اس کا ازالہ فرمایا اور کہیں اس کے ازالہ کے لیے مناسب رہنمائی فرمائی۔ اور حضرت قتادہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر تم اس بھیگا پن پر صبر کر لو تو تمہارے لیے جنت ہے، اس سے پتہ چلا کہ یہ نقص اور عیب قابل برداشت تھا، اس سے کوئی بڑا ضرر لاحق نہیں تھا، لہذا اس طرح کے چھوٹے اور معمولی نقص و عیب کے ازالہ کی اس سے گنجائش اور اجازت نکلتی ہے۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے۔ اس طرح کے مقاصد کے لیے شرعاً سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، اس لیے کہ اس میں دھوکہ دہی اور تلبیس کا پہلو ہے اور حقیقت کو چھپانا ہے اور سیاہ خضاب کے استعمال کی حرمت و ممانعت اسی بنا پر ہے کہ اس میں حقیقت کو چھپانا اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا ہے، دوسرے رنگ کے خضاب میں یہ علت نہیں پائی جاتی، اور محض حسن کے لیے اللہ کی خلقت کو بدلنا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“ (صحیح

مسلم ار ۷۰؛ کتاب الایمان) (جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے)، لہذا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۸۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں۔ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

خواہ کوئی مجرم قانون کی گرفت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنا چہرہ تبدیل کر لے کہ اس کی شناخت نہ ہو سکے یا کوئی مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے ایسا قدم اٹھائے از روئے شرع درست نہ ہوگا کیوں کہ اس میں تغیر خلق اور دھوکہ دہی ہے جو شرعاً حرام ہے، البتہ اگر جان وغیرہ کا خطرہ ہو اور اضطرار کی حالت ہو جائے تو چونکہ حالت اضطرار میں حرام حلال ہو جاتا ہے، اس لیے اس مجبوری کی وجہ سے اجازت ہوگی۔

پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری دینی نقطہ نظر

ڈاکٹر مفتی زاہد علی خاں ☆

تعارف

پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری یہ سرجری (جراحی) کی اعلیٰ امتیازی خصوصیت رکھنے والی ایک شاخ ہے (Plastic and reconstructive surgery is a superspeciality branch) جس کا استعمال مریضوں کے علاج کے لئے ہماری معاشرتی زندگی میں دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ لوگ تیزی سے (اس علاج کی افادیت کی وجہ سے) اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

پلاسٹک سرجری اور ازسرنو اصلاحی سرجری جسمانی عیب کی اصلاح اور عضو کے صحیح طریقہ سے کام کرنے میں مددگار ہونے کی وجہ سے موجودہ دور میں قدرت کا عظیم تحفہ ہے۔ اس سے انسانی زندگی میں تعمیری تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ غم زدہ دلوں میں زندگی کا انقلابی جوش اور مرجھائے چہروں پر مسکراہٹ پیدا کرنا اس کا نمایاں وصف ہے، اس پیشہ سے وابستہ تمام خواتین و حضرات انسانیت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

آج کل درج ذیل حالات کی اصلاح کے لئے اس کا استعمال کافی ہو رہا ہے:

☆ ناظم دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

۱- جلنا (Bums): ہر طرح کے جلے ہوئے، خاص کر آگ، بجلی اور کیمیکل سے جلے ہوئے کے لئے۔

۲- چہرہ کی ہڈیوں کا ٹوٹنا: چہرہ کی ہڈیوں کی اصلاح، نرم خلیوں، اعصاب کا ضائع ہونا، اور دیگر چوٹوں کے لئے۔

۳- راہ گیروں کے حادثے: راہ گیروں کے ایسے حادثے کہ جس میں چوٹوں کی وجہ سے نرم خلیوں، نسیج اور اعصاب کے ضائع ہونے کا کسی کو صدمہ پہنچا ہو۔

۴- ہاتھ کے زخم: خاص کر موسمی فصل کے زمانہ میں اور روڈ ایکسی ڈینٹ (راہ گیروں کے سفر میں حادثے)۔

۵- سر، گلے اور دوسرے کینسر (سرطان): بڑے پیمانہ پر سرجری (جراحی) کی کاٹ چھانٹ کے بعد از سر نو اصلاحی سرجری میں ضرورت پیش آنا۔

۶- عام پلاسٹک سرجری: پیدائشی بے قاعدگیوں کی اصلاح، خلیوں کی منتقلی۔

۷- باریک نسوں (شریانوں) کی سرجری: دوبارہ لگانا، لگانا (بال کھال وغیرہ)، آزادی سے حرکت کرنے والے (اعضاء کی اصلاح) اور دماغی رگوں کی مرمت۔

درج بالا حادثات اور واقعات میں سالانہ تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لہذا انسانی وسائل، ٹیکنیکی ہاتھوں مریضوں کے آپریشن کی سہولیات اور مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے وارڈوں اور شفا خانوں کی روز بروز ضرورت بڑھتی جا رہی ہے، (دیکھئے: تعارف) (Introduction) شعبہ پلاسٹک سرجری۔

پلاسٹک سرجری میں آج کل جو آپریشن ہو رہے ہیں، علاج ہو رہا ہے، ان کی بھی متعدد قسمیں کی جاسکتی ہیں اور ان کے مقاصد نتائج بھی مختلف ہیں، جو درج ذیل عنوانات سے واضح ہوں گے:

(۱) Reconstructive Surgery:

اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا یا کسی عضو کی کارکردگی کی اصلاح کرنا۔

(۲) Cosmetic Surgery/Aesthetic Surgery:

اس کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدیلی یا رنگ و روپ میں نکھار پیدا کر کے انسان کو زنانہ یا مردانہ طور پر حسین، باوجاہت، پرکشش اور جاذب نظر بنانا ہے۔

(۳) Micro vascular Surgery:

اس کا مقصد باریک نسون (شریانوں) کی سرجری، کھال چسپاں کرنا، بال (سر وغیرہ) اگانا لگانا، دماغی باریک رگوں کی اصلاح، بند شریانوں کو کھولنا یا جسے ہوئے خون کے تھکوں کی صفائی کرنا وغیرہ۔

پلاسٹک سرجری کا استعمال اگرچہ چھٹی، ساتویں صدی قبل مسیح میں بھی بعض تاریخی کتابوں جیسے سُش رُتا (Sushruta) ہندوستانی کی تصانیف سے ہمیں پتہ چلتا ہے، جبکہ اولیت کا سہرا مصری ڈاکٹروں کے سر باندھا گیا ہے جہاں کی کتب تین ہزار سال قبل مسیح اس موضوع پر اب بھی دستیاب ہیں، بینرظینی اور یونانی طبیب بھی قبل مسیح کا ہی بیان کرتے ہیں، لیکن عرب اس علم و فن سے دور تھے وہاں اس کی ترقی بہت بعد میں ہوئی، لہذا دینی مراجع میں اس سے متعلق کوئی صریح نص ہمیں نہیں ملتی، جس کی موجودگی سے ہم استفادہ کر کے اجماع، قیاس، استحسان وغیرہ دینی و فقہی اصول و قواعد سے مسائل کا استخراج و استنباط کر سکتے ہیں، اسی طرح استقرائی تحلیل و تجزیہ (Inductive Analysis) اور استخراجی تحلیل و تجزیہ (Deductive Analysis) یا داخلی و خارجی، روایت و درایت اور لفظی و معنوی نقد وغیرہ کا ہم استعمال کر کے حکم شرعی اور مرضی الہی و سنت رسول کی مراد کو پہنچتے۔

لہذا اس نازلہ (جدید مسئلہ) کے حکم کو جاننے کے لیے ہمارے پاس صرف اجتہاد ہی ایک ذریعہ ہے جو ہم عمومی نص کے احکام، قواعد کلیہ شرعیہ، حدود اللہ کی پاسداری اور نظام سنت کی

کسوٹی پر پرکھ کر ان جدید مسائل کا شرعی حکم معلوم کر سکتے ہیں، جس کے لیے ہمیں مقاصد شریعت، مصالح شارع اور حکمتوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا جن سے ہم علاج (ضروری و مفید آپریشن بھی ایک علاج ہی ہے)، تعمیری و اصلاحی طریقوں کو اختیار کریں گے، جس میں آخری درجہ میں اضافہ، حسن، اعضاء کی ساخت میں تبدیلی اور روپ میں نکھار وغیرہ تدبیروں کو بھی ہم اختیار کر سکتے ہیں، (بشرطیکہ تغیر خلق اللہ خلق تکوینی (ساخت) میں تبدیلی واقع نہ ہو) یہی حکم ہر مفید عمل کا ہوگا (تاہم تدلیس کسی حال میں نہ ہو) جس کے لیے کشف ستر کی بھی ہم جنس کے سامنے اجازت ہوگی، کیونکہ اسلام دفع ضرر اور دفع حرج کا حکم دیتا ہے اور اس طرح کا عمل جراحی انسانی ضروریات اور انسانی حاجات میں شامل ہے اور ستر تحشیہ میں سے ہے مگر یہ کہ آبرو (عرض) خطرہ میں ہو تب یہ انسانی ضروریات میں سے ہوگا (پانچ چیزوں کی حفاظت ضروریات انسانی و ضروریات دین میں سے ہے: (۱) دین (۲) جان (۳) آبرو- عرض (۴) مال اور (۵) عقل شارع نے مصالح کی ترتیب کی رعایت اس طرح کی ہے کہ جو سب سے اہم ہے اس کو سب پر مقدم کیا جائے چنانچہ ضروری کی ترجیح ہوگی حاجی پر اور ان دونوں کی ترجیح ہوگی تحشیہ پر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ضروری میں 'حاجی' کی رعایت کی وجہ سے خلل پڑے تو حاجی کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح اگر 'حاجی' اور 'ضروری' میں خلل واقع ہو 'تحشیہ' کی رعایت کی وجہ سے تو تحشیہ کی رعایت نہیں کی جائے گی اور "ستر عورت" و "احکام طہارات" یہ تحشییات میں سے ہیں۔ ضروریات، حاجیات، و تحشییات کی تحقیق سے ہی مصلحتوں کا اعلیٰ درجہ پر تحقیق ہوگا۔

اس سے دوسری اہم ترین شے یہ بھی معلوم ہوئی کہ جب کسی مصلحت کے بارے میں یہ دلیل، برہان اور ثبوت مل جائے کہ وہ انسانی ضروریات یا انسانی حاجات یا انسانی تحشییات میں سے ہے تو وہ مقاصد شارع میں سے ہو جاتی ہے۔ اور دفع ضرر و دفع حرج اسلام میں ہر حال میں ضروری ہے۔

البتہ مصلحتوں اور عمل جراحی سے قبل و بعد کے ضرروں کا ماہرین کی رائے کی روشنی میں

صحیح اندازہ و تعین از حد ضروری ہے، لہذا ہمیں عمل جراحی کے اجراء کی مصلحت اور اس کے اجرا کی شکل میں مرتب ہونے والے ضرروں میں توازن قائم کرنا ہوگا اور موازنہ کر کے جب کوئی ماہر یقینی مصلحت، فائدہ اور نفع کی وجہ سے کسی ایک کو ترجیح دے تو اس کا اختیار کرنا کبھی واجب کبھی سنت/مستحب/مہتر اور کبھی صرف مباح ہوگا، البتہ یہ مناسب ہوگا کہ کسی دوسرے ماہر کی رائے بھی ہر حال میں لے لی جائے، کیونکہ موجودہ دور میں دھوکے، غلط مشورے بہت عام ہیں، انسان مالی منفعت کے لیے آج کل سب کچھ کرنے کو تیار دکھائی دیتا ہے، اسی طرح ہم کسی اکلوتے ماہر کی غلطیوں سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔ ظن غالب اگر یقین کی جگہ حاصل ہو تب بھی یہی حکم ہوگا۔ درج ذیل قاعدوں سے ہم اس سلسلے میں مدد لے سکتے ہیں: ”المكلف يختار أخف الضررين“، ”یرتکب أھون الشرین لدفع أعظمھما“، ”التحریم المتخفف أولى أن یقتحم من التحريم المثلث“، ”إذا تعارض مفسدتان روعی أعظمھما ضرراً بارتکاب أخفھما“، ”ما جاء لعذر بطل بزوالة“، ”الضرورات تبیح المحظورات“۔

لہذا آپریشن سے حصول مصالح اور دفع ضرر کی صورت میں دفع مشقت (دفع ضرر) اور درء مفاسد ہوتا ہے اور یہ حالت ضرورت و حاجت کی تکمیل سے ہی پیدا ہوتی ہے، لہذا تصحیح جنس کا آپریشن درست ہوگا (مردانہ عضو تناسل کو معمول کی مقدار تک لمبا کرنا کہ مقاربت پر قدرت حاصل ہو جائے یا ذکر (مردانہ عضو تناسل) اتنا چھوٹا ہو کہ وہ عنین قرار پائے اسے درست کرنا، اسی طرح زنانہ عضو تناسل (فرج) کی مقاربت (مجامعت) میں رکاوٹ بننے والی خرابیوں کو دور کرنا درست ہوگا: (۱) مردانہ بانجھ پن کے علاوہ نامردی دس فیصد ہمارے ملک میں پائی جاتی ہے۔ عورتوں کا بانجھ پن گولگ بھگ مردوں کے ہی برابر ہے لیکن دنیا میں ناعورت بہت ہی کم پائی جاتی ہیں، تقریباً پانچ لاکھ میں ایک کا اوسط ہے اور اس کا بھی علاج ممکن ہے، (ii) بڑھی ہوئی ہڈی کو کاٹ کر قابل استمتاع بنانا جسے فقہاء قرن-سینگ- کہتے ہیں۔ (ii) گوشت/چربی کی زیادتی کو ختم کر کے آپریشن سے معمول کے مطابق بنانا۔ (iii) چپکی ہوئی کھال کا آپریشن

کر کے اسے درست کرنا۔ یہ سب حالتیں دفع ضرر کی وجہ سے ضرورت میں آتی ہیں)۔

البتہ تحویل و تبدیل جنس، تغیر خلق اللہ کی وجہ سے حرام ہوگا (المساء: ۱۱۹) حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت ابن مسیب، حضرت عکرمہ اور حضرت ثورثیؓ کی تفسیر کے مطابق، البتہ پردہ بکارت غشاء البکارة (Maidenhood/Hymen) یا کنوارے پن کی جھلی دوبارہ بنوانا یہ تفصیل طلب ہے۔ اگر عصمت دری (Rape) کی وجہ سے یہ زائل ہوا اور وہ حقیقی عصمت دری ہو، اس میں کسی سطح پر بھی کنواری دوشیزہ کی رضامندی شامل نہ ہو تو بلاشبہ اس کی اجازت دی جانی چاہئے، کیونکہ یہ تمام سماجوں میں عورت کے لیے عیب مانا جاتا ہے اور یہ ضرر ہے اور ضرر کو دور کیا جائے گا، (والضرر یزال)، تاہم تمام دیگر شروط اپنی جگہ برقرار رہیں گی، جیسے صرف ہم جنس (اپنی نظیر) سے یہ آپریشن کرائے، الا یہ کہ ایسی ڈاکٹر عورت اور طبیبہ آس پاس مہیا نہ ہو سکے تو صرف اضطرار کی وجہ سے درست ہوگا اور وہ بھی صرف بقدر حاجت مضطر تسلیم کیا جائے، البتہ آپریشن کے وقت اس کی ہم جنس (دیگر عورتوں) کا ہونا ضروری ہوگا۔ اور یہ بھی صرف مجبوری کی حد تک رہے گا۔ ستر غلیظ کے کشف سے بھی بڑا خطرہ اس لڑکی کی عصمت کو ہے، لہذا اس کے تحفظ کی تمام احتیاطی تدابیر کی جائیں گی مشہور قاعدہ فقہیہ ہے: ”کسی محرم میں توسع نہ ہوگا“ البتہ تمام عیوب و نقائص کا پلاسٹک سرجری سے علاج جائز ہوگا۔

پلاسٹک سرجری - صورتیں اور احکام

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی ☆

الحمد لله والصلوة والسلام على من لا نبى بعده: وبعد۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ کیا اس عیب کو دور کرانا درست ہوگا؟

حضرت ام جلیلہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے یہاں تشریف لے گئیں اور ان سے پوچھا کہ میرے چہرے پر جھائیں ہے میں اس کا علاج کر رہی تھی، لیکن مجھے سمجھ میں آیا کہ ایسا کرنے میں گناہ ہے، اس لئے علاج چھوڑنا چاہتی ہوں، اس بابت آپ کا کیا حکم ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر ہم میں سے کسی کی آنکھ دوسری سے اچھی ہوتی اور دوسری پہلے سے خراب تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک کو دوسری کی جگہ اور دوسری کو پہلی جگہ بدل دو۔ حضرت ام جلیلہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے یقین کر لیا کہ علاج کرنے کی گنجائش ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں (کنز العمال علی مسند امام احمد بن حنبل ۳/۴۹۶)۔

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے ”المتفلجات للحسن“ کا ایک باب باندھا ہے جس کے تحت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روایت بیان کی ہے: ”عن عید اللہ لعن اللہ

☆ شیخ الحدیث و پرنسپل جامعہ دارالعلوم، مدنو۔

الواشحات والمستوشحات والمتمصحات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى“ (گودنے اور گدوانے، چہرہ سے بالوں کو اکھیڑنے، دانتوں کے درمیان شگاف اور فرجہ پیدا کرنے والیوں پر جو حسین بننے کے ارادے سے ایسا کر رہی ہیں اللہ کی لعنت ہے، کیونکہ یہ عورتیں خلقت و فطرت الہیہ کو بد کرنے والی ہیں)۔

ایک حدیث اور ہے جس کی تخریج بھی امام بخاری نے کی ہے: ”حدثني أمي عن أسماء بنت أبي بكر الصديق أن امرأة جاءت إلى رسول الله، فقالت: إني أنكحت ابنتي ثم أصابها شكوى فتمزق رأسها وزوجها يستحشي بها فأفصل رأسها؟ فسب رسول الله الواصلة والمستوصلة“ (اسماء بنت ابی بکر الصدیق سے میری ماں روایت کرتی ہیں کہ ایک خاتون رسالت مآب ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی بعد ازاں اسے ایک بیماری لگ گئی جس سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے، اب اس کا شوہر مجھ سے اصرار کر رہا ہے کہ میں اس کے ساتھ دوسرے مصنوعی بالوں کو جوڑ دوں تو کیا میں اس میں دوسرے بال جوڑ سکتی ہوں، اس پر آپ ﷺ نے ”لعن الله الواصلة والمستوصلة“ ارشاد فرمایا، روایتوں میں دو طرح کے الفاظ ہیں ”لعن النبي“ اور ”لعن الله الواصلة والمستوصلة“۔

مشہور شارح بخاری حافظ بن حجر عسقلانی نے دونوں حدیثوں سے متعلق بڑے بڑے کلام کیا ہے اور بہت ساری روایات و اقوال نقل کئے ہیں، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض حضرات نے نہیں سے نہیں تنزیہی مراد لیا ہے تو بعضوں نے مطلقاً عدم جواز اور بعض نے جواز کا قول کیا ہے۔ بعض نے شوہر کی اجازت پر منحصر کیا ہے تو بعض نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے جواز کا فیصلہ کیا ہے۔ بعض حضرات نامصۃ اور متمصۃ والی مرفوع روایت کے ایک اور طرق سے استدلال کیا ہے جس میں ”مستوشمة من غير داء“ کا لفظ ہے اس کی تائید طبری کے اس قول ”أو كانت بيدها جراحة فداوتها فبقى الأثر مثل الوشم في يدها“ سے ہو رہی ہے۔ احقر بھی

ضرورت ہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواز کا قول کر رہا ہے۔

ایک عورت جس کے چہرہ پر بہت زیادہ بال ہوں یا کسی مرد و عورت کے دانت باہر کو نکلے ہوئے ہوں، اسی طرح پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں یا ناک ٹیڑھی ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لیے بال صاف کرنا یا مرد و عورت کے لیے دانت اور ناک کی اصلاح حرام نہیں، بلکہ جائز مستحب ہے، کیا ناک ٹیڑھی ہونے سے تلفظ میں فرق نہیں آئے گا؟ وہ شخص ایک قسم کا مضحکہ بن جائے گا، اس کی تائید حافظ ابن حجرؒ کی اس عبارت سے ہو رہی ہے: ”و یستثنی من ذلك ما يحصل به الضرر والأذى كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تؤلمها فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة، وقال النووي: يستثنى من النماص ما إذا نبت للمرأة لحية أو شارب أو عنفة فلا يحرم عليها إزالتها بل يستحب.... قالوا: ويجوز الحف والتحمير والنقش والتطريف إذا كان بإذن الزوج لأنه من الزينة“ (فتح الباری ۱۰/۲۶۲)۔

وقد أخرج الطبرانی من طريق أبي إسحق عن امرأته أنها دخلت على عائشة وكانت شابة يعجبها الجمال فقالت المرأة تحف جبينها لزوجها، فقالت أميطي عنك الأذى ما استطعت (فتح الباری ۱۰/۲۶۲) (موجب لعنت مستثنی وہ صورت ہے جس سے ضرر و اذیت میں پڑ جائے مثلاً وہ شخص جس کا کوئی دانت زائد یا لمبا ہو جس سے کھانے میں دقت ہو رہی ہو یا کوئی انگلی زائد ہو جس سے ہاتھوں کے عمل میں پریشانی لاحق ہو رہی ہو۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں نماص سے مستثنی وہ عورت ہوگی جس کے داڑھی مونچھ یا داڑھی بچہ ہو تو ایسی عورتوں کے لیے اس کا زائد نہ صرف یہ کہ حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اعضاء جسم کو شوہر کی اجازت سے رنگنا اس پر نقش و نگار بنانا اس پر زائد اور بڑھے ہوئے بالوں کو اکھیڑنا جائز ہے۔ ابواسحاق کے طریق سے طبری نے ایک حدیث کی تخریج کی ہے کہ ایک خاتون ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائیں جو انتہائی خوبصورت و جوان تھیں آنے کے بعد ام المومنین

سے سوال کیا کہ آیا عورت اپنے شوہر کی خاطر پیشانی کے بالوں کی صفائی کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا جتنا ممکن ہو اڑی کو اپنے سے دور کر۔

اڑی سے مراد یہاں ”بدیئت“ ہی ہے، لیکن احقر کی رائے یہ ہے کہ بالوں میں اس طرح بناؤ سنگار نہ کرے جو کسی قوم کا شعار ہو اور اس سے تشبہ لازم آئے۔ مشہور عالم دین مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ”البتہ اگر چہرے پر اتنا زیادہ بال ہو جائے کہ چہرہ بگڑ جائے یا مردوں کے مماثل نظر آئے تو ایسے بال صاف کرنے کی اجازت ہے“ (کتاب الفتاویٰ ۱/۱۳۷)، یہی رائے مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی بھی ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۳۹۷)۔

۲۔ بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے کیا اس کے علاج کے لیے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

عن عرفجة بن أسعد قال: ”أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فأتنت عليّ فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفا من ذهب“ (رواه ابوداؤد والترمذى والنسائى واحمد وغيره) (عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں (جو کوفہ و بصرہ کے درمیان ہے) کٹ گئی تو انھوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی لیکن اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو رسالت مآب ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا)۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ انھیں دقتوں اور پریشانیوں کے بموجب جو جواب نمبر ۱ میں گزر چکی ہیں ماہر متدین سرجن کے مشورے سے نیز آئندہ اسے کسی طرح کی پریشانی لاحق نہ ہونے پر آپریشن کی اجازت ملنی چاہئے۔

ترمذی شریف میں سونے کے تاروں سے دانتوں کو باندھنے کا تذکرہ ہے: ”وقد روي عن غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب“ (ترمذی شریف)۔

قال محمد: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو

بعیر أو فرس أو غیره من الدواب الأعظم الخنزیر والآدمی فإنه یکره التداوی بها (عائگیری) (امام محمد کے نزدیک آدمی اور سور کی ہڈی کے علاوہ بکری، اونٹ، گھوڑے وغیرہ کی ہڈیوں سے بھی علاج درست ہے)۔

”قال الکرخی إذا سقطت ثنية رجل يأخذ من شاة ذکية یشدد مکانها“ (عائگیری)۔

ان دونوں کے ملانے کے بعد پتہ چلا کہ ماکول اللحم اور شرعی طور پر مذبوح جانوروں کی ہڈیوں کو بطور علاج استعمال کیا جاسکتا ہے۔ احقر مناسب سمجھتا ہے کہ یہ معاملہ اعضاء کے ساتھ ہو جو ظاہری طور پر دکھائی دیتے ہیں اگر وہ مخفی اور پوشیدہ ہوں، مستقبل قریب یا بعید میں اس عیب کے ختم ہونے کا امکان ہو تو بہتر ہے کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ اور احوال و اشخاص کے اعتبار سے مستثنیات بھی ہونے چاہئیں، مثلاً کٹنے جلنے اور بعض ایکسیڈنٹل کیسز میں عضو ایسا بد ہیئت ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات طبیعت اس کے دیکھنے سے ابا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اس کی اصلاح کی مطلقاً اجازت ہونی چاہئے۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ عیب کے ازالہ کی غرض سے آپریٹ کیا جائے جس میں تجمل بھی ضمنائپائی جائے تو اس کی اجازت ہے لیکن آپریشن برائے تجمل کی اجازت نہیں ہے۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہوگا؟

عمر کے زیادہ ہونے کے باعث چہرہ کی جھریوں کو زائل کرنے کی اجازت قطعاً نہیں ہونی چاہئے، ایسا کرنا ایک قسم کی تدلیس اور دھوکہ دہی ہے، اسی لئے تو نفلج کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے، کیوں کہ عورتیں ایسا اس لئے کرتی ہیں تاکہ کم سن معلوم ہوں: ”فربما صنعتہ المرأة التي تكون أسنانها متلاصقة لتصير متفلیجة وقد تفعله الكبيرة توهم أنها صغيرة“

لأن الصغيرة غالباً تكون مفلجة جديدة السن ويذهب ذلك في الكبير“ (فتح الباری: ۱۰/۴۵۵) قال الخطابی: إنما ورد الوعيد الشديد في هذه الأشياء لما فيها من الغش والخداع ولما فيها من تغيير الخلقة (فتح الباری: ۱۰/۴۶۵)، انھیں عبارتوں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر ناک زیادہ کھڑی نہ ہو تو اس کے آپریشن کی اجازت نہ ہوگی۔ اسی طرح کے عیوب کے ازالہ میں مقصود بالذات تجمیل اور تحسین ہے جب چہرہ سے بال تک اکھڑنے کی اجازت نہیں تو پھر اس کا جواز کیسے ہو سکتا ہے؟ بندہ اسے تغیر خلق اللہ شاکر کرتا ہے نیز یہ ضرورت و حاجت کے قبیل سے بھی نہیں۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جاسکتا ہے؟ تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جاسکتا ہے؟

ڈاکٹر نعیم حامد ایم ایس سرجن کانپور شمارہ بحث و نظریات اعضا کی پیوندکاری وغیرہ ص: ۱۷۵ پر لکھتے ہیں: ”کسی ایک ہی فرد میں نسجوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کو آئوٹراسپلائشن کہتے ہیں اس طریقہ سے جلد، بال، ہڈیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہیں، اس سے کسی بیماری کے پھیلنے کا خطرہ نہیں ہوتا“ سوال کا سیاق بتلا رہا ہے کہ پایا جانے والا عیب حاجیات یا تحسینات کے قبیل سے ہے۔ اگر یہ عضو ایسا ہے کہ وہ کسی بنیادی مقصد کو پورا کر رہا ہے اور اعضاء انسانی میں اس کی حیثیت کلیدی ہے اور یہ عیب اسے مشقت شدیدہ میں مبتلا کر دے گا تب تو ماہر اور متدین طبیب کے مشورہ سے جبکہ مستقبل میں اسے کوئی خطرہ نہ ہو اس کی اجازت ملنی چاہئے بشرطیکہ وہ راضی ہو، ابو بکر کا سانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ولا إهانة في استعمال جزء منه“ (بدائع الصنائع ۵/۱۳۲) المنفصل من الحي کمیته إلا في حق صاحبه (ترمذی) یوں تو انسانی بدن سے جدائی کے بعد وہ حصہ ناپاک ہو جاتا ہے، لیکن ”المشفقة تجلب التیسیر“ ضابطہ کے باعث جواز کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر بھی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ

اس کا کوئی جائز متبادل حل تلاش کیا جائے ماکول اللحم مذبوح جانوروں سے یا ربر۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا کیا حکم

ہوگا؟

یوں تو عامہ پلاسٹک سرجری تزئین ہی کے لیے ہوتی ہے جس کی شرعاً گنجائش نہیں ہونی چاہئے، لیکن اگر کسی کے لیے سماجی مسائل پیدا ہو جائیں اس طرح کی اس کے اعضاء جلنے یا کٹنے کے باعث سفید (برص کے مانند) ہو گئے یا وہاں کی جلد بالکل سبز کر بد ہیئت ہو گئی جو لوگوں کے لیے نفرت کا سبب ہو، اسی طرح یہ کیفیت غیر شادی شدہ لڑکے یا لڑکی کی ہو گئی تو اب اس کے لیے یہ حاجت کے درجہ میں ہے اس کی گنجائش دینی چاہئے۔ اس سلسلے میں یہ عبارت واضح رہنما بن سکتی ہے: ”وقد قرر العلماء أن الفتوى تقدر زماناً ومكاناً وشخصاً واعتباراً لآلات الذی نحن فیہ“ (نظریۃ المقاصد عند الشاطبی از احمد الریونی ۳۸۳)۔

۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

ہندوستان کے بعض بعض محکموں میں معمولی جسمانی کمی و بیشی سے بھی سروس اور ملازمت نہیں ملتی، خصوصاً پولیس محکمہ میں ملازمت کے حصول کے لیے سلامتی اعضاء شرط ہے، اگر ظن غالب ہو کہ اس کمی و بیشی سے لڑکے لڑکیاں بیٹھی رہ جائیں گی اور ان کے رشتہ ازدواج میں دقت ہوگی تو اس صورت میں جواز کا قول مناسب معلوم ہوتا ہے پھر بھی احوط یہ ہے کہ یہ اجازت صرف مرنے والے اعضاء تک محدود ہو۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت

نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے کیا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

اس کا جواب سوال نمبر ۳ میں گزر چکا ہے۔ ساتھ ہی کیا اس کا امکان نہیں ہے کہ جب

تحقیق حال ہو اور پوری حقیقت سامنے آجائے تو یہی چیز نزاع اور شقاق کا سبب بن جائے؟ نیز

اس کے تدلیس اور خداع ہونے میں کوئی شبہ بھی نہیں۔

۸۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

شریعت اسلامیہ جن کو واقعی مجرم سمجھتی ہے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو جائز نہیں، اگر وہ واقعی مظلوم ہے اور اسے ظلم کا یقینی خطرہ ہے نہ کہ موہوم تو اسے پلاسٹک سرجری کی اجازت دینا چاہئے، کیوں کہ جان و مال، دین و عقل کی حفاظت کو انسانی قوانین اور اسلامی شریعت دونوں تسلیم کرتی ہیں۔

پلاسٹک سرجری اور بیوٹی آپریشن کا شرعی حکم

مولانا ڈاکٹر سید اسرار الحق سیبیلی ☆

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (التین: ۴) (یقیناً ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے)۔

اس آیت میں انسان کی جسمانی اور فطری خوبصورتی کا ذکر کیا گیا ہے، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خوبصورتی رکھی ہے، اس خوبصورتی کی حفاظت اور اس کی برقراری انسان کا فطری حق ہے۔
اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

”ما من مولود إلا يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه، أو ينصرانه، أو يمجسانه، كما تنبع البهيمة بهيمة جمعاء، هل تحسون فيها من جدعاء؟ ثم يقول: ”فطرة الله التي فطر الناس عليها، لا تبديل لخلق الله، ذلك الدين القيم“ (تفق علیہ، مشکوٰۃ ۲۱/۱)۔

(بچہ فطرت پر ہی پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں، جیسا کہ مادہ جانور صحیح سالم بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کان کٹا دیکھتے ہو؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ”اللہ کی فطرت کو اپناؤ جس فطرت پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی تخلیق

☆ اردو لکچرار، گورنمنٹ جونیئر کالج، گلبر آباد، ضلع میٹک، اے۔ پی۔

میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، یہ سیدھا دین ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام قانونِ فطرت یہ ہے کہ بچہ جسمانی طور پر بے عیب پیدا ہوتا ہے، کسی خارجی وجہ کی بناء پر اس میں نقص پیدا ہوتا ہے اور نقص کو دور کرنا فطرت کی تبدیلی نہیں ہے، بلکہ فطرت کی تکمیل ہے۔

اس پس منظر میں ہمیں پلاسٹک سرجری اور بیوٹی آپریشن کا حکم تلاش کرنا اور اس کے جائز اور ناجائز پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کرنا ہے، تاکہ اس باب میں حلال و حرام کے درمیان خطوط واضح ہو جائیں۔

۱- پیداؤشی عیب کا آپریشن

ایسا عیب جو پیدائش سے ہو اور یہ عام قانونِ فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہوں، تو ایسے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست ہوگا، فقہاء نے زائد انگلی کو کٹوانے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيناً آخر، إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة، فهو في سعة من ذلك“ (فتاویٰ عالمگیری ۱۱۳/۲)۔

(جب آدمی کوئی زائد انگلی یا کوئی زائد عضو کو کاٹنا چاہے، تو اگر اس طرح کاٹنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرے اور اگر غالب امید بچنے کی ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

۲- حادثاتی عیب کا آپریشن

ایسا عیب جو پیدائش تو نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، اس عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کرانے کی اجازت ہوگی، جیسا کہ حدیث میں مصنوعی عضو بنانے کی اجازت

دی گئی ہے:

عن عرفجة بن أسعد قال: "أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق، فأنتن على فأمرنى رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفا من ذهب" (ترمذی ۳۰۶۱، باب ماجاء فی شد الاسنان بالذهب)۔

(سیدنا عرفجہ بن اسعد بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بنو کلاب کی لڑائی میں میری ناک کٹ گئی تھی، تو میں نے چاندی کی ناک بنوائی، اس میں بو پیدا ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ناک بنالوں)۔

۳۔ بیوٹی آپریشن

ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے: عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا تین وجوہ سے جائز نہیں ہوگا:

۱۔ یہ مرض نہیں ہے۔

۲۔ یہ عیب کسی حادثہ کی وجہ سے پیش نہیں آیا ہے، اس کے لیے آپریشن کرنا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہوگی جس کی ممانعت قرآن وحدیث میں کی گئی ہے۔

۳۔ یہ محض خوبصورتی کے لیے آپریشن ہے، حدیث میں خوبصورتی کے لیے گودنے، گودوانے، بال اکھاڑنے اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی۔

احادیث میں ہے: عن عبد الله بن مسعود قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (متفق علیہ، مشکوٰۃ: ۳۸۱/۲) (سیدنا عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں: گودنے والی، گودوانے والی، بال اکھڑوانے والی اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے، جو

اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنے والی ہیں)۔

وعن ابن عباس قال: "لعنت الواصلة، والمستوصلة، والنامصة، والمتنمصة والواشمة، والمستوشمة من غير داء" (ابوداؤد: ۵۷۴/۲، کتاب الترجل، باب فی صلۃ اشتر) (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بال جوڑنے والی، بال جوڑوانے والی، بال اکھاڑنے والی، بال اکھاڑوانے والی اور بغیر مرض کے گودنے والی اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

علامہ نوویؒ نے پہلی حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

"وفیه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عیب فی السن ونحوه فلا بأس به" (شرح النووی علی مسلم ۲۰۵/۲) (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خوبصورتی کے لیے یہ فعل حرام ہے، البتہ اگر علاج یا دانت میں عیب کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

۴- پلاسٹک سرجری کا حکم

پلاسٹک سرجری جس میں مریض کے جسم ہی سے کوئی حصہ لے کر اس کے دوسرے حصہ کو درست کیا جاتا ہے، یہ ایک جدید طریقہ علاج ہے اور شریعت میں علاج کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اس لیے بیماری کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق جائز ہوگی۔

"ولا إهانة فی استعمال جزء منه" (بدائع: ۱۳۲/۵) (اپنے جزء کے استعمال میں کوئی بے احترامی نہیں ہے)۔

۵- جسمانی عیوب دور کرنے کے لیے

جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا، اساسی

قاعدہ ہے:

”الضرر یزال“ (الاشباہ والنظائر ۱۳۹) (ضرر) (نقصان) کو دور کیا جائے گا۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے

البتہ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ضرورت کے درجہ میں نہیں ہے:

”ما أبیح للضرورة یتقدر بقدرها“ (الاشباہ، لابن نجیم: ۱۳۰) (جو چیز ضرورت کی بنا پر جائز ہوتی ہے وہ بہ قدرت ضرورت ہی جائز رہتی ہے)۔

۷۔ کم عمر اور خوبصورت لگنے کے لیے

کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی شریعت میں اجازت نہیں ہوگی، کیوں کہ حقیقی عمر سے کم عمر ظاہر کرنا دھوکہ ہے، جو شریعت میں حرام ہے، کم عمر بننے کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر حدیث میں لعنت کی گئی ہے:

”لعن المتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (مسلم ۲۰۵/۲)۔

(خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

”عورتیں اپنے دانتوں کے درمیان یعنی ثنایا اور رباعی دانتوں کے درمیان کشادگی کرتی ہیں، عموماً بوڑھی اور سن رسیدہ عورتیں ایسا کرتی ہیں، تاکہ کم سن نظر آئیں اور دانت خوبصورت معلوم ہوں، کیونکہ چھوٹی بچیوں کے دانتوں کے درمیان باریک کشادگی ہوتی ہے، جب عورت بوڑھی اور سن رسیدہ ہونے لگتی ہے تو وہ ایسا کرتی ہے، تاکہ دانت باریک اور خوبصورت معلوم ہو اور کم سن ہونے کا گمان ہو“ (عاشیۃ النووی علی مسلم ۲۰۵/۲)۔

ان احادیث کی بنا پر یہ فعل، ایسا کرنے والی اور کرانے والی دونوں کے لیے حرام ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے اور اس میں فریب کاری اور دھوکہ دہی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

وعن ابن عباسؓ قال: "يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجلدون رائحة الجنة" (رواه أبو داود والنسائي، مشکوٰۃ ۲/۳۸۲) (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ کالا خضاب استعمال کریں گے، گویا کبوتر کے پوٹے ہوں، وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گے)۔

۸- شناخت چھپانے کے لیے

بعض مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لیے یا بعض مظلوم ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، اس میں دھوکہ اور اشتباہ ہے اور اس کی بنا پر حلت و حرمت کے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، اس لیے یہ جائز نہیں ہو سکتا، حدیث میں ہے:

عن عائشة رضي الله عنها قالت: "كان رسول الله ﷺ يلعن القاشرة، والمقشورة، والواشمة، والمستوشمة، والواصلة، والمستوصلة" (مسند أحمد: ۲/۲۵۰) (سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چہرہ کو رنگنے والی، رنگوانے والی، گودنے والی، گودوانے والی، بال جوڑنے والی اور بال جوڑوانے والی عورت پر لعنت فرماتے تھے)۔

عربی زبان میں "قشر" کے معنی کھال اتارنے اور کھال چھیلنے کے ہیں، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ زعفران وغیرہ سے چہرہ صاف کرنے کو "قشر" کہتے ہیں (دیکھئے: النہایہ: ۳/۶۳)۔ اور علامہ زحشریؒ نے لکھا ہے:

"القشر أن تعالج المرأة وجهها بالحمرة حتى ينسحق أعلا الجلد ويصفر اللون" (الفاثق: ۱۹۶/۳) (قشر یہ ہے کہ عورت اپنے چہرہ پر کوئی سرخ چیز ملے، یہاں تک کہ اوپر کا چمڑا بہت باریک ہو جائے اور رنگ پیلا ہو جائے)۔

خلاصہ جوابات

- ۱- پیدائشی عیب جو عام قانونِ فطرت کے خلاف ہو، اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا۔
- ۲- کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا بھی درست ہوگا۔
- ۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، اس کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہوگا۔
- ۴- بیماری کے ازالے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا۔
- ۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا۔
- ۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہوگا۔
- ۷- کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے بیوٹی آپریشن جائز نہیں ہوگا۔
- ۸- مجرم اور مظلوم کو اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا ڈاکٹر یاسر ندیم ☆

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا بہترین نمونہ ہے، اس کا جسمانی و روحانی نظام اور داخلی و خارجی پیکر اس کے صنّاع کی صنّاعیت اور خالق کی خلافت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس عجبہ کائنات کی ”احسن تقویم“ کہہ کر تعریف فرمائی ہے اور اس حسن کو باقی رکھنے کے لیے اس کو سچے سنور نے اور زیب و زینت اختیار کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ”یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلوا واشربوا ولا تسرفوا“ (الاعراف: ۳۱) (اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو اور کھاؤ پو اور بے جا اسراف سے بچو)، اسلام میں طہارت و نظافت اور زیب و زینت کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث نبوی اور فقہ اسلامی کی بے شمار کتابیں کتاب الطہارۃ سے شروع ہوتی ہیں اور اس میں نظافت، طہارت اور پاکیزگی کے مسائل و احکام اور ان مسائل کے دلائل و براہین ہوتے ہیں۔

اسلام ایک معتدل مذہب ہے ہر معاملے میں صفت اعتدال اس کا طرہ امتیاز ہے۔ زیب و زینت کے معاملے میں بھی اسلام نے اعتدال کا حکم دیا ہے حسن و جمال اختیار کرنے کا حکم ضرور ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایسی حدود و قیود بھی ہیں جن کا التزام ضروری ہے اور ان سے روگردانی حرام ہے تاکہ انسان ہمہ وقت یہ بات ذہن نشین رکھے کہ اس کی تخلیق کا مقصد اطاعت

وبندگی ہے اور زیب و زینت اس کی بندگی میں کمال پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور ذریعے کو مقصد حیات بنانا ناجائز و حرام ہے۔

موجودہ دور کی سائنسی اور طبی ترقی کے نتیجے میں ایسے بے شمار مسائل سامنے آئے ہیں جن کا حل بہ ظاہر نصوص میں موجود نہیں ہے اور نہ علمائے متقدمین نے ان سے کوئی تعرض کیا ہے۔ ایسے ہی مسائل میں پلاسٹک سرجری کا مسئلہ بھی ہے کہ جس کے متعلق اولاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پلاسٹک سرجری جائز ہے یا ناجائز؟ پھر اگر جائز ہے تو اس کی کیا حدود و قیود ہیں؟ ذیل میں ہم اسی اہم موضوع پر روشنی ڈال رہے ہیں۔

پلاسٹک سرجری کیا ہے

لفظ ”پلاسٹک سرجری“ سے بظاہر یہ وہم ہوتا ہے کہ اس سرجری میں پلاسٹک سے بنی کسی چیز کا استعمال ہوتا ہے جب کہ یہ لفظ انگلش کے پلاسٹک "Plastic" سے نہیں بلکہ یونانی زبان کے لفظ "Plastikos" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں، بدلنا اور کسی چیز کو نئی شکل دینا وغیرہ۔ اسی لیے طبی اصطلاح میں پلاسٹک سرجری کے اور بھی نام ملتے ہیں مثلاً: Cosmetic surgery (کاسمیٹک سرجری) جس کو عربی میں ”جراحة التجميل“ کہا جاتا ہے نیز Recoustructive surgery جس کو عربی میں جراحة التقويم یا جراحة الترميم کہا جاتا ہے۔ عربی میں پلاسٹک سرجری کے لیے جراحة التجميل کا لفظ ہی سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی کے مآخذ و مصادر کیوں کہ عربی زبان میں ہیں اس لیے ہم مذکورہ عربی اصطلاح کو سامنے رکھ کر اس بحث کا آغاز کریں گے۔

لغوی و اصطلاحی تعریف

جراحة کی تعریف ہے: ”الشق في البدن تحدثه آلة حادة“ (کسی دھاردار

آلے کے ذریعے بدن میں چیرہ ڈالنا) (مجملة المسائل ۱۶۲)۔

”تجمیل“ جمال سے مشتق ہے جو حسن کا مرادف ہے اور قبح کی ضد ہے، تجمیل کی اصطلاحی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کسی چیز میں اس طرح کمی یا زیادتی کرنا کہ اس کا خارجی مظہر بھلا اور اچھا نظر آئے (حوالہ سابق ۱۲۲)۔

اطباء نے پلاسٹک سرجری کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے کہ: ”یہ سرجری جسم کے ظاہری عضو کو خوشنما بنانے کے لیے یا اس کو بہتر اور مزید کارآمد بنانے کے لیے کی جاتی ہے جب کہ اس میں کسی طرح کا عیب درآئے خلقۃً ہو یا کسی حادثے کا نتیجہ ہو“ (احکام الجراحۃ الطبیۃ، ص: ۱۸۳)۔

پلاسٹک سرجری کی ایک دوسری تعریف بھی کی گئی ہے جس کے مطابق یہ جراحۃ کی ایک ایسے فن کا نام ہے جس کا مقصد پیدائشی عیوب کو صحیح کرنا جس کو اصطلاح میں (Congenital Malformation) کہا جاتا ہے جیسے اضافی انگلی کو کاٹنا یا اضافی دانت نکال دینا وغیرہ اور عیب دار اعضاء کو صحیح شکل دینا ہے۔ (جیسے اوپری ہونٹ کے وسط میں اگر شق ہو تو اس کو اصل ہیئت پر لے آنا)۔

امریکن بورڈ آف کاسمیٹک سرجری نے اس کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”اس کا بنیادی مقصد انسان کے خارجی مظہر کو اس کی اصل ہیئت پر باقی رکھنا، عضو کے عیب دار ہونے کی صورت میں اس کو اپنی اصلی ہیئت پر لوٹانا یا اس میں عام حالات سے بہتر کارکردگی پیدا کرنا ہے“ (دیکھیے: http://en.wikipedia.org/wiki/plastic_surgery)۔

پلاسٹک سرجری اور نصوص

پلاسٹک سرجری کی ہم نے جو تعریف ذکر کی ہے اس کی رو سے قرآن و سنت میں بلکہ فقہائے متقدمین و متاخرین کے نزدیک کہیں بھی اس سرجری کی موجودہ شکل کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ اس طرح کی جراحۃ کا تذکرہ ضرور ملتا ہے جس کا مقصد تزئین و تجمیل ہو، اسلام نے ان میں سے چند کو باقی رکھا بلکہ ان کو اختیار کرنے کا حکم دیا اور چند دیگر سے اجتناب کرنے کی تاکید کی بلکہ ان کو

حرام قرار دیا، اس لحاظ سے ایسی تبدیلیاں جو انسان اپنے جسم میں اپنے اختیار سے کرتا ہے اور جن کا تذکرہ نصوص میں آیا ہے، دو قسموں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں:

۱- مامور بہ: اسلام نے حدود میں رہتے ہوئے انسان کو زیب و زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے جسم میں ایسی معمولی سی تبدیلی کو بھی جائز قرار دیا ہے جس سے مقصد حاصل ہو جائے اور تغیر خلق اللہ بھی لازم نہ آئے بطور دلیل دو مثالیں ذکر کی جاسکتی ہیں:

الف- عورتوں کے لیے کانونوں میں سوراخ کرانا۔ احناف اور حنابلہ کے نزدیک عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کے مقصد سے کانونوں میں سوراخ کرنا جائز ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے: حاشیہ ابن عابدین ۶/۳۲۰، الفروع، ابو عبد اللہ المقدسی ۱/۱۰۷)۔

ان حضرات نے مختلف احادیث کے پیش نظر یہ موقف اختیار کیا ہے، چنانچہ عبد اللہ بن عباسؓ نے آپ ﷺ کی نماز عید کا حال بیان فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ عورتوں کی طرف تشریف لائے اور ان کو صدقے کی تلقین فرمائی، تو میں نے ان کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانونوں اور گلوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی بالیاں اور ہار صدقہ کر رہی ہیں (دیکھئے: صحیح بخاری ۵/۳۰۱، رقم: ۳۹۵۱)۔

بالیاں پہننے کے لیے کان میں سوراخ کرنا ہمیشہ ہی سے خواتین کی عادت رہی ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی خواتین میں بالیاں پہننے کا رواج تھا، اگر کان میں سوراخ کرنا ممنوع ہوتا تو آپ ﷺ اس سلسلے میں ضرور ارشاد فرماتے مگر اس تعلق سے آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

فقہائے شافعیہ کے نزدیک خواتین کے لیے کان بندھونا ممنوع ہے، ان کے نزدیک یہ ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ امام غزالی تحریر فرماتے ہیں: ”لا أرى رخصة في تشقيب أذن الصبية لأجل تعليق حلق الذهب فيها فان هذا جرح مؤلم“ (احیاء علوم الدین، امام غزالی ج ۲/۲: ۳۲۱)۔

ب۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر انسان کا کوئی عضو کٹ جائے تو اس کی جگہ کسی دھات سے تیار شدہ عضو لگایا جاسکتا ہے، اس سلسلے میں عبدالرحمن بن طرفہ کی روایت مشہور ہے، وہ اپنے دادا عرفہ بن اسعد کے بارے میں کہتے ہیں کہ جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی، انہوں نے چاندی سے بنی ہوئی ناک لگوائی، اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو آپ ﷺ نے ان کو سونے سے بنی ہوئی ناک لگانے کا حکم دیا (دیکھئے: سنن ابی داؤد ۲/۴۹۲، رقم ۴۲۳۲)۔

۲۔ منہی عنہ: زیب و زینت کے حصول کے لیے جسم میں ایسی تبدیلی کرنا کہ جو شکل و صورت کو یکسر بدل دے اور تخلیق خداوندی میں دخل اندازی شمار ہو حرام ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر ایسے عمل کو جو تخلیق الہی میں تبدیلی کا باعث ہو شیطانی عمل قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ“ (النساء: ۱۹۹) (اور میں (شیطان) ان کو بہکاؤں گا تو وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حسن بصریؓ کے نزدیک اس آیت میں تغیر خلق اللہ سے مراد ”وشم“ ہے (دیکھئے: تفسیر طبری ۳/۲۸۱، زاد المسیر، ابن الجوزی ۲/۲۰۵)۔

آپ ﷺ نے بھی ایسے عمل کو مستحق لعنت قرار دیا ہے، ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَمَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغْيِرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ“ (صحیح بخاری ۵/۲۲۱۶، رقم: ۵۵۸۷، صحیح مسلم ۳/۱۶۷۸، رقم ۱۲۲۵)۔

اس حدیث کی رو سے جسم گدوانا، بال اکھاڑنا اور دانتوں کو نوکیلا بنانا ممنوع ہے اور ایسی عورتوں کے عمل کو تخلیق خداوندی میں دخل اندازی کے ساتھ ساتھ مستحق لعنت بھی قرار دیا گیا ہے، اسی لیے بہت سے علماء نے حدیث میں مذکور اعمال کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

سورہ نساء کی مذکورہ آیت سے یہ اصول نکلتا ہے کہ تغیر خلق اللہ ممنوع اور حرام ہے، مگر کیا جسم میں کی جانے والی تبدیلی تغیر خلق اللہ کے دائرے میں آتی ہے، یہ طے نہیں ہے۔ گزشتہ سطور میں کان بندھوانے اور معدنی ناک لگانے کا جو مسئلہ ذکر کیا گیا اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ

اس آیت سے عموم مراد نہیں ہے۔ اسی طرح اختان کے نتیجے میں بھی جسم کے ایک عضو میں تبدیلی ہوتی ہے مگر اس کے باوجود اختان کو امور فطرت میں شمار کیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء نے جویش بہا تحقیقات اس امت کے لیے چھوڑی ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک اس آیت سے عموم مراد نہیں ہے، اس کے برخلاف بعض علماء نے مذکورہ آیت کو عموم پر باقی رکھا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے امام طبریؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے: ”قال الطبري لا يجوز للمرأة تغيير شئ من خلقتها بزيادة أو نقص التماس الحسن لا للزوج ولا لغيره كمن تكون مقرونة الحاجبين فتزيل ما بينها ومن تكون لها سن زائدة فتقلعها، وطويلة فتقطع منها أو لحية أو شارب أو عنفة فتزيلها بالتف فكل ذلك داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله“ (فتح الباری ابن حجر ۱۰/۳۷۷)۔

حافظ ابن حجر کے اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طبری کے نزدیک ہر قسم کی تبدیلی تغیر خلق اللہ کے تحت داخل ہے۔

سورہ نسا کی آیت سے متعلق مذکورہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف پر بھی منتج ہوا ہے جس سے کم از کم اتنا تو ثابت ہوتا ہی ہے کہ اس آیت کا اپنے عموم پر رہنا کوئی قطعی اور حتمی بات نہیں ہے، یہ اختلاف زائد انگلی اور اضافی دانت سے متعلق ہے۔

زائد انگلی اور دانت کا مسئلہ

اگر کسی شخص کے ہاتھ میں زائد انگلی ہو یا منہ میں اضافی دانت ہو تو ایسی انگلی کو کاٹنا یا ایسے دانت کو اکھاڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس امر پر مبنی ہے کہ آیا زائد انگلی یا اضافی دانت تخلیق حقیقی ہیں یا انسان کی خلقت میں نقص اور عیب کی حیثیت رکھتے ہیں، جن حضرات کے نزدیک یہ حقیقی تخلیق کا حصہ ہیں، انہوں نے اضافی انگلی کوٹھانے کو ناجائز قرار دیا ہے، عدم جواز کے قائلین میں امام احمد ابن حنبلؒ سرفہرست ہیں،

الانصاف میں ہے: ”لا تقطع الإصبع الزائدة نقله عبد الله عن أحمد“ (الانصاف فی معرفة الرائج من الخلاف، المرادوی ۱۲۳)۔

امام طبری کے مذکورہ بالا اقتباس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی زائد دانت نکلوانا یا اضافی انگلی کو انا جائز نہیں ہے۔ البتہ انہوں نے اس کی اجازت اس وقت دی ہے جب کہ اضافی انگلی یا دانت کی وجہ سے انسان کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو یا کھانے پینے میں پریشانی ہوتی ہو (دیکھئے: فتح الباری، ابن حجر ۱۰/۳۷۷)۔

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ زوائد عیب اور نقص کے قبیل سے ہیں، لہذا ان کے ازالے سے اس نقص و عیب کو ختم کرنا درست ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۶۰)۔

عبدالرزاق صنعانی اپنے شیخ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ ”سمعت عن أهل العلم يقولون في الإصبع الزائدة والسن الزائدة تقطع أو تطرح السن ليس فيها شئ إلا أن يكون مكانها قد شأن فيرى فيه“ (المصنف، عبدالرزاق ۳۸۸/۹، رقم: ۱۷۷۲۰)۔

جمہور فقہاء نے چوں کہ زائد انگلی کو نقص اور عیب شمار کیا ہے، اسی لیے اگر کوئی شخص دوسرے کی زائد انگلی کو عمد یا غلطاً کاٹ دے تو ان کے نزدیک انگلی کی دیت واجب نہیں ہوتی بلکہ بعض فقہاء نے تو اس جنایت کو ہدر شمار کیا ہے اور کسی قسم کا کوئی تاوان جانی پر واجب نہیں کیا ہے۔ چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب الحاوی الکبیر میں علامہ ماوردی لکھتے ہیں: ”أو يكون كقطع إصبع زائدة أو قطع سن شاذبة أو تنف لحية امرأة فقد أذهبت الجنابة شيئاً وأحدث جمالاً ففيها وجهان: أحدهما وهو قول أبي العباس بن أبي سريج أن لا أرش لها وتكون هدرًا لأنها لم تحدث نقصاً، والوجه الثاني وهو

قول أبی إسحاق المروزی أنها تضمن ولا تكون هدرأ“ (الحاوی الکبیر، علی بن محمد الماوردی ۳۰۳/۱۲)۔

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

”فان برئ العبد أو الأمة وصحا وزادت تلك الجنايات في أثمانها كالخصاء في العبد أو قطع إصبع زائدة أو ما أشبه ذلك فمن رزق الله تعالى للسيد، ولا رجوع للجانبي من أجل ذلك الشئ“ (الحلی، علی بن احمد بن حزم ظاہری ۱۵۳/۸)۔

جب کہ جمہور فقہاء نے ایسی جنایت میں کچھ نہ کچھ تاوان جانی پر واجب قرار دیا ہے، البتہ کامل دیت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، چنانچہ شیخ زادہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”وفي الإصبع الزائدة حكومة أى حكومة عدل تشريفاً للآدمي، لأنها جزء للآدمي ولكن لا منفعة فيها ولا زينة“ (مجمع الانهر، عبدالرحمن بن محمد المعروف شیخ زادہ، ۳۵۲/۳)۔

ابو اسحاق شیرازی تحریر فرماتے ہیں:

”وبحوز أن يقتص من الأصابع الأصلية لأنها داخله في الجناية ويأخذ الحكومة في الإصبع الزائدة“ (المہذب، ابو اسحاق شیرازی ۱۸۱/۲)۔

فقہ مالکی کی مشہور کتاب شرح مختصر خلیل میں ہے: ”الإصبع الزائدة القوية التي فيها من القوة ما يوجب الاعتداد بها كغيرها من الأصابع الأصلية في اليد أو في الرجل إذا قطعت عمداً أو خطأ فإن الواجب فيها عشر الدية ولا قصاص في حالة العمد لعدم المساواة والضعيفة إن قطعت وحدها ففيها حكومة“ (شرح مختصر خلیل ۳۲/۸)۔

ابن قدامہ حنبلی تحریر فرماتے ہیں:

”وإن كانت يد القاطع والمجني عليه كاملتين وفي يد المجني عليه

إصبع زائدة فعلى قول ابن حامد لا عبرة بالزائدة لأنها بمنزلة الخراج

والسلعة“ (المغنی، ابن قدامہ ۸/ ۳۷۷)۔

مذہب اربعہ کی ان مشہور کتابوں کی عبارتوں سے یہ ثابت ہوا کہ اضافی انگلی یا زائد دانت جسم میں نقص اور عیب مانا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے کاٹنے والے پر دیت واجب نہیں ہے اور اسی لیے اگر اس کے کاٹنے سے ہلاکت کا خوف نہ ہو تو کاٹنا جائز بھی ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ جمہور فقہاء کے نزدیک اس قسم کی تبدیلی تغیر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آتی اور نہ ہی سورہ نساء کی آیت سے عموم مراد ہے۔ اس نظریے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ دور صحابہؓ و تابعینؓ ہی سے اس آیت کی تحدید مراد میں اختلاف رہا ہے، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور تابعین میں حضرت عکرمہؓ وغیرہم کے نزدیک تغیر خلق اللہ سے مراد انسان کا اپنے آپ کو خسی کرانا ہے جب کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، مجاہدؓ، قتادہؓ، ابراہیم نخعیؓ اور ضحاک رحمہم اللہ وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد ”وشم“ ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے: جامع البیان، محمد ابن جریر طبری ۳/ ۳۸۱)۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے بھی اس آیت سے عموم مراد نہیں لیا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ اصول سمجھ میں آتا ہے کہ جسم میں ایسی تبدیلی کرانا کہ جس سے کوئی نقص یا عیب ختم ہو جائے تغیر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آتا، پھر جس طرح خلقی عیب جیسے زائد انگلی کو کٹوانا جائز ہے، اسی طرح ہر ایسے عیب کا ازالہ بھی درست ہے جو کسی حادثے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو، مندرجہ ذیل سطور میں ہم اس اصول کو جراحت تجمیل (پلاسٹک سرجری) پر منطبق کرنے کی کوشش کریں گے۔

انسان دو جوہات کی بنا پر پلاسٹک سرجری کرتا ہے، یا تو ضرورت اس کو مجبور کرتی ہے یا پھر وہ مزید دلکش لگنا چاہتا ہے، اس لیے اپنے چہرے مہرے اور جسم میں عمل جراحی کے ذریعہ تبدیلی کرتا ہے، اس لیے مقصد کے لحاظ سے پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔

۱- جراحی بر بنائے ضرورت

ضرورت کا مطلب واضح ہے، انسان کو اسی وقت ضرورت پڑتی ہے جب اس کے جسم میں کوئی عیب یا نقص ہو اور اس عیب کے نتیجے میں وہ شخص تکلیف میں مبتلا ہو، خواہ اس کی تکلیف حسی ہو یا نفسیاتی، بہر صورت اس عیب کے ازالے کے لیے وہ جس نوعیت کے بھی عمل جراحی سے گزرے گا، وہ عمل اسی قسم کے تحت داخل ہوگا، پھر انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیوب بھی دو طرح کے ہیں۔

۱- وہ عیوب جو جسم میں داخلی اسباب کی بنا پر پیدا ہوں، ان کا کوئی خارجی سبب نہ ہو، ایسے عیوب کی بھی دو قسمیں ہیں:

الف- خلقی عیوب یعنی جسم پیدائش سے ہی عیب دار ہو جیسے ہاتھ میں زائد انگلی ہو، یا منہ میں زائد دانت ہو (ان دونوں سے متعلق گزشتہ سطور میں تفصیل سے بحث کی جا چکی ہے) یا جیسے اوپری ہونٹ میں شق ہو یا دو انگلیاں ملی ہوئی ہوں۔

ب- وہ عیوب جو جسم میں کسی مرض یا آفت کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہوں جیسے یورینر (Ureter) (مثانے تک پیشاب لے جانے والی نلی) پر شدید ورم آ جائے، یہ ورم پیدائش نہیں ہوتا بلکہ مرض کے نتیجے میں ہوتا ہے، عمل جراحی کے ذریعے وہ نلی بدل دی جاتی ہے۔

(۲)- وہ عیوب جو جسم میں خارجی اسباب کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہوں جیسے آگ کی وجہ سے جلد خراب ہو گئی ہو، یا انگلیاں مل گئی ہوں، نیز ایکسیڈنٹ کی وجہ سے چہرہ بگڑ گیا ہو۔

ان عیوب کے ازالے کے لیے کی جانے والی پلاسٹک سرجری جائز اور مباح ہے۔ ان تمام صورتوں میں کئے جانے والے عمل جراحی سے گوکہ جسم میں تبدیلی ہوتی ہے مگر یہ تبدیلی تغیر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آتی، بالکل اسی طرح جیسے آپ ﷺ نے عرفہ بن اسعدؓ کو پہلے چاندی کی اور پھر سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا اور اس عمل کو تغیر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں رکھا۔

۲- جراحات برائے خوبصورتی

جراحات کی یہ قسم ضرورت کے تحت داخل نہیں ہے بلکہ انسان کی اختیاری ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

الف- ظاہری شکل و صورت میں تبدیلی لانا، اس طور پر کہ کسی کو اپنے چہرے مہرے کی بناوٹ پسند نہیں، لہذا وہ من چاہی خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے اپنے جسم میں تبدیلی کراتا ہے، اس قسم کی جراحات کی مشہور صورتیں یہ ہیں: ناک چھوٹی کروانا یا اس کی چوڑائی یا لمبائی کو بدلنا، بھوڑی کی لمبائی یا چوڑائی کو بدلنا، عورت کا ٹہن کو چھوٹا یا بڑا کرنا، کان اگر آگے کی طرف نکلے ہوئے ہوں تو ان کو پیچھے کروانا وغیرہ۔

ب- ذہلی عمر اور بڑھاپے کے آثار ختم کرانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا، جیسے چہرے کی جھریاں ختم کرنا، یا ہاتھ اور بازو سے جھریاں ختم کرنا، یا بھنوں کے نیچے جمع ہونے والے مادے کو نکلوانا وغیرہ۔

پلاسٹک سرجری کی یہ تمام مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر ممنوع اور حرام ہیں:

۱- عمل جراحات کی یہ صورتیں تغیر خلق اللہ کے تحت آتی ہیں، اس لیے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے تغیر خلق اللہ کا مصداق ”وشم“ کو قرار دیا ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہ بھی طے ہے کہ خواتین مزید خوبصورتی کی خاطر ہی اپنا جسم گدواتی تھیں، اس لیے ہر وہ عمل جو خوبصورتی کے مقصد سے جسم میں تبدیلی پیدا کرے وشم کے تحت داخل ہو کر تغیر خلق اللہ کا مصداق ہوگا۔

۲- حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مشہور حدیث (جس کو ہم گزشتہ سطور میں ذکر کر چکے ہیں) میں وشم، نمص اور تفلج (جسم گدوانا، بال اکھاڑنا، دانتوں کو نوکیلا بنانا) کے بعد للحسن کی قید کا اضافہ کیا گیا ہے اور بظاہر اس قید کا تعلق مذکورہ بالا تینوں چیزوں سے ہے، لہذا خوبصورتی کی خاطر وشم، نمص یا تفلج کرانے والی عورت ہی مستحق لعنت ہے، پلاسٹک سرجری کی جو اختیاری

صورتیں ہم نے ذکر کی ہیں وہ بھی بحال اور خوبصورتی کے مقصد سے کرائی جاتی ہیں، تو جس طرح حدیث میں مذکور تینوں امور مستحق لعنت اور حرام ہیں، اسی طرح جراحات کی مذکورہ صورتیں بھی حرام اور ممنوع قرار دی جائیں گی۔

۳- شریعت نے تدلیس دھوکہ اور فریب دہی کو حرام قرار دیا ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من غش فلیس منا“ (جامع ترمذی ۲۰۶۳، رقم: ۱۳۱۵) عمل جراحات کی مذکورہ بالا صورتوں کا مقصد صرف حسن و جمال ہی نہیں ہے بلکہ تدلیس اور دھوکہ دہی بھی ہے، اس لیے بھی بغیر ضرورت کے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہے۔

شوہر کے حکم پر پلاسٹک سرجری کرانا

یہاں یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کے حکم سے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنے چہرے مہرے کو خوبصورت بنانا چاہتی ہے یا ثد بین کو چھوٹا یا بڑا کرانا چاہتی ہے تو کیا اسے اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اس وقت سنگین ہو جاتا ہے جب کہ ازدواجی تعلقات خطرے میں پڑ جائیں اور اس رشتے کو بچانے کا صرف یہی حل ہو کہ عورت اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق جراحات کے اس عمل سے گزرے اور اپنے جسم میں تبدیلی کرائے۔

یہ بات پہلے ثابت کی جا چکی ہے کہ جسم میں تبدیلی کرانا اسی وقت درست ہے جب کہ اس میں کوئی ایسا عیب ہو جو باعث اذیت ہو۔ یہ بھی طے ہے کہ اذیت جس طرح ظاہری اور محسوس ہوتی ہے اسی طرح باطنی اور نفسیاتی بھی ہوتی ہے اور یہ نفسیاتی تکلیف بھی ان اضرار میں سے ہے جن کا ازالہ قواعد فقہیہ کی رو سے ضروری ہے۔ امام رازی ضرر کی ماہیت پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ”الضرر ألم القلب لأن الضرب یسمی ضرراً، وتنفویت منفعة الإنسان یسمی أضراراً والشتم والاستخفاف یسمی ضرراً“ (المحول فی علم

الأصول، محمد ابن عمر الرازی ۶/ ۱۳۳)۔

امام رازیؒ کی اس عبارت سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دلی تکلیف کا نام ہی درحقیقت ضرر ہے۔ عورت کے چہرے مہرے کی وجہ سے اگر زوجین کے درمیان ازدواجی تعلقات بگڑ رہے ہیں، تو یقیناً دونوں ہی نفسیاتی مرض کا شکار ہوں گے اور یہ بھی ضرر کی من جملہ اقسام میں سے ایک قسم ہے، بلکہ امام رازیؒ کی مذکورہ عبارت کی روشنی میں تو یہی ضرر ہے۔ اسی کتاب میں آگے چل کر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”النفع مقابل الضرر والنفع تحصیل المنفعة فوجب أن الضرر إزالة المنفعة“ (حوالہ سابقہ ۱۴۴) اس عبارت میں امام رازیؒ نے ازالہ منفعت کو ”ضرر“ قرار دیا ہے اور نکاح بھی ایک منفعت ہے، اسی لیے طلاق کو أبغض الحلال کہا گیا ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے منفعت نکاح زائل ہو جاتی ہے، لہذا اگر عورت کی شکل و صورت تعلقات میں تلخی کا سبب بن رہے ہوں اور منفعت نکاح کے ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت حال پر بھی ”ضرر“ کا اطلاق ہوگا۔

”الضرر يزال“ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ قاعدہ اور کلیہ ہے جس کی بنیاد حدیث نبویؐ: ”لا ضرر ولا ضرار“ ہے۔ اس قاعدے سے فقہائے اسلام نے بے شمار مسائل مستنبط کئے ہیں اور نئی مشکلات کا بہترین حل پیش کیا ہے۔ علامہ شاطبیؒ شریعت میں دفع ضرر کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ”دفع المضرة مطلوب للشارع مقصود، ولذلك أبيحت الميتة وغيرها من المحرمات للأكل، وأبيح الدرهم بالدرهم إلى أجل للحاجة الماسة للمقرض والتوسعة على العباد، والرطب باليابس في العرية للحاجة الماسة في طريق المواساة“ (المواثقات: ابراہیم ابن موسی الشاطبی ۳۵۲)۔

لہذا منفعت نکاح کو زائل ہونے سے بچانے کے لیے اگر عورت شوہر کے حکم کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کراتی ہے تو اس کا یہ عمل جائز اور مباح ہونا چاہیے، ویسے بھی حسن و جمال کے لیے کیا جانے والا ہر عمل جراثیم مطلقاً حرام اور ممنوع نہیں ہے اور نہ ہی تغیر خلق اللہ کے تحت آتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین کا اپنے کان بندھوانا حسن و جمال ہی کے مقصد سے تھا، مگر

اس کے باوجود اس عمل کو تغیر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں لایا گیا۔ اسی طرح آپ ﷺ کا حضرت عرفہ ابن اسعدؓ کو پہلے چاندی اور پھر سونے کی ناک لگوانے کا حکم دینا بطور علاج نہیں تھا، کیوں کہ ایسے رخصوں کا علاج تو اس زمانے میں آگ سے داغ دینا تھا، یقیناً آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد حضرت عرفہؓ کے چہرے میں پیدا ہونے والے عیب کو زائل کرنا تھا، یہ عمل بھی تغیر خلق اللہ میں داخل نہیں ہے، بالکل اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی کو بچانے کی خاطر پلاسٹک سرجری کراتی ہے، تو گو کہ اس کا مقصد دلکشی اور خوبصورتی ہی ہے، مگر اس کے باوجود اس کا یہ عمل تغیر خلق اللہ میں داخل نہ ہو کر مباح ہونا چاہیے۔ یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جس طرح ”الضرر يزال“ ایک قاعدہ فقہیہ ہے، اسی طرح ”لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق“ بھی قاعدہ فقہیہ بلکہ شریعت کا ایک مسلمہ ضابطہ اور اصول ہے، لہذا عورت کے لیے اس معاملے میں اپنے شوہر کی اطاعت ضروری نہیں ہے۔

اس کے جواب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ”معصیت“ کسے کہتے ہیں، علامہ جرجانیؒ معصیت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”المعصية مخالفة الأمر قصدًا“ (اترکیفات علی ابن محمد الجرجانی / ۲۸۳)۔

اس تعریف کی رو سے شارع کے امر کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کرنا معصیت کہلاتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں معصیت کا امکان ہی نہیں ہے، اس لیے کہ یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس میں نصوص سے استدلال تو کیا جاسکتا ہے مگر اس باب میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے کہ اس کی مخالفت کے نتیجے میں معصیت کا ارتکاب ہو اور اس بات کی دلیل کہ مجتہد فیہ مسئلے میں معصیت کا امکان نہیں ہوتا، علامہ کاسانیؒ کی یہ عبارت ہے، وہ فرماتے ہیں: ”ولو أمرهم (الامام) بشئ لا يدرون أينفعون به أم لا، فینبغي لهم أن يطيعوه فيه إذا لم يعلموا كونه معصية، لان اتباع الإمام في محل الاجتهاد واجب“ (بدائع الصنائع، علامہ کاسانیؒ ۶/۲۰)، لہذا مذکورہ بالا صورت میں عورت کا پلاسٹک سرجری کرنا ”لا طاعة

لمخلوق“ کے دائرے میں نہیں آتا، البتہ شوہر اگر اپنی بیوی کو کسی ایسی چیز کا حکم دے جس پر شریعت میں نہی وارد ہوئی ہو، جیسے جسم گدوانا، دانت نوکیلے کرانا یا سر کے بالوں کو لمبا کرنے کی غرض سے دوسرے بالوں سے ملانا، تو اب عورت کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے شوہر کی مخالفت کر کے معصیت کا ارتکاب نہ کرے، ابن نجیمؒ تحریر فرماتے ہیں:

”لايجوز للمرأة قطع شعرها ولو بإذن الزوج ولا يحل لها وصل شعر

غيرها بشعرها“ (الاشباه والظواهر، ابن نجیم ۲۰۱)۔

بہر حال پلاسٹک سرجری کرانا اگر ازالہ عیب کی وجہ سے ہو تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن اگر مزید خوبصورتی پیدا کرنا مقصد ہو تو یہ تغیر خلق اللہ کے دائرے میں آنے کی وجہ سے حرام اور ممنوع ہے، البتہ بیوی اگر شوہر کے حکم سے پلاسٹک سرجری کراتی ہے تو قواعد فقہیہ کی روشنی میں اس کے جواز میں بظاہر کوئی مانع نظر نہیں آتا، لیکن یہ اجازت عام حالات میں نہیں دی جاسکتی بلکہ اسی وقت دی جاسکتی ہے جب کہ زوجین کا رھنہ ازدواج متاثر ہو رہا ہو اور اس کو بچانے کا یہی ایک حل ہو۔

افزائش حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين۔

بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ اس کو متناسب الاعضاء اور اچھی شکل و صورت میں پیدا فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (الحین: ۴) ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: ”و صورکم فأحسن صورکم“ (سورہ غافر و تائب) اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جمال اور زینت کو پسند بھی فرمایا ہے، آپ ﷺ تکبر کی شاعت کو بیان فرما رہے تھے تو ایک صحابی نے استفسار فرمایا: ”إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسنة“ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إن الله جميل يحب الجمال، الكبير: بظر الحق و غمط الناس“ (صحیح مسلم ۷/۱۳)۔

ان آیات اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں جمال، زینت اور انسان کی صفائی و نظافت اور اچھی ہیئت کو پسند کیا گیا ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور انسان طبعی طور پر پسند بھی کرتا ہے کہ وہ خوبصورت اور اچھی حالت میں نظر آئے، اس کا جسم نقائص و عیوب سے پاک اور صحت مند ہو۔

لیکن کبھی کبھی پیدائشی طور پر اور کبھی کبھی حادثہ اور بیماری کے سبب انسان کے جسم میں

☆ مونا تھہ بھنجن، یو پی۔

بعض نقائص اور عیوب پیدا ہو جاتے ہیں ان عیوب کے ازالہ اور نقائص کو دور کرنے اور دوا علاج کرنے کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا ہے: ”فیہ شفاء للناس“ (اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے) احادیث نبویہ میں بھی تدوی اور علاج کی رخصت اور ترغیب پائی جاتی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء“ (صحیح بخاری مع الفتح: ۱۰/۳۴) (نہیں اتارا اللہ نے کوئی مرض مگر اتارا اس کے لئے علاج و شفاء)۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لکل داء دواء فإذا أصيب الداء برأ بإذن الله عز وجل“ (صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۳/۱۹۱) (ہر مرض کے لئے کوئی دوا ہے تو جب دوا مرض کے موافق ہوتی ہے تو مرض اچھا ہو جاتا ہے)۔

امام نوویؒ کہتے ہیں: ”وفی هذا الحديث إشارة إلى استحباب الدواء“۔
 بیماریاں متعدد انواع و اقسام کی ہوتی ہیں: اخلاط اربعہ کے نظام میں خلل کے سبب کبھی اندرون جسم کوئی مرض لاحق ہوتا ہے اور کبھی جسم کے ظاہر پر کوئی نقص یا عیب ہوتا ہے جو عام طور پر صحیح سالم جسم انسانی میں نہیں پایا جاتا اور بیماریوں کی طرح ان کے علاج کے طریقے بھی مختلف ہیں، جیسے اندرونی طور پر دواؤں کا استعمال، جسمانی ورزش، مساج، جسم کے بعض حصوں پر دباؤ اور پریشر ڈالنا، انجکشن اور آپریشن وغیرہ۔ انسان ایسا کوئی بھی طریقہ علاج اپنا سکتا ہے، جس میں بلا ضرورت شدیدہ کسی حرام شے کا ارتکاب لازم نہ آئے۔

عصر حاضر میں عملیات جراحیہ یعنی آپریشن کی ایک قسم پلاسٹک سرجری کا رواج تیزی سے بڑھ رہا ہے، پلاسٹک سرجری سے مراد وہ عمل جراحی ہے، جس میں انسانی خراب اعضاء کی تبدیلی، یا پیوند کاری یا مفقود اعضاء کی تلافی کسی ایسے متبادل سے کی جائے جو مطلوبہ عضو کے رنگ و ساخت میں ڈھل سکے، اس علاج کی غرض بظاہر تین سمجھ میں آتی ہے:

(۱) ازالہ عیب، (۲) مزید تحسین و تجمیل، (۳) تدلیس و تزویر۔

غرض علاج کے پیش نظر اس کے جواز یا عدم جواز میں فرق ہو سکتا ہے۔

اس طریقہ علاج میں عام طور پر انسانی جسم کے کسی عضو کو بدلنے، یا اس کی پیوند کاری و اصلاح کے لیے انسانی جسم کے ہی کسی حصہ کو استعمال کیا جاتا ہے، خواہ مریض کے ہی جسم سے یا کسی دوسرے انسان کے جسم سے، جس کی وجہ سے اس طریقہ علاج کے بارے میں یہ سوال ہوتا ہے کہ کہیں اس سے انسانی اعضاء کی اہانت تو لازم نہیں آتی؟ کیونکہ انسان محترم و مکرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ نیز انسان کا جسم اور روح اللہ کی امانت ہے، انسان ان کا مالک نہیں، اس لیے یہ بھی مشکل پیش آتی ہے کہ کہیں یہ علاج ”تغییر خلق اللہ“ اور ”لَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ کے دائرہ میں تو نہیں آتا؟ اسی لیے اس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے، لہذا اس طریقہ علاج کو جائز قرار دینے کے لیے کچھ قیود و شرائط کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ یہ علاج کسی ایسے عیب اور نقص کے ازالہ کے لیے کیا جا رہا ہو، جس کا زائل کرنا

ضروری ہو۔

۲۔ اس مرض کا علاج پلاسٹک سرجری کے سوا دوسرے طرق علاج سے ممکن نہ ہو۔

۳۔ ازالہ ضرر کسی دوسرے ضرر عظیم کو مستلزم نہ ہو، اس لیے کہ الضرر لا يزال

بمثلاً، لیکن کسی بڑے ضرر کو زائل کرنے کے لیے اس سے کمتر معمولی ضرر کو جھیلنا جاسکتا ہے۔

”یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام“ (الاشباہ والنظائر ۱۲۱)۔

۱۔ انسانی جسم میں پیدائشی کوئی ایسا عیب، جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے، جیسے

ہونٹ کا کٹا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا، دانت کا باہر نکلا ہوا ہونا، ہاتھ پاؤں میں کوئی عیب یا انگلیوں کا

پانچ کے بجائے چھ ہونا وغیرہ۔ جملہ نقائص جو عام طور پر جسم انسانی میں عیب شمار ہوتے ہیں، ان کو

دور کرنے کے لیے آپریشن کرانے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں:

ایک قول تو یہ ہے کہ ان عیوب کی اصلاح کرنا اور انہیں درست کرنا جائز نہیں۔ قال عیاض: ویأتی علی ما ذکرہ أن من خلق باصبع زائدة، أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه، لأنه من تغییر خلق الله إلا أن تكون هذه الزوائد تؤلمه فلا بأس بنزعها عند أبي جعفر وغيره“ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۵/ ۳۹۳) (اور جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے اس پر یہ بات آتی ہے کہ جو شخص پیدا کیا گیا ہو ایک زائد انگلی کے ساتھ یا ایک زائد عضو کے ساتھ، اس کے لیے اس زائد جزو کا کاٹنا یا اکھاڑنا جائز نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ خلق اللہ کی تغیر میں سے ہے، مگر یہ کہ وہ زائد حصہ اسے اذیت دیتے ہوں تو اس کو زائل کرنے میں ابو جعفر اور ان کے علاوہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے)۔

قرآن کریم کی آیت: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْ خَلْقَ اللَّهِ“ میں مذکورہ تغیر خلق اللہ کے مفہوم میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے کہ اس سے شکل و صورت میں کوئی تبدیلی مراد ہے، یا خلق اللہ سے مراد وہ دین اور فطرت ہے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے، مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ مرفوع حدیث: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (صحیح مسلم ۱۰۷/ ۱۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی شکل و ہیئت میں تبدیلی بھی تغیر خلق اللہ میں شامل ہے، لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ حرام وہ صورت ہے جبکہ یہ تغیر بے موقع محض طلب حسن کے لیے کی جائے تو تدلیس اور دھوکہ کو مستلزم ہے۔

مفتی عبدالرحیم صاحب نے (فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۲۸۵) میں عدم جواز کے پہلو کو ہی اختیار کیا ہے کہ آنکھ کی بینائی کے لیے کسی دوسرے زندہ یا مردہ انسان کی آنکھ کا استعمال شرعاً درست نہیں، کیونکہ ”الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز“ ایک دوسرے استثناء کے جواب میں لکھتے ہیں: کسی زندہ یا مردہ انسان کا گردہ آپریشن کر کے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں۔ دلیل میں مذکورہ عبارت کے ساتھ ”الضرر لا يزال بالضرر“ نیز فتاویٰ

تائید کی عبارت: ”مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: اقطع يدي وكلها اوقال: اقطع مني قطعة فكلها لا يسعه أن يفعل ذلك ولا يصح أمره به، كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من لحم نفسه فيأكل“ کا بھی ذکر کیا ہے۔

صاحب احسن الفتاویٰ نے بھی عدم جواز کا ہی فتویٰ دیا ہے (۲۷۰/۸)۔
دوسرا قول یہ ہے کہ ان عیوب کو زائل کیا جاسکتا ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (۳۶۰/۵) (جب کوئی آدمی ارادہ کرے کہ زائد انگلی یا کسی اور شے کو کاٹے تو نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس جیسی چیزوں کے کاٹنے والے کے (گمان) پر غالب (صحت کے بجائے) ہلاکت ہو تو نہیں کاٹے گا اور اگر غالب نجات اور شفا ہو تو وہ اس کی گنجائش میں ہے)۔

”رجل أو امرأة قطع الإصبع الزائدة من ولده قال بعضهم: لا يضمن ولهما ولاية المعالجة وهو المختار ولو فعل غير الأب والأم فهلك كان ضامناً، والأب والأم إنما يملكان ذلك إذا كان لا يخاف التعدي والوهن في اليد، كذا في الظهيرية“ (فتاویٰ عالمگیری ۳۶۰/۵) (کسی مرد یا عورت نے اپنے لڑکے کی زائد انگلی کاٹ دیا تو بعض حضرات نے کہا کہ وہ ضامن نہیں ہوگا اور ان دونوں کو علاج کا حق ہے اور یہی مختار مذہب ہے اور اگر باپ اور ماں کے علاوہ کسی نے کیا اور وہ ہلاک ہو گیا تو یہ ضامن ہوگا اور ماں باپ ایسا کرنے کے مالک اس وقت ہیں جب کہ (کاٹنے سے) بڑھنے اور ہاتھ میں کمزوری کا خوف نہ ہو)۔

عالمگیریہ کے اس جزئیہ کے پیش نظر ناچیز کی رائے یہ ہے کہ آدمی جس صورت پر پیدا

کیا گیا ہے اس پر صبر کرے یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إن الله يقول: إذا أخذت كريمتي عبدی فی الدنيا لم یکن له جزاء عندی إلا الجنة“ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ ہیں: ”من أذهب حبیثه فصبر واحتسب لم أرض له ثوابا دون الجنة“ (سنن ترمذی/ ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، باب ما جاء فی ذهاب البصر)۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کسی کی دونوں عزیز اور محبوب چیزیں مراد آنکھوں کی بینائی ہے میں دنیا میں لے لوں اور وہ صبر و احتساب سے کام لے تو جنت سے کم ثواب پر میں اس کے لیے راضی نہیں ہوں گا، اس لیے اپنی موجودہ صورت پر صبر کرنا افضل اور کار ثواب ہوگا۔

اور اگر اسے اپنے ان عیوب سے اذیت ہو رہی ہے، ناک ٹیڑھی ہونے کے سبب سانس میں دقت ہو رہی ہے، ہونٹ کٹے یا دانت لمبے ہونے سے کھانے، بولنے میں پریشانی ہے وغیرہ اور حاذق و ماہر اطباء کے بقول اسے اطمینان ہے کہ مرض دور ہو جائے گا اور اس کو دوسرا کوئی ضرر لاحق نہیں ہوگا تو علاج اور ازالہ عیب کے لیے آپریشن کرانا اس کے لیے جائز ہوگا۔

عرفہ بن اسعد ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں: ”أصیب أنفی یوم الکلاب فی الجاهلیة فاتخذت أنفا من ورق فانتن علیّ فأمرنی رسول اللہ ﷺ أن اتخذ أنفا من ذهب“ (سنن الترمذی/ ۱۷۷۰، سنن ابوداؤد/ ۴۳۳۲) (زمانہ جاہلیت کی جنگ کلاب میں مری ناک زخمی ہو گئی تھی، تو میں نے ایک چاندی کی ناک بنوائی جس میں بدبو ہونے لگی تو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ایک ناک بنوا لوں)۔

اس حدیث سے نفس سرجری اور جسم میں پیدا شدہ ایک نقص کے ازالہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے، نیز پیدائشی امراض و عیوب کا ازالہ بھی درست ہونا چاہیے اور اس سے تغیر خلق اللہ لازم نہیں آئے گی، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ وہ مادر زاد نابینا اور برص زدہ لوگوں کو شفا دیتے تھے، اگر اس کا شمار تغیر خلق اللہ میں ہوتا جو حرام ہے تو کسی نبی کو بطور معجزہ یہ

صفت عنایت نہ ہوتی اور ان سے اس کا ارتکاب نہ کرایا جاتا۔

اور تغیر خلق اللہ سے مراد وہ تبدیلی ہے جو نقص پیدا کرے جیسے آنکھ پھوڑ دینا، کان کا ثنا وغیرہ جو بد اعتقادی کی بنا پر زمانہ جاہلیت میں بے فائدہ کی جاتی تھی، یا ایسی کوئی تبدیلی جس میں تدلیس، دھوکہ اور تزویر پائی جائے، مطلقاً تبدیلی یا ایسی تبدیلی جس سے نقص دور ہو وہ مراد نہیں ہے، کیونکہ تغیر خلق اللہ سے کچھ ایسی صورتیں مستثنیٰ ہیں جو انسان کے کمال و جمال پر دلالت کرتی ہیں، جیسے خنان، مونچھ کترنا، ایک مشت سے زائد داڑھی کا ثنا، خضاب لگانا، ناخن تراشنا، وہ جانور جن کے گوشت کھائے جاتے ہیں ان کا اخصاء وغیرہ، لہذا پیدائشی طور پر انسانی جسم میں پائے جانے والے کسی نقص کو دور کرنا تغیر خلق اللہ میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔

اسی طرح اس عیب کو دور کرنے کے لیے اگر مریض کے جسم کا ہی کوئی ایسا حصہ استعمال کیا جائے جس کا ضرر بہ نسبت اصل مرض کے خفیف ہے جیسا کہ عام طور پر ران وغیرہ سے لیا جاتا ہے اور وہ زخم مندمل بھی ہو جاتا ہے اور مخفی ہونے کی وجہ سے اس کا عیب ہلکا ہوتا ہے، اس کی وجہ سے آدمی کی تکریم میں کوئی کمی نہیں آتی کیونکہ اسی کے عضو کو تکمیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں اس کے عضو کی اہانت کے بجائے تکریم کا پہلو رائج معلوم ہوتا ہے۔

ان ساری تفصیلات کے باوجود چونکہ اس باب میں فقہاء متقدمین کی جزئیات مفقود ہیں اور مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس لیے بلا ضرورت شدیدہ اس طریقہ علاج کو اختیار نہ کیا جائے۔

۲- اور اگر جسم انسانی میں ایسا کوئی عیب کسی حادثہ، تصادم اور جلنے کے سبب پیدا ہوا جس سے وہ بدنما معلوم ہوتا ہے تو اس کے ازالہ کے لیے بھی آپریشن جائز ہے، حدیث عرفجہ بن اسعد کا ذکر اوپر گزر چکا، جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی تھی، اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لا بأس بذلك، وكذلك إذا سقط سنہ فلا بأس أن يتخذ سنا من ذهب أو يضرب أسنانه من ذهب“ (شرح السیر الکبیر ۱/۱۳۲) (اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ایسے ہی اگر اس کا دانت گر گیا تو

کوئی حرج نہیں کہ سونے کا دانت بنوالے، یا اپنے دانت پر سونا چڑھوالے، جبکہ سونا بھی مردوں کے لیے حرام ہے، لیکن ضرورت کے تحت اس کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح مثلاً کسی کے ہاتھ یا بدن کے کسی ظاہری حصہ کی جلد جلنے سے بد نما ہوگئی ہے اور اس کے جسم کے کسی مخفی حصہ سے جلد لیکر اس کی پیوند کاری کر دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے، جب کہ اس دوسرے حصہ کا زخم بھی مندمل ہو جاتا ہے، اور داغ غیر مضر ہوتا ہے۔

جس طرح جسم کے کسی مقطوعہ منفصل حصہ کو اس کی سابقہ جگہ پر ہی واپس لگانے میں کوئی اہانت نہیں ایسے میں انشاء اللہ جسم کے دوسرے حصہ سے کمی پوری کرنے میں بھی کوئی اہانت لازم نہیں آئے گی، اس لیے کہ اس کا ضرر خفیف ہے، بدائع الصنائع میں مذکور ہے: ”ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه“ (۳۱۶/۳)۔

۳- وہ عیوب اور نقائص جو جسم انسانی پر مروجہ ایم اور عموماً ان کے اثر سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے چہرے پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا جلد کا ڈھیلا ہو جانا، ان عیوب کو بذریعہ آپریشن اور پلاسٹک سرجری دور کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں، یہ محض تخمین و تخیل بے محل کی غرض سے ہے، اس میں تدلیس و تزویر بھی ہے اور اسراف بھی۔ حدیث مستوثبات و متعلقات میں ایسی ہی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے جو محض کم عمر نظر آنے کے لیے یہ حربے استعمال کرتی تھیں، امام نووی رحمۃ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”وتفعل ذالک العجوز ومن قاربتھا فی السن اظھاراً للصغر وحسن الأسنان، لأن هذه الفرجة اللطيفة بين الأسنان تكون للبنات الصغار وأما قوله: المتفلجات للحسن فمعناه يفعلن ذلك طلباً للحسن، وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس“ (شرح نووی صحیح مسلم ۱۰۷/۱۰۶)۔

ایسے ہی ناک کا زیادتی عمر کے سبب یا پیدائشی طور پر چھٹی ہونا، زیادہ کھڑی نہ ہونا یہ عیب نہیں ہے۔ بعض اقوام اور ممالک میں تو عمومی طور پر ناک چھٹی ہوتی ہے، لہذا یہ بھی شکل

انسانی کی ایک صورت ہے، عیب نہیں ہے، اس لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس کی تبدیلی جائز اور درست نہیں۔

۴- انسان کو اللہ تعالیٰ نے محترم و مکرم بنایا ہے، ارشاد باری ہے: ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ (سورہ اسراء)، لہذا اس کے جسم کا ہر عضو اور ہر حصہ محترم و مکرم ہے اس کے ساتھ کوئی بھی ایسا معاملہ کرنا جس سے اس کی اہانت لازم آئے جائز نہیں، اسی لیے فقہاء نے انسان کے بال کی بیج بھی ناجائز قرار دیا ہے، ”وَشَعَرُ الْإِنْسَانِ وَالْإِنْتِفَاعُ بِهِ أَيْ لَمْ يَجْزِ بَيْعُهُ وَالْإِنْتِفَاعُ بِهِ لِأَنَّ الْآدَمِيَّ مَكْرُمٌ غَيْرُ مُبْتَدَلٍ فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ مِنْ أَجْزَائِهِ مَهَانًا مُبْتَدَلًا“ (البحر الرائق ۶/۱۳۳) (انسان کے بال کی بیج اور اس سے انتفاع جائز نہیں، اس لیے کہ آدمی عزت والا ہے، گھٹیا اور بے وقعت نہیں ہے، لہذا جائز نہیں کہ اس کے اجزاء میں سے کچھ بھی اہانت اور تحقیر کیا ہو)۔

شامی (۲۴۵/۶) میں بھی ہے: ”وَلَا يَجُوزُ الْإِنْتِفَاعُ بِهِ“۔

نیز بدائع الصنائع (۳۱۶/۴) میں مذکور ہے: ”وَلَوْ سَقَطَ سَنَهُ يَكْرَهُ أَنْ يَأْخُذَ سَنٌ مِيتَ فِيشِدْهَا مَكَانَ الْأُولَى، بِالْإِجْمَاعِ، وَكَذَا يَكْرَهُ أَنْ يَعِيدَ تِلْكَ السَّنَ السَّاقِطَةَ مَكَانَهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَوَجْهٌ قَوْلُهُمَا أَنَّ السَّنَ مِنَ الْآدَمِيِّ جُزْءٌ مِنْهُ فَإِذَا انْفَصَلَ اسْتَحَقَّ الدَّفْنَ كَكَلِّهِ“ (اگر اس کا دانت گر گیا تو بالا جماع مکروہ ہے کہ کسی مردار کا دانت لے کر اس کی جگہ لگائے اور ایسے ہی مکروہ ہے کہ اس گرے ہوئے دانت کو اس کی جگہ واپس لوٹائے، یہ بالا جماع امام ابوحنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہے اور ان کے قول کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کا دانت اس کا ایک حصہ ہے، تو جب الگ ہو گیا تو اس کے پورے جسم کی طرح دفن کرنے کا مستحق ہے)۔

ان عبارات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کے جسم میں کسی عیب اور نقص کی تلافی کے لیے خود اس کے جسم کا بھی کوئی حصہ استعمال کرنا درست نہیں ہونا چاہیے، علامہ سرخسی

رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”والآدمی محترم بعد موته علی ما کان علیہ فی حیاتہ، فکما یحرم التداوی بشئی من الآدمی الحی إکراما لہ فکذلک لا یجوز التداوی بعظم المیت، قال علیہ السلام: کسر عظم المیت ککسر عظم الحی“ (شرح السیر الکبیر ۱/۱۲۸)۔

(آدمی اپنی موت کے بعد بھی محترم ہے جیسا کہ اپنی زندگی میں تھا، لہذا جس طرح زندہ آدمی کے کسی حصہ سے علاج درست نہیں اس کے اکرام کی وجہ سے، ایسے ہی مردہ آدمی کی ہڈی سے علاج کرنا درست نہیں ہوگا۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”مردہ آدمی کی ہڈی توڑنا زندہ آدمی کی ہڈی کے توڑنے کی طرح ہے۔“)

بہر کیف مذکورہ عبارات فقہیہ سے یہ وضاحت ملتی ہے کہ آدمی کے کسی جزو سے تداوی اور علاج درست نہیں ہے، لیکن کسی کے جسم میں کوئی ایسا عیب ہے جس سے اس کو تکلیف ہے جو اس کی متقاضی ہے کہ اس عیب کو زائل کیا جائے اور اس کا علاج پلاسٹک سرجری کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہ ہو اور آدمی کے جسم سے مطلوبہ حصہ کو لینے سے اس عضو کو ضرر فاحش لاحق نہ ہو تو دفعاً للضرر والعیب ودرءاً للمفسدة اس کو اجازت ہوگی اور اگر اس نقص یا عیب سے کوئی تکلیف نہ ہو تو درست نہیں۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری علی الاطلاق درست نہیں ہے۔ تفصیل اور دلائل اوپر مذکور ہو چکے، انسان اپنے جسم کا مالک نہیں کہ وہ اپنے اعضاء میں قطع و برید کرے، اس کے جسم کا ہر حصہ محترم و مکرم ہے، اس لیے بلا ضرورت شدیدہ اپنے جسم کے کسی حصہ کے ذریعہ بھی پلاسٹک سرجری درست نہیں۔

۶۔ معمولی جسمانی عیوب و نقائص تو بیشتر لوگوں کے جسم میں مل جائیں گے، اس لیے ان کے ازالہ کے لیے ایسے اقدامات مستحسن نہیں ہوں گے بلکہ جائز نہیں ہوں گے۔ لعدم الضرورة۔

۷۔:- محض کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں، اس میں تدلیس، دھوکہ اور اسراف ہے، حدیث میں وارد ہے: ”من غشنا فلیس منا“ ظاہر ہے صرف اچھا رشتہ لگنے کے لیے ایسا کرنا فریب دہی ہوگا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ”فمعناه يفعلن ذلك طلباً للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن“ (شرح نووی ۱۳/۱۰۷)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”أن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها فاشتكت فتساقط شعرها فأتت النبي ﷺ، فقالت: إن زوجها يريد أفصل شعرها؟ فقال رسول الله ﷺ: لعن الواصلات“ (صحیح مسلم ۱۳/۱۰۵) (انصار کی ایک عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور وہ بیمار ہو گئی، جس سے اس کے بال جھڑ گئے، چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اس کا شوہر ارادہ کرتا ہے (رخصتی کا) کیا میں اس کے بالوں میں جوڑ دوں! آپ ﷺ نے فرمایا: جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

۸۔ مجرم کا اپنی شناخت چھپانے کے لیے یا کسی کا ظلم کے خطرہ سے اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا درست نہیں، دونوں حالتوں میں غش اور خداع، تدلیس اور تزویر پائی جا رہی ہے۔ مجرم کے لیے تو ظاہر ہے، مظلوم کے لیے اس لیے بھی درست نہیں کہ ظلم سے بچنے کی دوسری صورتیں موجود ہیں، اس کے لیے سرجری ہی ناگزیر نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالنامہ کا جواب

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

شرع اسلامی میں علاج و معالجہ کی اجازت اور اس کی ترغیب موجود ہے، اس پر نصوص شرعیہ بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہیں، اس میں کوئی فرق نہیں کہ علاج شدید ضرورت کی بنا پر ہو یا کم ضرورت اور حاجت کی بنا پر ہو، دونوں صورتیں درست ہیں، لیکن ایسی تحسین و تکمیل جو تغیر بخلق اللہ کے دائرہ میں ہو، شریعت اسلامی اس کی اجازت نہیں دیتی، لیکن ایسی تحسین و تکمیل جو ضرورت کے درجہ میں یا خارجی عوامل کی وجہ سے حاجت و ضرورت کا درجہ اختیار کر رہی ہو تو اس کی گنجائش ہے، بس! ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ شریعت اس تحسین و تکمیل کو ضرورت یا حاجت سمجھ رہی ہو، ورنہ پھر یہ ضرورت و حاجت معتبر نہ ہوگی۔ جہاں تک سرجری بغرض تلبیس و تغیر کی بات ہے تو بلاشبہ شرع اسلامی میں یہ ممنوع ہے۔ اس پر نصوص شرعیہ صراحتہ موجود ہیں، اس کی کسی درجہ میں اجازت نہیں ہے۔ اس مختصر سی تمہید اور بنیادی نقطہ نظر کے ذکر کے بعد ذیل میں سوالات کے جوابات ترتیب وار ذکر کئے جا رہے ہیں۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیت نظر آتا ہو گو کہ وہ پیدا ہوا ہو لیکن عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، یا ناک کا بڑھا ہونا یا انگلیوں کا زائد یا کم ہونا وغیرہ۔ اگر کوئی شخص عام قانون فطرت کے مطابق کرنا چاہتا ہو تو بلاشبہ یہ کم تر درجہ کی ضرورت یعنی حاجت کے زمرہ میں داخل ہے، اس لیے اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست

ہوگا، یہ آپریشن برائے علاج و معالجہ ہوگا جو شرعاً درست ہے۔ درج ذیل روایتوں سے اس کے جواز پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں یہ روایت نقل کی ہے: عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: "ما أنزل الله من داء إلا أنزل له شفاء" (صحیح بخاری: ۵۵۵۰)۔
(۲) عن أبي الدرداء أن رسول الله ﷺ قال: "إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواءً، تداووا ولا تداووا بحرام" (ابوداؤد: ۲۸۷۰)۔

مذکورہ روایات کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن سے علاج و معالجہ کی اجازت ملتی ہے، ان روایات کے علاوہ غور و فکر کا ایک ناحیہ یہ ہے کہ اگر عام قانون فطرت سے ہٹ کر اگر کوئی عضو ہو تو انسان اس کو ایک عیب محسوس کرتا ہے، جو مبتلیٰ بہ کے لیے ایک قسم کا ضرر ہے، ضرر خواہ کسی ہو یا معنوی (ذہنی) اس کا دور کرنا ممنوع نہیں ہے، اگر دور کرنا ممکن ہو خواہ آپریشن کے ذریعہ ہو تو یہ ایک ضرورت ہے، اس لیے شرعاً اس کی اجازت و گنجائش ہوگی۔ عام فقہی قاعدہ ہے: "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة" (۱۱ شاہد النظار للسیوطی ۸۸)۔

امام نوویؒ نے عبد اللہ ابن مسعودؓ کی روایت: "لعن النبي صلى الله عليه وسلم للواشمات والمستوشمات" کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے: "أما قوله المتفلجات للحسن" فمعناه: يفعلن ذلك طلباً للحسن وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس" (شرح مسلم للنووي ۱۳/۱۰۷)۔

امام نوویؒ کی وضاحت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر عیب کو دور کرنے کے مقصد سے علاج و معالجہ کیا جائے تو یہ ممنوع نہیں بلکہ اس کی اجازت ہے۔

۲۔ پہلے سوال کے جواب سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پیدائشی عیب جب آپریشن کے ذریعہ دور کرنا جائز ہے تو کسی حادثہ کے نتیجہ میں اگر کوئی عیب ہو تو اس کی اجازت بدرجہ اولیٰ

ہوگی۔

اس سلسلہ میں حدیث اور سیرت نبوی میں کئی واقعات ملتے ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ حادثہ کے نتیجہ میں آنکھ ناک وغیرہ ضائع ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے خود علاج فرمادیا اور اس کی اجازت بھی دی۔ چنانچہ سیرۃ حلبیہ میں ایک واقعہ ملتا ہے: حضرت قتادہؓ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع سے اپنے چہرہ کو سامنے رکھ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ سے تیروں کو روک رہا تھا کہ ایک تیرا یا لگا کہ مری آنکھ حلقہ سے باہر نکل گئی، میں نے اسے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اب وہ مجھے ناپسند کرے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم صبر سے کام لو گے تو جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعاء کرتا ہوں اس پر انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! جنت بہترین بدلہ ہے لیکن میں خاتون کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے بھینگا کہے گی، اس لیے آپ اسے اپنی جگہ لوٹا دیں اور جنت کے لیے دعاء بھی کریں، آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور جنت کے لیے دعاء فرمائی (السیرة الحلبيہ ۲/۲۵۲)۔

امام ترمذیؒ نے حضرت عرفجہ بن اسعد کا واقعہ نقل کیا ہے:

”عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذ أنفا من ورق، فانتن عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب“ (سنن ترمذی: ۱۷۷۱)۔

مذکورہ واقعات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہؓ کو صبر کا مشورہ دیا لیکن جب انہوں نے عیب اور اپنی محبوبہ کا اس سے ناپسندیدگی کا اندیشہ ظاہر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ہی مداوا فرمانا، رافع ابن مالک کی آنکھ کے بھینگا پن کو دور کر دینا اور حضرت عرفجہؓ کو سونے کی مصنوعی ناک لگانے کی اجازت دینا یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ گو کہ یہ اضطرار کے درجہ کی چیزیں نہیں تھیں بلکہ کم درجہ کی تھیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اور یہ

اعضاء وہ تھے جو حادثہ کے شکار ہو گئے تھے جن سے غیب ظاہر ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دور کرنے کی اجازت دی یا خود مدد افرمایا۔

۳- وہ عیب جو فطری طور پر ہوتا ہے اور یہی قانون فطرت ہے جیسے درازی عمر کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا وغیرہ۔ اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کا مقصد محض حسن و جمال میں اضافہ کرنا ہے، اس کو ضرورت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے اور نہ یہ حاجت کے درجہ کی چیز ہوگی، اس لیے اس طرح کے عیوب دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ عدم جواز پر آیت بھی دلالت کرتی ہے اور کئی روایتیں بھی ہیں جو مختصر اذیل میں درج کی جاتی ہے:

۱- ”ولا منہم فلیغرن خلق اللہ“ (سورہ نساء: ۱۱۹)، اس آیت کی تفسیر کرتے

ہوئے امام قرطبی نقل کرتے ہیں: ”قالت طائفة: الإشارة بالتغییر إلى الوشم وما جرى مجراه من التصنع للحسن، قاله ابن مسعود وحسن“ (الجامع لأحكام القرآن ۵/۳۴۳)۔

۲- مذکورہ آیت کے علاوہ کئی روایتیں ہیں جن میں اللہ کی تخلیق میں تغیر کی ممانعت صراحتہ موجود ہے۔ امام بخاریؒ نے یہ روایت بیان کی ہے: عن عبد اللہ قال: ”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغیرات خلق اللہ“ (صحیح بخاری: ۵۸۱)۔

(حضرت عبد اللہؓ نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھنوں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ کروانے والی پر لعنت بھیجی ہے اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کی خاطر کریں)۔

امام مسلمؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتابوں میں اس روایت کو بیان کیا ہے۔ اس روایت میں ممانعت کی وجہ طلب حسن کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ممانعت کی ایک دوسری وجہ دھوکہ دینا ہے۔ ایک عمر دراز انسان اپنے جسم اور اس کی ساخت میں ایسی تبدیلی کرے جس سے وہ دوسروں کی نگاہ میں کم سن معلوم ہو بلاشبہ یہ ایک دھوکہ اور غش ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے کئی موقعوں سے غش اور دھوکہ سے منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے: ”من غشنا فلیس منا“ (مسلم حدیث نمبر: ۱۰۱)۔

غرض کہ وہ تمام روایات جو غش اور تدلیس سے متعلق ہیں وہ سب تغیر خلق اللہ کی ممانعت میں حجت ہیں۔

۳۔ دھوکہ اور تدلیس کے علاوہ اس میں آپریشن کے مراحل میں کئی طرح کے غیر شرعی امور کا ارتکاب لازم آئے گا، مثلاً نشہ کر کے آپریشن کرنا، اگر عورت ہو تو مرد ڈاکٹروں کا وہاں موجود ہونا یا آپریشن کا عمل انجام دینا جبکہ ان ممنوعات کا ارتکاب نہ بر بنائے ضرورت ہے اور نہ بر بنائے حاجت بلکہ محض طلب حسن اور ہوائے نفس کی خاطر ہے، اس لیے اس کی شرعاً اجازت نہیں ہوگی۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کا ازالہ ہو جائے۔ اس بارے میں ناچیز عیب یا بیماری کے ازالہ کے لیے آپریشن اور پلاسٹک سرجری کرنا درست سمجھتا ہے، پچھلی بحثوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عمل ضرورت یا حاجت کی بنیاد پر ہو تو اس میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق اگرچہ اعضاء کی پیوندکاری سے ہے اور اس پر فقہ اکیڈمی الہند کے دوسرے سمینار (دہلی) میں بحث ہو چکی ہے، سوائے استاد گرامی حضرت مولانا برہان الدین مدظلہ العالی کے تمام شرکاء نے اس کے جواز پر اتفاق ظاہر کیا ہے اور یہ تجاویز شائع بھی ہو چکی ہیں، فقہ اکیڈمی الہند کے علاوہ دیگر اکیڈمیوں کے فیصلے اس موضوع پر جواز ہی کے آئے ہیں۔ اس لیے میرے نزدیک یہ موضوع دوبارہ زیر بحث لانا بے سود ہے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا حکم اوپر کی بحثوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر بر بنائے علاج و معالجہ ہو تو اس کی اجازت ہوگی خواہ وہ

علاج ضرورت کے درجہ میں ہو یا حاجت کے درجہ میں۔ عیوب کا ضرر خواہ حسی ہو یا معنوی اور ذہنی۔ اگر ایسا عیب ہو جس سے مبتلا شخص کو ذہنی پریشانی ہو اور وہ عیب عام لوگوں کی نگاہ میں واقعی عیب ہو تو اس کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی وبیشی کی صورت میں پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ انسانی جسم کی ساخت میں معمولی کمی بیشی ایک ایسی چیز ہے جو عام لوگوں کی نگاہ میں باعث تنفر یا بدہیت نہیں معلوم ہوتی ہے کہ اس کے علاوہ علاج و معالجہ کی ضرورت ہو، اس کی اجازت ضرورت و حاجت کی بنیاد پر ہوگی، یہاں ایسا نہیں ہے۔

۷۔ بہتر رشتہ حاصل کرنے کے لیے اپنے کو کم عمر دکھانے کی خاطر پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تدلیس اور فریق ثانی کو دھوکہ دینا ہے جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے، پیچھے غش سے متعلق روایت گزر چکی ہے، دور جاہلیت اور عہد نبوی میں بعض عورتیں اپنے کو حسین دکھلانے اور ظاہر کرنے کے لیے بالوں میں انسانی بال جوڑتی تھیں جس کو وصل کہا جاتا تھا، اسی طرح گودنے اور بالوں کو کالے خضاب سے رنگنے کا عمل کرتی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے ان تمام تلبیسی عمل سے منع فرمادیا، امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں ممانعت کی روایت نقل کی ہے (صحیح بخاری: حدیث ۵۹۳۸)۔

فقہاء نے ان روایتوں کے بارے میں صراحت کی ہے کہ ممانعت کی علت غش اور تدلیس ہے، عورتیں ایسا اس لیے کیا کرتی تھیں تاکہ اپنے کو کم سن ظاہر کریں اور نکاح آسانی سے ہو جائے یا مہر زیادہ حاصل کریں، ظاہر بات ہے یہ ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے اس مسئلہ پر زاد المعاد میں بحث کرتے ہوئے اسے غش اور تدلیس قرار دیا ہے (زاد المعاد ۴/۳۷۷)۔

ہاں اگر شادی کے بعد عورتیں اپنے کو حسین بنانے کے لیے دائمی پلاسٹک سرجری کرتی ہیں جس میں دھوکہ دینا مقصد نہ ہو یعنی کم سن دکھانا مقصد نہ ہو بلکہ صرف شوہر کے سامنے پرکشش ہونا ہو تو اس کی اجازت ہوگی، کیونکہ اس میں ممانعت کی علت نہیں پائی جاتی ہے، اس میں فریق

ثانی کو دھوکہ دینا نہیں، اس تدلیس سے غیر کا حق متعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ ذاتی عمل ہے۔ دکتور صالح بن ابراہیم جد بھی نے اپنے مقالہ ”نازلۃ الجراحۃ التجمیلیۃ“ میں جواز ہی کا رجحان پیش کیا ہے۔ میرے نزدیک بھی اس کے جواز میں شادی شدہ عورتوں کے لیے کوئی کلاس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں علت ممانعت نہیں پائی جاتی ہے، عورتوں کی طرح مردوں کے بھی احکام ہوں گے، اچھے رشتہ کی خاطر اگر کوئی مرد اپنے کو کم سن ظاہر کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرتا ہو تو اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک غش ہے اور فریق ثانی کو دھوکہ دینا ہے۔

۸۔ مجرم اگر اپنی شناخت مٹانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرے تو اس کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ یہ کھلا دھوکہ ہے، اس کی اجازت سے عدالتی کاروائیاں اور انصاف کا عمل معطل ہو جائے گا، اس لیے قطعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر کوئی مظلوم ظالم کی گرفت سے بچنے کے لیے ایسا عمل کرے تو شرعاً اس کی اجازت ہوگی کیونکہ ظلم کا دفاع اور اس سے حفاظت ایک ضرورت ہے اور ضرورت اس کی اجازت ہے۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا خورشید انور اعظمی ☆

آج کے سائنسی دور میں جدید طب نے کافی ترقی کی ہے، اور سرجری کے میدان میں اسے بطور خاص نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے، اس کامیاب طریقہ علاج کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک انسان کے جسم کے اندر پائے جانے والے عیب، مرض اور بد صورتی وغیرہ کے ازالہ کے لئے اسی جسم کے کسی جزء کو ایک ماہر سرجن استعمال کرتا ہے اور آپریشن کے ذریعہ اس طرح کے عیوب و نقائص کو زائل کرتا ہے، ایسا کبھی محض خوب صورتی کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے اور کبھی ازالہ عیب و مرض کے لئے، آپریشن کے اس طریقے کو پلاسٹک سرجری کہتے ہیں۔

پلاسٹک سرجری میں جہاں ایک طرف انسان کے مریض اور عیب دار عضو کو درست کیا جاتا ہے، وہیں اس کے کسی دوسرے عضو کو بھی چھیڑا جاتا ہے، پہلی صورت میں تغیر خلق اللہ کا عمل ہوتا ہے جو منشا الہی کے خلاف ہے۔

”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ“ (نساء: ۱۱۹) (اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی)۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے عمل کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”لَعْنُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَمَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغْيِرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ“ (صحیح مسلم ۱۴/۳۳۳) (اللہ

تعالیٰ نے لعنت کی ہے گودنے والی اور گودوانے والی، بالوں کو چھنے والی اور چنوانے والی، اور بغرض حسن دانتوں میں فاصلہ بنانے والی عورتوں پر جو خلق اللہ کو بدل دینے والی ہیں۔

اور دوسری صورت میں انسان کے جزء سے انتفاع لازم آتا ہے، جو انسانی شرافت و کرامت کے سبب ممنوع و ناجائز ہے، البحر الرائق میں ہے:

”لم یجوز بیعہ والانتفاع بہ لأن الآدمی مکرم غیر مبتذل فلا یجوز أن یکون شیء من أجزائه مہانا مبتذلاً“ (البحر الرائق ۱۳۲/۶) (آدمی کی ہڈی اور اس کے بال کی بیع اور اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے اس وجہ سے کہ آدمی احترام کی چیز ہے نہ کہ استعمال کی، اس لئے اس کے کسی جزء کا ذلیل و مستعمل ہونا جائز نہیں ہے)۔

اس صورت حال میں بظاہر پلاسٹک سرجری کو ناجائز ہونا چاہئے، لیکن شریعت کا دائرہ تنگ نہیں ہے، اس نے انسانی ضرورتوں کا ہر لمحہ لحاظ رکھا ہے، اور حرج و تنگی کو رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، ارشاد خداوندی ہے: ”وما جعل علیکم فی الدین من حرج“ (الحج: ۷۸)۔ اسی لئے اگر محض حسن و خوبصورتی کی غرض سے تغیر خلق اللہ کا ارتکاب کیا جائے تو قطعاً درست نہیں ہوگا، لیکن اگر ضرورت و حاجت کی بنا پر بطور علاج ایسی کوئی صورت پیش آتی ہے تو علماء نے اس کی اجازت دی ہے اور اسے تغیر خلق اللہ کے زمرے میں شامل نہیں مانا ہے، علامہ نوویؒ نے ”الحفلیات للحسن“ کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

”وفیہ إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عیب فی السن أو نحوه فلا بأس“ (شرح صحیح مسلم ۱۴/۳۳۳) (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرام وہ فعل ہے جو طلب حسن کے لئے کیا گیا ہو اور اگر دانت وغیرہ کے علاج یا اس کے عیب کے سبب کیا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

”ویفہم منه أن المذمومة من فعلت ذلك لأجل الحسن فلو احتاجت

إلى ذلك لمداداة مثلاً جاز“ (فتح الباری ۱۰/۴۴۸) (اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مذمت اس عورت کی گئی ہے جس نے یہ عمل بغرض حسن و خوبصورتی کیا ہو، اور اگر اس نے علاج وغیرہ کے لئے کیا ہو تو جائز ہے)۔

اور اگر مرض و عیب کے ازالے کے لئے خود اسی انسان کا جزء استعمال کیا جائے تو اس میں بھی بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی، اور نہ اہانت کا کوئی پہلو ہی ابھرتا ہے، بدائع الصنائع میں ہے: ”ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه“ (بدائع الصنائع ۴/۳۱۶) (انسان کے جزء کو دوبارہ اسی جگہ لگانے میں کوئی اہانت نہیں ہے)۔

۱- پیدائشی عیب کے ازالے کا حکم

اگر کسی انسان میں پیدائشی طور پر ایسا عیب پیدا ہو جائے جو عام طریقہ خلقت سے الگ ہو مثلاً ہونٹ کٹا ہوا ہو، یا ناک ٹیڑھی ہو یا انگلیاں پانچ سے زائد ہوں اور وہ عیب جسمانی طور پر اذیت و تکلیف کا سبب ہو تو اس کا ازالہ درست ہوگا۔

فتح الباری میں ہے:

”ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تولمها فيجوز ذلك“ (فتح الباری ۱۰/۴۵۳) (اور اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس میں ضرر و تکلیف ہوتی ہو جیسے وہ شخص جسے زائد یا لمبا دانت ہو اور وہ کھانے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہو یا زائد انگلی ہو جو اسے اذیت و تکلیف دیتی ہو تو وہ جائز ہے)۔

اسی طرح اگر وہ عیب نفسیاتی طور پر تکلیف و اذیت کا باعث ہو تو اس کے ازالے کی اجازت ہوگی، شیخ عبداللہ ناصر علوان ”تربیۃ الاولاد فی الاسلام“ میں لکھتے ہیں:

ويستثنى من عمليات التجميل ما يسبب الماحسيا أو نفسيا

كاستيصال الزوائد أو اللوزتين أو ما أمر به الشرع كقص الشعر وتقليم

الأطفال و حلق العانة لدفع الحرج عن الناس (ترتیب الاولاد فی الاسلام ۲/۹۶۹)۔

(اور تجملی سرجری سے وہ صورت مستثنی ہوگی جو کسی یا نفسیاتی تکلیف کا باعث ہو جیسے بڑھے ہوئے حصوں یا حلق کی گلٹی یا ان چیزوں کا کاٹنا شریعت نے جس کا حکم دیا ہے مثلاً بال کاٹنا، ناخن تراشنا، موئے زیر ناف بنانا، یہ انسان سے دفع حرج، اور نظافت و جمال ہیئت کے حصول کا سبب ہے)۔

البتہ اس بات کا لحاظ کیا جائے گا کہ اس عمل جراحی سے مریض کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ اس کو اس عیب سے نجات مل جائے گی تو ایسا کرنا درست ہوگا ورنہ نہیں، عالمگیری میں ہے:

”اگر آدمی زائد انگلی یا کسی دوسری چیز کو کاٹنے کا ارادہ کرے تو نصیرؒ نے کہا کہ اگر کاٹنے والے کو اس کی ہلاکت کا ظن غالب ہو تو ایسا نہ کرے، اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس سے نجات مل جائے گی تو وہ یہ کر سکتا ہے“ (عالمگیری ۵/۳۶۰)۔

عالمگیری میں ایک اور جزیہ موجود ہے جو اس پہلو پر روشنی ڈالتا ہے:

”جس شخص کو بڑھا ہوا غدود ہو اور وہ اسے کاٹنا چاہتا ہو تو اگر ہلاکت کا غالب گمان ہو تو ایسا نہ کرے، ورنہ تو کوئی حرج نہیں ہے“۔

۲- حادثاتی عیب کے ازالے کا حکم

اگر کوئی انسان کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو جائے اور اس کے جسم کے کسی حصے میں نقص پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامیہ نے اس کے ازالے کی اجازت دی ہے، خود نبی کریم ﷺ نے عرفجہ بن اسعدؓ کو سونے کی ناک لگانے کا حکم فرمایا جبکہ جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی۔

عن عرفجة بن أسعد قال: ”أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن على فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من

ذہب“ (ترمذی ۳۰۶۱) (عرفجہ بن اسعدؓ سے مروی ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں جنگ کلاب کے اندر میری ناک کٹ گئی، تو میں نے چاندی کی ناک لگائی، پھر اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کا حکم فرمایا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حادثاتی عیوب و نقائص کے ازالے کی اجازت ہے، اور یہاں تک کہ اس سلسلہ میں بوقت ضرورت حرام شی بھی مباح ہو جاتی ہے جیسا کہ یہاں پر سونا مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کا استعمال درست قرار دیا گیا۔ علامہ کا سانی نے تحریر فرمایا:

”اگر کسی کی ناک کٹ گئی، اور اس نے سونے کی ناک لگائی تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے، اس وجہ سے کہ چاندی کی ناک میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، لہذا سونے کا استعمال ضروری ہو گیا اور سونے کی ضرورت کے سبب اس کی حرمت کا اعتبار نہیں کیا گیا“ (بدائع الصنائع ۳/۳۱۶)۔

۳- فطری عیب کے ازالے کا حکم

جب انسان کی عمر بڑھتی ہے تو عمر کے ساتھ جسم میں بہت ساری تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں، چہرے کے خدو خال بدلنے لگتے ہیں، اور اس پر جھریاں پیدا ہونے لگتی ہیں، جو ایک فطری امر ہے، اگر کوئی انسان ان جھریوں کے ازالے کے لئے آپریشن کرتا ہے تو درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ یہ تغیر خلق اللہ کے ساتھ تزویر و تدلیس بھی ہے، جیسا کہ علامہ نوویؒ اپنی شرح مسلم میں ”المفصلات الحسن“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ عمل، بوڑھی اور اس کی ہم سن عورتیں دانتوں کی خوبصورتی اور کم عمر نظر آنے کے لئے کرتی ہیں، اس لئے کہ یہ باریک خلا چھوٹی بچیوں کے دانتوں میں ہوتا ہے، جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے اور اس کا دانت بڑا اور بے ڈھب ہو جاتا ہے تو اسے ریتی سے رگڑ دیتی ہے تاکہ وہ خوبصورت ہو جائے اور اپنے کو کم عمر ظاہر کرے“ (شرح مسلم ۱۳/۳۲۳)۔

مذکورہ تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کے عیوب و نقائص کے ازالے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح اگر چہرے پر پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب ہے مثلاً ناک بہت کھڑی نہیں ہے،

جسے عرف میں نقص نہیں تصور کیا جاتا تو اس کا آپریشن کرنا درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ اس میں نہ جسمانی اذیت ہے اور نہ نفسیاتی، بلکہ حصول حسن و جمال کی محض ایک مذموم کوشش ہے۔

۴۔ مریض کے لئے اس کے کسی حصہ بدن کے استعمال کا حکم

پلاسٹک سرجری کے لئے اگر ایک انسان کے جسم سے گوشت یا چیز وغیرہ لے کر اسی کے دوسرے عیب دار یا مریض عضو کو صحیح کیا جائے تو درست ہوگا، بشرطیکہ اس کا بدل نہ ہو اور ظن غالب ہو کہ اس عمل سے اسے نفع ہوگا۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

انسان کے جسم کے کسی عضو کو اسی کے جسم کی دوسری جگہ پر منتقل کرنا جائز ہے جبکہ اس بات کا یقین ہو کہ اس آپریشن کا متوقع نفع اس کے ضرر سے زیادہ ہو اور اس شرط کے ساتھ کہ یہ عمل کسی عضو مفقود کو بنانے، یا اس کی ہیئت یا اس کے مقررہ عمل کو دوبارہ وجود میں لانے یا کسی عیب کی اصلاح یا ایسی بد صورتی کے ازالے کے لئے کیا گیا ہو جو انسان کے لئے نفسیاتی یا جسمانی اذیت کا باعث ہو (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۵۱۴)۔

امام ابو یوسفؒ نے گرے ہوئے دانت کو دوبارہ اسی جگہ لگانے کو جائز قرار دیا ہے، جس کی علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں دو جہیں ذکر فرمائیں ہیں، ایک یہ کہ ایک منفصل عضو اپنی جگہ پہنچ جانے پر جڑ جاتا ہے، جس کی وجہ سے ایسا کرنا درست ہے، لکھتے ہیں:

وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتئم جائز، كما إذا قطع شيء من عضوه فأعادہ إلى مكانه (بدائع الصنائع ۳/۳۱۶) (جزء منفصل کا اسی جگہ پر دوبارہ لگا دینا کہ جڑ جائے جائز ہے جیسا کہ اگر اس کے عضو کا کوئی حصہ کاٹ دیا جائے پھر اس کو دوبارہ اسی جگہ لگا دیا جائے تو جائز ہے)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں اہانت بھی نہیں ہے:

ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه (بدائع الصنائع ۳/۳۱۶) (انسان کے جزء کے دوبارہ اسی جگہ پر استعمال کرنے میں کوئی اہانت نہیں ہے)۔ ان دونوں وجہوں پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کے کسی جزء کو اسی کے جسم میں کسی دوسری جگہ بغرض علاج استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، اس وجہ سے پلاسٹک سرجری میں بھی دوسرا جزء جڑ جاتا ہے، اس میں حیات لوٹ آتی ہے، اور بسا اوقات اصل و نقل کا فرق مٹ جاتا ہے، نیز اس میں بظاہر اہانت بھی نہیں معلوم ہوتی اس وجہ سے کہ جب ایک عضو کو اسی کی جگہ پر دوبارہ لگانے میں اہانت نہیں ہے، تو پھر دوسری جگہ لگانے میں اہانت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے، جبکہ جڑ جانے کے بعد بدن کا صالح حصہ بن جاتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ایک عضو کو درست کرنے کے لئے دوسرے جزء کو چھیڑنا تو وہ یہاں اس وجہ سے درست قرار دیا جا رہا ہے کہ یہ سب بدرجہ مجبوری ضرورت و حاجت کے پیش نظر کیا جا رہا ہے، چنانچہ اگر طبیب حاذق کسی مریض کے لئے پیشاب و خون پینا اور مردار کھانا تجویز کرے اور اسی میں اس کے لئے شفا بتائے تو اس کے لئے یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا کوئی بدل نہ ہو، عالمگیری میں ہے:

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم إن شفاؤه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (عالمگیری ۵/۳۵۵) (مریض کے لئے خون اور پیشاب کا پینا، اور مردار کا کھانا عللاجاً جائز ہے، جبکہ کوئی مسلم طبیب یہ بتادے کہ اس کے لئے اس میں شفاء ہے، اور کوئی مباح شئی بھی نہیں ہے جو اس کا بدل ہو سکے)۔

۵۔ پلاسٹک سرجری کا حکم

اگر پلاسٹک سرجری بغرض تکمیل و تزئین ہو تو درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ تشبیر خلق اللہ کے زمرے میں داخل ہے، جسے قرآن نے شیطانی امر بتایا ہے: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنِ“

خلق اللہ“ (نساء: ۱۱۹) (اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی)۔
اور ان خواتین پر لعنت کی گئی ہے جو محض خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے تغیر خلق اللہ کا ارتکاب کرتی ہیں:

عن ابن عباسؓ قال: ”لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غیر ۱۵ء“ (رواہ ابوداؤد؛ مشکوٰۃ ۲/ ۳۸۳) (حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بالوں کو ملانے والی اور ملوانے والی، بالوں کو چھننے والی اور چنوانے والی، گودنے والی اور گودوانے والی عورتیں بغیر بیماری کے، ملعون ہیں)۔

اور اگر بوقت ضرورت و حاجت ازالہ عیب و مرض کے لئے ہو تو درست ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ”من غیر داء“ کی قید اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے، نیز علامہ طاہر ٹپٹی اپنی شہرہ آفاق کتاب ”مجمع بحار الانوار“ میں ”المحفظات للحسن“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

”وقوله للحسن يشير إلى أنه لو فعله لعلاج وعيب لا بأس به“ (مجمع بحار الانوار ۴/ ۱۷۴)، (لفظ ”الحسن“ اس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ اگر یہ عمل علاج اور عیب کے سبب کیا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا عرفہ بن اسعدؓ کو سونے کی ناک لگانے کا حکم کرنا، امام ابو یوسفؒ کا سن ساقطہ کو دوبارہ اسی جگہ لگانے کی اجازت دینا اور فقہاء ”لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى“ (عائلیہ ۵/ ۳۶۰) کا بیماری کے سبب ہاتھ کاٹنے کا فتویٰ دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جان کو بچانے، ضرر کو دفع کرنے، عیب و مرض کو زائل کرنے کے لئے ضرورت حاجت کے سبب پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۶۔ معمولی عیب کے ازالے کا حکم

اگر عیب معمولی ہو، عرف میں اسے عیب تصور کیا جاتا ہو، اور اس سے حسی یا نفسیاتی اذیت و تکلیف لاحق ہوتی ہو تو اس کے ازالہ کے لئے بھی عمل جراحی کی اجازت ہوگی۔

۷۔ کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے سرجری کا حکم

اگر کوئی شخص اپنے کو کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ اس میں تدلیس و تزویر اور فریب دہی بھی ہے جس سے روکا گیا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”من غشنا فلیس منا“ (صحیح مسلم ۵۷۱) (جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

عرب میں معمر عورتیں اپنے کو کم عمر نظر آنے کے لئے دانتوں میں کشادگی کرتی تھیں، جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے المستطیجات للحسن کے تحت تحریر فرمایا ہے:

یہ عمل، عمر رسیدہ عورت اپنے کو کم عمر نظر آنے کے لئے کرتی ہے، اس لئے کہ کم عمر بچی کے دانت عموماً نئے اور علاحدہ علاحدہ ہوتے ہیں اور یہ چیز بڑے ہونے پر ختم ہو جاتی ہے (فتح الباری ۱۰/۴۴)۔

اسی طرح اپنے کو خوبصورت ظاہر کرنے کے لئے اس طرح کا عمل کرانا درست نہیں ہوگا، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی میں ہے:

طبرانی نے کہا: عورت کے لئے شوہر یا کسی اور کی خاطر بغرض حسن اپنی خلقت میں کچھ بھی تغیر چاہے کم ہو یا زیادہ جائز نہیں ہے (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵/۲۷۳)۔

۸۔ ظالم یا مظلوم کا اپنی شناخت مٹانے کے لئے سرجری کرانے کا حکم

اگر کوئی ظالم اپنی شناخت مٹانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس میں تغیر خلق اللہ کے ساتھ تدلیس و تزویر بھی ہے، اور اپنی ظالمانہ حرکتوں پر پردہ ڈالنے کی دجل و فریب پر مبنی ایک مجرمانہ کوشش ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من غشنا فلیس منا“ (صحیح مسلم ۵۷۱)۔

اور اگر مظلوم، ظالم کے خوف سے اپنی شناخت مٹانے کی غرض سے سر جری کراتا ہے تب بھی درست نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ مظلوم کے لئے ظالم سے بچنے کی اس کے علاوہ بھی راہیں موجود ہیں، مثلاً عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے، یا معاشرے کے بااثر افراد کا تعاون حاصل کرے، یا ترک وطن کرے یا چھپنے کی مناسب سبیل ڈھونڈے، نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ کی ظالمانہ حرکتوں سے تنگ آ کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا تھا، جس سے دشمن کے خوف سے ترک وطن کی اجازت معلوم ہوتی ہے، علامہ قرطبی نے ”ثانی اثین اذہما فی الغار“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ آدمی دشمن کے خوف سے دین بچا کر بھاگ نکلے اور غاروں میں چھپ رہے اور یہ کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کے سامنے سر نیاز خم کرتے ہوئے اپنے کو دشمن کے حوالہ نہ کرے، اگر اللہ چاہے گا تو اس کو دشمن کے قریب ہونے کے باوجود محفوظ رکھے گا (تفسیر قرطبی ۸/۱۳۳)۔

اسی طرح علامہ موصوف نے ”اذ اوی الفتية إلى الكهف“ کی تفسیر میں بھی تحریر فرمایا ہے:

”هذه الآية صريحة في الفرار بالدين وهجر الأهل والبنين والقربات والأصدقاء والأوطان والأموال خوف الفتنة وما يلقاه الإنسان من المحنة“ (تفسیر قرطبی ۱۰/۳۱۳) (یہ آیت اس سلسلہ میں صریح ہے کہ آدمی فتنہ اور پیش آمدہ آزمائش کے خوف سے دین بچا کر نکل بھاگے، اور بیوی بچوں، رشتہ داروں، دوستوں اور اموال و اوطان کو خیر باد کہہ دے)۔

پھر اگر سر جری کے ذریعہ اپنی صورت بدل ڈالی تب بھی یہ یقینی نہیں ہے کہ ظالم کو اس کی خبر نہیں ہو سکے گی، اس لئے ایک غیر یقینی امر کے لئے اس کا بدل موجود ہے، ایسا عمل کرنا کیسے درست ہوگا۔

پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف

مولانا محمد ارشد مدنی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے، مثلاً اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کی بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، اس قسم کے عیب کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا از روئے شرع درست و جائز ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد علاج و معالجہ ہو۔ اس مقصد کے تحت پلاسٹک سرجری کے جواز کی چند وجوہات ہیں:

الف- علاج و معالجہ کے مقصد سے انسان پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو یہ انسانی حاجت کے قبیل سے ہے، اور مشہور فقہی قاعدہ: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت، أو خاصة (الاشباہ والنظائر، زین العابدین بن نجیم/ ۱۱۴، الاشباہ والنظائر، جلال الدین عبدالرحمن السیوطی/ ۸۸) کے تحت جائز ہے۔

ب- مذکورہ بالا عیوب کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کرنا اگرچہ ایسی انسانی حاجت و ضرورت نہیں کہ جس کی موجودگی سے انسان کو بہت بڑا ضرر لاحق ہوتا ہو، مگر کمتر درجہ کی حاجت کے تحت بھی ایسا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ غزوہ احد میں ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا جس سے ان کی آنکھ حلقہ سے باہر نکل آئی، انہوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ میں عورت سے بے حد محبت کرتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری اس حالت کو دیکھ کر مجھے ناپسند کرے گی۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو اس پر صبر کرو، اس کے بدلے

☆ نائب رئیس جامعہ ابن تیمیہ، مدظلہ السلام، بہار، و مدیر اعلیٰ ماہنامہ مجلہ طوبی۔

میں تم کو جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ): ”إِنَّ الْجَنَّةَ لَجَزَاءٌ جَزِيلٌ وَعَطَاءٌ جَلِيلٌ وَإِنِّي مَغْرَمٌ بِحُبِّ النِّسَاءِ وَأَخَافُ أَنْ يَقْلُنَّ: أَعُورُ فَلَا يَرُدْنِي، وَلَكِنْ تَرُدُّهَا وَتَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى لِيَ الْجَنَّةِ، فَرُدُّهَا وَدَعَا لِيَ بِالْجَنَّةِ“ (بلاشبہ جنت بہترین بدلہ اور عظیم عطیہ ہے، لیکن میں عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھیگا کہیں گی اور مجھے ناپسند کرنے لگیں گی، اس لئے آپ اسے اس کی جگہ لوٹا دیں اور جنت کے لئے دعا بھی فرما دیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور جنت کے لئے دعا بھی فرمادی) (السیرة الخلیفہ: ۲/۲۵۲)۔

اس حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایسی انسانی حاجت و ضرورت جس سے بہت بڑے ضرر کا اندیشہ نہ ہو، اس کے لئے بھی آپریشن کرایا جاسکتا ہے۔
ج۔ اس نوع کے عیوب کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرنا تغیر خلقت کے دائرہ میں نہیں آتا جواز روئے شرع حرام ہے، کیونکہ اس کا مقصد صرف اور صرف ازالہ ضرر ہوتا ہے، یہ اور بات ہے کہ اس کے زیر اثر تجمل و تحسین آجاتی ہے، مگر چوں کہ مقصد ازالہ ضرر ہوتا ہے، اس بناء پر کوئی حرج نہیں۔

۲۔ جو عیب پیدائشی طور پر نہیں ہوتا، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، تو اس کے علاج کے لئے آپریشن کرنا بدرجہ اولیٰ درست و جائز ہے، کیونکہ مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں جب پیدائشی طور پر پائے جانے والے عیوب کو بذریعہ آپریشن دور کیا جاسکتا ہے، تو بعد میں پیدا ہونے والے عیوب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرانے میں کیا حرج ہو سکتا ہے، اس لئے اس صورت میں نہ تو یہ کام تغیر خلقت کے تحت آئے گا اور نہ ہی اضافی تجمل و تحسین کے تحت جو شریعت میں جائز نہیں، نیز چند احادیث سے بھی اس کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

پہلی حدیث: قتادہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت ہے۔

دوسری حدیث: عبدالرحمن بن طرفہ کا بیان ہے: ”ان جدہ عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه، فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب“ (ان کے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی جس میں بوبیہدا ہو گئی تو رسول کریم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا) (سنن کبریٰ، حدیث نمبر: ۹۳۶۳، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۲۶۲، جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۷۰، امام ترمذی نے اس حدیث کو ”حسن غریب“ کہا ہے)۔

تیسری حدیث: رافع بن مالک کی روایت ہے: ”رمت بسهم يوم بدر ففقت عيني، فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعالي، فما آذاني منها شيء“ (غزوہ بدر میں مجھے ایک تیرا یا لگا کہ میں بھینگا ہو گیا، چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس میں تھوک لگا دیا اور میرے لئے دعا فرمائی تو اس سے کچھ بھی تکلیف نہ پہنچی) (السيرة النبوية لابن كثير: ۴/۲۸۸)۔

مذکورہ بالا روایتوں سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایسا عیب جو پیدائشی طور پر نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، تو آپریشن کے ذریعہ اس کو دور کیا جاسکتا ہے۔

۳- عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جائیں، تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق ان چیزوں سے نہیں ہے جو حاجات کے قبیل سے ہیں، نیز اس سے تغیر خلقت لازم آتی ہے اور یہ ایک عبث و بے کار کام ہے، جس کو انسان اپنی خواہش نفس کی پیروی میں انجام دے دیتا ہے، اس کی حرمت پر قرآن کریم کی آیت: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فليغيرن خلق الله“ (النساء: ۱۱۹) (اور میں انہیں حکم دوں گا پس وہ اللہ کی تخلیق کو بدلیں گے) اور حدیث رسول ﷺ: ”عن عبد الله بن مسعود (رضی اللہ عنہ) قال: سمعت رسول الله ﷺ يلعن المتمصصات، والمتفليجات للحسن، واللاتي يغيرن خلق الله“ (بخاری، کتاب اللباس، باب المتمصصات: ۴/۴۳، مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والمستوصمة: ۱۰۶/۱۳) واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔

اور جہاں تک مسئلہ ہے کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا، تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق ان عیبوں سے ہے، جن سے انسان کو ذہنی تکلیف ہوتی ہے، لہذا اس کو حاجت و ضرورت قرار دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۴- جب ایسی ضرورت پڑ جائے کہ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو اس میں از روئے شرع کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وقد فصل لکم ما حرم علیکم إلا ما اضطررتم إلیہ“ (الانعام/۱۱۹) (اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اس کی تفصیل بیان کر دیا ہے، إلا یہ کہ تم کسی کام کے کرنے پر مجبور ہو جاؤ)۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی بھی طرح کی پلاسٹک سرجری جائز ہے، اس کے جواز پر مذکورہ آیت (الانعام/۱۱۹) کے علاوہ حدیث: ”إن عرفة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه، فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب“ اور دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۶- جن دلیلوں سے پلاسٹک سرجری کے جواز کا پتہ ہے، ان میں عیوب کی کمی و بیشی کے مابین کوئی فرق کرنے کی بات سمجھ میں نہیں آتی، لہذا معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لئے بھی ایسے اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔

۷- انسان اگر اس مقصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کرتا ہے کہ وہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو اس مقصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی، اس لئے کہ اس سے تدلیس اور دھوکہ دہی لازم آتی ہے، اور یہ شیء بالاتفاق حرام ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں ایسی چیز کا اختیار کرنا مردوں و عورتوں

دونوں پر حرام ہے، جس سے دونوں ایک دوسرے سے دھوکہ کھا سکتے ہوں اور جب بعد میں حقیقت واضح ہو جائے تو اختلاف و انشقاق کا سبب بنے۔

اسلام کے شروع زمانے میں عورتیں اپنی عمر کم ظاہر کرنے کے لئے اپنے دانتوں کے مابین شکاف کرا لیتی تھیں جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین (۳۷۳/۶) میں ہے: ”وقد كانت النساء تفلج أسنانها لتبدو صغيرة السن“ لہذا شریعت اسلامیہ نے اس سے منع کر دیا، چنانچہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”قال شيخنا عبد الوهاب بن المبارك الأنماطي: إذا أخذت المرأة الشعر من وجهها لأجل زوجها بعد رؤيته إياها، فلا بأس به، وإنما يذم إذا فعلته قبل أن يراها، لأن فيه تدليسا“ (أحكام النساء ۲۳۱) (شیخ عبد الوهاب بن مبارک الانماطی کا فرمان ہے کہ جب عورت اپنے چہرے کا بال اکھاڑے اپنے شوہر کے لئے ان کے دیکھ لینے کے بعد، تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر یہ کام ان کے دیکھنے سے قبل انجام پائے تو یہ قابل مذمت ہے، اس لئے کہ اس میں تدلیس کاری ہے)۔

مذکورہ تصریحات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اچھے رشتہ کی خاطر بغرض تجمل اور کم عمر ظاہر کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو چوں کہ اس میں تدلیس کاری اور دھوکہ دہی پائی جاتی ہے، لہذا ایسے مقصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں ہے۔

۸۔ کسی مجرم کے لئے جائز نہیں کہ وہ پلاسٹک سرجری کرا کر اپنے جرم پر پردہ ڈالے،

ایسا کرنے کے جواز کا فتویٰ دینے پر مجرم کا جرم پر تعاون کرنا لازم آئے گا اور یہ شریعت میں حرام ہے، قرآن کی آیت: ”ولا تعاونوا على الإثم والعدوان“ اس کی واضح دلیل ہے، البتہ مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ لاحق ہو تو اپنے آپ کو چھپانے اور ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کو اضطراری حالت پر محمول کیا جائے گا۔

آئینہ شریعت میں پلاسٹک سرجری کی تصویر

مولانا محمد ارشد فاروقی

پلاسٹک سرجری

آپریشن و سرجری کی انتہائی ترقی یافتہ و حیرت انگیز قسمیں دنیائے طب و علاج میں پائی جاتی ہیں جو مزید ارتقائی ادوار طے کر رہی ہیں ان میں نمایاں ترین قسم ”پلاسٹک سرجری“ ہے۔ یوں تو پلاسٹک سرجری کی تاریخ بہت قدیم بتائی جاتی ہے لیکن موجودہ دور میں یہ فن بام عروج کو پہنچ گیا ہے۔

مورخین کا خیال ہے کہ مصری ڈاکٹروں کو اس فن میں اولیت کا درجہ حاصل ہے، چنانچہ تین ہزار سال قبل چہرے سے متعلق جراحی کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے نمبر پر اس میں ہندوستان کا نام لیا جاتا ہے۔

ولیدۃ العصر

پلاسٹک سرجری کا شمار ان نئے مسائل میں ہوتا ہے جس کا حکم قدیم فقہاء کی عبارتوں میں صراحتہً موجود نہیں، اسی لئے امام شاطبی فرماتے ہیں:

ہر زمانے میں نئے مسائل بہ کثرت پیش آتے ہیں اور فقہی ذخیرہ محدود ہے، دلائل محدود ہیں، اس لئے ان دلائل میں غور و فکر اور قوت اجتہادی کے ذریعہ نئے مسئلے کا حل پیش کیا

جائے گا، یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے نئے مسائل پیش آئیں جن کے احکام صراحتاً بیان نہ کئے گئے ہوں اور فقہاء کرام نے بھی ان کے شرعی حکم کو بیان نہ کیا ہو ایسی صورت میں یا تو لوگوں کو ان کی رائے پر آزاد چھوڑ دیا جائے یا شرعی ضابطے سے آزاد ہو کر سوچا جائے، یہ دونوں باتیں اتباع نفس اور فساد پر موقوف ہیں، ایسے وقت میں معاصر علماء ضابطہ شریعت کے مطابق غور و فکر کے بعد حل پیش کریں گے، یہ ایک اصولی بحث ہے (الموافقات ۳۸/۵)، پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام بیان کرنے کے لئے علماء نے انفرادی فتاویٰ عالم اسلام کے مختلف علمی و فقہی مراکز سے جاری کیا اور اجتماعی طور پر پبلشیشیاں فقہی سمینار کی ایک نشست میں تبادلہ خیال بھی ہوا۔

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار خاصاً وسیع ہے۔

تعریف: پلاسٹک سرجری کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

”جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة أو وظيفة إذا ما طرأ عليه نقص، أو تلف، أو تشوه“ (الموسوعة الطبية الحديثة لمجموعة الأطباء ۹۸۲/۵)۔

انسان کے ظاہری جسم کے کسی حصے کو خوش نمایاں پیدا ہونے والی کسی کمی کے ازالے اور نقصان کی تلافی کے لئے سرجری کرنا۔

پلاسٹک سرجری کے مقاصد

پلاسٹک سرجری کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں جن کو دو مقاصد احاطہ کرتے ہیں، (۱) علاج و معالجہ، (۲) مطلوبہ معیاری خوبصورتی و جمال کے حصول کے لئے۔

پہلا مقصد: علاج و معالجہ کے لئے پلاسٹک سرجری

اس کے تحت ایسی خرابی کے ازالے کے لئے علاج کیا جاتا ہے جو ناگزیر ہوتا ہے، جیسے حادثات کے نتیجے میں انسانی جسم کو پہنچنے والے نقصانات جلنے کی وجہ سے پیدا شدہ خرابیاں،

تیسری ڈگری تک جلے جھلسے حصہ جسم، عضو خاص کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے، مثانہ کے ناکارہ پن کے ازالہ کے لئے، پیدائشی طور پر موجود خرابیوں جیسے چھ یا زائد انگلیوں کا ہونا یا ہونٹ، پھٹے کٹے ہونا یا اور کسی عضو زائد کا ہونا یا جڑواں بچوں کا باہم جڑا ہونا، یا کسی عضو کی کارکردگی بڑھانے جیسے آنکھ کے آپریشن، بینائی کے حصول اور احوال دور کرنے کے لئے ان مقاصد کے لئے پلاسٹک سرجری کو بنیادی مقاصد کے حصول کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

علاج کے طور پر پلاسٹک سرجری کی ضرورت دو مواقع کی مختلف صورتوں کو اپنے دائرہ کار میں لئے ہوئے ہے: (۱) پیدائشی عیوب، (۲) چانک پیدا ہو جانے والے عیوب۔

دوسرا مقصد: اضافی حسن

پلاسٹک سرجری اضافی حسن و جمال کے حصول کے لئے بھی کرائی جاتی ہے کہ جسم ظاہری خلقی عیوب سے پاک ہے حادثاتی نقائص سے بھی محفوظ ہے لیکن معاشرے کے افراد کے مقابلے میں یہ فرد خود کو خوبصورت نہیں پاتا، اس طرح پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنی شخصیت کو خوبصورت و حسین جاذب نظر بنانا چاہتا ہے، جوانی لوٹانے کا خیال کرتا ہے۔

اس مقصد کی صورتوں کو دوزمروں میں رکھا جاسکتا ہے:

۱۔ شکل و صورت سے متعلق کہ مقصد اچھی صورت و شکل اور ظاہری جمال ہونے بڑے مرد و عورت اس باب میں یکساں ضرور ہیں لیکن عورتوں کا رجحان اسے اختیار کرنے میں مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے (الموسمۃ الطبیۃ الحدیثہ ۳/ ۳۵۳-۳۵۵)۔

☆ گنجا پن کے ازالے کے لئے بالوں کی پیوند کاری یا لیزر کے ذریعہ بالوں کا صاف کرنا۔

☆ پلکوں کی جدید کاری، بڑی ناک یا چھوٹی ناک کو موزوں شکل دینا۔

☆ ہونٹ کو گلاب کی پنکھڑی جیسا بنانا، کان کو خوبصورت شکل دینا۔

☆ اسی پہلو سے متعلق ٹھوڑی، پستان، پیٹ کے نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک

سرجری کی خدمات کا حصول ہے۔ ٹھوڑی چھوٹی ہو تو بڑی کی جائے، بڑی ہو تو حد اعتدال تک چھوٹی کی جائے، پیٹ بڑھ جائے تو چربی و چکنائٹ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کر کے موزوں حالت پر لایا جائے۔

۲- بڑھاپے کے آثار ختم کرنے اور جواں سال دکھائی دینے کے لئے:

- ☆ چہرے کی جھریوں کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کر کے جواں چہرہ بنانا، گردن کے ارد گرد بڑھاپے کی وجہ سے ڈھیلے پڑ جانے والے جلدی نظام کو چست بنانا۔
- ☆ بازوؤں، کولہوں کے عقبی و قد امی مناظر کو درست و خوشنما بنانا۔
- ☆ پلکوں میں پائے جانے والے بڑھاپے کے نشانات کو دور کرنا۔

پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام

”الأمور بمقاصدها“ کے تحت پلاسٹک سرجری کے شرعی احکامات متعین کئے جائیں گے، اس اعتبار سے پلاسٹک سرجری کے کئی مقاصد ہوتے ہیں:

- ۱- علاج و معالجہ۔
- ۲- اصل مقصد علاج جزوی مقصد تحسین۔
- ۳- تدلیس و تغیر۔
- ۴- اضافی تحسین و تجمل۔

۱- ناگزیر علاج و معالجہ

انسانی جسم میں ایسی خرابی کے دور کرنے کے لئے سرجری کی جائے جس کا دور کرنا ناگزیر ہو جس کے وجود سے بڑے ضرر کا اندیشہ ہو جیسے تیسری ڈگری تک جلے ہوئے جسم کے حصہ پر نئی جلد کی پیوند کاری کرنا، عینین کا ایسا علاج جو از دوا جی زندگی کو کامیاب بنائے، یا ناکارہ مشانہ کو پیٹ کی باطنی جلد سے تیار کرنا یا اکیڈنٹ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جسمانی نقائص کا ازالہ

کرنا۔

ان صورتوں میں پلاسٹک سرجری کو بطور علاج اپنانے میں کوئی شبہ نہیں بلکہ مطلوب

وواجب ہے۔

۱- عن عبد اللہ بن مسعودؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: "ما أنزل الله داء

إلا وأنزل له دواء جهله من جهله وعلمه من علمه" (مسند احمد) (عبد اللہ بن مسعودؓ نے

بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں رکھی جس کا علاج بھی موجود

نہ ہو کسی کو پتہ چل جاتا ہے، کوئی ناواقف رہتا ہے)۔

پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ایسی خرابی کا علاج جس کا ضرر حیات و موت کی کشش میں نہ

ڈالتا ہو زندگی کی گاڑی بدون علاج بھی چل سکتی ہو، البتہ اس کے باعث نفسیاتی کشش کا شکار ہو

جیسے کئے ہوئے ہونٹ پیدا انشی طور پر یا کسی حادثہ کے نتیجہ میں اضافی انگلی، کان، ناک میں خارجی

نقص جو شبہ بگاڑتے ہوں دیکھنے میں اچھا نہ لگتا ہو۔

ایسی خرابیوں کے ازالے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز ہوگی، جس کے دلائل مندرجہ

ذیل ہیں:

”قنادہؓ نے بیان کیا میں احد کے موقع سے اپنے چہرے کو سامنے کر کے رسول

اللہ ﷺ کے چہرہ انور سے تیروں کو روک رہا تھا کہ ایک تیرا یا لگا کہ میری آنکھ حلقہ سے باہر نکل

گئی، میں نے اسے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے محبت

کرتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ اب وہ مجھے ناپسند کرے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم صبر سے

کام لو گے تو جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اسے (آنکھ) لوٹا دیتا ہوں اور اللہ سے تمہارے لئے

دعا کرتا ہوں، اس پر انہوں نے کہا: یا رسول اللہ جنت بہترین بدلہ ہے، لیکن میں ایک خاتون کی

محبت میں گرفتار ہوں، مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے بھینگا کہے، اس لئے آپ ﷺ اسے اس کی جگہ

لوٹا دیں اور جنت کے لئے بھی دعا کر دیں تو آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا اور جنت کے حصول

کے لئے دعا فرمائی۔“

۲- عن رافع بن مالک قال: ”لما كان يوم بدر تجمع الناس على أبي بن خلف فأقبلت إليه فنظرت إلى قطعة من درعه قد انقطعت عن تحت إبطه قال: فطعنت بالسيف فيها طعنة، ورميت بسهم يوم بدر ففقت عيني، فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعا لي فما آذاني منها شيء“ (السيرۃ النبویہ لابن کثیر ۴/۲۷۲) (رافع بن مالکؓ نے بیان کیا کہ بدر کے دن کچھ لوگوں نے ابی بن خلف کا پیچھا کیا، میں بھی اس کی جانب بڑھا، اس کی زرہ میں بغل کے نیچے مجھے شگاف نظر آیا تو میں نے وہاں تلوار ماری، اس موقع سے ایک تیر مجھے ایسا لگا کہ میں بھیگا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب دہن لگایا اور میرے لئے دعا فرمائی تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا)۔

۳- عن عبد الرحمن بن طرفة ”أن جده عرفجة بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب“ (سنن ترمذی: ۱۳۷۱) (عبد الرحمن بن طرفة نے بیان کیا کہ ان کے دادا عرفجہ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

ان روایات میں نقص کی جو صورتیں پیش آئیں وہ ایسی تو نہیں تھیں جن سے شدید ضرر پہنچتا ہو، اسی لئے حضور ﷺ نے برداشت و صبر کا مشورہ دیا، لیکن قادہؓ نے عیب کی وجہ سے مطلوبہ خاتون کے متغیر ہو جانے کا عذر پیش کیا اور رافع کی آنکھ کے بھیجا پن کو آپ ﷺ نے خود دور فرمایا، عرفجہؓ کو مصنوعی ناک لگانے کی اجازت دی۔

۱- انسانی جسم کو لاحق وہ تمام خرابیاں جن سے بڑا ضرر تو نہیں پہنچتا لیکن انسانی نفسیاتی اذیت کا شکار رہتا ہے ان کا ازالہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہوگا، جیسے چہرہ چمک، یا زخم کے نتیجے میں داغدار ہو کر بد نما ہوں، تیزاب یا زخم کے نشانات پڑ جائیں، یا کسی خاتون کے پرستان

کینسر کی وجہ سے نکال دیئے جائیں تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کسی خاتون کے پستان قدرتی طور پر اس قدر چھوٹے ہوں کہ جاذبیت کے باعث نہ ہوں یا اس قدر بڑے ہوں کہ خاتون کے لئے مشکلات درپیش ہوں تو ان دونوں صورتوں میں بڑے کرنے یا چھوٹے کرنے اور معتدل بنانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی یا مصنوعی پستان کی پیوندکاری پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہوگی۔

ان تمام صورتوں میں فقہی اصول ”الضرورة تقدر بقدر الضرورة“، ”الضرر يزال“، ”الضرورات تبیح المحظورات“، کا خیال رکھا جائے (الاشباہ والنظائر لابن نجيم ولسيوطي، قواعد الفقہ العظیم الاحسان)۔

۲- البتہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ شناخت کی تبدیلی، انگوٹھے کے نشانات کو تبدیل کرائے، آنکھ (وسمة العين) کے مخصوص نشان کو بدلنا تاکہ شناخت چھپ جائے، قانون کی گرفت سے بچ سکے، یا عمر چھپانے اور شادی کے لئے کم عمر پیش کرنے کے لئے اقدام کرنا ان صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرنا شرعی ضوابط کی روشنی میں درست نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان بہت مشہور ہے: ”من غشنا فليس منا“ (صحیح مسلم کتاب الایمان) ان مقاصد کے لئے پلاسٹک سرجری میں غش و تدلیس پائی جا رہی ہے۔

لیکن ایسا شخص جو کسی ظالم کے ظلم کا شکار ہو اور خائف ہو کہ اگر وہ اس کی گرفت میں آگیا تو شدید خطرات کا شکار ہوگا یا جان کے تلف ہونے کا غالب گمان اس صورت میں ہو تو اسے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنی شناخت گم کرنے کی اجازت ہونی چاہئے (الضرر يزال، الضرورات تبیح المحظورات)۔

اسی طرح کسی خاتون کی شرم گاہ کے عیب کو درست کرنے یا کسی مرد کے عضو تناسل کو کارگر بنانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی خدمات حاصل کی جائیں تو علاج کے طور پر درست ہے۔

۳- اضافی تحسین و تجمیل اور پلاسٹک سرجری

پلاسٹک سرجری کا بنیادی مقصد علاج و معالجہ کے بجائے محض اضافی تحسین و تجمیل ہو، خوبصورتی میں اضافہ ہو جیسے ناک کچھ کٹی ہو یا بڑی اسے معیار حسن پر اتارنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائی جائے، یا ہونٹ موٹے ہوں اسے گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح بنائے جانے کے لئے پلاسٹک سرجری کا سہارا لیا جائے، یا پستان اشعار میں بیان کردہ مشبہ بہ کے مطابق تراشے جائیں۔

اضافی تحسین و تجمیل کے مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کو فقہاء ممنوع قرار دیتے ہیں، جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- عن عبد اللہ قال: "لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغيرات خلق اللہ" (صحیح البخاری ۵۸۱۱) (عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے گودنے والی گودوانے والی، بھنوں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔

۲- "وَلَا مَرْغَبٌ لِّمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ" (النساء: ۱۱۹) (میرے کہنے پر وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے)۔

البتہ یہ آیت انتہائی عمومی نوعیت کی ہے، اس میں موجود لفظ "تغییر" کا معنی مرادی متعین کرنے میں مفسرین کے یہاں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، صاحب جلالین اور رازی نے اس سے مراد دین کو کفر سے بدلنے اور حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنا قرار دیا ہے (تفسیر جلالین: ۱۲۸، تفسیر رازی ۲۲۰)۔

آیت کریمہ میں تغیر، اور حدیث میں "وشم"، "نمض"، "وصل"، "تقلیع"، کو ممنوع یا

موجب لعنت قرار دیا گیا اور وجہ "للحسن" قرار دی گئی کہ گودوانا گودنا بھنوں کے بال نکالنا

دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنا حسن میں اضافے کے مقصد سے ممنوع قرار دیا گیا، جس میں واضح دلیل موجود ہے کہ علاج کے مقصد سے ممنوع نہیں۔

فتاویٰ کی روشنی میں پلاسٹک سرجری

۱- الفتاویٰ الشرعیہ فی المسائل العصریہ من ”فتاویٰ علماء البلد الحرام“ میں ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے:

سوال: ما حکم جراحة التجميل وهي القيام بعملية يمكن بها صرف المريض عن عامة معينه، وقد يغیر الطیب من بعض المواصفات الخلقية للمريض؟ وهل هذا تغییر لخلق الله؟ (پلاسٹک سرجری کا حکم کیا ہے؟ جس کے ذریعہ مریض کو جسمانی نقائص پہنچنے والی خرابیوں سے نجات دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں بعض نمایاں تبدیلیاں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں)۔

جواب: يجوز إجراء العملية المذكورة ولا يعد تغييراً لخلق الله (اس طرح کی پلاسٹک سرجری درست ہے اس کا شمار تغییر خلق اللہ میں نہیں ہوگا) (اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء من کتاب الفتاویٰ المتعلقة بالطب ۲۵۸، فتاویٰ علماء البلد الحرام ۱۶۹۱)۔
دوسرا سوال ذرا تفصیلی ہے:

إذا كان الأنف كبيراً وضخماً: هل يجوز إجراء عملية لتجميله بحيث يصبح مناسباً للوجه (اگر ناک زیادہ بڑی و موٹی ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست و موزوں کرائی جاسکتی ہے)۔

ج: القاعدة في هذه الأمور أن العملية لإزالة العيب جائزة، والعملية للتجميل غير جائزة، ودليل ذلك: أن النبي ﷺ لعن المتفلجات في أسنانهن من أجل تجميل السن، ولكنه أن لأحد الصحابة لما أصيبت أنفه وقطع، أجاز

أن يتخذ أنفا من ذهب، فالقاعدة: أن ما كان لإزالة عيب فهو جائز، وما كان لزيادة التجميل فهو ليس بجائز، فمثلا لو كان الأنف أعوج وأجرى عملية لتعديله فلا بأس، لأن هذا إزالة عيب، أو كانت العين حولاء فأجرى عملية لتعديلها فلا بأس لأنه إزالة عيب.

هذا الأنف إذا كان كبيره يعتبر عيبا فهذا عيب ولا بأس بإجراء عملية، أما إذا كان فيه كبر وتصغيره يكون أجمل فإن هذا يعتبر تجميلا، فهو كالتفليج لا يجوز (ابن عثيمين: فتاوى علماء جلد الحرام: ۱۶۹۱)۔

(پلاسٹک سرجری کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر عیب دور کرنے کے لئے کرائی جائے تو جائز ہے، اور اگر اضافی تھمین و تھمیل کے لئے اگر کرائی جائے تو ناجائز، جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی ممانعت ہے، آپ ﷺ نے ان خواتین کو جو آرائش کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کراتی تھیں موجب لعنت بتایا ہے جبکہ ایک صحابی کو جن کی ناک کٹ گئی تھی سونے کی ناک لگانے کی ہدایت دی۔ اس کی روشنی میں یہ ضابطہ طے پایا کہ جو پلاسٹک سرجری عیب دور کرنے کے لئے ہو وہ جائز ہے اور جو صرف حسن و جمال کی خاطر ہو وہ ناجائز ہے، بطور مثال اگر ناک میڑھی ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ سرجری عیب کے ازالہ کے لئے کی گئی۔

اسی طرح اگر آنکھ بھینگا پن کی شکار ہو تو درست کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہوگی۔

صورت مسئلہ میں اگر ناک کی لمبائی عیب کی حد تک پہنچی ہوئی ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ٹھیک کی جاسکتی ہے، اور اگر صرف خوبصورتی مقصود ہو تو نہیں، کیونکہ اس کا شمار تفلج میں ہوگا جو ناجائز ہے) تفلج (خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرانا) حدیث میں موجب لعنت بتایا گیا ہے۔

سوالات کے جوابات

۱- ایسا عیب جس کی وجہ سے انسان بد ہیئت نظر آئے، پیدائشی طور پر ہو جیسے ہونٹ کا کٹنا ہونا، ناک ٹیڑھی ہونا، ہاتھ میں یا پاؤں میں چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ۔

ان عیوب کے ازالے کے لئے پلاسٹک سرجری کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے، ان عیوب کی وجہ سے انسان نفسیاتی کشمکش کا شکار رہتا ہے، ایک طرح کی بیماری ہے اور بیماری کا علاج ان نصوص کی بنیاد پر جو جواز علاج کے سلسلہ میں ہے درست ہے: لکل داء دواء، اور تداءوا و عمومی نصوص میں۔

۲- قنادر اور عرفہ اور رفع کی آنکھ درست کرنے، ناک سونے کی نصب کرانے کا مشورہ۔
حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جانے والے عیوب کا علاج بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ کرنا درست ہے، علاج کی بعض صورتیں ”ضرورت“ میں تو کچھ ”حاجت“ میں داخل ہوں گی۔

۳- الف- زیادتی عمر کی وجہ سے چہرے پر پڑی جھریاں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست کرانا اور چہرے کے منظر کو خوش منظر بنانے کی نیت اگر دھوکہ و تدلیس نہ ہو بلکہ زوجین کے درمیان خوشگوار زندگی گزارنا ایک دوسرے کے مطالبے پر ہو تو راقم کا رجحان جواز کا ہے، اس رجحان کو اس صورت میں مزید تقویت ملے گی جب اعلاء کلمۃ اللہ و خدمۃ اسلام کی خاطر شکل و شبیہ کو قوی و توانا رکھنا مقصود ہو۔

ب- ناک اگر اس قدر چھوٹی ہے کہ عام فطری نظام کے خلاف ہے یا اس قدر بڑی ہے جو عجیب الخلقیت کے زمرے میں آئے تو ان دونوں صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے، کیونکہ ایسا شخص معاشرہ میں خود کو احساس کمتری کا شکار پانے کی وجہ سے نفسیاتی کشمکش کا مریض بن سکتا ہے، اس لئے الضرر یزال کے تحت و دیگر دلائل کی روشنی میں جواز کی رائے اختیار کی جائے۔

ج۔ ناک چھوٹی یا بڑی ہو لیکن عجیب الخلقیت کے دائرہ میں نہ آئے بلکہ معیار حسن کو نہ پائے تو اس صورت میں پلاسٹک سرجری کا استعمال درست نہیں کہ نہ حاجت پائی جا رہی ہے نہ ضرورت۔

د۔ اس نوعیت کے دیگر عیوب دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کے احکام تفصیلی مقالے میں رقم ہیں، جیسے کسی خاتون کا پستان حد اعتدال سے بہت چھوٹا یا بہت بڑا ہو اور باعث اذیت ہو تو پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۴۔ کسی انسان کے جسم کا گوشت، جلد، ہڈی یا کوئی دوسرا جزا سی کے جسم میں لگایا جائے بیماری کے ازالے کے لئے تو مرض کی سنگینی کے لحاظ سے حکم ہوگا۔
الف۔ یہی علاج متعین ہو تو درست ہے۔

ب۔ جان بچانا مقصود ہو تو واجب ہوگا۔
ج۔ چہرے کے دھبے گہرے نشانات جلنے کے اثرات کے خاتمہ کے لئے مباح ہے۔
۵۔ جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری کا کیا حکم ہوگا۔

اس سوال کے جواب کے لئے مقالے کا مطالعہ کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ چار صورتیں پیش کی گئی ہیں:

الف۔ علاج و معالجہ کے مقاصد کے لئے درست۔
ب۔ اصل مقصد علاج جزوی مقصد تحسین کے لئے درست۔
ج۔ تدلیس و خداع کے لئے ناجائز و ممنوع۔
د۔ اضافی تحسین و تکمیل تدلیس و خداع سے خالی ہو تو مباح بشرطیکہ دیگر موانع موجود نہ ہوں۔

۶۔ اس کا جواب سوال ۲ کی شق ج میں اور مقالے میں ملاحظہ کیا جائے۔

۷۔ کم عمر دکھانے، خوبصورت نظر آنے اور پھر رشتہ لگ سکنے کی نیت سے پلاسٹک سرجری کرانا ناجائز ہے، اس لئے کہ دوسرے فریق کو دھوکہ دفریب میں مبتلا کرنا ہے جو ممنوع ہے۔

۸۔ الف۔ اگر مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتا ہے تاکہ عدالت اور محکمہ جرائم سے بچ سکے تو پلاسٹک سرجری ناجائز ہے اگر سرجن کو اس کا مقصد معلوم ہو تو اس کے لئے سرجری کا عمل درست نہ ہوگا، مجرم کو چھپانا خلاف قانون ہے۔
ب۔ اگر کسی ظالم کے ظلم سے بچنا سوائے پلاسٹک سرجری کے ممکن نہ ہو تو المصنوع یزال کے پیش نظر اجازت ہوگی۔

پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام

مفتی نذیر احمد کشمیری ☆

جدید میڈیکل سائنس نے انسانی صحت کی بقاء اور جسم انسانی کو لاحق ہونے والے امراض کے لیے جو محیر العقول علاج دریافت کئے ہیں وہ بلاشبہ انسان کی محنت اور تحقیقات کے بام عروج تک پہنچنے کا ایک شاہکار ہے۔

پلاسٹک سرجری بھی اپنی آج ترقیاتی عجائب کاریوں کے ساتھ اسی تحقیقاتی سرگرمیوں کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ پچھلی تاریخ میں جلے ہوئے جسم کی بگڑی ہوئی ہیئت اور ہیئت ناک شکل کو بدلنے کا کوئی امکان ہی نہ تھا، مگر آج اس بگڑی ہوئی ہیئت کو قابل قبول بنانے کے لیے پلاسٹک سرجری کے وسائل نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔

اب جب طبی دنیا میں پلاسٹک سرجری روز افزوں ترقی پر ہے تو اس کے شرعی احکام کا بیان کرنا آج کے محقق عماء اور بالغ نظر فقہاء کا دینی فریضہ ہے۔ پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام بیان کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ شریعت اسلامیہ کے چند اصول و عمومی احکام ملحوظ رکھے جائیں۔ تاکہ بیان حکم میں ابتداء ہی سے حدود شریعت کا پاس و لحاظ رہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل و صورت کی تخلیق میں تو حد کے ساتھ تنوع بھی رکھا ہے چنانچہ ہر انسان کے لیے اعضاء کی مقدار اور اعضاء میں یکسانیت و ہم آہنگی، ہیئت و کارکردگی میں توافق واضح تو حد ہے اور رنگ، لمبائی چوڑائی اور بناوٹ میں فرق و امتیاز کی وہ کیفیت جس سے ہر انسان دوسرے سے منفرد

و مختلف ہوتا ہے یہ اس کا تنوع ہے۔ یہ تنوع بہت سے اہم مصالح پر مشتمل ہے۔

اگر تمام انسان رنگ، ہیئت، ساخت، شکل اور تمام جزئیات و خدو خال میں ایک دوسرے کے مکمل مشابہ اور اس درجہ مماثل ہوتے کہ ایک دوسرے میں کوئی فرق و امتیاز بھی باقی نہ ہوتا۔ تو خود انسان اس مکمل طور پر مشابہ و مماثل ہونے سے ایک دوسرے کے تعارف میں بھی مشکلات کا یقیناً شکار ہوتا۔ غرض کہ انسان کا ہم شکل ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے جداگانہ ہیئت اور منفرد اوصاف کا حامل ہونا خالق انسان کی مشیت اور اس کی حکمت بالغہ کا مظہر بھی ہے اور انسان کی ضرورت بھی، اسی لیے قرآن کریم میں تغیر خلق اللہ کو شیطانی عمل قرار دیا گیا: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنِ خَلْقَ اللَّهِ“ (النساء)۔

اور اسی لیے احادیث میں ایسے اقدامات جو انسان کی اصل شکل و ہیئت کو بدلنے اور خلق کو تغیر کرنے کا سبب بنے باعث لعنت قرار دئے گئے۔

”لَعْنُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَسْتُوشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَمَتِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغْيِرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ“ (بخاری و مسلم)۔

اس حدیث میں لعنت کا مستحق قرار پانے والی عورتوں کے علت کے طور پر تغیر خلق اللہ کو بیان کیا گیا ہے۔

غرض کہ اللہ نے اپنی مشیت کے مطابق انسان کو جس شکل و صورت کے ساتھ بنایا اس میں تغیر و تبدل منشاء خداوندی کے خلاف ہے اور اس لیے فی الجملہ ایسی ہر سعی جو اس تغیر خلق کا سبب بنے ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

دوسرا اہم ترین اصول یہ ہے کہ علاج و معالجہ کا حتی المقدور اہتمام اور جسم کے نقائص کے دفعیہ کے لیے اپنے وسائل و اسباب کے اعتبار سے انصرام و سعی تعلیمات شرع کی رو سے لازم ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ کے اس سلسلے میں واضح ارشادات بھی ہیں اور آپ نے خود مختلف مواقع پر علاج و معالجہ کا اہتمام فرمایا۔

اس مضمون کی احادیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت اسامہ بن شریکؓ، حضرت ہلال بن یسافؓ، حضرت ابودرداء وغیرہ حضرات صحابہ سے مروی ہیں، جو بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد وغیرہ میں موجود ہیں۔ جن میں دوا اور علاج کرنے کا حکم بھی ہے، اور ہر بیماری کے دوا کے موجود ہونے کی بشارت بھی۔ ایک حدیث میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہر بیماری کے لیے اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے، ایک حدیث میں علاج کرنے کا حکم ہے۔ ایک میں یہ ہے کہ ہر بیماری کے لیے اللہ نے علاج رکھا ہے، جو اس سے ناواقف وہ ناواقف (ہونے کی وجہ سے مستفید نہیں ہو پاتا) اور جو واقف ہے، وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

تیسرا اہم ترین اصول یہ ہے کہ اسلام کی تمام تعلیمات میں اعتدال و توازن ایک اہم ترین وصف ہے۔ یہ اعتدال تمام احکام میں بھی ہے اور مسلمانوں کی انفرادی یا اجتماعی زندگی کے تمام معاملات میں بھی اس کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ علاج و معالجہ کے باب میں بھی اس کی مکمل رعایت رکھی گئی۔

چنانچہ امراض کے علاج کرنے کا جہاں حکم دیا گیا ہے وہاں غیر ضروری وغیر اہم امور میں علاج کا غیر ضروری بار اٹھانے کے بجائے صبر و قناعت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی لیے اضافی حسن پیدا کرنے کے لیے بالوں میں مصنوعی بال ملانا، دانتوں کو باریک کرنا، رنگ بدلنے کے غیر فطری فعل کے پیچھے پڑنا، یا تمام وہ غیر ضروری علاج جن کا اہتمام نہ کرنے میں کوئی حرج لاحق نہ ہوتا ہو ان سب کے پیچھے پڑنا فضولیات کے قبیل سے ہے، اس لیے اہل ایمان کی اس اہم صفت کا مقتضی یہ ہے کہ وہ اس سے احتراز کریں، جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے: ”والذین ہم عن اللغو معرضون“ (المومنون)۔

ان چند اصولی احکام کے بعد اب پلاسٹک سرجری کے ان مسائل جو فقہ اکیڈمی کے

سوال نامہ میں درج ہیں پیش کیا جاتا ہے:

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت اور فی الجملہ قبیح نظر آئے جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ پاؤں میں زائد انگلی ہونا، اس طرح کے نقص و عیب کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری سے استفادہ کرنا یقیناً جائز ہے بشرطیکہ اس سرجری سے کسی دوسرے حرج عظیم کا خدشہ نہ ہو۔

۲- اسی طرح وہ عیب جو پیدائشی تو نہیں لیکن بعد کے کسی حادثہ کی وجہ سے وہ نقص پیدا ہوا ہو مثلاً جلے ہوئے جسم اور کھال کی بگڑی ہوئی ہیئت کو درست کرنے کے لیے سرجری کرنا۔ ان دونوں صورتوں کے جواز کے لیے وہ تمام احادیث دلیل ہیں، جن میں علاج کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور علاج کا حکم دیتے ہوئے صیغہ امر استعمال کیا گیا جو علی العموم لزوم حکم کا فائدہ دیتا ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن عتیک کا واقعہ بھی اس کی دلیل جواز ہے کہ جب وہ اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست فرمائی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ مگر یقیناً بیان جواز کے لئے متدل ہے (بخاری)۔

اسی طرح حضرت عرفہؓ جن کی ناک زمانہ جاہلیت میں کٹ گئی تھی اور بعد میں پہلے چاندی اور پھر سونے کی ناک لگوائی اور یہ سب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا، یہ واضح طور پر دلیل جواز ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس وقت آج کی اس پلاسٹک سرجری جیسی کوئی تکنیک موجود ہوتی تو ضرور اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی۔

اسی طرح غزوہ احد میں حضرت قتادہؓ کی ایک آنکھ کا پورا حلقہ باہر آ نکلا اور یہ عین اس وقت ہوا جب حضرت رسول اکرم ﷺ پر تیر باری ہو رہی تھی اور صحابیؓ اس سے حفاظت کے لیے سامنے کھڑے تھے کہ تیران کی آنکھ میں لگا اور حلقہ باہر آ گیا۔

یہاں بھی آنحضرت ﷺ نے اپنی معجزانہ صفت سے یہ آنکھ واپس منطبق کر دی، یہ

واقعہ یہی ہے کہ اپنی کتاب دلائل النبوة میں، علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں، ابن سعد نے اپنے طبقات میں، علامہ بیہقی نے مجمع الزوائد میں، ابونعیم نے دلائل النبوة میں اور علامہ ابن حجر نے الاصابہ میں ذکر فرمایا ہے۔

اس واقعہ میں صحابی نے اپنی آنکھ کے درست کرنے کی درخواست یہ کہہ کر پیش کی کہ یا رسول اللہ! میں ایک خاتون کی محبت میں سرشار ہوں اور آنکھ کے نکل جانے سے مجھے ڈر ہے کہ وہ میری اس بگڑی ہوئی ہیئت کی بنا پر مجھ سے اعراض کرنے لگے اور ہمارے دلوں کی وہ ملاطفت و قرب باقی نہ رہے، اس لیے آنکھ درست ہو جانے کی تمنا کی۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابی کی آنکھ واپس اپنے مقام پر فٹ فرمادی، یقیناً یہ حادثہ پیش آنے پر بگڑی ہوئی شکل کو درست کرنے کی غرض سے کیا جانے والا معجزانہ عمل ہے۔ یہ بھی واضح طور پر دلیل جواز ہے۔

اس سلسلے میں قیاس ایک اہم ترین بیان جواز ہے کہ وہ تمام امراض جو انسان کی صحت کو متاثر کرنے والے ہوں اور دور رسالت میں وہ پیش آئے اور آپ ﷺ نے علاج کی اجازت بلکہ حکم دیا، ان کی علت دفع حرج ہے، ظاہر ہے اوپر کی دونوں شکلیں بھی حرج عظیم کا سبب ہیں، اس لیے اشتراک علت کی بنا پر یہاں بھی علاج درست ہوگا، اس لئے کہ اہم ترین فقہی اصول ہے کہ: ”الحرج مدفوع“ کہ حرج حتی الامکان دفع کیا جائے۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوا ہو مثلاً کبر سن کی وجہ سے چہرے پر چھریاں آنا یا گردن میں شکنیں پڑنا یا بالوں کا جھڑ جانا، ان میں پلاسٹک سرجری کرنا درست نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ مرض اور حرج کے قبیل سے نہیں، بلکہ فطری امر ہے اور ایسے غیر مضر غیر خارج امر میں تغیر ”تغییر خلق اللہ“ ہے، لہذا یہ درست نہ ہوگا۔ ہاں اگر آنکھوں کے اوپر بھونٹیں اس طرح اتر آئی ہوں کہ دیکھنے میں حرج ہونے لگے یا ناک ٹیڑھی ہوگئی اور بھد اپن پیدا ہونے کے ساتھ سانس لینا مشکل ہو، تو ایسی صورت میں سرجری کی اجازت ہوگی۔ الحرج مدفوع۔

۴- کسی عضو کے نقص کو دور کرنے کے لیے جسم کے کسی دوسرے حصہ سے گوشت یا

کھال اٹھانا اور اس متاثر شدہ حصہ پر لگانا درست ہے، اس لیے اختیار اھون الیبتین اور اخف الضررین جیسے اصول کی بنا پر اس کے جواز میں کوئی مانع نہ ہوگا، لیکن ایک شرط لازم ہے کہ خود اس حصہ میں کوئی حرج پیدا نہ ہونا یقینی ہو۔ مثلاً ذیابیطس کا مریض کہ اس کا گوشت یا کھال اکھاڑی جائے تو اس حصہ کا تندرست ہونا اور نئی کھال کا پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس کی رعایت کرنا لازم ہوگا۔

۵- جسمانی نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کا حکم کوئی لازمی حکم نہ ہوگا، خصوصاً جب کہ ضرورت کے درجہ میں یہ معاملہ نہ پہنچا ہو، اس لیے یہ امر مبتلی بہ کی رائے پر ہوگا اور ساتھ ہی اس کے وسائل کی دستیابی پر موقوف ہوگا۔

۶- ایسے معمولی جسمانی نقائص جن کے ہوتے ہوئے زندگی آسانی سے گزر سکتی ہو، مثلاً ہونٹوں کا موٹا ہونا، پیٹ کا باہر نکل آنا، چہرے پر جھریاں پڑ جانا، پیشانی پر شکنیں آنا، کہنیوں پر موٹاپا آنا، گردن کا موٹا ہونا وغیرہ بالوں کا گر جانا یا بھوؤں کا صاف ہونا۔ اس طرح کے اعدار میں پلاسٹک سرجری کا عمل اختیار کرنا درست نہیں ہوگا۔

۷- انسان کم عمر نظر آئے، خوبصورت لگنے لگے اس غرض کے لیے چہرے کی جھریاں صاف کرانے کے لیے سرجری کرانا اسی طرح محض تدلیس اور خدع کے لیے ہاتھوں کی انگلیوں میں سرجری کرنا بھی درست نہیں۔

ان آخری دونوں قسموں کے عدم جواز کے لیے دلائل یہ ہیں:

اول یہ کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے اور اس لیے کہ یہ شیطانی عمل ہونے کی بنا پر ممنوع ہے۔

دوسرے احادیث میں: المتفلجات للحسن المغيرات لخلق الله (بخاری) کا

یہ یقینی مصداق ہے۔

تیسرے بخاری و مسلم کی وہ روایت جس میں ایک عورت نے اپنی جوان قابل نکاح بیٹی کے بال گر جانے کی شکایت پیش کرتے ہوئے وصل شعر (مصنوعی بال ملانے) کی اجازت

طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمادیا، اور اس کو موجب لعنت قرار دیا۔
 جب نئی بننے والی دلہن کو صرف بال ملانے کی اجازت نہ دی گئی تو اوپر ذکر شدہ صورتوں
 میں جواز کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔
 چوتھے اسلام نے علاج و معالجہ کے باب میں ضرورت اور حاجت کو بنیاد بنایا ہے نہ کہ
 تحسین و تجمیل کی غیر ضروری امر کو۔

بغرض تجمیل و دفع عیب آپریشن کا شرعی حکم

مولانا عقیل الرحمن قاسمی ☆

دنیا میں لاتعداد اور بے شمار مخلوقات ہیں، سب کا خالق و مالک اللہ ہے، سب کو مختلف شکل و صورت عطا کی گئی ہے، لیکن ان میں سب سے زیادہ حسین و جمیل انسان کو بنایا گیا ہے۔ یعنی عقلی اور روحانی کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری شکل و صورت میں بھی اسے سب پر فوقیت حاصل ہے، ارشاد باری ہے: ”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“۔ اسی کے ساتھ انسانی ضروریات کی مختلف چیزوں میں آرائش و زیبائش کا بھی شریعت نے خاص خیال رکھا ہے، چنانچہ فرمان خداوندی ہے: ”یا بنی آدم قد أنزلنا علیکم لباساً یواری سواکم وریثاً“ (اعراف ۳۶)، اس آیت میں لباس کے دو مقاصد بیان کئے گئے ہیں ستر پوشی اور ریش، ریش و حقیقت اس لباس کو کہا جاتا ہے جسے انسان زینت و جمال کے لیے استعمال کرتا ہے مراد یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کے لیے تو مختصر سا لباس کافی ہوتا ہے مگر ہم نے اس سے زیادہ لباس تمہیں اس لیے عطا کیا تا کہ تم اس کے ذریعہ زینت و جمال حاصل کر سکو اور اپنی ہیئت و صورت کو شائستہ بناسکو۔

البتہ دیکھنا یہ ہے کہ زیب و زینت کے لئے شریعت نے کچھ حدود و قیود متعین کئے ہیں یا جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر اس کی کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہیے کہ زیب و زینت اختیار کرنا بلاشبہ درست ہے مگر اعتدال اور توازن کو باقی رکھنا بھی

ضروری ہے۔ سر میں کنگھی کرنا اور بالوں کو درست کرنا اچھی بات ہے مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ شب و روز اسی میں لگا رہے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے مروی ہے: ”نہی رسول اللہ ﷺ عن الترجل إلا غبا“ (ترمذی، ابوداؤد)، اسی طرح عطر اور خوشبو کا استعمال مردوں کے لیے جائز ہے مگر زعفران اور خلوق کا رنگ اور خوشبو ناجائز اور حرام قرار دیا گیا ہے۔ مردوں کو سیاہ مہندی اور سیاہ خضاب سے منع کیا گیا ہے، سرخ لباس، سونا، پیتل خاص مقدار سے زائد چاندی اور لوہے کی انگٹھی وغیرہ کا استعمال بھی ان کے لیے درست نہیں، مردوں کے بالمقابل عورتوں کے زیب و زینت میں شریعت نے زیادہ وسعت اور گنجائش رکھی ہے، تاہم ان کے لیے بھی حدود متعین ہیں، جیسے جسم کو گودنا، ابرو کو باریک کرنا، دانت کو نوک دار بنوانا اور بغیر کسی عذر کے سر منڈانا ان کے لیے بھی ممنوع ہے، اسی لیے فقہاء نے بعض تزین کو واجب بعض کو مکروہ اور بعض کو حرام قرار دیا ہے: ”وقد تعرض للتزین أحکام تکلیفیه أخرى فمنہ ما هو واجب وما هو مکروہ وما هو حرام“ (الموسمۃ الفقہیہ ۱۱/۳۶۶)۔

اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ زیب و زینت کے ممنوع اور حرام ہونے کی بنیادی وجوہات کیا ہیں، اس سلسلہ میں اصحاب نظر اور اہل تحقیق نے قرآن و حدیث کی روشنی میں چند اصول متعین کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ تزین کی ان تمام صورتوں سے اجتناب کیا جائے جن سے خدا کی تخلیق میں تغیر لازم آتا ہو، شیطان کو جب دربار الہی سے دھتکارا گیا تو اس نے دھمکی دی اور کہا: ”ولا ضلہم ولا امرنہم فلیغیرن خلق اللہ“ (النساء: ۱۱۹) (میں انسان کو گمراہ کروں گا اور حکم دوں گا تو خلقت الہی میں تغیر کرے گا)۔ بعض ایسا تغیر جو فطرت کے خلاف ہو وہ ممنوع ہے، جیسے بدن کو گودوانا، دانتوں کو باریک کرنا، ابرو اور بھوؤں کو تراش خراش کرنا، اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح کے تغیر کرنے والی تمام عورتوں پر لعنت بھیجی ہے: ”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتمصات والمتفلیجات للحسن المغيرات خلق اللہ“ (مشکوٰۃ ۳۸۱)، اس

حدیث میں مذکورہ امور کے قابل لعنت ہونے کی وجہ تغیر خلق اللہ بیان کی گئی ہے، اس کے برعکس ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہو وہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے، جیسے عورت کے چہرہ پر داڑھی وغیرہ نکل آئے تو اسے زائل کرنا: ”إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب“ (شامی ۲۳۹/۵)، اسی طرح بالیاں اور سونے چاندی کے پھول کے استعمال کے لیے شریعت نے ناک اور کان چھیدوانے کی اجازت دی ہے، اگرچہ اس سے خلق الہی میں تغیر لازم آتا ہے مگر یہ عین فطرت کے مطابق ہے: ”جمهور الفقهاء على أن تنقيب أذن الصغيرة لتعليق القرط جائز فقد كان الناس يفعلونه في زمن النبي ﷺ من غير إنكار“ (الموسوعة الفقهية ۲/۱۱۲۷)۔

۲- زیب وزینت کے لیے دوسرا اصل یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس کی وجہ سے لوگ فریب میں مبتلا ہو جائیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے: ”لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء“ (ابوداؤد)، ایسے ہی صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے: ”إن رسول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة“ (بخاری ۸۷۸/۲) یعنی آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے جو اپنے بالوں میں چوٹیاں لمبی کرنے کے لیے دوسری عورتوں کے بال جوڑ لیتی ہیں، اس لعنت کی اصل وجہ تدلیس یعنی دوسروں کو دھوکہ میں مبتلا کرنا ہے، اس لئے کہ اس کے بال فی الحقیقت لمبے نہیں ہیں لیکن وہ اپنے اس طرز عمل سے لمبے کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، چنانچہ علامہ ابن قدامہ نے بال جوڑنے کی ممانعت کی اصل وجہ تدلیس ہی کو قرار دیا ہے: ”والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس“ (المغنی ۸۶/۱) ٹھیک یہی قول علامہ قرطبی کا بھی ہے (تفسیر قرطبی ۳۹۲/۵)، معلوم ہوا کہ جن کاموں میں تدلیس ہو وہ جائز نہیں جیسے بوڑھے آدمی کا اپنے چہرے سے جھیریاں ختم کرانا وغیرہ۔

۳- ایسا تزین جس سے مرد عورت اور عورت مرد نظر آنے لگے درست نہیں ہے، عن

ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ "لعن اللہ المشبهين من الرجال بالنساء والمشبہات من النساء بالرجال" (مشکوٰۃ ۳۸۰)، یہ مشابہت خواہ لباس میں ہو یا وضع قطع اختیار کرنے میں، یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی معقول عذر کے عورتوں کے واسطے سرمندانا درست نہیں حتیٰ کہ حج و عمرہ کے موقع پر بھی نہیں۔

۴۔ ایسی زینت جس میں فساق و فجار کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہو جائز نہیں، آپ ﷺ کا مشہور فرمان ہے: "من تشبه بقوم فهو منهم"۔ مثلاً سر کے بعض حصہ کو مندانا اور بعض کو چھوڑ دینا زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا حدیث میں اس کو لفظ "قزع" سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا: عن ابن عمر قال "سمعت النبی ﷺ ینہی عن القزع قبل لنافع: ما القزع؟ قال: يحلق بعض رأس الصبي ويترك البعض" (مشکوٰۃ ۳۸۰)۔

۵۔ فیشن کے طور پر جو زینت اختیار کی جائے وہ بھی درست نہیں جیسے بلا وجہ ناک کھڑی کرنا اور چہرے وغیرہ کی جھریاں ختم کرنا وغیرہ۔ زمانہ نبوی میں عورتیں دانتوں کو حیز اور نوک دار کراتی تھیں آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا: "إن رسول اللہ حرم الوشر" (نسائی ۲۸۱/۲)، اسی طرح صحیح مسلم کی روایت ہے: "لعن اللہ المتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ" (حسن و جمال کے لیے دانتوں میں فصل پیدا کرنے والی، خدا کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی پر خدا لعنت کرے)۔

۶۔ تزئین کے لیے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ شریعت نے جس ہیئت کو معیار قرار دیا ہے اس میں تبدیلی لازم نہ آئے، جیسے سر کے بعض حصہ کو مندانا اور بعض کو چھوڑ دینا، اسی طرح عورتوں کا سرمندانا جائز نہیں اگرچہ بعض علاقہ یا زمانہ میں اسے زینت کا معیار سمجھا جاتا ہو۔

زیب و زینت کے اس اصولی مباحث کے بعد اب ہم سوالنامہ میں مذکور سوالات پر گفتگو کرتے ہیں تاکہ ہر ایک مسئلہ بالکل واضح اور منجھ ہو جائے۔

۱- اس سوال میں مذکور تمام عیوب و نقائص از قبیل مرض ہیں اور مرض کا علاج خواہ واجب ہو یا نہ ہو کم از کم محمود تو ضرور ہے، جیسا کہ حضرت اسامہ کی حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”یا عباد اللہ تداووا فإن اللہ لم یضع داءً إلا وضع له شفاءً“ (ترمذی ۲۳/۲) علاوہ ازیں کتب فقہ میں اس کی وضاحت ملتی ہے کہ اگر کسی کی انگلیاں یا دانت اپنی عام مقدار سے زائد ہوں تو اس کو دور کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے ہلاکت یا ضرر شدید کا اندیشہ نہ ہو ”يجوز قطع إصبع زائدة أو شني آخر كسن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاك“ (الموسوعة الفقهية ۲/۱۱) اسی طرح ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيناً آخر قال نصير: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (ہندیہ ۳۶۰/۵)۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ ان تمام عیوب کا علاج بذریعہ آپریشن بالکل درست ہے بشرطیکہ اس سے ہلاکت یا ضرر شدید کا اندیشہ نہ ہو۔

۲- وہ عیب جو کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا درست ہے، چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ جنگ کلاب میں حضرت عرفہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے اپنی بد صورتی کو دور کرنے کے لیے پہلے چاندی کی ناک بنوائی لیکن جب اس سے بدبو محسوس ہونے لگی تو آپ ﷺ کے حکم سے سونے کی ناک لگوائی: ”عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب“ (ابوداؤد ۵۸۱) باوجودیکہ مردوں کے لیے سونا حرام ہے مگر آپ ﷺ نے عیب کو دور کرنے کے لیے اس کی اجازت دی، لہذا علاج اور آپریشن کے ذریعہ اس عیب کو دور کرنا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا۔

۳- الف- عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پڑ جانا اگرچہ ایک عیب ہے، لیکن یہ فطرت کے خلاف نہیں، لہذا اگر کوئی اسے دور کرنا چاہے تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی عمر دراز

انسان بغرض تزئین اپنے سفید بال کو نوچے اور اکھاڑے اور یہ تغیر لخلق اللہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے، ”نفث الشیب مکروہ“ (ہندیہ ۳۵۹/۵)، دوسری بات یہ کہ جھریاں دور کرنے کا مقصد عموماً اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنا ہوتا ہے یہ تدلیس اور دھوکہ ہے جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

ب۔ ناک کا زیادہ کھڑا نہ ہونا فطرت کے خلاف نہیں ہے بلکہ بعض علاقہ کے لوگوں کی ناک عموماً چمٹی ہوتی ہے اور اسی کو خوبصورت کا معیار سمجھا جاتا ہے وہ لوگ بغیر کسی عار اور شرم کے زندگی گزار رہے ہیں، لہذا اس طرح کے عیب کو دور کرنے میں گرچہ کوئی تدلیس اور دھوکہ نہیں لیکن خواہ مخواہ فطرت الہی کو بدلنے کے لیے بے جا تکلفات مناسب نہیں۔

۴۔ اس سوال کا جواب اسلامک فقہ اکیڈمی کے دوسرے سینار کی تجویز ۲ میں موجود ہے جس پر سوائے حضرت مولانا برہان صاحب سنبھلی کے سب کا اتفاق تھا، البتہ اس وقت دوسرے کے عضو کو استعمال کرنے کے متعلق بات تھی اور یہاں سوال میں اپنے عضو کا تذکرہ ہے تو بندہ گمان کرتا ہے کہ جب دوسرے انسان کا عضو استعمال کرنا جائز ہے تو اپنا بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص اگر غیر معمولی اور قابل عار و شرم ہوں تو انہیں دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۶۔ تھوڑے بہت عیوب جس سے خوبصورتی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اس کا آپریشن مستحسن نہیں، اس سے فیشن کی راہ کھل جائے گی، اس لیے سداللباب اس سے منع کیا جائے۔

۷۔ اگر کوئی اچھے مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو اس کے جواز میں کوئی قباحت نہیں، مثلاً خوب صورت بننے، اچھا رشتہ لگنے یا بیوی سے محبت میں اضافہ ہونے کے لیے، لیکن اگر مقصد کسی کو فریب اور دھوکہ دینا ہو تو الامور بمقاصد ہا کی وجہ سے پلاسٹک سرجری درست نہیں ہوگی، لہذا اگر کوئی عمر دراز انسان چہرے کی جھریاں محض اس لیے دور کراتا ہے تاکہ

چھوٹا اور کم عمر لگے تو فریب کے سبب جائز نہیں ہوگا اور اگر کوئی نوجوان ہے اور جھریاں پڑ گئی ہیں یا کوئی اور عیب پیدا ہو گیا ہے تو پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۸۔ شریعت کے مقرر کردہ اصول الامور بمقاصد ہا سے یہ واضح ہے کہ مجرم اپنے جرم کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو درست نہیں ہوگا، ورنہ بڑے بڑے قاتل، چور، ڈاکو اور زانی وغیرہ کے لیے راستے کھل جائیں گے اور مزید فتنوں کا آغاز ہوگا یا سلسلہ بڑھے گا۔ مجرمین کو تو برسر عام سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان کے جرم کو چھپانے کا، البتہ مظلوم کے لیے ظالم سے بچنے کی اگر کوئی اور صورت نہ ہو تو اسے پلاسٹک سرجری کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

آپریشن بغرض زیبائش و برائے دفع عیب

☆ مولانا عطاء اللہ قاسمی ☆

۱- وہ پیدائشی عیوب جو انسان کو بد صورت اور بد شکل بناتے ہیں وہ اکثر عام قانون فطرت کے خلاف ہوتے ہیں، جیسے ہونٹ کا کٹنا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ، پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، ان عیوب کو بذریعہ آپریشن درست کرایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ:

اولاً: آپریشن کے ذریعہ علاج معالجہ بہت ترقی یافتہ اور عام ہو چکا ہے، اور اس میں شفاء اور کامیابی یقینی ہو چکی ہے۔

ثانیاً: تخلیق الہی میں تغیر و تبدیلی کے دائرے میں نہیں آتا بلکہ اس میں اصلاح ہے۔ اس کی نظیر میں یہ فقہی جزیے پیش کئے جاسکتے ہیں:

(۱) من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاك فلا يفعل وإلا فلا بأس به (ہندیہ ۳۶۰/۵) (جو شخص بدن کا زائد (بھرا ہوا) گوشت یا عدد و وغیرہ کا ٹٹا چاہتا ہے اگر ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو اسے کاٹ سکتا ہے ورنہ نہیں کاٹ سکتا)۔

(۲) إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائداً أو شيئاً آخر..... إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (حوالہ مذکورہ بالا) (جو شخص چاہتا ہے کہ زائد انگلی یا عدد و وغیرہ کاٹ دیا جائے، اگر کاٹنے والے کو ہلاکت کا خطرہ ہے تو ہرگز نہ کاٹے، اور اگر چنگا ہونے کی امید

☆ صدر مدرس جامعہ ادا العلوم کوپانج (منو) یوپی۔

ہو تو کانٹے کی گنجائش ہے)۔

۲- کسی حادثہ کے سبب پیدا ہونے والے عیوب جو انسان کی شکل و صورت کو بد نما بنا دیتے ہیں ان کا علاج بھی بذریعہ آپریشن درست ہے، کیونکہ اس سے جسم انسانی کی ساخت میں تغیر اور بناوٹ میں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ مقصود اصلاح اور درستگی ہوتی ہے۔

قرآن کریم کی رو سے تخلیق الہی میں تبدیلی خواہ وہ تکوینی تبدیلی ہو یا تشریحی بہر حال شیطانی حرکت اور ناشی عن اغوائے شیطان ہے۔ اس تغیر کے حدود کیا ہیں؟ تو قرآن کریم نے جس موقعہ اور جس پس منظر میں اس کا ذکر کیا ہے اور مفسرین نے اس کی جو تشریحات ذکر کی ہیں ان پر نظر کرنے سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی چیز میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی خلقت کا مقصود اصلی فوت ہو جائے یا کسی چیز سے وہ کام لینا جو اس کے فطری تقاضوں کے خلاف ہو ”تغییر خلق اللہ“ ہے، فقہاء نے اسی بنیادی نقطہ کو سامنے رکھ کر اس قسم کے جزئیات کا استنباط کیا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

جَوَّاحُ اشْتَرَى جَارِيَةً رَتَقَاءَ فَلَهُ شِقَ الرِّقِّ وَإِنْ أَلَمْتَ كَذَا فِي الْقَنِيَةِ (۳۶۰/۵) (جراح نے ایسی باندی خریدی جس کے رحم کا منہ بند تھا تو جراح کے لئے اس کا آپریشن کرنا جائز ہے اگر وہ باندی تکلیف محسوس کرے)۔

کیونکہ اس میں اس کی فطری کارکردگی کی درستگی اور اصلاح ہے۔ تغیر خلق اللہ نہیں ہے۔

۳- زندگی کے مختلف مراحل ہیں، ہر مرحلہ کے طبعی تقاضے جدا جدا ہیں، عمر کے طبعی تقاضے سے پیدا شدہ عیوب جیسے چہرہ پر جھریاں پڑ جانا اس سے جسم کی فطری کارکردگی متاثر نہیں ہوتی اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن جائز نہیں، کیونکہ یہ جذبہ آرائش کی تسکین اور تزئین و خوشنمائی کا مظہر ہے۔

اسی طرح پیدائشی طور پر ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا ایسا عیب ہے جس سے ناک کی منفعت متاثر نہیں ہوتی تو اس کو بذریعہ آپریشن درست کرانا جائز نہیں، کیونکہ یہ بھی زیبائش و آرائش کے لئے ہی ہوگا، اس کی نظیر وہ فقہی جزیئے ہیں اور احادیث ہیں جن میں صرف آرائشی تکلفات اور مبالغہ آمیز حد تک تزئین کو منع فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے گوندنے، دانتوں کو نوکدار بنانے اور دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے اور اپنے بال کے ساتھ دوسروں کے بال جوڑنے اور بھوؤں کو باریک بنانے سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے کو خلق الہی میں تغیر قرار دیا ہے۔

ووصل الشعر بشعر الأدمی حرام سواء شعرها أو شعر غیرها (ہندیہ ۳۵۸/۵) (بالوں کے ساتھ انسانوں کا بال جوڑنا حرام ہے اگرچہ خود اس عورت کا بال ہو یا اس کے علاوہ دوسری عورت کا ہو)۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے وہ پیدائشی عیوب جو اس کی شکل و صورت کو بد نما اور بد صورت بنا دیتے ہوں ان کے علاج اور آپریشن کے لئے گوشت پوست، ہڈی یا کسی دوسرے جسمانی اجزاء کی ضرورت پڑ گئی ہو اور اس کا کوئی متبادل نہیں ہے تو خود اس انسان کے جسم سے ان اجزاء کو حاصل کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے، اگر کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو یہ صورت بھی جائز ہوگی، کیونکہ:

اولاً: یہ ایک اضطراری صورت ہے۔

ثانیاً: علاج معالجہ کے اس ترقی یافتہ دور میں کامیابی یقینی ہے۔

ثالثاً: فتاویٰ قاضی خاں میں ایک جزیئہ ہے جس میں اپنے جسم سے انتفاع اضطراری صورت میں بھی ناجائز ہے۔

لا یسع للمضطر أن یقطع قطعة من لحم نفسه فیاکل (الفتاویٰ خانہ علی ہاشم

الحمدیہ ۳۴۴/۴) (مضطر شخص کے لئے جائز نہیں کہ (جان بچانے کے لئے) اپنے جسم سے گوشت

کاٹ کر کھالے)۔

اس فقہی جزیئہ کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ایسی صورت میں مضطر کی جان بھوک کی وجہ سے ضائع ہونے سے بچ تو جائے گی لیکن دوسری طرف کٹا ہوا جسم اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے گا جو بہر حال خودکشی کے مترادف ہے، جبکہ موجودہ دور میں عمل جراحی اور آپریشن کے ایسے محفوظ اور شائستہ طریقے وجود میں آ چکے ہیں جس میں کامیابی اور شفاء یقینی ہے۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص دو طرح کے ہو سکتے ہیں:

۱- عام قانون فطرت کے خلاف ہوں خواہ پیدائشی ہوں یا کسی حادثہ کی پیداوار ہوں اور وہ انسانی شکل و صورت کو بد نما بناتے ہوں تو ان عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے ایسی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے جس سے جسم کی ساخت اور اس کے فطری عمل کی اصلاح ہوتی ہے۔

۲- دوسرے وہ عیوب و نقائص جو عمر کے طبعی تقاضے سے پیدا ہوتے ہیں جیسے جھریاں پڑنا یا ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا یہ وہ عیوب و نقائص ہیں جس سے جسم انسانی کی ساخت اور کارکردگی متاثر نہیں ہوتی اس کی پلاسٹک سرجری جائز نہیں ہے کیونکہ آرائش و زیبائش کے لئے ہوگی۔

۶- جسمانی کمی بیشی کے لئے جو اگرچہ معمولی ہوں ایسے اقدامات جس سے جسم انسانی کی ساخت بدل رہی ہو یا اس کا فطری عمل متاثر ہو رہا ہو تغیر خلق اللہ ہے، اس لئے ہرگز جائز نہیں، ہاں جسم انسانی کی اصلاح پیش نظر ہو تو اسکی اجازت ہو سکتی ہے۔

۷- ایسی پلاسٹک سرجری کی اجازت شریعت مطہرہ ہرگز نہیں دیتی جس کا مقصد یہ ہو کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ وہ مناسب رشتہ کا مستحق بن سکے، کیونکہ:

اولاً: اس میں صرف جذبہ آرائش کی تسکین ہے تزئین کاری میں مبالغہ ہے جو شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔

ثانیا: فطری ساخت کو چھپانا اور مصنوعی طریقہ پر خود کو زیادہ حسین بنا کر پیش کرنا دھوکہ دہی اور فریب ہے جو شریعت میں حرام ہے ”من غش فلیس منی“۔

۸- (آج ملت اسلامیہ ہند جن حالات سے دوچار ہے اس کے تناظر میں یہ سوال میرے نزدیک بڑی اہمیت کا حامل ہے، جواب اسی پس منظر میں ہے) وہ شخص جسے ظالمانہ طور پر مجرم بنا دیا گیا ہو، اسی طرح وہ بے گناہ مظلوم جنہیں ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہو (نہ صرف مظلوم بلکہ دوردراز کے اس کے رشتہ دار اور متعلقین بھی خطرہ کی زد میں آ جاتے ہیں) ایسے مظلوموں کو ظلم و سزا سے بچنے کے لئے پلاسٹک سرجری درست اور جائز ہونی چاہئے۔

اس کی نظیر میں وہ فقہی جزیہ پیش کیا جاسکتا ہے جس میں فقہاء نے دفع ظلم و شر اور حصول حق کے لئے رشوت جیسے حرام کام کی بھی اجازت دی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

پلاسٹک سرجری اور شریعت کا موقف

مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کو حسن و جمال کے بہترین سانچہ میں ڈھالا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (سورہ تین: ۵) (یقیناً ہم نے انسان کو نہایت اچھی صورت پر پیدا کیا ہے)۔

”و صوركم فأحسن صوركم“ (سورہ مومن: ۶۴) (اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں)۔

زیبائش و آرائش انسان کی فطرت میں داخل ہے، اسی لیے شریعت نے بھی انسان کی اس فطرت کی رعایت کرتے ہوئے اپنے حدود میں رہتے ہوئے زیب و زینت کی اجازت ہی نہیں بلکہ اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

”يا بني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد“ (سورہ اعراف: ۳۱) (اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے کو آراستہ کر لیا کرو)۔

”قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده“ (سورہ اعراف: ۳۲) (پوچھو کہ وہ خوبصورت چیزیں جو اللہ نے اپنے بندے کے لیے پیدا کیا ہے انہیں کس نے حرام کیا؟)۔

لیکن شرعی حدود سے تجاوز کرنے کی بھی اجازت نہیں دی ہے اور زیبائش و آرائش میں

بے جا تکلفات زیب و زینت کے نام پر ایسی غیر معمولی تبدیلی جس سے تغیر لُحُلُق اللہ لازم آتی ہو اس پر سختی سے پابندی لگائی ہے۔ بھوؤں کو باریک کرنا، سامنے کے دانتوں کے درمیان فصل کرنا، چہرے کے بالوں کو نوچنا، گودنا اور گدوانا وغیرہ کی ممانعت بھی درحقیقت اسی قبیل سے ہے، آپریشن بغرض تجمیل کی بعض صورتیں تغیر لُحُلُق اللہ میں داخل ہے، جو شرعاً ممنوع ہے۔

عام طور سے پلاسٹک سرجری تین مقصد کے لیے کی جاتی ہے:

(۱) تدلیس و تغیر، (۲) اضافی حسن و جمال، (۳) علاج و معالجہ۔

چونکہ اس سلسلہ میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، اس لیے جواز اور عدم جواز کی بنیاد اس بات پر ہے کہ یہ سرجری کس مقصد کے لیے کی جا رہی ہے، پلاسٹک سرجری کے ان مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے، سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

۱-۲: پیدائشی یا حادثاتی عیب کو دور کرنے کے لیے سرجری

ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آئے وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا اور وہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہے اور یہ آپریشن علاج و معالجہ کے قبیل سے ہوگا اور شریعت میں علاج و معالجہ کی اجازت دی گئی ہے، چنانچہ حضرات رافع بن مالکؓ سے روایت ہے:

عن رافع بن مالک قال: "لما كان يوم بدر تجمع الناس على أبي بن خلف فأقبلت إليه فنظرت إلى قطعة من درعه قد انقطعت من تحت ابطه، قال: فطعنت بالسيف فيها طعنة ورميت بسهم يوم بدر ففقت عيني، فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعا لي فما آذاني منها شئ" (السيرة النبوية لابن كثير ۴/۲۷۷)۔

(حضرت رافع بن مالک بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن کچھ لوگوں نے ابی بن خلف کا پیچھا کیا میں بھی اس کی جانب بڑھا اس کے زرہ میں بغل کے نیچے ایک جگہ مجھے شگاف نظر آیا تو

میں نے وہاں تلوار ماری، اس موقع سے ایک تیر مجھے ایسا لگا کہ میں بھیڑگا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب دہن لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا۔
حضرت عبدالرحمن بن طرفہ سے روایت ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفه أن جدّه عرفجه بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه فامر النبي ﷺ أنفا من ذهب“ (مسند احمد: ۱۸۲۳۵، ترمذی، نسائی: ۵۰۷۰) (عبدالرحمن بن طرفہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا عرفجہ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

مذکورہ دونوں روایتوں سے واضح ہے کہ ایسے تمام عیوب و نقائص کا ازالہ بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہوگا جس سے کوئی بڑا نقصان نہ ہو بلکہ محض ذہنی و نفسیاتی طور پر تکلیف کا باعث بنے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

”ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤلمها فيجوز ذلك“ (فتح الباری ۵/۵۷۱) (تغییر خلق اللہ) سے وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جو ضرر اور تکلیف کا باعث بنے جیسے کسی عورت کے دانت لائبے یا زائد ہو جس کی وجہ سے کھانے میں تکلیف ہوتی ہو یا زائد انگلی ہو جو تکلیف دہ اور باعث ضرر ہے تو پھر اس عیب کا ازالہ جائز ہے)۔

حسن و جمال میں اضافہ کے لیے آپریشن

اگر پلاسٹک سرجری کا مقصد حسن و جمال میں اضافہ ہو، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر پیدا ہوئے جھریوں کو دور کرنے، ٹاک کو بڑا یا چھوٹا کرانے یا ہونٹ کو پتلا یا موٹا

کرانے کے لیے آپریشن — تاکہ وہ عام معیار حسن و جمال کے مطابق ہو جائے، تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی کئی چیزوں سے صراحتاً منع فرمایا ہے، جو اس زمانے میں عربوں کے درمیان حسن و جمال میں اضافہ کے لیے مروج تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (بخاری: باب الموصولة) (اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھوؤں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے، اگر یہ چیزیں حسن میں اضافہ کی خاطر ہوں)۔

اللہ تعالیٰ نے واشرہ اور مستوشرہ پر لعنت کی ہے (مسند احمد: ۳۷۹)۔

ازالہ عیب کے لیے جسم کے کسی حصہ کا گوشت دوسری جگہ لگانے کا حکم عیب کو دور کرنے کے لیے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، چڑایا ہڈی وغیرہ دوسرے حصے میں لگایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ دوسری جگہ سے گوشت وغیرہ لینے میں اس اعضاء کے معطل ہونے یا غیر معمولی نقصان کا اندیشہ نہ ہو نیز اس کا کوئی متبادل بھی موجود نہ ہو، کیونکہ یہ از قبیل علاج ہے اور علاج و معالجہ کی شریعت میں گنجائش رکھی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”ما أنزل الله من داء إلا أنزل له شفاء“ (بخاری: ۵۵۵۰) (اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لیے شفا کو نازل کیا)۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا، ولا تتداووا بحرام“ (ابوداؤد: ۳۸۷۰) (اللہ تعالیٰ نے بیماری اور اس کا علاج دونوں نازل کیا ہے اور ہر مرض کی دوا بنائی ہے، اس لیے ضرورت پڑنے پر علاج کراؤ، البتہ حرام چیزوں سے علاج نہ کراؤ)۔

معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے آپریشن

پلاسٹک سرجری میں وہ تمام خطرات اور اندیشے موجود ہیں جو دیگر آپریشنوں میں ہیں، اس کے علاوہ یہ عمل کئی ایسی چیزوں پر مشتمل ہے جس کی عام حالات میں اجازت نہیں ہے، جیسے ستر کا کھولنا ایک بڑی رقم کا خرچہ وغیرہ، اس لیے معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کی گنجائش نہیں ہوگی (احکام الجراحۃ الطبیہ والآثار المرتبۃ علیہا)۔

کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے آپریشن

کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے — تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے — پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ ایک طرح کا دھوکہ ہے جو درست نہیں نیز یہ فعل تغیر لخلق اللہ میں بھی داخل ہے۔

ڈاکٹر عبداللہ الفقیہ کے زیر نگرانی جاری ہونے والے فتاویٰ ”الفتاویٰ الشبکیہ“

میں ہے:

السؤال: هل عملية التجميل من أجل الزواج حرام؟ (کیا شادی کے لیے

پلاسٹک سرجری حرام ہے؟)۔

الفتویٰ: الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسول اللہ

وعلی آلہ وصحبہ، أما بعد:

فإن عملية التجميل إذا كانت لإزالة عيب مشين مشوه للخلق فلا

بأس بها وسواء كان ذلك من أجل الزواج أو غيره، وإن كانت لزيادة الحسن

لا لعيب زائد فلا تجوز“ (الفتاویٰ الشبکیہ الاسلامیہ، رقم الفتویٰ: ۴۰۳-۳۸۷)۔

(اگر پلاسٹک سرجری کسی پیدائشی عیب کو دور کرنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں خواہ یہ

شادی کے مقصد سے ہو یا کسی اور مقصد سے اور اگر حسن و جمال میں اضافہ کے لیے ہو نہ کہ کسی

عیب کے ازالہ کے لیے تو جائز نہیں)۔

قانونی گرفت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری

مجرم کا قانونی گرفت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا حرام ہے، کیونکہ اس کا مقصد تدلیس و تغیر اور دھوکہ ہے جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

اسی طرح مظلوم کا ظلم سے بچنے کے لیے بھی پلاسٹک سرجری درست نہیں ہوگی کیونکہ عام طور پر پلاسٹک سرجری کی اجازت صرف پیدائشی یا حادثاتی عیب کے ازالہ کے لیے ہے، اس کے علاوہ اضافی تحسین و تجمیل یا تدلیس و تغیر کی صورت میں اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت

مولانا ریاض احمد قاسمی ☆

۱- صورت مسئلہ میں آپریشن کرانا کوئی ضرورت تو نہیں، البتہ ایک قسم کی حاجت ہے، کیونکہ اس طرح کے عیب سے انسان نفسیاتی اذیتوں میں مبتلا رہتا ہے، اس لیے اگر مرد کا معالج مرد اور عورت کا عورت ہو، تو بلاشبہ درست ہے اور ایسی صورت کے ممکن ہوتے ہوئے غیر محرم سے آپریشن درست نہیں، کیونکہ اب ممنوع کے ارتکاب کی کوئی حاجت نہیں، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو، یا معذور ہو، تو غیر محرم کے سامنے بقدر حاجت ستر کھولنے کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم

اس سلسلے میں اصل حضرت عرفیہؒ کی حدیث ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد أصيب أنفه يوم كلاب في الجاهلية، فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه، فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب“ (رواہ الترمذی)۔

اس حدیث سے اصولی طور پر دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- شرعی رخصتوں میں ”نفسیاتی حاجت“ کا بھی اعتبار ہے، کیونکہ اس طرح کے عیوب کی بنا پر انسان احساس کمتری اور کہتری کا شکار ہو جاتا ہے اور ہر اجتماع کے موقع پر وہ نفسیاتی اذیتوں کا سامنا کرتا ہے، خصوصاً کوئی فقرہ کس دے، تو وہ زندگی پر موت کی ترجیح کے بارے میں سوچنے لگتا ہے اور بعض دفعہ تو واقعی خودکشی کر بیٹھتا ہے۔

☆ جامعہ رحمانی، خانقاہ موگیر، بہار۔

۲- ایسی حاجت کے موقع پر ”کسی ممنوع“ کے ارتکاب کی گنجائش ہے، کیونکہ سونے کا استعمال مردوں کے لیے عام حالات میں حرام ہے، لیکن یہاں آپ ﷺ نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لیے آپریشن کرنا درست ہوگا؟ مذکورہ صورت میں بھی وہی تفصیل ہے کہ بلا کشف عورت مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے آپریشن کرنا ممکن و میسر ہو تو یہی متعین ہے، کسی نامحرم کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت نہیں، البتہ اگر یہ ممکن نہ ہو، تو بقدر حاجت گنجائش ہے، جیسا کہ حضرت عرفہ کو جب چاندی کی ناک سے تکلیف ہوئی، تب سونے کی اجازت دی گئی۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرے پر چھریاں پیدا ہونا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ۔ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست ہے یا نہیں؟

مذکورہ صورت میں آپریشن کرنا ”زینت“ کے درجے میں آتا ہے، اس میں کوئی حاجت نہیں پائی جاتی، جبکہ بعض ممنوعات کا ارتکاب بہر حال لازم آتا ہے، مثلاً: بلا وجہ چیر پھاڑ، بے جا صرفہ، بیہوش کرنے کے لیے نشہ آور دواؤں کا استعمال اور ایک عرصہ تک مریض بن کر رہنا، جس سے فرائض کی ادائیگی میں خلل پڑتا ہے، اس کے بعد اندیشے اور خطرات اپنی جگہ باقی رہتے ہیں، جنہیں محض ”زینت“ کے حصول کے لیے گوارہ نہیں کیا جاسکتا، اس لیے یہ آپریشن درست نہیں ہے۔

اس سلسلے میں حضور ﷺ کا صریح فرمان موجود ہے:

”لعن الله الواشمات، والمستوشمات، والنامصات، والمتنمصات،

والمتفلجات للحسن، المغيرات لخلق الله“ (متفق علیہ)۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ محض خوبصورتی اور زینت کے لیے ایسی جسمانی تبدیلی درست نہیں، جس سے عام قانونِ فطرت کے مطابق خدا کی کی ہوئی تخلیق میں تصرف لازم آتا ہو، اس کی مروج صورتیں اس زمانے میں جو تھیں، ان سے آپ ﷺ نے صاف منع فرمادیا اور ”المغیرات لخلق اللہ“ فرما کر آئندہ پیش آنے والی مختلف صورتوں کو بھی اسی حکم میں داخل فرمادیا۔

اسی طرح ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود کو خطرات میں ڈالنے سے منع فرمایا: ”وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ (البقرہ: ۱۹۵)، لہذا بلا ضرورت اس طرح کا کوئی کام کرنا درست نہیں، جس سے دنیا یا آخرت میں تباہی اور نقصان کا خطرہ ہو۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصے میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے، تو کیا یہ صورت جائز ہے؟
مذکورہ صورت میں تفصیل ہے:

اگر کسی حلال جانور کے حصہ جسم سے پیوند کاری کی گنجائش ہو، تو پھر انسان کے جسم کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی پیوند کاری درست نہیں ہے (بدائع ۱۳۲/۵)۔ اسی طرح جسم کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی پیوند کاری کی صورت میں سابق ضرر کے مساوی یا اس سے بھی قوی ضرر کا اندیشہ ہو، تو بھی ایسا کرنا درست نہیں ہے: ”الضرر لا يزال بمثله ولا بأكبر منه“ (الاشباہ لابن نجيم ۹۷)۔ البتہ اگر مذکورہ پیوند کاری کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو اور موجودہ ضرر متوقع ضرر سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں بوقت ضرورت مذکورہ پیوند کاری کی گنجائش ہے۔

إذا تعارضت مفسدتان، روعي أعظمهما ضرراً بارتكاب أخفهما“

(الاشباہ والنظائر ۱۱۲)۔

وقال الكاساني: وإعادة جزء منفصل إلى مكانه ليلتمم يجوز، كما إذا

قطع شئی من عضوه، فأعاده إلى مكانه، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه“ (البدائع ۵/۱۳۳)۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ مسئلے میں استعمال جزء کی اجازت دی گئی، کیونکہ اس میں کوئی توہین نہیں، اسی طرح زیر بحث پیوند کاری کی صورت میں بھی کوئی توہین لازم نہیں آتی، سماج نہ ایسا کرنے والے ڈاکٹر کو بری نظر سے دیکھتا ہے، نہ ایسا کرانے والے مجبور مریض کو، اس لیے متبادل کی عدم موجودگی میں بوقت ضرورت اس کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جسمانی عیوب و نقائص اگر ایسے ہوں جن سے انسان بد شکل نظر آتا ہو، یا کوئی عضو ^{۲۴}مطل یا مفقود ہو گیا ہو، یا عضو کی کارکردگی متاثر ہوتی ہو، تو ان کی اصلاح کے لیے مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ پلاسٹک سرجری جائز ہے:

- (۱) سرجری کے ماہر ڈاکٹر کی خدمات حاصل ہوں۔
- (۲) سرجری کی کامیابی کا غالب گمان ہو۔
- (۳) سرجری سے کسی مساوی یا قوی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔
- (۴) ممنوعات کا ارتکاب بقدر ضرورت کم سے کم ہو۔

مذکورہ صورت کے جواز کی دلیل حضرت عرفیہ کی حدیث ہے، بایں طور کہ جب آپ ﷺ نے انہیں گولڈن سرجری کی اجازت دے دی حاجت کی بنا پر، تو اسی بنا پر پلاسٹک سرجری بھی جائز ہوگی اور حاجت کے تحقق کے لیے مذکورہ شرائط کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو (انسانی اعضاء کی پیوند کاری، مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب)۔

۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن ہو گئے؟

معمولی جسمانی کمی بیشی ”زینت“ کے دائرے میں آتی ہے، جس کے لیے شریعت

نے ایسے اقدامات کی اجازت نہیں دی ہے۔ (دلائل سوال ۳ کے جواب میں گزر چکے ہیں)۔
۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت
نظر آئے، تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی
ہے؟

یہ ایک طرح کا فریب اور دھوکہ ہے، جس کی اسلام میں بالکل اجازت نہیں۔
چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”من غشا فلیس منا“ (رواہ مسلم)، نیز ”واشامت
ومتوشات“ والی حدیث آپ ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا، جن سے
انسان کی اصلیت چھپ جاتی ہے، اور قانونِ فطرت کے مطابق کی ہوئی خدا کی تخلیق میں بلاوجہ
تبدیلی لازم آتی ہے، نیز حدیث میں ”سیاہ خضاب“ کی جو ممانعت آئی ہے، اس میں بھی یہی
علت بیان کی گئی ہے۔

۸۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے، یا بعض مظلوم
جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے
لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

۸۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں پلاسٹک سرجری کرنا درست نہیں ہے۔
پہلی صورت میں تو ظاہر ہے کہ یہ بدترین فریب ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے
خلاف ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ
أَنْفُسِكُمْ“ (النساء: ۱۳۵)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انصاف کو قائم کرنے اور اپنے نفس کے خلاف گواہی دینے
کا حکم فرمایا ہے، جبکہ مذکورہ مجرم ”پلاسٹک سرجری“ کے ذریعہ انصاف کو مٹانا اور اپنے خلاف گواہی
(اعترافِ جرم) سے بھاگنا چاہتا ہے، اس لیے ”سد الذریعہ“ یہ طریقہ جائز نہیں ہوگا۔

اور دوسری صورت میں اس لیے ناجائز ہے کہ ظالم کی طرف سے ظلم کا خطرہ دائمی اور ناقابل حل مسئلہ نہیں ہے، جس کی بنا پر مختلف ممنوعات کا ارتکاب کرنے اور قانون فطرت کے مطابق کی ہوئی خدا کی تخلیق میں دائمی تبدیلی کرانے کی اجازت دیدی جائے، بلکہ یہاں ظالم کا خطرہ مختلف طریقوں سے دور ہو سکتا ہے مثلاً: انتظامیہ کی مدد سے، یا مصالحت سے، یا ظالم کے مرجانے سے، یا خود اس کے ظلم سے باز آ جانے اور سدھر جانے سے، لہذا جب تک کے لیے روپوش رہ کر مودوم خطرے سے بچاؤ کر سکتا ہے، پس یہاں بہتر متبادل موجود ہونے کی وجہ سے حاجت متحقق نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

پلاسٹک سرجری - مسائل و احکام

مولانا نعیم اختر قاسمی ☆

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی سب سے حسین و جمیل چیز بنائی ہے اور پھر اپنی تزئین اور زیبائش و آرائش کا جو ذوق خاص اور سلیقہ اسے عطا فرمایا ہے اس میں کوئی اور اس کا شریک و سہیم نہیں۔ اپنے اسی فطری جذبہ کے تحت اس نے اپنے سر کے بال سے لیکر پاؤں کے ناخن تک کی زیبائش و آرائش کے بے شمار اور نئے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں، عالمی تجارت کا ایک بڑا اور قابل لحاظ حصہ اسی نوعیت کے سامانوں سے متعلق ہے۔

شامل نبی اور احادیث رسول ﷺ پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شریعت اسلامی نے اعتدال کی حد تک اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی ہے بلکہ بعض مواقع پر اس کی جانب توجہ دلائی ہے، البتہ اس جذبہ آرائش و زیبائش میں افراط و غلو سے کام لینے کو ناپسند قرار دیا ہے اور ان تمام صورتوں کو نادرست بتایا ہے جن کی حدیں دھوکہ اور فریب دہی تک جا پہنچتی ہیں۔

اس سلسلہ میں وہ حدیث مشعل راہ ہے جو صحاح ستہ میں راویوں اور الفاظ حدیث میں قدرے اختلاف کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

”لَعَنَ رَسُولُ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ“

(متفق علیہ) (اللہ کے رسول ﷺ نے بالوں کو جوڑنے والی اور جڑوانے والی نیز گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔

دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (متفق علیہ) (اللہ تعالیٰ نے طلب حسن کے لیے گودنے والی اور گودوانے والی، بھوؤں کو باریک کرنے والی اور دانتوں کے درمیان فصل کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے، جو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں)۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

”لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء“ (ابوداؤد ۴۱۷) (بال جوڑنے والی، جڑوانے والی، بھوؤں کو باریک کرنے والی، کرانے والی، گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے بغیر کسی بیماری کے)۔
مذکورہ احادیث کے الگ الگ ٹکڑوں کی تشریح حسب ذیل ہے:

”الواصلة والمستوصلة“: قال أبو داود، وتفسير الواصلة التي تصل الشعر بشعر النساء والمستوصلة المعمول بها“ (ابوداؤد ۴۱۷، باب التزجل)۔
یعنی کسی عورت کے بال میں مزید بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں ملعون ہیں۔
اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کسی عورت کے بال میں کوئی بھی چیز جوڑنا خواہ وہ انسان کا بال ہو یا غیر انسان کا، خواہ بال ہو یا کوئی اور چیز، دھاگہ کپڑا وغیرہ مطلقاً ممنوع ہے، چنانچہ بعض علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

”وقال مالك والطبري والأكثر الوصل ممنوع بكل شئ شعر أوصوف أو خرق أو غيرها واحتجوا بالأحاديث“ (ارشاد الساری: ۴۶۵/۸) (مالک، طبری اور اکثر کا قول ہے کہ وصل کسی بھی چیز سے ہو بال، اون یا کسی کپڑے وغیرہ سے بہر حال ممنوع ہے ان کا استدلال انہیں احادیث سے ہے)۔

لیکن دوسرے علماء خصوصاً فقہاء احناف کے یہاں دیگر دلائل کی بنا پر ممانعت کا تعلق

صرف انسان کے بال سے ہے۔

”وأما الوصل بغير شعور النساء فلا بأس لأنه ليس فيه استعمال جزء الإنسان بل هو للزينة فقط“ (بذل المجود ۵/۷۳) (غیر عورت کا بال جوڑنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں انسان کے جز کا استعمال نہیں ہوتا، بلکہ اس میں فقط زینت ہے)۔

عالمگیری میں ہے: ”آدمی کا بال نہ ہو بلکہ کسی اور جانور کا بال ہو جو بال کے ساتھ لگا دیا گیا ہو یا بال کے جوڑے میں رکھ دیا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں“ (فتاویٰ ہندیہ ۵/۳۵۸، بحوالہ قاضی خاں)۔

”والواشمة والمستوشمة“ الواشمة التي تجعل الخيلان في وجهها بكحل أو مداد والمستوشمة المعمول بها“ (ابوداؤد، ص: ۴۱۷، باب التزجل)۔

اس کی تشریح امام ابوداؤد نے یوں فرمائی ہے:

واشمة اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی کے چہرے میں سرمہ یا سیاہی سے تل بنائے اور مستوشمة وہ عورت ہے جس کے ساتھ ایسا کیا جائے۔

”النامصة والمنمصة“ اس سے مراد امام ابوداؤد اور علامہ نووی کے نزدیک وہ عورت ہے جو خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے بھوؤں کا بال اکھاڑے اور اسے باریک کرے (ابوداؤد ۱۷/۳۱۷، ریاض الصالحین ۶۲۹)۔

”المتفلجات“ اس سے مراد وہ عورت ہے جو طلب حسن کے پیش نظر اپنے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرے۔

”من غير داء“ اس ٹکڑے کا تعلق بعض علماء کے نزدیک صرف آخری صورت یعنی ”وشم“ سے ہے۔

”متعلق بالوشم أى إن احتاجت إلى الوشم للمداواة جاز وإن بقي منه أثر“ (بذل المجود ۵/۷۳)۔

جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک اس جملہ کا تعلق ما قبل کی تمام صورتوں سے ہے۔

”وقیل متعلق بكل ماتقدم ای لو كان بها علة فاحتاجت إلى إحداها لجاز“ (حوالہ سابق) (کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق ماقبل کی تمام صورتوں سے ہے یعنی اگر کسی کو ازراہ علاج ان میں سے کسی کی بھی ضرورت پڑے تو جائز ہے)۔

دوسرا قول زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ فقہی جزئیات اور احادیث و آثار پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات بدلتی معلوم ہوتی ہے کہ بہت ساری ناجائز چیزیں ضرورت علاج کے وقت جائز قرار پاتی ہیں۔

نیز بعض احادیث میں مذکورہ صفات کے ذکر کے بعد ”للحسن“ کا اضافہ بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

”فيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس“ (بذل الجہود ۵/۷۳) (اس میں اشارہ ہے کہ طلب حسن کے ارادہ سے جو کیا جائے وہی حرام ہے چنانچہ اگر علاج کے وقت یادانت میں کسی عیب وغیرہ کی صورت میں اس کی ضرورت پڑے تو کوئی حرج نہیں)۔

”المغیرات خلق اللہ“ حدیث کا یہ ٹکڑا اس باب میں ایک اصول متعین کرتا ہے کہ جسم کے اندر تزئین و آرائش کی وہ تمام صورتیں ممنوع ہیں جس میں اللہ کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی واقع ہو جائے۔ قرآن کی آیت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ خلق اللہ میں تبدیلی خالص شیطانی عمل ہے، البیس نے رائدہ درگاہ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کہا تھا: ”ولیغیرن خلق اللہ“ (النساء: ۱۱۹) یعنی ابن آدم اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ضرور کریں گے۔

البتہ تغیر خلق اللہ سے مراد کیا ہے، اس سلسلہ میں مفسرین کے بہت سارے اقوال ہیں، مگر قاضی عیاضؒ نے اس کی بڑی عمدہ تفسیر کی ہے فرماتے ہیں کہ:

الظاهر أن المراد بتغيير خلق الله إن ما خلق الله سبحانه وتعالى

حيواناً على صورته المعتادة لا يغير فيه لا أن ما خلق على خلاف العادة مثلاً

كاللحیة للنساء أو العضو الزائد فلیس تغییرہ تغییر خلق الله“ (بذل المجمود ۵/۷۳)۔
(تغییر خلق اللہ سے مراد بظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس حیوان کو اس کی معروف صورت پر پیدا کیا ہے اس میں تبدیلی نہیں کی جائے گی، یہ مطلب نہیں کہ جو چیز خلاف عادت پیدا ہو جائے مثلاً کسی عورت کو داڑھی نکل آئے یا کوئی عضو کسی کا زائد ہو جائے تو اس میں تبدیلی بھی تغیر خلق اللہ قرار دی جائے)۔

مذکورہ احادیث اور ان کی تشریح کی روشنی میں چند باتیں سامنے آتی ہیں:

۱- حدیث کے اندر بیان کردہ طلب حسن کی تمام صورتیں ”الواصلۃ“ وغیرہ تغیر خلق اللہ کے زمرہ میں شامل ہیں، لہذا تغیر کی مزید صورتوں کا حکم معلوم کرنے کے لیے حدیث کے اندر ذکر کردہ جزئیات کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

۲- ضرورت علاج کے وقت مذکورہ صورتوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

۳- انسان کے بدن میں جو چیز خلاف عادت نظر آئے اس میں تبدیلی دراصل تغیر خلق اللہ نہیں بلکہ اسے اصلاح بدن کا نام دیا جانا مناسب ہے۔

۴- وہی صورتیں تغیر میں داخل ہیں جس میں تغیر کے بعد بقاء ہو، اگر بقاء نہ ہو تو وہ تغیر کے اندر داخل نہیں، ”قیل: النهی عن تغییر خلق الله انما هو فیما یکون باقیاً وأما ما لا یکون باقیاً کالکحل ونحوه من التزیینات فقد أجازہ مالک وغیرہ من العلماء“ (بذل المجمود ۵/۷۲)۔

سوالنامہ کے جوابات

ان معروضات کی روشنی میں جوابات حسب ذیل ہوں گے:

۱، ۲- جسم کے اندر ایسا عیب جو انسان کی فطری اور معروف تخلیق کے خلاف ہو اس عیب کو دور کرنا تغیر خلق اللہ کے دائرہ میں نہیں آئے گا خواہ وہ عیب پیدائشی طور پر موجود ہو یا کسی

حادثہ کے نتیجہ میں بعد میں پیدا ہوا ہو۔ دونوں ہی صورتوں میں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس عیب کو دور کیا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں حدیث عرفہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے بایں طور کہ کئی ہوئی ناک کے ساتھ بھی زندگی گزاری جاسکتی تھی مگر اس کے ساتھ انسان کے چہرہ کی ہیئت کیسی کچھ ہوتی وہ محتاج بیان نہیں، بنا بریں آنحضرت ﷺ ان کو نہ صرف مصنوعی ناک بنانے کی اجازت دی بلکہ اس کے اندر سونا استعمال کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی جس کا استعمال مردوں کے لیے عام حالات میں درست نہیں ہوا کرتا۔

۳- فطری طور پر پیدا ہونے والے عیوب مثلاً بڑھاپے کی وجہ سے چہرے پر جھریوں کا پیدا ہو جانا یا پیدائشی طور پر ناک کا زیادہ کھڑی نہ ہونا ان عیوب کو دور کرنا مذکورہ احادیث کی روشنی میں تغیر خلق اللہ کے اندر داخل ہے، لہذا اس مقصد کے لیے سرجری کرنا درست نہ ہوگا۔ نیز داڑھی سے سفید بال نکالنے سے ممانعت (ابوداؤد: ۵۷۸/۲) اور سیاہ خضاب کے استعمال کی حرمت (ابوداؤد: ۵۷۸/۲) والی احادیث اسی بات کا پتہ دیتی ہیں۔

۴، ۵- پلاسٹک سرجری ایک طریقہ علاج ہے، لہذا بوقت ضرورت اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ استدلال میں حدیث عرفہ پیش کی جاسکتی ہے، طریقہ علاج کے تعلق سے یہ جزئیہ پیش کیا جاسکتا ہے: ”ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه“ (بدائع: ۳۱۶/۳، کتاب الاحسان)۔

۶- جب تک انسان کے جسم میں ایسا عیب نہ ہو جو اس کی معروف تخلیق کے خلاف ہو اور جس کی وجہ سے وہ بد ہیئت اور بدنما لگے اور عرف میں اسے عیب سمجھا جائے اس وقت تک پلاسٹک سرجری کی اجازت نہ ہوگی۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے سرجری کرنا مذکورہ احادیث: ”الواصلات والواشحات والتمتمصات والمتفلجات“ کی روشنی میں درست نہ ہوگا۔

۷- اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا کہ انسان کم عمر اور خوبصورت دکھائی دے۔

تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے فریب دھوکہ اور تغیر خلق اللہ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

۸۔ مجرم کا اپنی شناخت نہ ہو پانے کے مقصد سے پلاسٹک سر جری کرانا تو بدابہۃً ناجائز ہے، البتہ کسی ایسے مظلوم کا یہ اقدام جسے کسی ظالم کی طرف سے بے جا ظلم کا اندیشہ ہو درست قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ مظلوم و مجبور شخص کے لیے بعض ناجائز چیزیں بھی جائز قرار پاتی ہیں، اس سلسلہ میں آیت قرآنی ”لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول إلا من ظلم“ (نساء: ۱۳۸) اور ”إلا من أکثره وقبله مطمئن بالإیمان“ (نحل: ۱۰۶) سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

هذا ما عندی واللہ أعلم۔

پلاسٹک سرجری اور اس کی شرعی حیثیت

مولانا حفیظ الرحمن مدنی قاسمی ندوی خیر آبادی ☆

۱- انسان کے اندر ایسے عیب کا پایا جانا جس سے بد صورت نظر آئے اور نفرت طبائع کا باعث ہو اس کے دفعیہ کے لیے اپنے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر پیوند کیا جائے تو یہ آپریشن جائز ہوگا ضرورت کے تحت تو یہ صورت نہیں آتی، لیکن حاجت کی تعریف کے قریب نظر آتی ہے، کیوں کہ طبیعتوں کی نفرت کی بنا پر لوگوں سے روابط مشکل ہو جاتے ہیں، جو حاجات میں خلل انداز ہے اور ہونٹ کٹا ہونے سے تو نطق بھی صحیح نہیں ہوتا اور تلاوت قرآن بھی صحیح نہیں ہو پاتی اور ”الضرورات تبیح المحظورات“ سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔

اور یہ صورتیں سب کی سب اس وقت ہیں جبکہ اپنے ہی جسم کا حصہ کاٹ کر اپنے ہی جسم میں پیوند کر لیا جائے، کیوں کہ اپنے اعضاء کا استعمال خود کرنا تو فی الجملہ کسی نہ کسی درجہ میں مقصد خلقت کے مطابق ہے اور خود استعمال کرنے میں انسان کی توہین کا پہلو بھی نہیں ہے، جیسا کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے: ”ولا إهانة فی استعمال جزء نفسه“ (بدائع الصنائع ۵/۱۳۳) البتہ دوسرے کے استعمال میں توہین بھی ہے اور مقصد خلقت کے منافی بھی، یہ بات بھی امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے (بدائع ۵/۱۳۳)۔

البتہ دوسرے کو چھپایا بہہ کرنا درست نہیں ہے، اہانت کی بناء پر جو حرمت انسانی کے خلاف ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انسان خود اپنے اجزاء کا مالک نہیں ہوتا (موجودہ زمانے کے

☆ استاد مدرسہ شیخ العلوم، خیر آباد، منو، یوپی۔

مسائل کا حل از مولانا برہان الدین سنہلی: (۲۵۷)۔

مفتی شفیع صاحبؒ نے لکھا ہے: ”کسی انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا گوشت یا کوئی عضو دوسرے انسان کو بخشش کر دے، کیونکہ خرید و فروخت یا بخشش و ہدیہ اپنی ملک میں ہو سکتا ہے اور روح انسانی اور اعضاء انسانی اس کی ملک نہیں جو وہ کسی کو دیدے (فتاویٰ عالمگیری کتاب الخطر والا باحۃ، باب اللہ اوی ۳۱۰/۵)۔

۲۔ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا شدہ عیب ہو یا پیدائشی طور پر ہو، جب اس کے جواز کی علت یہ ہے کہ انسان کے لیے انقاع، بجز، جسمہ جائز ہے اور اسی طرح عیب نفرت طہائع کا باعث اور تلاوت قرآن میں خلل انداز ہے اور یہ ضرورت میں داخل نہیں ہے، بلکہ حاجت میں ہے اور ان وجوہات کے اعتبار سے پیدائشی عیب اور حادثہ سے پیدا شدہ عیب میں کوئی فرق نہیں اور پیدائشی عیب کی صورت میں آپریشن کا جواز معلوم ہو گیا، لہذا اس صورت میں بھی حکم وہی ہوگا اور آپریشن جائز ہوگا۔

۳۔ پیدائشی طور پر نہیں بلکہ بعد میں فطری طور پر یا عمر کے تقاضے کی وجہ سے عیب ہو جانا، جیسے چہرے پر جھریاں پڑ جانا یہ وہ چیز ہے جس کو ختم کرنے کی کوشش کرنا گویا فطرت کو مسخ کرنا ہے اور محض زینت و جمیل کے لیے ہے، اس لیے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ آپریشن کرا کے اس کو خوبصورت بنایا جائے۔

اور اسی طرح دوسری علت عدم جواز کے لیے یہ ہے کہ اس میں غرر اور دھوکہ کے طور پر اپنے کو جو ان ظاہر کرنا ہے، یا ناک کو نوکیلی بنا کر خوبصورت ظاہر کرنا ہے جبکہ باری تعالیٰ نے قبول صورت بنایا ہے۔

۴۔ کسی انسان کے اندر پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے خود اس کے جسم سے کوئی چمڑا، گوشت یا ہڈی لے کر لگائی جائے تو یہ لگانا جائز ہے۔

دلیل: اولاً تو اس لیے کہ یہ جسم انسانی کی اہانت میں داخل نہیں ہے، دوسری بات یہ

ہے کہ اس کو آج کے دور میں اہانت تصور بھی نہیں کیا جاتا اور آدمی کے اپنے جز سے انقاع جائز ہے، ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے لکھا ہے: ”قال الفقهاء أيضاً كل ماورد به الشرع مطلقاً ولا ضابط له فيه ولا في اللغة يرجع فيه إلى العرف كالحرز في السرقة“ (اصول الفقہ الاسلامی ۲/۸۳۱) اور اگر بیماری کے ازالہ کے لیے ہو تو حاجت میں شامل ہوگا، لہذا جائز ہے۔

۵- سوال میں غور کرنے سے کئی صورتیں نکلتی ہیں: (۱) عضو انسانی کا بدل جمادات، نباتات سے تلاش کیا جائے، (۲) حیوانات کے اعضاء سے یہ کام لیا جائے، یہ دونوں صورتیں زمانہ قدیم سے رائج ہیں اور ہر حیثیت سے بے خطر و بے ضرر بھی ہیں، لہذا افتہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

دلیل: کیونکہ باری تعالیٰ نے دنیا اور اس کی ہر چیز انسان کے لیے پیدا کیا ہے، حدیث میں ہے: ”إن الدنيا خلقت لكم وإنكم خلقتُمْ للآخرة“۔

سوال مذکور کی تیسری صورت یہ ہے کہ عضو انسانی کا بدل دوسرے انسان سے حاصل کیا جائے، جیسے مردہ انسان کی آنکھ یا گردہ وغیرہ نکال کر لگایا جائے، اس کی بھی شریعت میں اجازت بعض کے نزدیک ہے، اس کو تکریم انسانی کے منافی نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ یہ عرف پر موقوف ہے اور عرفاً مردہ انسان میں سے نئے طرز آپریشن کے ذریعہ نکالنا اہانت تصور نہیں کیا جاتا، اس کی دلیل میں اصول الفقہ الاسلامی کے حوالے سے ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی تحقیق گزشتہ صفحہ پر مذکور ہے، لیکن اصح یہ ہے کہ ناجائز ہے، ورنہ اعضاء انسانی کی بیع شروع ہو جائے گی اور یہ بہت بڑا مفسدہ ہے۔

اسی طرح اپنے ہی جسم کے ایک عضو سے گوشت، کھال یا ہڈی نکال کر دوسری جگہ لگانا جائز ہے، اس لیے کہ اس میں اہانت مقصود نہیں ہے، جس کے دلائل اس سے پہلے سوال کے جواب میں گزرے۔

حضرت عرفہ صحابی کو آپ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی، جب کہ

سونے کا استعمال مردوں کے لیے ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہ علاج کے درجہ میں ہے اور اضطراری حالت نہیں ہے بلکہ تعریفات خمسہ مذکورہ میں سے حاجت کے تحت ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری جیسے اقدامات مستحسن نہیں ہوں گے، اس لیے کہ یہ محض تفریح طبع ہے اور خواہش کی تکمیل ہے اور زینت کے اندر داخل ہے اس کے اندر دفع مضرت، اتمام منفعت، ازالہ مرض یا تقویت جسم کوئی غرض نہیں ہے، لہذا اس مقصد کے لیے کسی ناجائز چیز کے جائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۷۔ کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے اور اچھا رشتہ حاصل کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری جائز نہیں ہے اور شریعت مطہرہ و قواعد فقہیہ کی روشنی میں اس کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔

دلیل: کیونکہ جوانی کا تعلق ظاہری رعنائی و خوشنمائی سے بھی ہوتا ہے اور باطنی توانائی سے بھی جو فطری ہوتی ہیں وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ حاصل ہونے والی ظاہری خوشنمائی سے حاصل نہیں ہو سکتی اور ظاہری مصنوعی خوبصورتی کے ذریعہ ایک جوان، رعنا اور خوبصورت عورت کا ہمسر بننے میں غرر اور دھوکہ ہے، جس کی حقیقت اگر وہ جان لیتی تو کبھی اس شوہر سے شادی کرنے پر راضی نہ ہوتی اور بوڑھے شخص کو اپنا ہم عمر جوڑا تلاش کرنا چاہئے اور جوان سے شادی کے مقصد سے اپنے کو جوان ظاہر کرنے کے لیے آپریشن کرانا، زینت یا فضول میں داخل ہو سکتا ہے، نیز ایسا کرنے میں ایک جوان عورت کو زندگی بھر کے لیے اذیت میں مبتلا کرنا ہے جو جائز نہیں ہو سکتا۔

۸۔ اس سوال کے دو اجزاء ہیں: ایک مجرم سے متعلق، دوسرا مظلوم سے متعلق:

الف۔ مجرم کو اس کے جرم کی سزا دینا شرعی حکم ہے اور مجرم کی شناخت اس کا ذریعہ ہے اور مجرم کو اپنی شناخت ختم کرنا نفاذ حکم شرعی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا ہے، نیز شناخت ختم کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت دینے میں مجرم کی حوصلہ افزائی اور اس کو بڑھاوا دینا ہے، ان سب مفاسد کے ہوتے ہوئے یہ عمل شرعی طور پر دفع مضرت اور جلب منفعت کی قبیل سے بھی نہیں ہے، لہذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہرگز اس کے لیے سرجری کی اجازت نہیں ہو سکتی جیسا کہ قتل انسانی کے

بہت بڑا جرم ہونے کے باوجود جرم کے سد باب کے لیے قصاصاً قتل کو ”ولکم فی القصاص حیوة“ کہہ کر قانون بنایا گیا۔

ب۔ مظلوم کو ظلم سے بچانے کے لیے شریعت نے خود سب سے بہتر دعویٰ کا قانون بنایا ہے اور قضاء کا دروازہ کھولا ہے اور عدالت میں استغاثہ و فریاد کی راہ بھی کھلی ہے اور صلح بین المسلمین کے تحت مسلم معاشرے کے با اثر افراد بھی اس کا ذریعہ ہیں، لہذا اس کے لیے اپنی شناخت ختم کرنا، صورت کو مسخ کرنا، فطری شکل کو بدلنا یہ سب بذات خود ایک جرم ہے اور جب احتیاطی تدابیر اور بچنے کی صورتیں اس آپریشن کے بغیر ہی پوری طرح حاصل ہو جاتی ہیں۔

عیوب کے ازالہ کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم

مولانا اشتیاق احمد اعظمی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدا نشی طور پر موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ۔ کیا اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

سوال میں مذکور عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا عند الاحتاف جائز ہے، موسومہ فقہیہ کے اندر قطع الأعضاء الزائدة کے زیر عنوان یہ عبارت مذکور ہے: يجوز قطع إصبع زائدة أو شئ آخر كسنة زائدة إن لم يكن الغالب فيه الهلاك عند الحنفية“ (۲/۴۷۳، موسومہ فقہیہ کویتیہ)۔

اس مسئلہ میں مالکیہ کا اختلاف ہے، علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ”عن عیاض أن من خلق بإصبع زائدة أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه لأنه من تغيير خلق الله إلا أن تكون هذه الزوائد تؤلمه فلا بأس بنزعها عند أبي جعفر وغيره“ (تفسیر القرطبی ۵/۳۹۲)۔

مالکیہ نے الم اور ضرر کو بنیاد بنایا کر آپریشن کی اجازت دی ہے، لیکن اگر عضو زائد باعث تکلیف نہ ہو تو اسے تغیر فی خلق اللہ میں شمار کر کے ناجائز کہا ہے۔

۲۔ بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لیے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

جس طرح پیدائشی عیب کی صورت میں آپریشن کرنا درست ہے، ایسے ہی بعد میں کسی حادثہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عیب کا آپریشن کرنا بھی درست ہے، حادثہ کے نتیجہ میں خواہ آدمی کی ناک کٹ جائے، ہونٹ بدنما ہو جائے یا رخسار یا کہیں اور کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں، اس طرح کی تمام صورتوں میں آپریشن کرنا درست ہے، کتب احادیث میں اس کی نظیر موجود ہے، چنانچہ ہدایہ میں ہے: حضرت عرفہ بن اسعد کی ناک یوم کلاب میں زخمی ہو گئی تھی، انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، لیکن اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا، اس واقعہ کا ذکر سنن ترمذی اور ابوداؤد شریف میں موجود ہے (ہدایہ: ۴/۵۷۷، باب الکرہیۃ)۔

اگر سونا استعمال کر کے ناک درست کی جاسکتی ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ مثلاً بے کے حصہ بدن کا کوئی گوشت کا ٹکڑا لیکر ناک یا دیگر اعضاء بدن کو درست کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

۳۔ ایسا عیب جو فطری طور پر ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مذکورہ نوعیت کے عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ یہ ایک فطری اور خلقی چیز میں تبدیلی پیدا کرتا ہے جو نص قرآنی سے جائز نہیں، ”فلیغیرن خلق اللہ“ کے ضمن میں یہ بھی ایک شیطانی حرکت قرار پائے گی، نیز حدیث میں رسول پاک ﷺ سے ایسے عمل کرنے والے پر لعنت مروی ہے: ”لعن اللہ المتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ“ جھریوں کو دور کرنا، ناک کو زیادہ کھڑی بنانا، جہاں برائے حسن و جمال ہے وہیں یہ

چیز تغیر خلق اللہ میں بھی داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوگی۔ مزید برآں جھریوں کو دور کرنا اپنے آپ کو کم سن محسوس کرنا، یہ ایک قسم کی تدلیس اور خداع ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اس کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

ہاں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ انسان کے اپنے ہی حصہ بدن کے ذریعہ اسی کے کسی دوسرے عضو کی ایک طرح کی پیوند کاری ہے، دوسرے کی جان بچانے کے لیے کوئی آدمی اگر اپنا گروہ بغیر معاوضہ کے دیدے تو یہ صورت جائز ہے، اسی طرح دوسرے کو اپنا خون دیکر اس کی جان بچانا بھی جائز ہے، بشرطیکہ خون کا معاوضہ نہ لے، جب دوسرے کے لیے یہ کام جائز ہے تو اپنے جسم کے عیب کو دور کرنے کے لیے اپنے ہی حصہ بدن کا کوئی جز استعمال کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

پلاسٹک سرجری، عصر حاضر کا ایک جدید طریقہ علاج ہے، شرعاً اس طریقہ علاج میں کوئی قباحت نہیں، میڈیکل سائنس کی ترقیات نے علاج کی بہت ساری نئی نئی صورتیں پیدا کی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے: عن ابی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: "ما أنزل الله من داء إلا أنزل له شفاء" (بخاری شریف، حدیث: ۵۵۵۰)۔

مسند احمد بن حنبلؒ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: "أن رسول الله ﷺ قال: ما أنزل الله داء إلا وأنزل له دواء جھلہ من جھلہ وعلمہ من علمہ" (مسند احمد: ۶۲۷۳)۔

ان روایات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اللہ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے، علاج

کی نئی نئی صورتیں اور جدید تکنیک کو اپنانا شرعاً بالکل درست ہے، اس لیے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنا بشرطیکہ اس کا مقصد نہ تو اضافی تحسین و تکمیل ہو اور نہ ہی تدلیس و تغیر ہو تو بہر صورت جائز ہوگا۔

۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

شرعی نقطہ نظر سے جسم اللہ کی امانت ہے، جس میں کسی فطری ناگزیر ضرورت کے بغیر خود ساختہ تبدیلی کرنا جائز نہیں، ایسے جسمانی عیوب اور خرابی جن کا علاج انتہائی ناگزیر اور ضروری ہو جیسے کسی کا مثانہ ناکارہ ہو چکا ہو تو اس کے پیٹ کی باطنی جدل سے مثانہ تیار کر کے لگانا یا تیسری ڈگری تک جلے ہوئے جسم کے حصہ پر نئی جلد پیوند کاری، یا عینین یعنی جس کا عضو تناسل اس قدر چھوٹا ہو کہ وہ ازدواجی تعلقات کے قیام پر قادر نہ ہو تو اس کے ذکر کو معمول کی مقدار تک طویل کرنا، اس قسم کے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ علاج کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اسی طرح ایک ایسا نقص اور خرابی ہو جو کمتر درجہ کی چیز ہو کہ اس کے وجود سے کسی بڑے ضرر کا اندیشہ نہ ہو مثلاً چہرہ پر چیچک کے داغ، زخم کے نشانات، آگ یا تیزاب سے جلنے کی وجہ سے بدنما ہو گیا تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست کرنا جائز ہوگا، جیسے کینسر کی وجہ سے کسی خاتون کی چھاتی نکال دی گئی ہو تو اسے مصنوعی چھاتی لگانا جائز ہونا چاہیے، اس طرح کے امور کے جواز میں استدلال حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک سے جو یوم کلاب میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، لیکن وہ بدبودار ہو گئی تو حضور اکرم ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن اضافی تحسین و تکمیل کے لیے پلاسٹک سرجری کا استعمال مثلاً عورت کے پستان کو

نوکدار بنانا یا ناک کو زیادہ کھڑا ہونا، کان کو چھوٹا کرنا یا ہونٹ کو پتلا بنانا وغیرہ جائز نہیں ہوگا۔

اسی طرح تدلیس و تغیر کے لیے کوئی اپنا چہرہ اس حد تک تبدیل کرالے کہ شناخت مشکل ہو جائے، اسی طرح انگوٹھے کے نشان کو تبدیل کرنا کہ آدمی قانون کی گرفت سے اپنے

آپ کو محفوظ رکھ سکے یا عمر چھپانے کے لیے جلد کو چست کرنا، یہ سب جائز نہیں ہوگا کیونکہ یہ ایک

طرح کا دھوکہ ہے۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد کے لیے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت شریعت دیتی ہے؟

اس طرح کی پلاسٹک سرجری سراسر دھوکہ ہے اور دھوکہ شرعاً حرام ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من غشنا فلیس منا۔“

مولانا تقی عثمانی مدظلہ کے لے خضاب کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں:

”والثانی: أن یفعلہ الرجل للغش والخداع ولیری نفسہ شاباً ولیس بشاب فہذا ممنوع بالاتفاق لاتفاق العلماء علی تحریم الغش والخداع“ (تکلمة فی العلم ۱۳۹۳ء)

اس لیے عمر کو کم ظاہر کرنے کے لیے اور اچھا رشتہ حاصل کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا سراسر دھوکہ ہے، شرعاً اس کی اجازت نہیں۔

۸۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پائے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں۔ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ تدلیس و تغیر اس طرح سرجری کے ذریعہ کرانا کہ شناخت مشکل ہو جائے اور مجرم قانون کی گرفت سے محفوظ ہو جائے جائز نہیں، لیکن مظلوم اگر ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے اس قسم کی سرجری کرا کے اگر اپنے آپ کو محفوظ کرانا چاہتا ہو تو اس کی اجازت ہونا چاہئے۔ ہذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب۔

بغرض تجمیل و دفع عیب آپریشن کرانے کا شرعی حکم

مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی ☆

جسم انسانی اپنے اعضاء سمیت خدا کی عطا کردہ امانت ہے، اس کی حفاظت ہر بندہ کا فریضہ ہے اور ضائع کرنا اس امانت خداوندی میں خیانت ہے، جس کی سزا بعض اوقات سخت سخت وارد ہوئی ہے۔ خدائے پاک نے بھی اس کی حفاظت کے لیے ممکنہ ہر تدبیر مہیا کر دی ہے حتیٰ کہ جملہ مضر مادوں کو حرام تک کر دیا، لیکن کبھی کبھی بعض حکم و مصالح کے پیش نظر عوارض کے پیش آنے سے یہ گراں قدر دولت متاثر ہو تو شریعت نے اس کو دفع کرنے کے لیے علاج و معالجہ کی تاکید فرمادی ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے: ”إن لكل داء دواء فإذا أصاب دواء الداء براء بإذن الله“ (مسلم شریف ۲/۲۲۵، باب لكل داء دواء واستحب الله اداي) (ہر مرض کے لیے دوا ہے، لہذا اگر دوا بیماری پر پہنچتی ہے تو اللہ کے حکم سے بیماری سے شفا یابی ہوتی ہے)۔

ابوداؤد نے سند حسن سے روایت کی ہے: ”إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداؤوا ولا تداؤوا بحرام“ (ابوداؤد: ۵۴۱/۲، کتاب الطب، باب فی الادویۃ المنکرہ) (اللہ نے بیماری اور علاج دونوں ہی نازل کیا، اور ہر بیماری کی دوا بنایا ہے لہذا علاج کرو، اور حرام سے علاج مت کرو)۔

عرفہ بن اسعدؓ کا واقعہ تو مختلف کتابوں میں موجود ہے، ان کی ناک جنگ گلاب میں

☆ خادم حدیث و فقہ مدرسہ حسینہ، مکہ المہدیہ

ضائع ہوگئی، انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، لیکن اس سے بدبو آنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا (ابوداؤد: ۵۸۱/۲، کتاب الخاتم، باب ما جاء في ربط الاسنان بالذهب، ترمذی: ۳۰۷۱، ابواب اللباس، باب ما جاء في شد الاسنان بالذهب)۔

امام ابوداؤد اور امام ترمذی کے عنوان سے معلوم ہو رہا ہے کہ دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھنا بھی جائز ہے، بلکہ امام ترمذی نے اس کی صراحت بھی ان الفاظ میں کی ہے: ”وقد روي عن غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب، وفي هذا الحديث حجة لهم“ امام طحاوی وغیرہ بھی جواز کے قائل ہیں، جیسا کہ صاحب العرف الشذی نے تصریح کی ہے، امام محمد رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے (رد المحتار مع الدرر: ۵/۲۵۵، مکتبہ رشیدیہ پاکستان)۔

ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جسم کے کسی جز کا فقدان یا کسی حصے کا کسی خاص وجہ کر تکلیف محسوس کرنا مرض ہے وہیں جمال و موزونیت کا فقدان بھی اسی دائرہ میں آتا ہے، شریعت نے علاج و معالجہ کے لیے کچھ خطوط اور ضابطے متعین کیے ہیں انہی خطوط پر رہتے ہوئے علاج و معالجہ درست ہو سکتا ہے، ان ضابطوں میں اہم و بنیادی ضابطے یہ ہیں:

۱۔ شریعت نے مختلف مواقع پر اس پر زور دیا ہے کہ دوا حرام نہ وہ، اسی زمرے میں ناپاک اشیاء بھی آتی ہیں، مختلف احادیث میں تدوی بالمسکر، تدوی بالتمر، تدوی بالخرم سے بچنے کی تاکید آئی ہے (دیکھئے ترمذی ۲۴۳/۲، ابوداؤد ۵۴۱/۲)۔

ہر چند کہ بعض ناگزیر حالات میں فقہاء کی ایک جماعت نے بعض شرائط کے ساتھ تدوی بالخرم کی اجازت بھی دی ہے، ان میں سرفہرست حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۱۔ اگر جسمانی طور پر کوئی ایسا نقص و عیب پایا جائے جو بدہیت و کرہیہ النظر بنادے، کون سی شکل بدہیت ہے اور کون سی نہیں یہ زمانہ عرف کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے، نیز انسانی اعضاء کے علاوہ کوئی دوسری پاک شئی متبادل موجود نہیں جس سے علاج کیا جاسکے تو اپنے ہی جسم

کے بعض حصے کو کاٹ کر دوسرے حصے میں لگانے میں کچھ حرج نہیں ہے جبکہ جہاں سے کاٹا گیا وہاں کوئی عیب مضر پیدا نہ ہو نیز جہاں لگایا جا رہا ہے اس کے اچھے ہونے کا گمان غالب ہو، خواہ اس عیب کا تعلق پیدائشی ہی کیوں نہ ہو، عالمگیری میں صریح جزئیہ موجود ہے:

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (عالمگیری ۵/۳۶۰) (کوئی زائد انگلی یا دوسرے عضو کو کاٹنا چاہے تو علامہ نصیر فرماتے ہیں کہ اگر غالب گمان ہے کہ اس طرح کاٹنے سے ہلاکت ہوگی تو نہ کرے، اور اگر غالب گمان نجات کی ہے تو کرنے کی گنجائش ہے)۔

اس مسئلہ پر ”اختتان“ کی حدیث سے بھی روشنی پڑتی ہے، کیوں کہ اس میں بھی زائد جلد ہی کاٹی جاتی ہے جو پیدائشی ہوتی ہے، جس کے جواز میں کوئی کلام نہیں بلکہ شوافع کے یہاں تو اختتان مرد و عورت ہر دو پر واجب ہے۔

۱- اس میں خلقی و غیر خلقی یعنی پیدائشی و حادثاتی عیب میں فرق کرنا بھی اچھا نہیں ہے بلکہ حادثہ کی وجہ کہ اگر کوئی عیب پیدا ہو تو وہ عام بیماری کی طرح ہے، علاج کے جتنے مواقع منصوص ہیں وہ تو حادثاتی ہی ہیں۔

۲- البتہ بعض دفعہ عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ کہ بعض عیوب پیدا ہوتے ہیں، مثلاً چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں، تو ایسے موقعہ پر محض حسن کی خاطر آپریشن یا سرجری کی ممانعت ہوگی ”أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن نشف الشيب“ (نسائی ۲/۲۷۷)۔

ب- ہاں اگر مقصود جہاد ہو یا بیوی کے لیے حسن اختیار کرنا ہو تو اس کی گنجائش ہونی چاہئے، امام ابو یوسف کا ارشاد ہے: ”كما يعجبني أن تزين لي يعجبها أن أتزين لها“ (رد المحتار ۵/۲۹۹)۔

ج- لیکن پیدائشی طور پر ناک کا پستہ ہونا یا ہاتھ کا چھوٹا ہونا، یہ کوئی عیب نہیں ہے اور نہ

ہی برا سمجھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تو ایک قوم ہی پستہ ناک والی پیدا کر رکھا ہے، لہذا ایسی چیزوں کی اجازت میں واضح طور پر خلق اللہ کی تغیر لازم آتی ہے، جہاں تک ہو سکے اس سے احتراز کیا جائے۔

۴- چونکہ فقہاء کی تصریح کے مطابق ایک انسان کا عضو خود اسی کے حق میں ظاہر ہے، لہذا علاج کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو اپنے اعضاء کاٹ کر علاج کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

۵- بظاہر پلاسٹک سرجری جو عام نقائص جسمانی و عیوب کو ختم کرنے کے لیے کیا جائے صحیح معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ بلا ضرورت تلمیس سے بچا جائے، ہمارے سامنے حضرت عرفہؓ کا واقعہ موجود ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی تھی۔

اصحاب شوافع کے یہاں بھی اجازت معلوم ہوتی ہے، علامہ محلی شوافع کا قول نقل کرتے ہیں: "إلا الأنف والأنملة والسن فيجوز اتخاذها لا الإصبع والفرق بين الأنملة والإصبع أنها تعمل بخلاف الإصبع واليد فلا يجوز اتخاذهما من ذهب ولا فضة" (کنز الراغبین شرح منہاج الطالبین ۲/۲۳۲)۔

گویا کہ مدار اس چیز پر ہے کہ کارگر ہو پاتا ہے یا نہیں، اب تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہر طرح کی سرجری کارگر ہے، اس لیے حلال اشیاء سے اگر نہ ہو سکے تو حرام اشیاء مثلاً سونے و چاندی سے بھی بنایا جاسکتا ہے، لیکن دوسرے انسانی اجزاء سے علاج کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

۶- معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے ایسا کرنا مستحسن نہیں ہے: "لأن الضرورات تبيح المحظورات والضرورات تتقدر بقدر الضرورة"۔

۷- شادی کے قبل اس مقصد سے پلاسٹک سرجری کروانا کہ اچھا رشتہ مل سکے، یا عیب چھپ جائے جائز نہیں ہو سکتا، اس میں تغیر خلق کے ماسوا دھوکہ دہی بھی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

شادی کے وقت اگر عیب ہے تو بیان کرنے میں غیبت کا گناہ بھی لازم نہیں آتا اس کو چھپانے کی اجازت کیوں کر دی جاسکتی ہے۔

ہاں نکاح کے بعد محض بیوی کی خوشنودی اور اس کے مطالبہ سے اگر ایسا عمل کرایا جائے تو گنجائش ہے۔

۸۔ اسی طرح اگر مظلوم ہے، وہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے اگر اضطراری صورت میں پلاسٹک سرجری کرائے تو گنجائش ہے، کیوں کہ ظلم کے خلاف تو قتل تک کی اجازت ہے۔ لیکن کوئی جرم کر کے محض جرم کو چھپانے کے لیے ایسا کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ جرم کے پاداش میں سزا کا بھگت لینا نہ یہ کہ صرف اس کے حق میں خیر ہے، بلکہ اس میں معاشرہ کی اصلاح بھی ہے، اس لیے ایسے موقع پر اس طرح کے اقدام کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام

مفتی عبدالاحد فلاحی ☆

موجودہ دور میں سائنسی ترقی نے جہاں انسان کو بہت کچھ دیا وہاں انسان سے بہت کچھ چھین لیا، اب یہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ معلوم کرے کہ شریعت موجودہ سائنس یا طریقہ علاج سے کس حد تک استفادہ کو جائز قرار دیتی ہے اور کون سے طریقے ہیں جو شرعی حدود کو پامال کرتے ہیں۔

زیر بحث مسئلہ (پلاسٹک سرجری) میں انسانی اعضاء بدن کے ایک حصہ سے نکال کر دوسرے حصہ پر لگائے جاتے ہیں، یہ کس حد تک جائز ہے اور اس کا استعمال کب ناجائز ہوگا با ترتیب سوالات کے جوابات اس طرح ہیں:

۱- وہ عیب جو انسان کے ساتھ پیدائشی طور پر ہو اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن جائز ہوگا، ہند یہ میں اس مسئلہ کی صراحت ہے کہ اگر کسی کی زائد انگلی ہو تو وہ اسے کٹا سکتا ہے جب کہ مریض کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو: ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب النجاة فهو في سعة من ذلك“ (ہندیہ ۳۶۰/۵، کتاب النظر والاباحہ، باب فیما یسع من جراحات بنی آدم، ط: دار الکتب دیوبند)، جدید طب نے جو ترقی کی ہے اس کے بعد اب ایسے آپریشن معمولی شمار ہوتے ہیں اور عام حالات میں اس میں انسانی جان کے ختم

☆ خیر امت ٹرسٹ، ممبئی۔

ہونے کے امکانات نہیں ہوتے، انگلی کٹوانے کے تعلق سے ہی ایک استفتاء کے جواب میں مفتی محمود حسنؒ فرماتے ہیں: ”کٹوانا جائز ہے رضائے الہی کے خلاف نہیں“ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۳۳، کتاب الطہر والاباحۃ، باب التداوی والمعالجہ، ط: ادارہ صدیقی ڈائجیل)۔

۲- وہ عیب جو کسی حادثہ کے سبب پیدا ہو اس کو بھی ختم کرنے کے لئے آپریشن جائز ہوگا، اس لئے کہ یہ بیماری کا علاج ہے اور شریعت نے اس کے لئے منع نہیں کیا ہے، حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کا واقعہ ہیکہ انہوں نے سونے کی مصنوعی ناک اللہ کے رسول ﷺ کی اجازت سے لگائی تھی: ”عن عرفجة بن أسعد قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأتنت علي، فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب“۔

اسی طرح متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے کہ انہوں نے سونے کے دانت لگوائے تھے، ”وروی غیر واحد من أصحاب رسول الله ﷺ أنهم شدوا أسنانهم بالذهب“ (سنن ترمذی ۲/۶۰۰، کتاب اللباس، باب ما جاء في شد الاسنان بالذهب، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت) سونے جیسی چیز جس کا استعمال مردوں کے لئے عام حالات میں جائز نہیں ہے، مگر صحابہ کرام نے متبادل نہ ملنے کی صورت میں اسے استعمال کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فطرت کے خلاف کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اسے دور کرنا ضرورت میں داخل ہے۔ صورت مسئلہ میں کسی ناجائز چیز کو استعمال کرنے کی نوبت نہیں آرہی ہے، اس لئے اس مقصد سے آپریشن کرانا تا کہ وہ عیب دور کیا جاسکے جائز ہوگا۔

۳- انسانی جسم میں جو تبدیلی فطری طور پر پیدا ہوتی ہے اس کی کوئی شکل ہو اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست نہیں ہوگا کہ اس میں انسانی بدن میں بغیر کسی ضرورت کے تصرف کیا جا رہا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت میں تبدیلی کو پسند نہیں فرمایا: ”فليغيرن خلق الله“ (سورہ نساء: ۱۱۹) تغیر خلق کسے کہتے ہیں اس بارے میں مفسرین کی بہت سی

آراء ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جسمانی ساخت میں تبدیلی اور کانٹ چھانٹ کرنا ”تغییر خلق“ ہے، نیز اس آیت سے پہلے جانوروں کے کان چیرنے کا تذکرہ موجود ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے جس خلق میں تغیر کی مذمت کی ہے اس سے مراد جسمانی اور خلقی ساخت ہے۔ مفسرین نے اس کی جو تشریح کی ہے اور قرآن میں جس موقع پر اس کا تذکرہ موجود ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کسی بھی چیز میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی خلقت کا اصل مقصود فوت ہوتا ہو یا اس سے ایسا کام لینا جو فطرت کے خلاف ہو، ”تغییر خلق“ ہے، لہذا فطرت میں اس طرح کی تبدیلیوں کے لئے آپریشن جائز نہ ہوگا۔

۴۔ ایسے عیب کو دور کرنے کے لئے بدن کے کسی حصہ کو اسی بدن میں دوسری جگہ لگانا جائز ہوگا، اس لئے کہ اعضاء کی پیوندکاری کی صورت میں جو قباحتیں ذکر کی جاتی ہیں ان کا ارتکاب یہاں لازم نہیں آتا ہے۔ عامتا جن قباحتوں کا تذکرہ فقہاء نے کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

الف۔ انسانی جسم کی بے حرمتی۔

ب۔ انسانی جسم کا جب کوئی حصہ الگ ہو جاتا ہے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، پیوندکاری کی صورت میں بدن کے ساتھ اس ناپاک حصہ کو جوڑا جاتا ہے، ان دونوں کی دلیل: ”الانقطاع بأجزاء آدمی لم یجز قیل للنجاسة وقیل للکرامة هو الصحيح“ (ہندیہ ۵/۳۵۳، کتاب الطھر والاباحہ، باب فی البداوی والمعالجہ، ط: دار الکتاب دیوبند)۔

ج۔ بعض فقہاء نے انسانی جسم کو چیرنے پھاڑنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ اس میں ہلاکت کا بھی اندیشہ ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”إن کان الغالب علی من قطع مثل ذلک الہلاک فإنہ لا یفعل“ (ہندیہ ۵/۳۵۳، کتاب الطھر والاباحہ، باب فی البداوی والمعالجہ، ط: دار الکتاب دیوبند)۔

د۔ اعضاء انسانی کی پیوندکاری کی اجازت دینے کی صورت میں انسانی اعضاء کی حرمت ختم ہو جائے گی اور بازار میں اعضاء کی خرید و فروخت کو راہ ملے گی۔ زیر بحث مسئلہ میں ان

میں سے کسی کا ارتکاب نہیں ہو رہا ہے، اس لئے اس طرح کے پیدائشی عیب کو ختم کرنے کے لئے آپریشن کرانے کی گنجائش ہے، چنانچہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر بدن کے کسی حصہ میں خرابی پیدا ہو جائے اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ بیماری پھیلے گی تو بدن کے اس حصہ کو کاٹا جاسکتا ہے: ”لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لئلا تسرى كذا في السراجية“ (ہندیہ ۳۶۰/۵، کتاب النظر والاباحہ، باب فیما یسح من جراحات بنی آدم، ط: دار الکتب دیوبند)۔

اسی طرح اگر کسی کی انگلی زائد ہو تو اس زائد انگلی کو بھی نکالنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے: ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير رحمه الله: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب النجاة فهو في سعة من ذلك“ (ہندیہ ۳۶۰/۵، کتاب النظر والاباحہ، باب فیما یسح من جراحات بنی آدم، ط: دار الکتب دیوبند)۔

موجودہ سوال میں انسانی جسم کی بے حرمتی کا ارتکاب بھی لازم نہیں آرہا ہے، اس لئے کہ علاج کے لئے اسی کے بدن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ پر منتقل کیا جا رہا ہے، دوسری وجہ بھی نہیں پائی جا رہی ہے، اس لئے کہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ بدن سے الگ ہونے کے بعد عضو مردہ کے حکم میں ہے مگر جس کے بدن کا حصہ ہے اس کے لئے وہ اب بھی پاک ہے:

”واختلف في أذنه، ففي البدائع نجسة وفي الخانية لا، وفي الأشباه: المنفصل من الحي كمية، إلا في حق صاحبه فطاهر وإن كثر، وفي شرح المقدسي قلت: والجواب عن الإشكال أن إعادة الأذن وثباتها إنما يكون غالباً بعود الحياة فيها، فلا يصدق أنها أبين من الحي لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تبين، ولو فرضنا شخصاً مات ثم أعيدت حياته معجزة أو كرامة لعاد طاهراً“ (رد المحتار علی الدر المختار ۳۶۱، کتاب الطهارة باب المياه، ط: مکتبہ ذکریا دیوبند)۔

اسی طرح اب طریقہ علاج نے جس قدر ترقی کر لی ہے اس کی بنا پر ایسے آپریشنوں

میں جان کا خطرہ بھی نہیں ہوتا، اسی طرح صورت مسئلہ میں ایک انسان کا جزو بدن اسی کے لئے استعمال ہو رہا ہے، اس لئے اس میں اعضاء انسانی کی خرید و فروخت کو راہ ملنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔

۵- جسمانی عیوب اور نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے۔
۶- معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت تو ہوگی مگر حتی الامکان اس سے احتراز کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔

۷- جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ تغیر خلق میں داخل ہے۔
۸- مجرم کے لئے گنجائش نہیں ہوگی، البتہ مظلوم اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرا سکتا ہے: ”الضرر یزال“۔ هذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری کے شرعی احکام

مفتی عبدالرحیم قاسمی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

پیدائشی طور پر پایا جانے والا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اس کا آپریشن کرنا جائز ہے، زائد انگلی کو کٹوانا جائز ہے (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۵/۱۳)۔

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، لأنه تعريض النفس للهلاك وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“

۲- بعض دفعہ پیدائشی طور پر تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

انسان اپنے بدن یا کسی عضو کا مالک نہیں کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے اسی بنا پر اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو قیلتا یا بلا قیمت دے دے، فتاویٰ قاضی میں ہے: مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل: إقطع يدي وكلها أو

☆ مرکز دعوت و ارشاد اوقاف، ناظم جامعہ خیر العلوم، بھوپال۔

قال: إقطع مني قطعة فكلها لايسعه أن يفعل ذلك ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من لحم نفسه فيأكل (فتاویٰ قاضیوں علی ہاشم الہندیہ ۳/۴۰۴)۔

یعنی کوئی شخص حالت اضطرار میں ہے اور بھوک کی وجہ سے اس کو اپنی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو، اور مردار جانور بھی نہیں پاتا کہ اس کو کھا کر اپنی جان بچائے اس حالت میں کسی شخص نے پیش کش کی کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر کھا لو یا یوں کہا کہ کسی جگہ سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر کھا لو تو اس مضطر کے لئے اس شخص کا ہاتھ یا گوشت کا کاٹ کر کھانا جائز نہیں اور کسی شخص کو اس طرح کی پیش کش کرنا بھی صحیح نہیں، (اس لئے کہ وہ خود اپنے ہاتھ یا اپنے بدن کے گوشت پوست کا مالک نہیں) جس طرح خود مضطر کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بدن میں سے گوشت کاٹ کر کھالے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے، اس لئے کہ کوئی شخص اپنی روح کا مالک نہیں کہ اسے ضائع کر دے، لہذا کسی زندہ یا مردہ انسان کا عضو آپریشن کر کے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں (فتاویٰ رحمیہ ۶/۲۸۷)۔

الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز قیل للنجاسة وقیل للکرامة هو الصحيح (فتاویٰ عالمگیری ۵/۳۵۳) (یعنی انسان کے کسی جز سے انتفاع جائز نہیں، صحیح یہ ہے کہ انتفاع کے عدم جواز کی علت کرامت و احترام ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ولقد کرّمنا بنی آدم“ (بنی اسرائیل: ۷۰) (یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے)۔

اگر انسانی اعضاء کے علاوہ دیگر چیزوں سے پیوند کاری کی جائے تو حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کا آپریشن کرنا جائز ہے۔

جمہور فقہاء نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے جو عرفہ بن اسعد صحابی کو کوفہ اور بصرہ کے درمیان جنگ کلاب میں پیش آیا تھا کہ ان کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک

بنوا کر لگالی، مگر اس میں بدبو پیدا ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا کیونکہ سونا سڑتا نہیں۔

یہ حدیث ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد وغیرہ میں روایت کی گئی ہے اور فقہاء محدثین نے اسے معتبر تسلیم کیا ہے، اس میں سونے کی ناک لگانے کا حکم ہے، حالانکہ مردوں کے لئے سونے کا استعمال رسول اللہ ﷺ نے حرام فرمایا ہے (جو اہل فقہ ۳۴/۲)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں؟

عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر ہونے والی جھریوں کا آپریشن کرانا جائز نہیں، سیاہ خضاب لگانا سخت گناہ ہے، احادیث میں اس پر وعید آئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی، عن النبی ﷺ قال: "یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة" (ابوداؤد ۵۷۸/۲)۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اس (بال کی سفیدی) کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ خضاب سے بچو۔

”غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد“ (ابوداؤد ۵۷۸/۲)۔

اس حدیث میں سیاہ خضاب سے بچنے کا صراحتاً حکم فرمایا، لہذا اس سے بالکل احتراز کیا جائے اس کا استعمال جائز نہیں (فتاویٰ رحمہ ۲۹۱/۶)۔

اگر کوئی شخص دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے خضاب استعمال کرے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرے تو یہ باجماع حرام ہے (درس ترمذی از مفتی تقی عثمانی ۳۵۳/۵)۔

جھریوں کا آپریشن بھی اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، لہذا یہ

جائز نہیں۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے اس کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے ”وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غیرها“ (فتاویٰ عالمگیری ۵/۳۵۸) (انسانی بالوں کو بالوں میں جوڑنا حرام ہے، برابر ہے کہ خود اسی عورت کے بال ہوں یا دوسری عورت کے بال ہوں)۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: رجل برجله جراحة قالوا يكره له أن يعالج به بعظم الإنسان والخنزير لأنه محرم الانتفاع (فتاویٰ قاضی خاں علی ہاشم الہندیہ ۳/۴۰۳) (کسی آدمی کے پیر میں زخم ہے انسان کی ہڈی اور خنزیر کی ہڈی سے اس کا علاج مکروہ ہے، کیونکہ اس سے انتفاع حرام ہے)۔

البتہ کان کٹ جائے یا دانت اکھڑ جائے یا ایسا کوئی عضو جسے دوبارہ اس کی جگہ پر لگا کر کارآمد و مفید بنایا جاسکتا ہو تو اس کو اس کی جگہ پر دوبارہ لگانے کی گنجائش ہے: لو قلع إنسان سنه أو قطع أذنه ثم أعادهما إلى مكانهما وصلی أو صلی و سنه أو أذنه فی كمه تجوز صلاته فی ظاهر الروایة (اگر انسان نے اپنا دانت اکھاڑ لیا یا کان کاٹ لیا پھر ان دونوں کو ان کی جگہ پر دوبارہ لگا دیا اور نماز پڑھ لی یا اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس کا دانت یا کان اس کی آستین میں ہے تو ظاہر الروایہ میں ہے کہ اس کی نماز جائز ہے) (فتاویٰ قاضی خاں علی ہاشم الہندیہ ۲۰/۱)۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا

کیا حکم ہوگا؟

جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری سے ہلاکت کا غالب گمان نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

معمولی جسمانی کمی بیشی کے لئے پلاسٹک سرجری کا آپریشن کرانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کوئی جسمانی یا ذہنی تکلیف نہیں اور ایسے آپریشن کے لئے جان کو خطرہ میں ڈالنا جائز نہیں۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

انسان کے کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں۔

وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غیرها لقول ﷺ: "لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والواشرة والمستوشرة والنامصة والمتنمصة" (در مختار) قال الشامي: لما فيه من التزوير۔

(انسانی بالوں کو بالوں میں جوڑنا حرام ہے، حضور ﷺ کی حدیث کی وجہ سے کہ بالوں کو جوڑنے والی پر اور جڑوانے والی پر اور تل گودنے والی پر اور گدوانے والی پر اور دانتوں کو باریک کرنے والی پر اور دانتوں کو باریک کروانے والی پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والی پر اور اکھڑوانے والی عورتوں پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ شامی نے کہا: کیونکہ اس میں تزویر ہے یعنی ملم سازی و فریب کاری ہے) (شامی ۲۳۹/۵)۔

۸۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک

سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

ظلم کے خطرہ کی حالت میں ظالم سے شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی

گنجائش ہوگی، درمختار میں ہے:

الكذب مباح لإحياء حقه، ودفع الظلم عن نفسه، قال الشامي:
وواجب إن وجب تحصيله كما لو رأى معصوماً اختفى من ظالم يريد قتله أو
إيذاءه فالكذب هنا واجب (شامی ۵/۲۷۴)۔

(اپنے حق کو زندہ کرنے کے لئے اور اپنی جان سے ظلم کو دفع کرنے کے لئے جھوٹ بولنا مباح ہے، شامی نے کہا کہ اگر اس کو حاصل کرنا واجب ہے تو اس موقع پر جھوٹ بولنا واجب ہو جائے گا، جیسے اگر ظالم سے بے گناہ کو چھپتے ہوئے دیکھا جو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے یا اس کو تکلیف دینا چاہتا ہے تو یہاں جھوٹ بولنا واجب ہے) کہ میں نے نہیں دیکھا۔

آپریشن بغرض تجمیل و دفع عیب

مفتی محمد عارف باللہ قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف اعضاء کا مجموعہ جسم امانت کے طور پر عنایت کیا ہے، اس لئے اس کی حفاظت انسانوں پر لازم ہے جسم انسانی کی حفاظت کی کئی شکلیں ہیں:

۱- کسی سبب سے پیدا ہونے والی یا پیدائشی طور پر موجود کسی ایسی تکلیف کا ازالہ جو انسانی جسم کو مبتلائے تکلیف کرتی ہو۔

۲- کسی سبب سے کسی عضو میں کوئی ظاہری یا باطنی نقص پیدا ہو جائے جس سے اس عضو کی منفعت و صلاحیت کلی یا جزئی طور پر متاثر ہو جائے، تو اس نقص کی تلافی کرنا تاکہ اس کی مفقود فطری منفعت و صلاحیت اس میں دوبارہ پیدا ہو جائے۔

۳- کسی سبب سے کوئی عضو جسم انسانی سے متعلق عام فطری نظام کے ناموافق ہو جائے، یا وہ ناموافقیت اس میں پیدائشی طور پر موجود ہو، تو اس کو عام فطرت کے موافق کرنا۔

حفاظت کی ان شکلوں کو علاج و معالجہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے، تاکہ جسم راحت و آرام، منفعت و صلاحیت اور ہیئت و صورت کے اعتبار سے اس عام فطرت کے موافق ہو جائے جو اللہ نے جسم انسانی کے حوالے سے متعین کر رکھا ہے اور جو عام انسانوں میں مشترک ہے۔

علاج کے طریقوں میں سے موجودہ دور میں دو طریقہ بہت ہی متعارف ہے (۱) دوائیوں کا استعمال، (۲) آپریشن۔

انسانی جسم کی حفاظت کے لئے علاج و معالجہ کے ان دونوں طریقوں میں سے جس کی بھی ضرورت ہو اس کا استعمال شرعاً مباح ہے، بلکہ ایسے وقت میں جب کہ علاج کے بغیر ہلاکت کا اندیشہ ہو اس وقت علاج کے ذریعہ جان بچانے کی تدبیر کرنا لازم ہو جاتا ہے۔
دوائیوں کے استعمال کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

”ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء“ (بخاری: ۵۲۳۶) (اللہ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کی شفا کو بھی نازل کیا ہے)۔

اسی طرح فصد اور حجامت کی اجازت سے آپریشن کا جواز ثابت ہوتا ہے، حجامت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”إن أفضل ما تداو به الحجامۃ“ (مسلم: ۲۹۵۲) (بے شک جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو حجامت ان میں افضل ہے)۔

علاج کے ان دونوں طریقوں میں موجودہ دور میں بڑا انقلاب پیدا ہوا ہے اور اس میں نئی چیزیں اور طریقے وجود میں آئے ہیں، نیز ان طریقوں کو جن مقاصد کے پیش نظر اختیار کیا جاتا ہے ان میں بھی تنوع پیدا ہوا ہے، اور تنوع کے نتیجے میں آپریشن کی ایک نئی قسم ”جراحۃ التجمیل“ (آپریشن بغرض تجمیل و دفع عیب) وجود میں آئی ہے، جس کا مقصد انسانی جسم کے کسی پیدائشی، یا حادثاتی عیب کو دور کرنا ہوتا ہے، یا موافق فطرت انسانی شکل و صورت کو تحسین و تزئین وغیرہ کے پیش نظر من چاہی انداز میں ڈھالنا ہوتا ہے، ماہر اطباء کے نزدیک اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

جراحة التجميل هي جراحة تجرى لتحسين منظر جزء من أجزاء الجسم الظاهرة أو وظيفته إذا ما طرأ عليه نقص أو تلف أو تشوه (بحوث بعض النوازل الطبية المعاصرة: ۲۶) (آپریشن برائے تجمیل وہ آپریشن ہے جو ظاہری جسم کے کسی حصہ کو خوبصورت بنانے کے لئے کیا جاتا ہے میا اس کے منفعت کو بہتر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے جبکہ اس میں کوئی نقص یا بے کاری یا بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے)۔

اس کو جن مقاصد کے پیش نظر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور ”الامور بمقاصدھا“ کے اصول کی روشنی میں اس کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے:

۱- عام قانون فطرت کے خلاف کسی ایسے عیب کو دور کرنے کے لئے کیا جانے والا آپریشن جو عیب انسانی صحت کو متاثر کرتا ہو یا اس کے ہوتے ہوئے عیب دار عضو کی منفعت کلی یا جزئی طور پر معدوم ہو۔

۲- موافق فطرت جسم و اعضاء جسم کو مزید خوبصورت بنانے اور مفروضہ معیار حسن سے ہم آہنگ کرنے کے لئے یا اپنی متعارف شکل و صورت غیر متعارف بنانے کے لئے کیا جانے والا آپریشن۔

عام قانون فطرت کے خلاف پیدائشی یا حادثاتی عیب کے ازالہ کے لئے آپریشن کا حکم پہلی قسم: یعنی اگر جسم میں کوئی عیب موجود ہو، جسے انسانی صحت کے تحفظ یا اس عضو کی منفعت کی حصول یا بی کی خاطر دور کرنا ضروری ہو یا وہ انسانی جسم کے حوالے سے عام قانون فطرت کے خلاف ہو، چاہے وہ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی سبب سے پیدا ہو گیا ہو، چونکہ یہ عام قانون فطرت کے خلاف ایک عیب ہے جو کہ انسانی صحت یا اس عضو کی منفعت کے منافی ہے، اس لئے اس کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے، جیسے کٹے ہوئے ہونٹ اور غیر معمولی معیوب انداز میں ٹیڑھی ناک کو آپریشن کے ذریعہ عام فطرت کے موافق بنانا یا ہاتھ یا پاؤں کی زائد انگلیوں کو کاٹنا، ملی ہوئی انگلیوں کو جدا کرنا، عورت کی داڑھی یا مونچھ کو دور کرنا، پستان سے محروم عورت میں پستان لگانا، آگ میں جلے ہوئے عضو کو درست کرنا وغیرہ دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگائی، لیکن اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کی

اجازت دی (سنن ابوداؤد: ۴۲۳۲)۔

۲- اس قسم کے عیوب چونکہ خلاف فطرت ہیں، اس لئے اس میں حسی یا معنوی ضرر ہوتا ہے اور انسان کو ضرر کے دور کرنے کا حق حاصل ہے، فقہی قاعدہ ہے: ”الضرر یزال“ (ضرر کو زائل کیا جاتا ہے)۔

۳- خلاف فطرت عیب کا ازالہ ایک انسانی ضرورت ہے، کیونکہ خلاف فطرت ہونا معیوب ہے، تو جس طرح عام آپریشن ضرورت کی وجہ سے جائز ہیں، اسی طرح یہ آپریشن بھی علت ضرورت کے پیش نظر جائز ہوگا۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے اور یہ تغیر خلق اللہ (اللہ کی تخلیق میں تبدیلی) نہیں ہے جس پر احادیث میں لعنت کی گئی ہے، کیونکہ تغیر خلق اللہ سے مراد موافق فطرت حالت کو بدل کر خلاف فطرت کیفیت کو پیدا کرنا ہے، جبکہ خلاف فطرت کیفیت (عیب) کو دور کرنے کی شرعاً اجازت ہے، جیسا کہ اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا کہ میرے چہرہ پر زائد بال ہیں، کیا میں اپنے شوہر کی خاطر زینت کے پیش نظر ان کو دور کر سکتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ضرور انہیں صاف کرو اور اپنے شوہر کے لئے زینت کرو (مصنف عبد الرزاق: ۵۱۰۴)۔

البتہ اگر عیب معمولی ہو اور تکلیف دہ بھی نہ ہو تو جسمانی معمولی کمی بیشی کے لئے ایسے اقدامات کرنا اور آپریشن کے ذریعہ معمولی کمی بیشی کو دور کرنا بہتر نہیں ہے بلکہ اسے گوارا کر لینا بہتر ہے، کیونکہ جس ضرورت کے پیش نظر اس آپریشن کی اجازت دی گئی ہے وہ ضرورت کامل متحقق نہیں ہے۔

نیز اس جائز آپریشن کے ذریعہ عیب دور کرنے کی تین شکلیں ہیں:

۱- کسی خارجی چیز کے اضافہ کے بغیر عیب کو دور کرنا جیسے زائد انگلیوں کو کاٹنا یا ملی ہوئی انگلیوں کو جدا کرنا وغیرہ، اور یہ آپریشن ایسا ہی ہے جیسے کسی تکلیف دہ عضو کو کاٹ کر جدا کرنا، فقہاء کے

کلام میں اس کی تصریح ملتی ہے کہ تکلیف دہ عضو کو اگر کاٹنے کی ضرورت ہو تو اس کو کاٹنا جائز ہے۔

۲- کسی مصنوعی چیز کے اضافہ کے ذریعہ اس عیب کو دور کرنا، آپریشن کی یہ شکل بھی جائز ہے، اور اس کے جواز کی دلیل وہ روایت ہے جو ماقبل میں حضرت عرفجہؓ کے بارے میں گزری کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی۔

البتہ اس میں یہ شرط ملحوظ رہے کہ وہ مصنوعی چیز کسی غیر ماکول اللحم جانور، درندے، کتے اور خنزیر کے گوشت یا چربی یا بال سے یا خنزیر کے چڑے سے نہ بنائی گئی ہو، کیونکہ غیر اضطراری حالت میں ان سے انتفاع جائز نہیں ہے (موسوعہ فقہیہ)۔

اسی طرح عیب کو دور کرنے میں کسی دوسرے انسان کے کسی عضو سے بھی انتفاع جائز نہیں ہے، چاہے وہ انسان زندہ ہو یا مردہ، کیونکہ کسی انسان کے کسی عضو سے انتفاع قطعاً جائز نہیں ہے، فتاویٰ برازیہ میں ہے:

یکرہ معالجة الجراحة بعظم الإنسان ... لأنها محرمة الانتفاع (فتاویٰ برازیہ ۳۶۵/۶) (انسان کی ہڈی سے علاج مکروہ (تحریمی) ہے، اس لئے کہ اس سے انتفاع حرام ہے)۔

نیز فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

الانتفاع بجزء آدمی لم یجز (ہندیہ ۵/۳۵۴) (آدمی کے جزء سے انتفاع جائز نہیں ہے)۔

اس کی اصل بنیاد وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنی بیٹی کے بال میں کسی دوسری عورت کے بال کو جوڑے، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں: ”جاءت امرأة إلى النبی ﷺ فقالت: یا رسول اللہ! إن لی ابنة عریسا أصابتها حصبة فتمرق شعرها أفأصله؟ فقال: لعن اللہ الواصلة والمستوصلة“ (مسلم: ۳۹۶۱) (ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیٹی شادی کے قابل ہے جسے پھوڑے ہو گئے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے تو

کیا میں اس کے بال میں کچھ بال جڑا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہے بالوں کو جوڑنے والی پر اور جوڑوانے والی پر)۔

۳- آپریشن برائے دفع عیب کی ایک شکل یہ ہے کہ اسی انسان کے جسم کے کسی حصہ سے تھوڑا گوشت یا چمڑا لے کر اس عیب کو دور کیا جائے، اس طور پر کہ خود اس عضو کی منفعت متاثر نہ ہو، آپریشن کی یہ شکل بھی چونکہ مبنی بر مصلحت ہے، اور اس کے ذریعہ خود اس انسان کے مضرت کو دور کر کے اس کی منفعت کو حاصل کیا جاتا ہے، اگرچہ عام حالات میں انسان کے کسی غیر تکلیف دہ عضو کو کاٹنا جائز نہیں ہے، مگر دفع مضرت اور جلب منفعت کے اصول کے تحت آپریشن کی یہ شکل بھی جائز ہے، کیونکہ دفع مضرت بھی احکام میں مؤثر اور معتبر ہے اور اس کی وجہ سے بھی ”عدم جواز“ ”جواز“ میں تبدیل ہو جاتا ہے، جیسا کہ ایک مضطر شخص کو کھانے کی کوئی چیز میسر نہ ہو البتہ وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو اس طرح کاٹ کر اپنی جان کو بچا سکتا ہو کہ اس کا کاٹنا اس کے لئے مہلک نہ ہو تو اس کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اپنے عضو کو کاٹ کر اپنی بھوک دور کر لے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ دوسرے میں سے اشد کو دور کرنے کے لئے اخف کو اختیار کرنا جائز ہے، جیسا کہ فقہی قاعدہ: ”الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف“ (معمولی نقصان کے ذریعہ بڑے نقصان کو دور کیا جائے گا) اور فقہی قاعدہ: ”یختار أھون الشرین“ (دو شر میں سے جو آسان ہو اسے اختیار کیا جائے گا) کا تقاضا ہے۔

نیز دوسرے انسان کے اعضاء کا استعمال اس لئے ممنوع ہے کہ یہ اس کی کرامت کے خلاف ہے اور اس میں اس کی اہانت ہے، جبکہ خود انسان کا اپنے جزء سے انتفاع از قبیل اہانت نہیں ہے، علامہ کاسائی لکھتے ہیں:

إن استعمال جزء منفصل عن غیرہ من بنی آدم إھانة بذلک الغیر
والآدمی بجمیع أجزائه مکرم ولا إھانة فی استعمال جزء نفسه (بدائع
الصنائع ۵/ ۱۳۳) (کسی آدمی کے جسم سے علاحدہ کئے ہوئے اس کے جزء کو استعمال کرنا اس آدمی

کی توہین ہے، کیونکہ آدمی اپنے تمام اعضاء سمیت قائل احترام ہے، جبکہ خود اپنے جزء کو استعمال کرنے میں کوئی اہانت نہیں ہے۔

موافق فطرت اعضاء جسم کی تزئین و تحسین یا تبدیلی کی خاطر آپریشن کا حکم

موافق فطرت جسم و اعضاء جسم کو مزید خوبصورت بنانے اور مفروضہ معیار حسن سے ہم آہنگ کرنے کے لئے، یا فطری عیوب کو دور کرنے کے لئے یا اپنی متعارف شکل و صورت کو غیر متعارف بنانے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ موافق فطرت جسم میں آپریشن کے ذریعہ اس کے فطری عیوب، حسن و جمال اور صورت میں تبدیلی درحقیقت اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے، جس سے اسلام نے سختی سے روکا ہے اور اسے شیطانی عمل قرار دیا ہے، شیطان کے چیلنج کو اللہ نے ان الفاظ میں قرآن کریم میں ذکر کیا ہے:

”وَلَا ضَلٰلَہُمْ وَلَا مَنۡیٰہُمْ وَلَا مَنۡہُمْ فَلَیۡسَ تَکُنْ اٰذَانُ الْاُنۡعَامِ وَلَا مَنۡہُمْ فَلَیۡغَیۡرُ خَلَقَ اللّٰہُ“ (نسا: ۱۱۹) (میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو (برے اعمال کے کرنے کی) تعلیم دوں گا جس سے وہ چوپایوں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے)۔

۲۔ نیز اس کے ذریعہ غیر فطری حسن و جمال کو پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جبکہ اسلام میں ہر وہ عمل ناجائز ہے جس کے ذریعہ فطری خداداد حسن و جمال کی جگہ غیر فطری حسن و جمال پیدا کیا جاتا ہو جیسا کہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے، مثلاً عورتیں خود کو حقیقی عمر سے کم عمر یا حقیقی حسن سے زائد خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے دانتوں کو باریک کروایا کرتی تھیں اور چہرے وغیرہ کے بالوں کو صاف کروایا کرتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَمَصِّصَاتِ وَالْمُؤْتَشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ الْاَلٰحٰی یَغَیۡرُ خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ“ (نسا: ۵۰۲۰) (اللہ نے بالوں کو

نوجوانے والیوں، گودوانے والیوں اور دانتوں کو باریک کروانے والیوں پر لعنت کی ہے جو کہ اللہ عزوجل کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں۔

اسی طرح چہرہ کی رنگت کو تبدیل کرنے کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”كان رسول الله ﷺ يلعن القاشرة والمقشورة والواشمة والموشمة والواضلة والمتصلة“ (مسند احمد: ۲۳۹۳۳) (رسول اللہ ﷺ چہرہ کی رنگت تبدیل کرنے والی اور کروانے والی پر، گودنے والی اور گودوانے والی پر اور بالوں کو جوڑنے والی اور جوڑوانے والی پر لعنت کرتے تھے)۔

نیز بالوں میں دوسری عورت کے بال یا اس جیسی کسی چیز کے جوڑنے کے بارے میں حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: ”زجر النبي ﷺ أن تصل المرأة برأسها شيئاً“ (مسلم: ۳۹۶۷) (نبی ﷺ نے اس بات سے روکا ہے کہ عورت اپنے سر میں کوئی چیز ملائے)۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپریشن یا کسی اور ذریعہ سے اپنے اعضاء جسم کو اس کی خداداد فطری حقیقت و رنگت کے برخلاف بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی بھی مقصد سے بڑھتی ہوئی عمر کی وجہ سے پیدا ہونے والی فطری کیفیتوں کو دور کرنے کے لئے یا حقیقی رنگت کو تبدیل کرنے کے لئے یا حقیقی حسن کو بڑھانے کے لئے یا جسم کے کسی حصہ کو مفروضہ معیار حسن سے یا اپنی پسند سے ہم آہنگ کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری اور اسلام

مولانا منور سلطان ندوی ☆

جواب ۱، ۲- انسان کا جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس کی حفاظت ممکن حد تک فرض ہے، اور اس میں اپنی طرف سے کسی طرح کی تبدیلی، اعضاء کی کاٹ چھانٹ درست نہیں ہے، شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے، البتہ علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنا ضروری ہو اور نہ کاٹنے سے دوسرا حصہ بھی متاثر ہو سکتا ہو یا اس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو، ایسی صورت میں مذکورہ حصہ کا کاٹنا جائز ہے، صحیح مسلم کی روایت ہے: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن ابی کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا، طبیب نے ان کی ایک رگ کو کاٹا پھر اس حصہ کو داغ دیا (صحیح مسلم ۲۱۴۳)۔

مذکورہ واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبیب کے عمل پر نکیر نہیں فرمائی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کا کاٹنا درست ہے۔

امام ابن حزم ظاہریؒ نے اس سلسلہ میں اہل علم کا اتفاق نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: **واتفقوا علی أنه لا یحل أن یقتل نفسه ولا یقطع عضوا من أعضائه ولا أن یؤلم نفسه فی غیر الندای بقطع العضو الألم خاصة...** (الإجماع ۶۵۷)۔

(علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی آدمی کے لئے خود کو ہلاک کرنا، اپنے کسی حصہ کو کاٹنا یا تکلیف دینا جائز نہیں ہے، صرف علاج کے لئے تکلیف والے حصہ کو کاٹ سکتے ہیں)۔

☆ رفیق دارالافتاء دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کو کائنات عقلی طور پر بھی واضح ہے، اس طرح کہ کسی حصہ کے کاٹنے کا مطلب دراصل ایک ناکارہ یا عیب دار عضو کو درست کرنا ہے، اگر متاثر حصہ کو اسی حالت میں رکھیں تو دوسرا حصہ بھی متاثر ہو سکتا ہے، اس لئے بقیہ اعضاء کو بچانے کے لئے ایک عضو کا کٹنا درست ہوگا، اس لئے یہاں پر بڑے مفیدہ کے مقابلہ میں چھوٹے مفیدہ کو گوارہ کیا جائے گا، علامہ عز بن عبدالسلامؒ تحریر فرماتے ہیں:

....أحدهما إتلاف لإصلاح الأجساد وحفظ الأرواح كإتلاف الأطعمة.... ويلحق به قطع الأعضاء المستاكلة حفظاً للأرواح، فإن إفساد هذه الأشياء جانز للإصلاح (تواعد الامام ۸۷۲/۲)۔

آپریشن برائے دفع عیوب

جسمانی عیوب و نقائص بعض پیدائشی ہوتے ہیں جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ہاتھ میں چھانگلی کا ہونا، اور بعض عیوب کسی حادثہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں، مثلاً چہرے کا جھلس جانا، چمڑے کا جل جانا، جلنے کی وجہ سے انگلیوں کا مل جانا وغیرہ۔

الف- یہ عیوب ایسے ہیں کہ ان کا علاج ضروری اور ناگزیر ہے، آپریشن نہ کرانے سے جان جانے کا اندیشہ ہے اور آپریشن کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے، ایسی صورت میں مذکورہ عیوب کے ازالہ کے لئے آپریشن کرانا درست ہے۔

۱- اس کی دلیل وہ تمام احادیث ہیں جن میں علاج کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یا عباد اللہ! تداووا فإن اللہ عزوجل لم یضع داء إلا وضع لہ شفاء غیر داء واحد، قالوا: ما ہو؟ قال: الہرم“ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۵۵)۔

اور سنن ابوداؤد کی روایت ہے: ”إن اللہ أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء، تداووا ولا تتداوی بحرام“ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۸۷)۔

۲- ”إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه إن الله غفور رحيم“ (بقرہ: ۱۷۳)۔
 ”فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لإثم فإن الله غفور رحيم“
 (ماکہ: ۳)۔

۳- فقہی قواعد: الضرر يزال (الاشباہ والنظائر لابن نجیم/ ۸۵)۔
 الضرورات تبیح المحظورات (حوالہ سابق)۔
 إذا ضاق الأمر اتسع (حوالہ سابق: ۸۴)۔

ب- یہ عیوب ایسے نہیں ہیں کہ ان کا آپریشن نہ کرانے سے جان کا خطرہ نہیں ہے، البتہ اس کی وجہ سے انسان بدہیت نظر آتا ہے، اس میں جسمانی یا ذہنی یا دونوں طرح کی تکلیف ہوتی ہے، ان جیسے عیوب کے ازالہ کے لئے بھی آپریشن کرنا درست ہوگا، اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- ”عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق، فأنتن عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفاً من ذهب“ (ترمذی/ ۱۷۷۱)۔

مذکورہ روایت میں عیب اس درجہ کا نہیں تھا کہ بڑے ضرر کا سبب بنتا، اس کے بعد بھی آپ ﷺ نے اس کے ازالہ کے لئے سونا استعمال کرنے کا حکم دیا، جبکہ سونا مردوں کے لئے حرام ہے۔

۲- اگر ان عیوب کی وجہ سے جسمانی یا ذہنی تکلیف ہوتی ہے، اس کا ازالہ آپریشن سے ہو سکتا ہے، لہذا آپریشن انسانی ضرورت ہے، فقہی اصطلاح میں اسے حاجت کہا جائے گا، اور حاجت کے بارے میں فقہی قاعدہ ہے: ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة، عامة كانت أو خاصة“ (الاشباہ للسیوطی/ ۸۸، الاشباہ لابن نجیم/ ۹۱)۔

۳- احادیث میں تغیر خلق اللہ کی ممانعت آئی ہے، وہ بلا ضرورت یا تجمیل کے مقصد کے لئے ہے، جبکہ مذکورہ صورت میں آپریشن عیوب کے ازالہ کے لئے ہے جو ظاہر ہے علاج ہے اور انسانی ضرورت ہے، لہذا یہ صورت حدیث میں وارد ممانعت سے مستثنیٰ ہوگی، شارحین نے اس کی وضاحت کی ہے، امام نوویؒ ”لعن اللہ الواشمة والمستوشمة“ والی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

”وأما قوله المتفلجات للحسن“ فمعناه يفعلن ذلك طلباً للحسن، وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس“ (شرح مسلم نووی: کتاب اللباس والریۃ)۔
یہ صورت تغیر خلق اللہ میں اس لئے بھی شامل نہیں ہوگی کہ اس کا اصل مقصد تکلیف کو دور کرنا ہے، اس کی وجہ سے جو خوبصورتی آتی ہے وہ ضمناً ہے (احکام الجراحۃ لطیۃ ۱۲۵)۔
۴- ان عیوب کا دور کرنا علاج ہے اور شریعت نے علاج و معالجہ کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس کو واجب قرار دیا ہے۔

۵- عام طور پر فقہاء ائمہ اربعہ کی کتابوں میں اس طرح کی جزئیات موجود ہیں کہ علاج کے لئے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنے کی ضرورت ہو تو کاٹ سکتے ہیں۔

۳- آپریشن بغرض تجمیل

آپریشن بغرض تجمیل کی دو شکلیں ہوتی ہیں:

۱- خوبصورتی کے لئے کسی عضو کو بڑایا چھوٹا کرنا یا اسے خاص شکل دینا۔

۲- بڑھاپے کے آثار کو ختم کرنا۔

ان دونوں طرح کی سرجری کا مقصد محض خوبصورتی، اعضاء کو زیادہ پرکشش بنانا اور خود کو جوان دکھانا ہوتا ہے، انسان کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، اور نہ یہ کسی تکلیف کے ازالہ کے

لئے ہوتا ہے لہذا یہ عمل درست نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے تغیر خلق اللہ سے منع فرمایا ہے، اور اسے شیطان کی کارستانی قرار دیا ہے، ارشاد ہے: ”وَلَا ضَلٰہُمْ وَلَا مَنِيٰہُمْ وَلَا مَرۡہُمْ فَلَيَبۡتۡکُنۡ اٰذَانَ الْاَنۡعَامِ وَلَا مَرۡہُمۡ فَلَيَغۡیۡرُنۡ خَلۡقَ اللّٰہِ“ (سورہ نساء: ۱۱۹)۔

۲۔ عن عبد اللہ بن مسعودؓ اَنۡہُ قَالَ: ”سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَلۡعَنُ الْمَتَمَصَّاتِ وَالْمَتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ اللّٰتِیۡ یَغۡیۡرُنۡ خَلۡقَ اللّٰہِ“ (بخاری و مسلم)۔

اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے جس عمل پر لعنت فرمائی ہے، اس کی وجہ تغیر خلق اللہ بیان کیا ہے، اسی طرح ایک دوسری روایت میں بھی ہے۔

سرجری کی یہ شکل حرام ہے، کیونکہ یہ کسی ضرورت علاج کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کا ”مد محض خوبصورتی اور اللہ کی تخلیق کے ساتھ کھلوڑ ہے، پھر اس میں دھوکہ، فریب، خواہشات نفس کی پیروی اور شیطانی پھندوں کی اتباع ہے۔

۳۔ جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے یا کسی بیماری کے لئے انسان کے جسم کے حصہ کا گوشت، چمڑا، ہڈی، یا دوسرا جزء استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ سوال دراصل اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ انسانی اعضاء سے انتفاع درست ہے یا نہیں؟ اور اگر استفادہ درست ہے تو کب؟ صرف اضطراری حالت میں یا حاجت کے لئے بھی۔

انسانی اعضاء سے استفادہ کے موضوع پر عالم اسلام میں متعدد سمینار ہو چکے ہیں، بعض معاصر فقہاء کی رائے عدم جواز کی ہے، جبکہ اکثر معاصر فقہاء اور فقہی اکیڈمیاں اس کے جواز کے قائل ہیں، بلکہ اب اس کے جواز پر اتفاق ہوتا جا رہا ہے، البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک انسان کے لئے خود اسی کے جسم کے کسی حصہ کا استعمال کب جائز ہوگا؟

ملیشیا کی موثر اسلامی اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اسے ضرورت کی شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے، جبکہ اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ، انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ، پیسہ کبار العلماء

سعودی عرب، اور دیگر متعدد فقہی اکیڈمیوں نے حاجت یعنی علاج کے لئے بھی اس کو جائز قرار دیا ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے: نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے: ۱۳۴، فقہی فیصلے: ۱۵۸، شرعی فیصلے: ۱۱۹، احکام الجراحۃ الطبیہ: ۲۳)۔

الف- مذکورہ ساری اکیڈمیوں نے ضرورت یعنی اضطراب کی حالت میں انسانی اعضاء سے انتفاع کی اجازت دی ہے، اس لئے اس سلسلہ میں دلائل پیش کرنا تحصیل حاصل ہے۔

ب- راقم کی رائے میں اضطراب کے علاوہ علاج جو حاجت کے دائرہ میں آتا ہے اس کے لئے بھی انسانی اعضاء سے استفادہ درست ہونا چاہئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ممانعت کی کوئی صریح دلیل نہیں۔

لہذا جب انسانی اعضاء سے انتفاع ممنوع نہیں ہے تو پھر علاج کے لئے اس کا استعمال درست ہوگا، بشرطیکہ اس سے کسی عیب یا نقص یا مرض کا ازالہ مقصود ہو، اضافہ حسن نہیں، علاج سے متعلق احادیث سوال نمبر ۱ کے جواب میں گزر چکی ہیں۔

۵- ایسے جسمانی عیوب و نقائص یا امراض جس سے جسمانی یا ذہنی تکلیف ہوتی ہو یا انسان بد ہیئت نظر آتا ہو، پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا، اس کے دلائل اوپر گزر چکے ہیں، عیوب میں عرف کا اعتبار ہونا چاہئے، شخصی رجحان یا پسند کی بنیاد پر کوئی معمولی نقص و عیب شمار نہیں ہوگا۔

۶- جسمانی ساخت کی معمولی کمی بیشی عیب نہیں شمار کیا جاتا ہے، اور نہ اس کی وجہ سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے، لہذا اس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ انسانی ضرورت نہیں ہے اور اسے مرض بھی نہیں کہا جائے گا۔

۷- انسان کم عمر نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ ملے، یہ مقصد حاجت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے، پھر یہ دھوکہ ہے، جس کی ممانعت موجود ہے، حدیث میں انسانی بال کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، اس کی علت بھی دھوکہ اور تدلیس قرار دی گئی ہے، لہذا اس صورت میں پلاسٹک

سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ مباح چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں اس سے متعلق جزئیات موجود ہیں (الفتاویٰ الہندیہ ۳۵۶/۵۷)۔

۸- مجرم کا اپنی شناخت سے بچنے یا مظلوم کا ظالم کے پہچاننے کے خوف سے پلاسٹک

سرجری کرانا درست نہیں ہوگا، یہ صاف دھوکہ ہے، جس کے بارے میں ”من غشنا فلیس

منا“ کی روایت موجود ہے، پھر اس کی وجہ سے ظلم کا دائرہ وسیع ہوگا اور ظالم کے لئے آسانیاں فراہم ہوں گی۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مفتی تنظیم عالم قاسمی ☆

۱- زیب و زینت کے لئے ایسے تمام طریقوں سے اجتناب کیا جائے جن سے خدا کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی لازم آتی ہو شیطان کو جب اللہ نے اپنے دربار سے دھتکار دیا تو اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا، گمراہ کروں گا اور انہیں حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں تغیر کریں: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ“ (سورہ نساء: ۱۱۹) یہاں تمام طرح کا تغیر مراد نہیں ہے بلکہ ایسا تغیر ممنوع ہے جو فطرت کے خلاف ہو جیسے بدن کو گودوانا، دانتوں کو باریک کرنا، ابرو اور بھوؤں کو تراش خراش کرنا، رسول اللہ ﷺ نے ایسی تمام عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو اس طرح کا تغیر کراتی ہیں: ”لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغْيِرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ“ (صحیح بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۳۸۱) (گودنے اور گودوانے والی عورتیں، منہ پر سے بال نچوانے والی عورتیں، افزائش حسن کے لئے دانتوں کو ریتی سے رتوانے والی عورتیں ان سب پر جو اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تغیر کرتی ہیں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے)۔ اس حدیث میں مذکورہ عمل کے ممنوع ہونے کی وجہ تغیر لخلق اللہ بیان کیا گیا ہے، اسلام سے قبل عورتیں مصنوعی طور پر اس طرح کیا کرتی تھیں، دانتوں کو نوک دار اور دانتوں کے درمیان تھوڑے فاصلے پیدا کرنے کے لئے دانتوں کو رتواتی تھیں، ظاہر ہے کہ یہ بے جا تکلف اور حسن کے لئے تغیر لخلق اللہ ہے جو ناپسند قرار

دیا گیا ہے لیکن ایسا تغیر جو فطرت کے مطابق ہے تو وہ نہ صرف جائز بلکہ مطلوب اور مستحسن ہے، جیسے عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے: إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب (شامی ۲۳۹/۵)۔

عورتوں کا اپنے کان یا ناک کو چھدوانا تاکہ بالیاں اور سونے یا چاندی کے بنے ہوئے پھول پہنیں، شریعت نے اس کو بھی جائز قرار دیا ہے، اس سے غلط الہی میں تغیر تو آتا ہے مگر یہ عین فطرت کے مطابق ہونے کی وجہ سے ناجائز نہیں ہے: جمهور الفقهاء على أن تثقيب أذن الصغيرة لتعليق القرط جائز فقد كان الناس يفعلونه في زمن النبي ﷺ من غير إنكار (موسوۃ فقہیہ طبع کویت ۲/۱۱۷۲)۔

اسی طرح کسی شخص کے ہاتھ میں اگر پانچ کے بجائے چھ انگلیاں نکل آئیں اور وہ اس کے لئے تکلیف یا بد صورتی کا موجب ہو تو چھٹی انگلی کو آپریشن کے ذریعہ الگ کرنا درست ہے: ”يجوز قطع إصبع زائدة أو شيء آخر كسفن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاك“ (انگریزی ۳۶۰/۵) اسی طرح کسی کا ہونٹ، ناک، کان وغیرہ کٹا ہوا ہو تو آپریشن کے ذریعہ اسے صحیح کرنے کی اجازت ہے، یہ تغیر لخلق اللہ میں داخل نہیں ہے۔

۲- زیب و زینت کے لئے دوسرا اصل یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو دھوکہ دہی اور فریب کا باعث ہو، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: ”لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء“ (ابوداؤد) (اپنے بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے والی عورتوں، بالوں کو چھنے اور چنوانے والی نیز بغیر کسی مرض کے گودنے یا گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے)۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے: ”أن رسول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة“ (۸۷۸/۲)، یعنی آپ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو اپنے بالوں میں چونیاں لمبی کرتے کے لئے دوسری عورتوں کے بال جوڑ لیتی ہیں، کیونکہ اس میں

تدلیس اور فریب ہے۔

۳۔ ایسا تزئین جس سے لڑکا لڑکی یا لڑکی لڑکا نظر آنے لگے، درست نہیں ہے۔

ایسے مرد اور عورت پر آپ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے، عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: ”لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ (مشکوٰۃ ۳۸۰) (حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے)۔

یہ مشابہت لباس میں ہو یا بیعت اور وضع و قطع اختیار کرنے میں، یہی وجہ ہے کہ سر کا منڈا لینا عورتوں کے لئے ناجائز قرار دیا گیا، ”نہی أن تحلق المرأة رأسها“ حج اور عمرہ جو اہم عبادت ہے اس موقع پر عورتوں کے لئے صرف بالوں کی تھوڑی سی مقدار قینچی سے کاٹ لینے کو کافی قرار دیا گیا ہے اور سر کے بالوں کو مکمل طور پر منڈا لینے یا تراش کر ختم کر لینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت اور خلاف حسن ہے۔

۴۔ فیشن کے طور پر جو زینت اختیار کی جائے وہ بھی درست نہیں، جیسے ناک کھڑی کرنا اور پستان کو اٹھانا وغیرہ، بیوٹی پارلر میں بہت سے ایسے عمل کئے جاتے ہیں جن کا تعلق فیشن سے ہے، جیسے پیٹ یا پشت یا زانو کے بال صاف کرنا، آنکھیں لمبی اور بڑی کرنا، چہرے کی جھریاں ٹھیک کرنا وغیرہ۔ عہد نبوی ﷺ میں عورتیں فیشن کے طور پر دانتوں کو تیز اور نوکیلے کراتی تھیں، اسی طرح دانتوں کے درمیان فاصلہ کراتی تھیں، بدن کے بعض حصوں سے بالوں کے اکھاڑنے کا بھی رواج تھا فیشن کے ان تمام طریقوں سے منع فرمادیا: ”إن رسول اللہ ﷺ حرم الوشر“ (نسائی ۲/۲۸۱) (آپ ﷺ نے دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا)۔

تزئین اور حسن و جمال کے اس اصولی بحث کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوالنامہ میں مذکور سوالات میں سے ہر ایک شق پر گفتگو کی جائے تاکہ مسئلے کی حقیقت واضح ہو سکے۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آئے اور وہ پیدائشی طور پر ہو، جیسے ہونٹ کا کٹنا ہوا ہونا، ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کا زائد ہونا، آپریشن کے ذریعہ ایسے عیوب دور کئے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ آپریشن اس کے لئے ہلاکت اور ضرر شدید کا باعث نہ ہو۔ مشہور واقعہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہونے والی کلاب کی جنگ میں حضرت عرفہ بن اسعدؓ کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے اپنی بد ہیئتی کو دور کرنے کے لئے پہلے چاندی کی ناک بنوائی لیکن اس سے بدبو محسوس ہونے لگی تو آپ ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دے دی (مسند احمد، ترمذی)۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن عرفجة بن أسعد قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فأنقذ عليّ فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفا من ذهب"۔

یہ عیب اگرچہ پیدائشی نہیں ہے لیکن علت جامع بد ہیئتی اور بد صورتی ہے، اگر ناک نہ بھی بنواتے تو بھی زندہ رہ سکتے تھے لیکن یہ ایسا عیب ہے جس سے پوری زندگی احساس کمتری اور شرمندگی ہوتی ہے، اس لئے اس عیب کو بیماری کے درجے میں رکھتے ہوئے سونے کے استعمال کی اجازت دی جو مردوں کے لئے عام حالات میں حرام ہے، ناک کا پیدائشی طور پر ٹیڑھا ہونا یا ہونٹ کٹا ہوا ہونا بھی ایسا عیب ہے جس سے آدمی کی شکل خراب ہو جاتی ہے اور عام فطرت کے خلاف ہونے کے سبب شرم آتی ہے۔

اسی وجہ سے فقہاء نے پانچ انگلی سے زائد انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی ہے: "يجوز قطع إصبع زائدة أو شيء آخر كسمن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاك ونقل القرطبي عن عياض: أن من خلق بإصبع زائدة أو عضو زائد لا يجوز له قطعه ولا نزعه لأنه من تغيير خلق الله" (موسوعة فقہیہ ۱۱/۲۷۴)۔

البتہ ناک کے ٹیڑھے ہونے کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ اگر ناک اس قدر

ٹیڑھی ہو کہ بدنما معلوم ہوتی ہو چہرے کا حسن ختم ہو گیا ہو تو اس کا آپریشن درحمت ہے لیکن اگر

ناک ہلکی ٹیڑھی ہو جس سے شکل و صورت میں کوئی خاص اثر مرتب نہ ہو تو آپریشن درست نہیں ہوگا ورنہ فیشن کی راہ کھل جائے گی اور تھوڑے بہت عیب کے اظہار پر بھی آپریشن کا رواج عام ہو جائے گا۔

۲۔ جو عیوب پیدائش کے بعد ظاہر ہوں اور ان سے ہیئت خراب ہو گئی ہو تو آپریشن کے ذریعہ ان عیوب کو دور کرنا درست ہے، جیسا کہ حضرت عرفہؒ گو یوم کلاب میں ناک کٹ جانے کے سبب سونے کی ناک بنانے کی اجازت مرحمت کی گئی تھی جب کہ سونا کا استعمال مردوں کے لئے جائز نہیں، عیب ایک مرض سے کم نہیں جس سے آدمی ذہنی کوفت کا شکار رہتا ہے، اس لئے شریعت نے حادثات میں پیدا شدہ عیوب بذریعہ آپریشن دور کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ مستحسن ہے۔

۳۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ طبعی عمر کو پہنچ جانے کے بعد سر میں یا داڑھی میں جو سفید بال نظر آئیں ان کو نوچ دیا جائے، البتہ اس کی اجازت ہے کہ مہندی وغیرہ کا خضاب استعمال کر کے سفید بالوں کو سرخ کیا جائے، بال نوچنے سے ممانعت کی وجہ تدلیس ہے کہ اس سے عمر دراز شخص کا اپنے آپ کو کم عمر بتانا مقصد ہوتا ہے اور تدلیس جائز نہیں، ہاں اگر جوانی میں یا بچپن میں عمر کی کمی کے باوجود کسی مرض کے سبب بال سفید ہو جائیں تو اس کو کالی مہندی لگانے یا بال اکھاڑنے کی اجازت ہے، اس لئے کہ اس میں تدلیس نہیں ہے، اسی طرح بچپن کی جھریاں بھی دور کی جاسکتی ہیں۔

اس سے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ جو عیب فطری طور پر پیدا ہو جیسے عمر کی زیادتی کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست نہیں ہے، آج کل فلمی دنیا میں کام کرنے والی عورتیں، سربراہان مملکت اور ٹیلی ویژن کے اسکرین پر نمایاں ہونے والے افراد چہرے وغیرہ کی ایسی تبدیلی کراتے ہیں کہ اس سے ہیئت بدل جاتی ہے، یہ شرعاً قطعی طور پر درست نہیں ہے، اس میں

تدلیس اور تغیر لخلق اللہ لازم آتا ہے۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی دوسری تدبیر اور دوا نہ ہو تو جسم کے کسی حصے کا گوشت، یا چمڑا، یا ہڈی کاٹ کر بذریعہ آپریشن چونہ کاری کی جاسکتی ہے، جیسے زانو، ران کے گوشت اور جلد سے کٹے ہوئے ہونٹ، چہرے کی کھال یا گوشت نکل جانے پر اس کے عیب کو دور کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ جسم کے دوسرے حصے سے اس طرح جلد یا ہڈی وغیرہ کا نکالنا ہلاکت اور ضرر رشید کا اندیشہ نہ ہو۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری مستحب اور مستحسن ہے، الأصل فی التزئین الاستحباب لقولہ تعالیٰ: ”قل من حرم زینۃ اللہ الّٰہی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق“ (موسوۃ فقہیہ ۱۱/۲۶۵)۔

۶۔ ایسا عیب جس سے شکل و صورت متاثر ہوتی ہو اور بدنمائی پیدا ہوتی ہو اس کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ختم کرنا مستحسن ہے لیکن تھوڑے بہت عیب جس سے خوبصورتی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، اس کا آپریشن مستحسن نہیں، اس سے فیشن کی راہ کھل جائے گی، اس لئے سدّ لباب اس سے منع کیا جائے۔

۷۔ عیوب و نقائص دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہے، خواہ مقصد اس کا کچھ بھی ہو جیسے خوبصورت بننا، اچھا رشتہ لگنا، بیوی سے محبت میں اضافہ ہونا وغیرہ، البتہ اگر مقصد کسی کو فریب یا دھوکہ دینا ہے تو ”الامور بمقاصدھا“ کی وجہ سے پلاسٹک سرجری درست نہ ہوگی، اگر کوئی عمر دراز چہرے کی جھریاں وغیرہ اس لئے دور کرتا ہے کہ چھوٹا اور خوبصورت لگے، فریب کے سبب جائز نہیں اور اگر کوئی نوجوان ہے اور جھریاں پڑ گئی ہیں یا کوئی اور عیب ہے تو پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۸۔ شریعت کا مقرر کردہ اصول ”الامور بمقاصدھا“ سے یہ شق واضح ہے کہ مجرم

اپنے جرم کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائے تو درست نہیں ہوگا، ورنہ بڑے بڑے قاتل

چور، ڈاکو اور زانیوں کے لئے راستے کھل جائیں گے اور مزید فتنوں کا آغاز ہوگا، بحرین کو تو برسر عام سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان کو چھپانے اور پشت پناہی کا، البتہ مظلوم کے لئے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنے کو چھپانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کے علاوہ ظالم سے بچنے کے لئے دوسرے راستے اختیار کریں اگر کوئی شکل نہ ہو اور مسلسل ظلم کا شکار ہو تو مظلوم محض ظالم سے بچنے کے لئے ایسا کر سکتا ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل اور احکام

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان دیکھنے میں بدہیت معلوم ہو اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور سے موجود ہو لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا تو اگر اس قسم کے عیوب چہرہ میں ہوں تو ان کا علاج کرنا بالفاظ دیگر اس قسم کے عیب کو دور کرنے کے لئے ان کا آپریشن کرنا جائز ہے، کیونکہ چہرہ مرکز حسن ہے اور چہرہ ہی کو تصویر کے باب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اگر اس میں کوئی عیب پیدائشی ہو یا عارضی ہو، دونوں قسم کے عیب کے ازالہ کیلئے آپریشن کی شرعا اجازت ہوگی، اور یہ اجازت مرد و عورت دونوں کے لئے عام ہے، کیونکہ اگر اس قسم کے اعذار میں آپریشن کر کے چہرہ کو پرکشش نہیں بنایا جاتا ہے تو زوجین میں کما حقہ محبت و مودت پیدا نہیں ہو سکتی، چہرہ کے علاوہ جسم کے کسی دوسرے حصہ میں اگر اس کے بدہیت ہونے کی وجہ سے بدنما معلوم ہو مثلاً ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے علاوہ چھ یا آٹھ یا سات انگلیاں ہوں اور وہ ضرر رساں نہ ہوں تو شرعاً ان کا آپریشن کرنا اگر جسم سے ان کو جدا کرنا درست نہیں ہے۔

نقل القرطبی عن عیاض أن من خلق یاصبع زائدة أو عضو زائد لا یجوز قطعه ولا نزعہ لانه من تغیر خلق الله (الموسمۃ المکتمۃ ۱۱/۲۷۴) (قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے امام قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی زائد انگلی ہو یا کوئی زائد عضو ہو تو اسے کاٹنا یا اکھیڑنا جائز

☆ مفتی مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھردارہ، دربھنگہ، مہتمم مدرسہ رحیمیہ فیض العلوم برہم پور۔

نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں (اس عمل سے) تغیر و تبدیلی لازم آتی ہے)۔
 فتاویٰ عالمگیری میں زائد انگلی کے کاٹنے کے سلسلے میں قدرے تفصیل ہے جس کا
 حاصل یہ ہے کہ اگر کاٹنے سے غالب گمان ہلاکت کا ہو تو نہ کاٹے اور اگر غالب گمان نجات
 پا جانے کا ہو تو پھر کاٹنے کی گنجائش ہے،

إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير رحمه
 الله تعالى: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل، وإن
 كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (فتاویٰ ہندیہ ۳۶۰/۵ کتاب الکریہ)۔
 اسی طرح اگر کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی زخم یا اس کو کھا جانے والی کوئی بیماری لاحق ہوگئی
 جس کے بڑھنے ہی کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس ہاتھ کو کاٹ ڈالنا جائز ہے یہی حکم دیگر
 اعضاء کا بھی ہے، لیکن اگر کوئی خطرہ نہ ہو تو زائد انگلیوں وغیرہ کو کٹنا شرعاً فضول خرچی میں داخل
 ہے: لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لئلا تسرى كذا في السراجية، لا
 بأس بقطع اليد من الأكلة وشق البطن لما فيه كذا في الملتقط (حوالہ بالا)۔

۲- اگر جسم میں کوئی عیب پیدا کئی تو نہ ہو، البتہ بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا
 ہو جائے تو اگر نقصان دہ ہے تو اس کا آپریشن کرا دینا درست ہے، اور اگر نقصان دہ نہیں ہے، تاہم
 چہرہ میں ہے اور دیکھنے میں بدہیئت معلوم ہوتا ہے، تو اس کا بھی آپریشن کرا دینا مناسب ہے اور
 اگر چہرہ کے علاوہ ہے اور نقصان دہ بھی نہیں ہے، تو ایسے عیب کو جسم میں چھوڑ دینا ہی بہتر ہے، کیونکہ
 مذہب اسلام میں علاج کا مسئلہ رخصت کے قبیل سے ہے، جس کو اختیار کرنا کوئی فرض و واجب
 نہیں ہے بلکہ استحب کے قبیل سے ہے، جبکہ مفید ہو، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
 سے مروی ہے:

عن ابن مسعود قال: "لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات
 والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، ما لي لا ألعن من لعنه رسول الله

ﷺ ہو فی کتاب اللہ“ (بخاری کتاب الملباس ۸۷۹/۲)۔

(اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں اور چہرہ کے بال اکھاڑنے والیوں اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، لعنت بھیجی ہے، پھر میں کیوں نہ لعنت ان پر بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے)۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میری لڑکی کو خسرے کا بخار ہو گیا ہے جس کے سبب اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں (اور اس کے شوہر مجھے اس معاملہ میں زور دیتے ہیں) تو کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال (جو دوسری عورتوں کے سر سے گرے ہوئے بالوں سے تیار کیا جاتا ہے) لگا دوں تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جوڑوانے والیوں دونوں پر لعنت بھیجی ہے (بخاری ۸۷۹/۲)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر عمر کے زیادہ ہونے کے سبب پیدا ہو جاتا ہے جیسے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، تو اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرانا یا پلاسٹک سرجری کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

۴- اگر کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیوب مثلاً کسی حادثہ کی وجہ سے منہ کے جل جانے یا کسی ہڈی کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اسی شخص کے جسم کے دوسرے حصہ کے گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جز کے لگانے کی ضرورت پڑ جائے تاکہ پیوند کاری کر کے عیب کو دور کیا جاسکے یا بیماری کا ازالہ ہو سکے تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے، چنانچہ جب حضرت قتادہؓ کی آنکھ تیر کے لگنے کی وجہ سے ان کے جسم سے علیحدہ ہو گئی تو انہوں نے وہ آنکھ اٹھا کر اپنا معاملہ خدمت نبوی ﷺ میں پیش کیا تو حضور پاک ﷺ نے اس علیحدہ شدہ آنکھ کو اس کی سابق جگہ پر رکھ دیا تو وہ آنکھ حسب سابق درست ہو گئی (سیرت حلبیہ ۲/۲۵۲)۔ اس واقعہ سے اعضاء کی

پیوند کاری کا جواز مستفاد ہوتا ہے، خواہ انسانی عضو کو اسی انسان کے جسم میں لوٹا دیا جائے جس کے جسم سے الگ ہوا ہے یا کسی اور کے جسم میں لگایا جائے، کیونکہ جو حصہ جسم سے کٹ کر الگ ہو جاتا ہے وہ شرعاً مردار اور ناپاک ہو جاتا ہے، تاہم حالت اضطرار میں اس کا استعمال جائز ہے،
 کما صرح الفقہاء ”الضرورات تبیح المحظورات“۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص میں اگر کوئی عیب و نقص ایسا ہے جو عبادت کی ادائیگی جو مقصد تخلیق ہے، میں خلل کا باعث ہے، تو ایسے عیوب کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری یا پیوند کاری بلاشبہ درست ہے، اسی طرح چہرہ، سینہ یا شرمگاہ میں کوئی ایسا عیب ہے جو فریضہ زوجیت کی ادائیگی میں اور زوجین کے باہم ایک دوسرے کی تسکین کا باعث ہونے میں خلل ہے، اور پلاسٹک سرجری کرانے سے وہ خلل دور ہو سکتا ہے، تو شرعاً ایسی سرجری یا پیوند کاری کی اجازت ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی و بیشی کے سبب پلاسٹک سرجری کرانا سراسر غیر مستحسن اقدام ہے۔

۷۔ اگر کوئی شخص پلاسٹک سرجری اس مقصد سے کرائے کہ وہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو شرعاً یہ درست نہیں ہے، کیونکہ لڑکی والوں کو اس کی وجہ سے دھوکا ہوگا، قال النبی ﷺ: ”من غشنا فلیس منا“ (مسلم شریف، کتاب الایمان)۔
 (جو شخص لوگوں کو دھوکہ دے (ملاوٹ کر کے یا ظاہر و باطن میں دورنگی پیدا کر کے) تو وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

البتہ اگر کوئی شخص جسمانی اعتبار سے مضبوط ہے، صحت مند ہے، اس کی رجولیت باقی ہے، لیکن کسی عارضی بیماری کی وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر وہ بدہیت ہو گیا، یا وہ کم عمر ہے اس کے بال سفید ہو گئے تو ایسے شخص کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جس کے سبب اس کا چہرہ پرکشش و حسین معلوم ہو اور بیوی شوہر سے خوب محبت کرے، احقر کے نزدیک شرعاً جائز ہے۔

۸- مجرم شخص اگر جرم کو چھپانے اور اپنی شناخت نہ ہو پانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کرا لے تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے، لیکن اگر کوئی مظلوم کسی ظالم کے ظلم سے خطرہ کی صورت میں اپنے کو ظالم سے چھپانے کی خاطر پلاسٹک سرجری کرا لے تاکہ کوئی ظالم شناخت نہ کر سکے تو شرعاً جائز ہے، پہلی صورت مجرم والی یا عمر کو چھپانے کی غرض سے سرجری والی شکل دھوکہ اور شرعاً خداع پر مشتمل ہے اور دوسری صورت مظلوم والی تحفظ والی شکل ہے، اسی طرح بیوی کے لئے تزئین اختیار کرنا تحسین و تکمیل پر مبنی ہے، لہذا اگر کوئی شخص چہرہ میں سرجری کرائے اور مرد مردوں سے اور عورت عورتوں سے تو جائز ہے، اور پہلی شکل ناجائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ☆

۲، ۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیداؤں کی طرح اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے: ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا اس عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟ اسی طرح بعض دفعہ پیداؤں کی طرح تو کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کے لئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

اس طرح کے عیب خواہ پیداؤں کی طرح ہو یا حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا درست ہے، کیونکہ اس سے خلق الہی میں تغیر لازم نہیں آرہی ہے، بلکہ یہ اصل خلقت کی تکمیل و تحسین کے قبیل سے ہے، گویا کہ اصل خلقت میں اس کی وجہ سے جو عیب پیدا ہو گیا تھا، آپریشن کے ذریعہ اس کی اصلاح کی گئی اور اس کی صورت جو بدہیئت تھی عام قانون فطرت کے مطابق کیا گیا، البتہ اس طرح کے آپریشن میں کامیابی کی امید ہو: ”إن غلب علی الظن نجاحها“ (در مختار مع الرد ۵/ ۳۷۵، ہندیہ ۵/ ۳۶۰)، ظاہر ہے کہ موجودہ دور میں تقریباً کامیابی ہی ہوتی ہے ناکامی شاذ و نادر ہوتی ہے۔

اصل خلقت یعنی عام قانون فطرت کے خلاف پیداؤں اور پیدا ہونے کے بعد حادثاتی

عیب کو بذریعہ آپریشن ازالہ کے جواز پر صحابی رسول حضرت عرفہؓ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کلاب نامی سے ایک جنگ مشہور ہے، اس میں حضرت عرفہؓ کی ناک زخمی ہو گئی تھی، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی لیکن پوری کامیابی نہیں ملی، ناک میں بو پیدا ہو گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا (سنن ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد لا یشان بالذہب حدیث نمبر: ۱۷۷۰، ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ربط الا یشان بالذہب، حدیث نمبر: ۴۲۳۳، مسند احمد ۵/۲۳، صحیح ابن حبان الزیادہ والطیب، حدیث نمبر: ۵۴۶۳، جامع الاصول ۷۳۱/۴، ۷۳۲)۔

عورت کی اصل خلقت یہ ہے کہ اس کے چہرہ پر بال نہیں اگتے ہیں، اس لئے اگر عام قانون فطرت کے خلاف اس کے چہرہ پر بال نکل آئیں، مثلاً داڑھی یا مونچھ آجائیں یا ہونٹ کے نیچے اور ٹھوڑی کے اوپر درمیان میں بال نکل آئیں، تو بہت سے فقہاء نے اس طرح کے بالوں کو مونڈنے یا کسی بھی طریقہ پر صاف کرنے کو عورتوں کے حق میں مستحب قرار دیا ہے۔ علامہ شامی کا بیان ہے: إزالة الشعر من الوجه حرام، إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب، وفي التاتارخانية عن المضرات؛ ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجه ما لم يشبه المنخنث (رد المحتار ۹/۵۳۶)۔

اسی سلسلہ میں حنابلہ کا ایک قول ایک شرط کے ساتھ جواز کا ہے، جیسا کہ شیخ عبدالوہاب بن مبارک انماطی کا بیان ہے: إذا أخذت المرأة الشعر من وجهها لأجل زواجها بعد رؤيته إياها فلا بأس به (احکام النساء ۱۶)۔

یہ تفصیلات اس وقت ہیں جبکہ جسم کے دوسرے حصے سے گوشت کاٹنے کی ضرورت نہ پڑے، اور اگر خدا نخواستہ اس کی ضرورت پڑے، مثلاً: ہونٹ زیادہ کٹی یا پھٹی ہوئی ہو، یا ناک کٹ گئی ہو اس طور پر کہ دوسری جگہ سے گوشت کاٹ کر بھرنے کی ضرورت پڑے، تو یہ صورت بھی شرعاً جائز ہے، جواز کی دلیل وہی ہیں جو اوپر ذکر کی گئیں، جہاں تک کٹے ہوئے گوشت کے پاک اور

ناپاک ہونے کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کی بات ہے، تو مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے رائج معتمد اور صحیح قول پر اور متاخرین احناف کے مذہب کے مطابق پاک ہے جیسا کہ تفصیل سے اوپر ذکر آچکا ہے، البتہ جسم کی جس جگہ سے بھی گوشت کاٹا جائے اس کی وجہ سے ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس عضو کے تلف کا خوف ہو جس سے گوشت کاٹا گیا، کیونکہ انسان پر جان کی حفاظت فرض ہے۔

نیز پیدائشی اور حادثاتی عیب کو دور کرنا ایک حاجت ہے، کیونکہ گواہی اس عیب کے ساتھ زندہ رہ سکتا ہے، لیکن معاشرہ میں دوسرے لوگوں کو دیکھ کر ایک گونہ نفسیاتی کوفت اور گھٹن محسوس کرے گا۔

۳۔ ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ہمارے خیال میں اس مقصد کے لئے آپریشن کرانے کی شرعاً گنجائش معلوم نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اس آپریشن کا مقصد درست نہیں ہے، اور فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے: الأمر بمقاصدھا“ (الاشیاء والنظر لابن نجیم ۱/۳۱)، نیز اس سے تدلیس لازم آتا ہے جو کہ شرعاً درست نہیں (تفسیر قرطبی ۵/۲۵۲، فتح الباری ۱۰/۳۳۹)، اسی وجہ سے حدیث شریف میں سیاہ خضاب کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ فتح مکہ کے موقع سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد حضرت ابو قحافہؓ لائے گئے جن کی داڑھی اور سر کے بال بالکل سفید تھے، آپ ﷺ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کسی خضاب سے ان کا رنگ بدلا جائے، البتہ سیاہ خضاب کے استعمال سے پرہیز کیا جائے (مسلم عن جابر، باب استحباب الشیب بصفرة وحرمة تخیرہ بالسواد: ۱۹۹/۲)۔

ہاں اگر عورت ہو جس کی ناک پیدائشی طور پر چھٹی ہو یا زیادہ کھڑی نہ ہو، اس کی وجہ سے رشتہ نہ آتا ہو، تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ ناک تھوڑی کھڑی

کر لے تاکہ اچھی دکھے اور رشتہ آسانی سے مل جائے، کیونکہ ایسا کرنا اس کے حق میں تدلیس کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ حاجت کے درجہ میں ہوگا، اسی طرح اگر شادی ہو چکی ہو، لیکن اس کی ناک چپٹی یا مناسب کھڑی نہ ہونے کی وجہ سے شوہر نہ چاہتا ہو اور ہر اس کو چاہنے لگے اور اس کو ہر اس میں بھی پلاسٹک سرجری اس مقصد کے لئے کرانا جائز ہوگا کہ شوہر اس کو چاہنے لگے اور اس کو ہر اس کرنا ترک کر دے، کیونکہ اس کے حق میں بھی پلاسٹک سرجری کرنا حاجت کے درجہ میں ہوگا، اور بعض مرتبہ حاجت ضرورت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے، اور اس کی وجہ سے ممنوع چیزوں کی اجازت دی جاتی ہے، یعنی اس کی وجہ سے ایسے احکام کی اجازت دی جاتی ہے، جن کی عام حالات میں اجازت نہیں ہوتی ہے، ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ (الاشباه والنظائر لابن نجيم ۹۳/۱، للسيوطي ۱۷۹)، نیز فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے: ”الأمور بمقاصدها“ (الاشباه والنظائر لابن نجيم ۳۱/۱)، یعنی قصد و ارادہ سے حکم مختلف ہوتا ہے، یہاں اس عورت کا قصد درست ہے، بخلاف مرد کے، اس کا قصد سوائے تحسین اور کم عمر نظر آنے کے کچھ نہیں، اور اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت نہیں، اس لئے کہ تحسینی عمل کے لئے ممنوع شرع شئی جائز نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

شرعاً یہ صورت جائز ہے بشرطیکہ جسم کے جس حصہ سے گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا عضو آپریشن کے ذریعہ لیا جائے، اس کی وجہ سے ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس عضو کے معطل اور تلف ہونے کا خوف ہو، کیونکہ حفظ نفس اور حفظ عضو انسان پر لازم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو“ (نساء: ۲۹) ”اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو“ (بقرہ: ۱۹۵) اور فقہ اسلامی کا اصول ہے کہ کسی ضرر کو کسی کے مثل ضرر یا اس سے بڑے ضرر کے ذریعہ دور نہیں کیا جائے،

”الضرر لا یزال بالضرر“ اور ”الضرر لا یزال بمثلہ“ (الاشاہ والنظار ۱/ ۱۵۵، ۱۵۶)۔
جواز کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کی کامیابی موہوم نہ ہو بلکہ یقینی یا کم از کم غالب گمان ہو (در مختار مع الرد: ۵/ ۴۷۹، ہندیہ: ۵/ ۳۶۰)۔

جہاں تک جواز کی دلیلوں کی بات ہے، تو وہ حسب ذیل ہیں:

۱- آپریشن کے ذریعہ جسم کے جس حصہ کو لیا جاتا ہے، وہ پاک ہے، جیسا کہ مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور متاخرین احناف کا مذہب ہے۔

۲- اگر کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو پلاسٹک سرجری اس وقت ضرورت بن جائے گی جبکہ اس کے سوا علاج کی کوئی اور متبادل صورت نہ ہو اور جان کا خطرہ ہو، اور ضرورت کے وقت شرعاً ناجائز چیزیں جائز ہو جاتی ہیں، الضرورات تبیح المحظورات (الاشاہ والنظار لابن نجیم ۱/ ۸۷)۔

۳- اگر عیب کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے، تو پلاسٹک سرجری حاجت کے درجہ میں ہوگی، کیونکہ عیب کے ساتھ معاشرہ میں عیب زدہ انسان احساس کمتری اور گھٹن محسوس کرتا ہے اور نفسیاتی مریض بن جاتا ہے، اور بعض اوقات حاجت بھی ضرورت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے، اور اس کی وجہ سے ایسے احکام کی اجازت دی جاتی ہے، جن کی عام حالات میں اجازت نہیں ہوتی ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ (الاشاہ والنظار لابن نجیم ۱/ ۹۳، السیوطی ۱/ ۱۷۹)۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ

کا کیا حکم ہوگا؟

اگر جسمانی عیب و نقص ایسا ہے کہ اس کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا ہے، تو ازراہ ضرورت پلاسٹک سرجری درست ہوگی، اور اگر زندہ رہ سکتا ہے تاہم بڑی مشقت و دشواری خواہ جسمانی ہو یا نفسیاتی، سے دوچار رہے گا، تو ازراہ حاجت پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی، جیسا کہ اوپر سوال

نمبر ۴ کے جواب میں گذرا۔

۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن نہیں ہونگے، اس لئے کہ ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری ضرورت و حاجت میں سے کسی کے زمرہ میں نہیں آتی، بلکہ یہ تحسینی عمل ہوگا، اور تحسینی عمل کیلئے شرعاً ممنوع شئی کا ارتکاب درست نہیں ہوتا ہے، اور نیز معمولی کمی و بیشی سے اصل خلقت متاثر نہیں ہوتی ہے کہ اس کے جواز کی گنجائش نکل سکے۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

یہ مقصد شریعت مطہرہ کے مزاج و مذاق سے میل نہیں کھاتا ہے، بلکہ یہ مصنوعی عمل شرعاً دھوکا اور تدلیس ہوگا، اور تدلیس کا عمل شرعاً حرام ہے (تفسیر قرطبی ۵/۲۵۲، فتح الباری ۱۰/۴۳۹)، اور ظاہر ہے کہ یہ تحسینی عمل ہے، اور تحسینی عمل درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقصد صحیح اور شرعاً معتبر ہو ”الأمور بمقاصدھا“ (الاشاہ والنظار لابن نجیم ۳/۳۱) اور اس سے ممنوع شرع کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو، اور یہاں ممنوع شرع کا ارتکاب لازم آتا ہے، اور وہ خلق اللہ میں تغیر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو شیطان کا عمل قرار دے کر ناجائز و حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری ہے:

”اور میں انہیں حکم دوں گا چنانچہ وہ چوپایوں کے کانوں کو تراشیں گے اور انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کریں گے“ (نساء: ۱۱۹)، اس آیت کی تفسیر کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر رازی ۵/۲۵۲، تفسیر قرطبی ۵/۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲۔

۸۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

مجرم کا اپنی شناخت چھپانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کرانا شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ اولاً وہ مجرم ہے اور ثانیاً سزا سے بچنے کے لئے جرم کو چھپانا مزید جرم پر جری ہونے کے مترادف ہے، اصولی طور پر اس نوع کی پلاسٹک سرجری تغیر فی خلق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں تبدیلی کے زمرہ میں داخل ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے، اور یہاں ضرورت یا حاجت بھی نہیں پائی جا رہی ہے کہ ممنوع شرع کی اجازت دی جاسکے، بلکہ پلاسٹک سرجری کے سہارے مجرم مزید جرم و معصیت میں جری ہوگا، اور یہاں اللہ تعالیٰ نے معصیت پر مدد کرنے سے بھی منع کیا ہے: ”ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان“ (مائدہ: ۲) یعنی اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے ظالموں کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے، بلکہ حوصلہ شکنی کی ہے، اور ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے۔

جہاں تک مظلوم کی بات ہے کہ ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کے خطرہ سے پلاسٹک سرجری کرانا، تو اگر ظالم کی طرف سے ظلم کا ہونا یقینی یا غالب گمان ہو، اور ظلم کی نوعیت قتل یا کسی عضو کا تلف ہو، تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت ہوگی، کیونکہ جان اور عضو کی حفاظت کے لئے شرعاً ممنوع احکام کی اجازت ہوتی ہے، جسے فقہ اسلامی کی اصطلاح میں ضرورت کہا جاتا ہے۔

نیز شریعت مطہرہ نے انسان کو خود حفاظت کا اختیار دیا ہے، اپنی جان اور مال کی حفاظت کی راہ میں قتل کو شہادت سے تعبیر کیا ہے: عن عبد الله بن عمرو قال: سمعت النبی ﷺ يقول: ”من قتل دون ماله فهو شهيد“ (مشفق علیہ: بخاری، کتاب المظالم، باب من قاتل دون ماله حدیث نمبر: ۳۴۸۰، مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من قصد أخذ مال غیرہ بغیر حق کان القاصد مہدر الدم، حدیث نمبر: ۳۶۱۱)۔

سنن ابوداؤد کی روایت میں اضافہ ہے: ”ومن قتل دون دمه فهو شهيد“ (کتاب السنہ، باب قتال المصوص، حدیث نمبر: ۴۷۷۲)، اور اگر قاتل کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص لازم

نہیں ہوگا۔

اگر قتل یا عضو کے تلف کئے جانے کا غالب گمان نہ ہو، تو پلاسٹک سرجری کی شرعاً گنجائش نہیں ہوگی، کیونکہ ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری اس کے حق میں ضرورت نہیں بن پاتی ہے۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق چند اہم سوالات

مفتی محمد ممتاز خان ندوی ☆

سرجری کی تعریف

الموسوعة الطبية الحديثة میں سرجری کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:
جسم کے ظاہری اعضاء میں سے کسی عضو کو خوبصورت بنانے کے لئے جبکہ اس عضو میں
کوئی عیب یا نقص پیدا ہو گیا ہو، آپریشن کر کے اس عیب یا نقص کو دور کر دیا جائے۔

سرجری کی قسمیں

- (۱) ضروری سرجری (۲) سرجری برائے تزئین۔
- (۱) ضروری سرجری کا مطلب ہے: کسی مرض یا عیب کے ازالہ کے لئے سرجری۔
- (۲) سرجری برائے تزئین کا مطلب ہے: اعضاء کو پرکشش بنانے، نوجوانی کو باقی
رکھنے، بڑھاپے کے آثار کو ختم کرنے کے لئے سرجری۔

سرجری میں چند شرعی رکاوٹیں:

سرجری میں چند شرعی قباہتیں ہیں جو اس کے جواز میں رکاوٹ ہیں:

(۱) تغیر فی خلق اللہ۔

(۲) بسا اوقات ستر کا طیب کے سامنے ٹھولنا۔

(۳) سرجری کے وقت تکلیف سے بچنے کے لئے آدمی کا بیہوش کرنا۔

جہاں پر بھی امت محمدیہ سخت اور دشوار کن مسائل سے دوچار ہوئی تو وہاں پر فقہ اسلامی لکیر کی فقیر نہیں رہی، بلکہ اس کے اندر ہمیشہ دشوار اور مشکل مسائل میں جن سے امت کا سامنا تھا، لچک رہی ہے، اور فقہ اسلامی نے ایسے مشکل وقت میں لوگوں کے لئے آسانی و سہولت کی راہیں کھولی ہے، فقہی قواعد: الضرورات تبیح المحظورات، المشقة تجلب التيسير، الحرج مدفوع، إذا ضاق الأمر اتسع، اسی آسانی و سہولت پر غمازی کرتے ہیں، اشباہ و نظائر جو فقہ حنفی کی اہم اصولوں کی کتابوں میں سے ہے، اس میں: الضرورات تبیح المحظورات، کے تحت ذکر ہے، جاز أكل المخصصة وإساعة اللقمة بالخمر (اشباہ و نظائر: ص ۲۷۵) یعنی مضطر کے لئے شدید بھوک جبکہ کوئی حلال غذا موجود نہ ہو، بقدر ضرورت جس سے جان بچ سکے، مردار کھانا جائز ہے، اور اشباہ ہی میں: المشقة تجلب التيسير کے تحت ذکر ہے: وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسوئتين (ایضاً: ص ۲۹۰) یعنی طیب کا ضرورت کے سبب مریض کے ستر دیکھنے کی اجازت ہے۔

ان مختصر وضاحتوں کے بعد جو مقالہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، اپنے عنان قلم کو اصل موضوع (پلاسٹک سرجری) کی طرف موڑتے ہیں۔

۱- پیدائشی عیب میں سرجری

اگر پیدائشی عیب ایسا ہے جس سے آدمی کو اذیت ہو رہی ہو، اذیت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اذیت جسمانی (۲) اذیت روحانی:

اذیت جسمانی یہ ہے کہ آدمی کا کان اس قدر چپٹا ہو کہ اس سے سننے میں تکلیف ہو رہی ہو، یا ناک اس قدر دبئی ہوئی ہو کہ سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہو۔

اذیت روحانی یہ ہے کہ آدمی کو جسمانی اذیت تو نہیں ہے، مگر وہ دوسرے کے سامنے آنے میں شرماتا ہے، اور اپنے اندر کمتری محسوس کرتا ہے، اور گھٹ گھٹ کر زندگی گزارتا ہے۔
 احقر کی رائے یہ ہے کہ عیب کی وجہ سے خواہ اس سے جسمانی اذیت ہو، یا روحانی اذیت سرجری کی اجازت ہونی چاہئے، کیونکہ ایسا عیب آدمی کے لئے مشقت کا باعث ہے، فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: المشقة تجلب التيسير، مشقت سہولت پیدا کرتی ہے، اسی قاعدے کے ذیل میں مشہور حنفی فقیہ علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ضرورت اور دشواری کے وقت طبیب کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت دی ہے، وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسوئتين (الاشباه والنظائر ۲۴۰)۔

فقہی عبارتوں کے جائزہ اور فقہاء کرام کے رجحان سے بھی ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے۔

۱- ہند یہ جو فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف ہے، اس میں چھٹی انگلی کے متعلق ہے:

إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، إن كان الغالب على من قطع، مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (ہندیہ ۱۱۳/۴) (جب آدمی زائد انگلی یا کسی دوسری چیز کو کاٹ دیتا ہے، تو اگر غالب امکان اس کے کاٹنے کی وجہ سے ہلاکت کا ہو تو ایسا نہ کرے، اور اگر غالب امکان بچ جانے کا ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

۲- دبستان فقہ شافعی کے شارح و ترجمان، امام نوویؒ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

فيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به (شرح مسلم ۲/۲۰۵) (اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کے لئے مذکورہ عمل کرنا حرام ہے، لیکن اگر علاج کے لئے یا عیب دور کرنے کے لئے ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اس عبارت سے یہ بات منقح ہو جاتی ہے کہ عیب دور کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت ہے، محض خوبصورتی کے لئے آپریشن کی اجازت نہیں ہے۔

۳- ہندیہ میں ہے: اگر جانور کو اس مقصد کے لئے خنسی کیا جائے، تاکہ اس کی منفعت میں اضافہ ہو، تو یہ جائز ہے تو ایک انسان جو اشرف المخلوقات ہے، عیب کی وجہ سے اس کے اندر نقص پیدا ہو گیا ہے، تو انسان کی قدر و قیمت بڑھانے کے لئے سرجری کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہونی چاہئے، عبارت ہے:

وأما في غيره من البهائم فلا بأس به إذا كان فيه منفعة وإذا لم يكن فيه منفعة أو دفع ضرر فهو حرام (ہندیہ ۳۵۷/۵)۔

۴- الحجوث الفقہیہ میں عبد الرحمان بن عبد اللہ السند کی عبارت بھی سامنے رہے۔

فالتفليح لأجل الحسن مذموم، لكن لو احتاجت إلى ذلك لمداواة جاز (الحجوث الفقہیہ ۲۷۵/۲) (حسن کی غرض سے دانتوں میں جھیری کرنا مذموم ہے، لیکن اگر دانتوں میں جھیری علاج کی غرض سے ہو تو جائز ہے)۔

۵- الحجوث الفقہیہ کی درج ذیل عبارت سے بھی پیدائشی عیب کو سرجری کے ذریعہ دور کرنے کی پوری تائید ہوتی ہے۔

الحجوث الفقہیہ میں ڈاکٹر عبد الرحمان السند تحریر فرماتے ہیں:

ولا يدخل في النهي ما كان داخلاً في جملة العلاج والتداوي المأذون فيه ولكن التغيير الذي لأجل التحسين بدون حاجة (الحجوث الفقہیہ ۲۷۶/۲، ۲۰۰۷) (جسم کے اندر وہ تبدیلی تغیر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہے، جو علاج و معالجہ کے لئے ہو، البتہ اگر محض خوبصورتی کے لئے جسم کے اندر تبدیلی کی جائے تو یہ تبدیلی تغیر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل ہے)۔

خلاصہ کلام: ۱- اگر عیب پیدائشی ہے، جو عام فطرت کے خلاف ہے، جیسے کسی کا پیدائشی

ہونٹ کٹا ہوا ہے، یا ناک ٹیڑھی ہے، یا کسی کے چھٹی انگلی ہے تو اگر عیب سے جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہو تو ایسے عیب میں سرجری کی اجازت ہوگی۔

۲- پیدائشی عیب جس سے آدمی کو جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہے اس میں سرجری کے ذریعہ جسم میں جو تبدیلی ہوگی یہ تبدیلی مشقت کے سبب جائز ہے، اور اسی طرح مشقت کے سبب طبیب کے سامنے ستر کھولنا اور بیہوشی کی دوا دینا بھی جائز ہوگا۔

۲- بعد میں کسی عیب کے پیدا ہونے کی وجہ سے سرجری

اگر کوئی عیب پیدائشی نہیں ہے، بلکہ وہ کسی حادثہ کے سبب بعد میں پیدا ہو گیا ہے۔ احقر کی رائے یہ ہے کہ اگر اس عیب سے آدمی کو غیر معمولی جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہے، تو پیدائشی عیب کی طرح اس عیب کے دور کرنے میں بھی سرجری کی اجازت ہوگی تاکہ آدمی کو اذیت سے خواہ جسمانی ہو یا روحانی چھٹکارا مل جائے اور آدمی کو آرام و سکون مل جائے اور بلا جھجک زندگی گزار سکے۔

اس سلسلہ میں کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱- روي أن عرفة أصيب أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفاً من ورق فانتن فأمره سيدنا رسول الله ﷺ أن يتخذ من ذهب (رواه ابوداؤد کتاب التاتم باب ماجاء فی ربط الانسان بالذهب) (روایت کی جاتی ہے کہ کلاب کی جنگ میں عرفہ کی ناک کٹ گئی، تو انہوں نے چاندی کی ناک لگالی، تو اس سے بدبو آنے لگی، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)۔

اس حدیث سے ہمارا استدلال اس طرح ہے کہ آپ نے ناک کٹ جانے سے بدبو پیدا ہونے کی وجہ سے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا، اور اس کو آپ ﷺ نے تغیر فی خلق اللہ قرار نہیں دیا، اسی طرح جو عیب بعد میں پیدا ہو گیا ہے، یہ بھی ناک میں بدبو پیدا ہونے سے کم نہیں

ہے، اس وجہ سے اس عیب میں بھی سرجری جائز ہوتی چاہئے، اور جسم کے اندر جو تبدیلی ہوگی، یہ تغیر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہوگی۔

۲- چہرہ سے بال صاف کرنا حرام ہے، البتہ اگر عورت کو مرد کی طرح داڑھی یا مونچھ کے بال اگ آئیں تو اس کا صاف کرنا حرام نہیں ہے بلکہ مستحب ہے (شامی ۹/۵۳۶)۔

۳- بدائع الصنائع میں ہے: أما لو شدد السن المتحرك بالذهب فقد ذكر الكرخي أنه يجوز (بدائع الصنائع ۲۱۵/۴) (اگر دانت ہل رہا ہے، تو اس کو سونے یا چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے)۔

۴- ہندیہ ہی میں ہے: جراح اشتری جارية رتقاء فله شق الرتق وإن ألت كذا فى القنية (کسی جراح نے کوئی باندی خریدی جو رتقاء تھی، تو اس کے لئے شرمگاہ کو پھاڑنا جائز ہوگا اگرچہ آدمی کو تکلیف ہو)۔

دلائل مذکور سے واضح ہو رہا ہے کہ بعد میں کسی عیب کے پیدا ہونے کی وجہ سے سرجری کی اجازت ہونی چاہئے، اور عیب کی وجہ سے سرجری کے ذریعہ جسم کے اندر جو تبدیلی ہوگی، یہ تغیر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہے، بلکہ ایسی تبدیلی مشقت کے سبب جائز ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں المجوٹ الفقہیہ سے ڈاکٹر الہام بنت عبد اللہ باجنید کی عبارت پیش کر دی جائے جو پیدائشی عیب، اور جو عیب بعد میں پیدا ہوا ہے، سرجری کے ذریعہ اس عیب کے ختم کرنے کے جواز پر بالکل بے غبار ہے:

وقد توصل الباحثون المعاصرون على جواز هذا النوع من العمليات الجراحية ومشروعيتها:

أولاً: أن العيوب التي تعالجها هذه الجراحات تشتمل على ضرر حسی ومعنوی وهو موجب للترخيص بفعل الجراحة، لانه يعد حاجة فنزل منزلة للضرورة، ويرخص بفعلها إعمالاً للقاعدة الشرعية: الحاجة تنزل منزلة

الضرورة عامة كانت أو خاصة۔

خلاصہ کلام: ۱۔ جسم کے اندر کسی حادثہ کی وجہ سے کوئی عیب پیدا ہو گیا ہے، تو اگر اس عیب سے آدمی کو غیر معمولی جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہے، تو سرجری کی اجازت ہوگی۔

۲۔ عیب کے ازالہ کے لئے جسم کے اندر جو تبدیلی ہوئی ہے، یہ تغیر فی خلق اللہ کی حرمت میں داخل نہیں ہے، بلکہ مشقت کے سبب جائز ہے، اور اسی طرح طبیب کے سامنے ستر کھولنا، اور آدمی کا بیہوشی کی دوا لینا تاکہ آپریشن کرتے وقت اس کو تکلیف نہ ہو، مشقت کے سبب یہ چیزیں جائز ہوں گی۔

البتہ محض خوبصورتی کے لئے، مثلاً چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں، ان کو دور کرنے کے لئے، یا ناک چھٹی ہے اس کو کھڑی کرنے کے لئے سرجری کرانا تاکہ وہ خوبصورت نظر آئے۔
احقر کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ محض خوبصورتی کے لئے سرجری ناجائز اور حرام ہے۔

۱۔ بخاری کی روایت ہے کہ: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (صحیح البخاری ۷/۶۳) (اللہ کی لعنت ہو گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں، یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

علامہ شامی قولہ: ”لعن الله الواصلة“ کے ذیل میں متفلجات کا مطلب یہ تحریر فرماتے ہیں: الواشرة التي تفلج أسنانها أو تحددھا وترقق أطرافھا تفعلھا المرأة العجوز تشبه بالشواب (ردالمحتار ۵/۲۳۹) (واشرہ وہ عورت ہے جو دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرے یعنی اس کو باریک کرے اور اس کے کناروں کو پتلا کرے، بوڑھی عورتیں جو جوان

عورتوں کی طرح نظر آنے کے لئے ایسا کرتی ہیں)۔

۲- حضرت اسماءؓ کی روایت ہے: ”أن امرأة جاءت إلى رسول الله ﷺ

فقلت: يا رسول الله! إن لي ابنة عريساً أصابتها الحصبة فتمزق شعرها أفأصلها؟ فقال عليه السلام: لعن الله الواصلة والمستوصلة“ (بخاری ۷/۶۳) (ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک میری ایک بیٹی عریس ہے، اس کو بالوں کے جھڑنے کی بیماری ہو گئی ہے، جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کے سر میں دوسرے بال لگا دوں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بال لگانے والی اور لگوانے والی، دونوں پر اللہ کی لعنت ہو)۔

اس حدیث کے ذیل میں صاحب درمختار فرماتے ہیں: وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها، لقوله عليه السلام: ”الواشمة والمستوشمة والواشرة والمستوشرة والنامصة والمتنمصة“ (شامی ۵/۲۶۳، باب فی صلیہ اشعر) (بال جوڑنا آدمی کے بال سے حرام ہے، خواہ خود اس کے بال ہوں یا دوسرے کے اللہ کے رسول ﷺ کے قول کی وجہ سے)۔

محض خوبصورتی کے لئے سرجری میں دوسری قباحت (تدلیس) لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہے، ایک انسان عمر دراز ہے، اس کے چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں ہیں، اس نے سرجری کے ذریعہ جھریاں ختم کرائی، لوگوں کو اس کے سلسلہ میں دھوکہ ہو جائیگا، وہ یہ کہ لوگ اس کو جوان سمجھیں گے، حالانکہ حقیقت میں وہ بوڑھا ہے، اور حدیثوں میں ایسی چیز سے منع کیا گیا ہے، جس سے لوگ دھوکہ میں پڑ جائیں۔

۱- اللہ کے رسول ﷺ نے کالے خضاب سے منع فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ

دھوکہ میں نہ پڑیں:

عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال: ”يكون قوم في آخر الزمان

يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة“ (کنز العمال ۶/۶۷۷) (حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے، جو سیاہ خضاب لگائیں گے، جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی)۔

نیز الحجوث الفقہیہ میں عبدالرحمان بن عبداللہ السند تحریر فرماتے ہیں:

لأن النبي ﷺ سماه زوراً لما فيه من التدليس والغش وقد نهى النبي ﷺ عن الغش لقوله: ”من غش فليس منا“ (الحجوث الفقہیہ ۲۸۰)۔

محض خوبصورتی کے لئے سرجری میں بسا اوقات اطباء کے سامنے ستر کھولنا بھی لازم آئے گا، بغیر ضرورت کے اطباء کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

۱۔ مسلم شریف کی روایت ہے: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة (مسلم کتاب النہی باب تحریم انظر إلى العورات) (کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے)۔

۲۔ سنن ابی داؤد کی روایت ہے: ”احفظ عورتک إلا من زوجتک أو ما ملکت یمنیک“ (سنن ابی داؤد کتاب الحمام باب ما جاء فی التعری) (تم اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، مگر اپنی بیوی اور باندی کے)۔

معاصر علماء نے بھی محض خوبصورتی کے لئے سرجری کو خواہ وہ کسی بھی قسم کی ہو، ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔

الاحکام الطبیعیہ کے مصنف تحریر فرماتے ہیں:

وهذا النوع من الجراحة محرم شرعاً، لأنه لا يشمل على أسباب علاج ضرورية أو حاجية بل أن الغاية منه هو التجميل المحض واللعب بالخلقية الإلهية والتدليس والتزوير واتباع الشهوات والأهواء الاستسلام لحبائل الشيطان

وغواہ (احکام الطہیرہ/ ۱۹۷) (اور سرجری کی یہ شکل حرام ہے، کیونکہ یہ کسی ضروری علاج کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد محض خوبصورتی، اور اللہ کی تخلیق کے ساتھ کھلواڑ ہے، پھر اس میں دھوکہ، فریب، خواہشات نفس کی پیروی اور شیطانی پھندوں کی اتباع ہے)۔

النجوۃ الفقہیہ میں ڈاکٹر الہام بنت عبداللہ باجنید فرماتی ہیں:

”وہی العمليات التي يقصد منها تحسين المنظر وتجديد الشباب دون وجود دوافع ضرورية أو حاجية ستلزم فعلها۔

وبالنظر في كثير من الكتب التي تناولت هذه القضية نجدها قد سارت على القول بتحريم هذا النوع من العمليات لأنها لا تشمل على دوافع ضرورية ولا حاجية، لأن فيها تغيير لخلق الله والعبث بها حسب الأهواء (النجوۃ الفقہیہ/ ۳۱۳)۔

عبارت مذکور محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کے عدم جواز اور اس کی حرمت پر بالکل دو ٹوک ہے۔

۴- عیب کی وجہ سے گوشت یا چمڑا اسی جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا

شریعت نے جسم سے بعض چیزوں کو کاٹ کر الگ کرنے کو فطرت انسانی قرار دیا ہے، جیسے مونچھے کترانا، ناخن تراشنا اور ختنہ وغیرہ۔

وجہ یہ ہے کہ اگر مونچھے کتری نہ جائیں، ناخن کاٹے نہ جائیں، اور ختنہ نہ کرایا جائے تو آدمی کے اندر بہت ساری بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ عیب یا بیماری کے ازالہ کے لئے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، یا چمڑا، یا ہڈی، جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا جائز ہوگا، بشرطیکہ طبیب حاذق یہ بتادے کہ اس کے علاوہ شفا یا بی ممکن نہیں ہے۔

واضح رہے کہ فقہاء کرام کے یہاں بیماری کے ازالہ کے لئے علاج میں خاصا توسع نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱- وإباحة النظر للطبيب حتى العورة والسرورتين (اشاہ والنظار ۲۴۰)
(ضرورت کے وقت طبیب کا سر عورت اور شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے)۔

۲- فتاویٰ بزازیہ میں ہے: أكل خروء الحمام في الدواء لا بأس به (ہندیہ ۳۵۵/۵)
(بطور علاج کبوتر کی بیٹ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔

جب بیماری کے ازالہ کے لئے ایک نجس اور ناپاک چیز کا استعمال جائز ہے، تو بیماری کے ازالہ یا عیب کو دور کرنے کے لئے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، یا چمڑا، یا ہڈی، یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں سے لگانا بھی جائز ہوگا۔

۳- ہندیہ میں ہے: لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لئلا تسرى كذا في السراجیة (ہندیہ ۳۵۶/۵) (عضو کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر اس میں سڑن پیدا ہو جائے تاکہ وہ اندر تک سرایت نہ کرے، اسی طرح سراجیہ میں ہے)۔

۴- شامی میں ہے: ولا بأس بكمي الصبيان إذا كان لداء أصابهم وكذا لا بأس بكمي البهائم (شامی ۶۲۶/۵) (اور کوئی حرج نہیں ہے بچوں کے جسم داغنے میں، جب یہ کسی مرض کی وجہ سے ہو، اور اسی طرح جانوروں کے جسم کے داغنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے)۔

اسلامی فقہ اکیڈمی سعودی نے بیماری، یا عیب کی وجہ سے ایک عضو کو کاٹ کر اسی کے جسم میں دوسری جگہ لگانے کے جواز کی تجویز پیش کی ہے (مجلد الفہمی الاسلامی المربع الجزء الاول ۵۰۹)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ بیماری یا عیب کے ازالہ کے لئے جسم سے چمڑا یا ہڈی نکال کر یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے علاوہ مرض اور عیب کے ازالہ کے لئے اور کوئی راستہ نہ ہو۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کیلئے کسی طرح سرجری کا حکم

اگر عیب یا نقص ایسا ہے کہ اس سے آدمی کو اذیت اور تکلیف ہو رہی ہے، اذیت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اذیت جسمانی (۲) اذیت روحانی۔

(۱) اذیت جسمانی یہ ہے کہ کان اتنے چپے ہیں کہ آدمی کو سننے میں تکلیف ہو رہی ہے، اسی طرح ناک اس قدر دبی ہوئی ہے کہ اس کو سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے۔

(۲) اذیت روحانی یہ ہے کہ عیب یا نقص ایسا تو نہیں ہے کہ آدمی کو جسمانی اذیت ہو، مگر اس کو روحانی اذیت ہو، مثلاً کسی کی ناک ٹیڑھی ہے، یا پانچ کے بجائے چھ انگلی ہیں وغیرہ، وہ لوگوں کے سامنے آنے میں شرم رہا ہے اور گھٹ گھٹ کر زندگی گزار رہا ہے۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ اگر عیب ایسا ہے کہ آدمی کو جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہو، تو ایسے شخص کے لئے سرجری کی اجازت ہونی چاہئے، اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص کی شرمگاہ میں چوٹ لگی ہے، تو جسمانی اذیت کی وجہ سے طیب کے سامنے ستر کھول سکتا ہے، جبکہ عام حالت میں دوسرے کے سامنے ستر کھولنا جائز نہیں ہے، اشباہ والنظائر میں ہے: ”وإباحة النظر للطيب حتى العورة والسوئتين“۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی وبیشی کے لئے سرجری

جسم کے اندر معمولی کمی وبیشی، اگر یہ محض خوبصورتی کے لئے ہے، تو جسم کے اندر معمولی کمی وبیشی ناجائز اور حرام ہے، اور تغیر فی خلق اللہ میں داخل ہے، حدیث میں محض خوبصورتی کے لئے جسم کے اندر معمولی کمی وبیشی کو ممنوع قرار دی گئی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمنتصمات للحسن المغيرات لخلق الله“ (صحیح بخاری ۷/۶۳) (اللہ کی لعنت ہو، جو دھونے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لئے

دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

ظاہر ہے کہ دانتوں میں جھیری اور نوک دار بنانا، اور جسم کو گودوانا، یہ جسم کے اندر معمولی تبدیلی ہے، لیکن حدیث میں منع کیا گیا۔

۷۔ سرجری اس مقصد کے لئے تاکہ اچھا رشتہ مل سکے

سرجری اس مقصد کیلئے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے، تاکہ اچھا رشتہ مل سکے محض خوبصورتی کیلئے سرجری کے سلسلہ میں سوال نمبر ۳ میں بڑی تفصیل سے بحث کی جا چکی ہے، اور یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ خوبصورتی اور جسم کے اندر نکھار پیدا کرنے کے لئے سرجری کئی قباحتوں کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ محض خوبصورتی کے لئے سرجری کے جائز اور حرام ہونے پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) بخاری کی روایت ہے: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (اللہ کی لعنت ہو گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، بال باریک کرنے والیوں اور اکھاڑنے والیوں پر، اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں یعنی اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر)۔

(۲) فتاویٰ المرأة میں ہے:

دونوں ابروؤں کے بال کو کاٹنا یا اس کو ہلکا کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ابرو کے بال کو اکھاڑنے والی، اور جو یہ عمل کرے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے، اور اہل علم نے ابرو کے ہلکا کرنے کو نمص میں شمار کیا ہے (فتاویٰ المرأة ۱۶۷)۔
مذکورہ دلائل سے صاف ظاہر ہے، محض خوبصورتی کے لئے خواہ وہ کسی مقصد کے لئے ہو کسی قسم کی سرجری جائز نہیں ہوگی۔

۸- مجرم کا پلاسٹک سر جری کرانا

مجرم کے سلسلہ میں اسلام کا نقطہ نظریہ ہے کہ مجرم کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہئے، تاکہ مجرم اپنے جرم سے باز آئے، اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی عبرت کا سامان ہو، اور مظلوم جس پر ظلم ہوا ہے، اس کو بھی انصاف مل جائے۔

(۱) سورہ بقرہ میں ہے: ”کتب علیکم القصاص فی القتلی“ (سورہ بقرہ: ۱۷۸)
(مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلہ خون) کا حکم دیا گیا ہے)۔

(۲) سورہ مائدہ میں ہے: ”وکتبنا علیہم فیہا أن النفس بالنفس والعین بالعين والأنف بالأنف والأذن بالأذن والسن بالسن والجروح قصاص“ (سورہ مائدہ: ۴۵) (اور ہم نے ان لوگوں کے لئے توریت میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان اور آنکھ کے بدلہ آنکھ، اور ناک کے بدلہ ناک، اور کان کے بدلہ کان، اور دانت کے بدلہ دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے)۔

(۳) سورہ بقرہ میں ہے: ”ولکم فی القصاص حیاة یا أولی الألباب“ (سورہ بقرہ: ۱۷۹) (اور اہل عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے)۔

(۴) خود اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ماعز اور غامدیہ کو ان کے زنا کے جرم میں سنگ سار کیا۔

(۵) آپ ﷺ نے فرمایا: ”لا قود إلا بالسیف“ (رواہ احمد فی المسند ۵/۳۱۳)
(قصاص صرف تلوار ہی سے ہے)۔

مذکورہ دلائل سے واضح ہو رہا ہے کہ مجرم کو اپنے جرم سے بچنے کے لئے سر جری ناجائز اور حرام ہوگی، کیونکہ مجرم کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اپنے جرم کی سزا نہیں مل پائے گی یہ چیز اسلام کے نظریہ کے خلاف ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ مجرم کے سر جری کرانے

میں تاکہ اس کی شناخت نہ ہو سکے، پولس اور سرکاری محکموں کو دھوکہ دیتا ہے، دھوکہ اسلام میں ناجائز اور حرام ہے، لسان نبوی نے فرمایا: ”من غش فلیس منا“ (جس نے کسی کو دھوکہ دیا اس کا تعلق ہم سے نہیں)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مجرم کیلئے دوشرعی قباحتوں کی وجہ سے سرجری ناجائز اور حرام

ہے۔

مظلوم کا سرجری کرانا

مظلوم جس کو ظالم کی طرف سے ظلم کا خطرہ ہے، اگر ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے سرجری کرائے تاکہ اس کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے ظالم کے ظلم سے بچ جائے۔ اس سلسلہ میں احقر کو کوئی فقہی عبارت تو نہیں مل سکی، اور نہ کسی مفتی کا فتویٰ نظر سے گذرا، البتہ مظلوم کے سلسلہ میں اسلام کا معاملہ ہمدردی اور خیر خواہی کا ہے، اور مظلوم بعض چیزوں میں دوسرے سے مستثنیٰ ہے۔

سورہ نساء میں ہے: ”لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول إلا من ظلم“ (سورہ نساء: ۱۲۸) (اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا، مگر جس پر ظلم ہوا ہو)۔

اس آیت کریمہ میں مظلوم کے لئے یہ گنجائش رکھی گئی، جس نے اس پر ظلم کیا ہے اس کی وہ علانیہ برائی بیان کرے، اس وجہ سے احقر کی رائے یہ ہے کہ مظلوم کے لئے سرجری تاکہ وہ ظالم کے ظلم سے بچ جائے، گنجائش ہونی چاہئے۔

پلاسٹک سرجری اور بعض اہم مسائل

مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی ☆

اس نام میں پلاسٹک سرجری کا لفظ داخل ہونے سے یہ معنی نہیں نکلتے کہ کوئی ایسا مریض ہو جس نے جراحت کرائی ہو اور اس کا چہرہ نقلی مال سے بھرا ہوا ہو۔

یہ پلاسٹک نام کیمیاوی جز سے نہیں لیا گیا ہے، بلکہ یونانی نام پلاسٹکو (Plastiko) سے لیا گیا ہے، جس کے معنی بنانے اور ڈھالنے کے ہوتے ہیں اور اسی سے پلاسٹک کے مادہ کا نام بھی نکالا گیا ہے۔

پلاسٹک سرجری (Plastic Surgery) انسان کی ظاہری شکل اور ذاتی شبیہ کو بہتر بنانے کی کوشش نئے انداز سے اور حسن کو نکھارنے کے طریقہ سے کرتا ہے۔

اصطلاح کا اشتقاق اور اس کی تعریف

ویسٹر ڈکشنری (websters Dictionary) پلاسٹک سرجری کی تعریف اس طرح کرتی ہے: وہ سرجری جو جسم کو ضائع، مجروح، ناقص، بدنما اور بد شکل حصوں کے اصلاح کیلئے کی جاتی ہے، کچھ لوگ اس سرجری سے اس لئے بچتے ہیں کہ اس میں لفظ پلاسٹک کا استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی کبھی کبھی مصنوعی یا سطحی کے نکالے جاتے ہیں، جبکہ کچھ دوسرے لوگ اس سے یہ سمجھ کر اعتراض کرتے ہیں کہ اس سرجری میں اصلی پلاسٹک کے حصے انسان کے جسم میں لگائے جاتے

☆ مرکز الامام ابی الحسن الندوی، دارعرقا، میدان پور، ہکیہ کلاں، رائے بریلی۔

ہیں، اس مفہوم میں صداقت کچھ اس طرح نظر آتی ہے کہ یہ لفظ یونانی لفظ پلاسٹکو سے نکلا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں: ”جس کو ڈھالا جاسکے“ (American Board of Plastic Surgery) امریکن بورڈ آف پلاسٹک سرجری کی ویب سائٹ (website) پلاسٹک سرجری کی اس طرح تعریف کرتی ہے:

پلاسٹک سرجری کا تعلق مرمت، دوبارہ تعمیر، تبدیلی، ظاہری نقائص، شکل یا عمل کے ہیں، خاص طور سے کھال، اعصابی نظام، دماغ کی بناوٹ، ہاتھ، پاؤں، نسوانی نشیب و فراز، موضع استنجاء، یا جسم کے ان ہی حصوں کے مصنوعی خوبصورتی کو بڑھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدہیت نظر آتا ہے اسکی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹنا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ، پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، کیا ان عیوب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟

ترمذی کی روایت ہے: عن عرفجة بن أسعد قال: ”أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأتىنى على، فأمرنى رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب“ (ترمذی حدیث: ۱۷۷۰)۔

(حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، جس سے ناک میں بدبو پیدا ہو گئی، تو آپ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ عیوب اگر کسی شخص میں پائے جائیں، تو ان عیوب کو پلاسٹک سرجری سے دور کیا جاسکتا ہے۔
امام نوویؒ لکھتے ہیں:

وفیه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (شرح مسلم نووی ۲/۲۰۵)۔

اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کے لئے مذکورہ عمل کرنا حرام ہے، لیکن اگر علاج کے لئے یا عیب دور کرنے کیلئے ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ اگر اس طرح کے عیوب کسی شخص میں پائے جائیں تو اس کو سرجری کے ذریعہ ان عیوب کو دور کرنے کی اجازت ہے۔

۲۔ بعض دفعہ پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کیا اس کے علاج کیلئے آپریشن کرنا درست ہوگا؟ جسم میں جب کوئی عیب پیدائشی ہو یا بعد میں کسی حادثہ کی بناء پر کوئی نقص و عیب واقع ہو گیا تو چونکہ اس زمانہ میں علم جراحی (Surgery) بڑی ترقی پر ہے اور ہلاکت و نقصان کا کچھ خوف نہیں ہوتا، اس لئے ان کو دور کرنے کے لئے جو آپریشن کئے جائیں وہ جائز ہوں گے۔

پیدائشی طور پر کوئی عیب نہ ہو بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، تو اس کے آپریشن کی اجازت دی گئی ہے، حضرت عرفہؓ کو پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں تھا، بعد میں عیب پیدا ہوا تھا، جس کی بنیاد پر انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی تھی اور بعد میں جب اس میں بدبو پیدا ہو گئی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عرفہؓ کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۳۔ ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا وغیرہ، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جسم اللہ کی امانت اور اس کا پیکر، اللہ کی تخلیق کا مظہر ہے، جس

میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر کوئی خود ساختہ تبدیلی درست نہیں، اس وجہ سے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی طور پر بال لگانے، خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کو ناجائز، قابل لعنت اور اللہ کی خلقت میں تغیر قرار دیا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ محض زینت اور فیشن کی غرض سے اس قسم کا کوئی آپریشن اور جسم میں تغیر قطعاً درست نہ ہوگا، جیسا کہ آج کل ناک وغیرہ کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔

حضرت ریحانہؓ سے مروی ہے:

”إن رسول الله ﷺ حرم الوشهر“ (نسائی، مسند احمد) (آپ ﷺ نے دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا ہے)۔

دانتوں کے درمیان تھوڑے فصل کو حسن سمجھا جاتا ہے، اسلام سے پہلے خواتین مصنوعی طور پر ایسا کیا کرتی تھیں، اس کی ممانعت کی گئی ہے (رد المحتار ۵/۲۳۹)۔
روایت میں ہے:

”لعن المتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله“ (مسلم باب تحريم فصل فعل الواصلة) (حسن و جمال کے لئے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی خدا کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو)۔

عن ابن عباس عن رسول الله ﷺ قال: ”يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة“ (مشکوۃ) (اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اس سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو خضاب کریں گے، کبوتر کے پونے کے مثل، وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے)۔

دوسرے کو دھوکہ دینا مثلاً بڑھاپے کو چھپایا جائے اور اپنے آپ کو جوان سمجھا جائے، اسی طرح وہ تغیرات جن سے دھوکہ ہوتا ہو مثلاً چہرے سے بڑھاپے کی جھریوں کو سرجری کے ذریعہ دور کر دیا جائے، تاکہ آدمی خصوصاً عورت جوان نظر آئے، لہذا ایسی تمام تغیرات سے بچنا

ضروری ہے، ”ولا مرنہم فلیغیرن خلق اللہ“ (سورہ نساء: ۱۱۹) (اور شیطان نے کہہ رکھا ہے کہ میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے)۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اس کے جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چیز ایسا ہڈی یا کوئی دوسرا جزا اس کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے، تاکہ وہ عیب دور ہو جائے، یا کسی بیماری کے ازالہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟

انسان کا جسم اسلام میں ایک قابل احترام چیز ہے اور اس میں بے مقصد کاٹ چھانٹ گناہ ہے، لیکن اگر خود جسم انسانی کی حفاظت اور علاج کے لئے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس کی اجازت ہے۔

”ولا بأس بقطع العضو إن وقعت فیہ الآكلة لثلا تسری، ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فیہا حصاة“ (ہندیہ ۳۵۶/۵) (اگر عضو میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کی نشوونما کو روکنے کے لئے عضو کو کاٹ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مثانہ میں کنکری ہو تو اس کو چیرنے میں بھی کوئی حرج نہیں)۔

محض حسن و جمال میں اضافہ کے لئے اعضاء کی سرجری درست نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ کوئی ضرورت نہیں اور اسلام آرائش و زیبائش کے لئے ان تکلفات کی اجازت نہیں دیتا، ہاں اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو گیا ہو اور اس کو الگ کر دینے میں کوئی خطرہ نہ ہو تو آپریشن کے ذریعہ اس کو الگ کیا جاسکتا ہے (ہندیہ ۳۶۰/۵)۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے کسی طرح کی پلاسٹک سرجری وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟

جسم اللہ کی امانت ہے اور امانت میں خیانت جائز نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے:

”لعن اللہ الواشیمات و المستوشمات و النامصات و المتمصات۔“

المتفلیجات للحسن المغيرات لخلق الله“ (مشکوٰۃ، بخاری) (اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جسم گودنے والیوں پر، اور جسم گودوانیوں پر اور چہرہ کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور حسن کے لئے دانتوں کو گھس کر جدا جدا کرنے والیوں پر، اللہ کی بناوٹ کو بدلنے والیوں پر)۔

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ باتیں فطرت میں داخل ہیں:

(۱) ختنہ کرنا، (۲) زیر ناف بال صاف کرنا، (۳) مونچھیں کترنا، (۴) ناخن کاٹنا، (۵) بغلوں کے بال صاف کرنا (بخاری، حدیث: ۵۸۸۹)۔

اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جسم میں کوئی پیدائشی عیب ہو، یا بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے ہو گیا ہو اور ہلاکت و نقصان کا اندیشہ نہ ہو، تو اس کو دور کروانے کے لئے آپریشن کرا سکتے ہیں، اس کو اصلاح برائے بدن کہا جاتا ہے، بہت زیادہ ٹیڑھے دانت جن کو سیدھا کرنے کے لئے کچھ دانت نکالنے پڑ جائیں تو وہ بھی اسی ضابطہ کے تحت آئیں گے۔

۶۔ کیا معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لئے ایسے اقدامات مستحسن ہوں گے؟

محض حسن و جمال میں اضافہ کے لئے اعضاء کی سرجری درست نہ ہوگی، اسلئے کہ یہ کوئی ضرورت نہیں، لیکن تحصیل حسن و زینت کے لئے کان چھیدنا، مہندی لگانا، ناخن تراشنا، بال صاف کرنا، بال کتر وانا، مونچھیں تراشنا، داڑھی سنوارنا وغیرہ، اسی طرح جسمانی اصلاح کے لئے ختنہ کرنا، زائد انگلی کٹوانا، عورت کا اپنے چہرہ پر آگے ہوئے داڑھی مونچھوں کے بال صاف کرنا وغیرہ کی اجازت دی گئی ہے۔

امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

وفيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (شرح مسلم نووی ۲/۲۵۰)۔

اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کیلئے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرانا حرام ہے، لیکن اگر علاج کے لئے یا عیب دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرواتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسا عیب ہے، جو بغیر سرجری کے صحیح نہیں ہو سکتا ہے تو اس عیب کو دور کرنے کیلئے اسے سرجری کرنے کی اجازت ہوگی اور اگر معمولی عیب جو بغیر سرجری کے ٹھیک ہو سکتا ہے تو اسکی اجازت نہیں ہوگی۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، کیا اس مقصد کے لئے پلاسٹک سرجری کی شریعت اجازت دیتی ہے؟

عن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ”من غشنا فلیس منا“ (جمع الجوامع) ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ”من غش فلیس منا“ (ترمذی) (اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں)۔

ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ! میری بیٹی کو بخار ہوا جس سے اس کے سر کے بال اڑ گئے، تو کیا میں اس کے سر میں دوسرے انسان کے بال لگا دوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوسرے کے بال لگانے والی اور لگوانے والی پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جسم انسانی کی جس طرز پر تخلیق فرمائی ہے اور قدرتی طور پر جس انداز سے بدن انسانی کی نشوونما ہوتی ہے، اس میں انسانوں کی جانب سے جو تبدیلیاں کی جاتی ہیں اور اللہ کی خلقت میں جو تغیر کی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وصل الشعر بشعر الادمی حرام سواء کان شعرها أو شعر غیرها کذا

فی الاختیار شرح المختار، ولا بأس للمرأة أن تجعل في قرونها وذوائبها شيئاً من الوبر كذا في فتاویٰ قاضی خان (ہندیہ ۵/۳۵۸) (بالوں کے ساتھ آدی کے بال جوڑنا حرام ہے، چاہے خود اس کے ہو یا دوسری خاتون کے، ہاں عورتوں کے لئے اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ اپنے جوڑوں میں جانوروں کے بال کا کچھ حصہ رکھ لیں)۔

علامہ ابن قدامہ نے بھی بال جوڑنے کی ممانعت پر روشنی ڈالتے ہوئے کسی اور چیز کے استعمال کی اجازت دی ہے:

والظاهر أن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس واستعمال المختلف في نجاسته وغيره ذلك لا يحرم لعدم ذلك المعاني فيها وحصول المصلحة تحسين المرأة لزوجها من غير مضرة (الغنی ۱۰/۶۸) (بالوں کو بال سے جوڑنا حرام ہے، ایک تو اس میں دھوکہ دہی ہے، دوسرے اس میں ایک ایسی چیز کا استعمال کرنا ہے جس کے ناپاک ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے، اس کے علاوہ دوسری صورتیں حرام نہیں کہ اس میں حرمت کی یہ علت موجود نہیں اور کسی ضرر کے بغیر یہ مصلحت بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ عورت شوہر کے لئے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کر لے)۔

۸۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے، اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

”وكتبنا عليهم فيها أن النفس بالنفس والعين بالعين والأنف بالأنف والأذن بالأذن والسن بالسن والجروح قصاص“ (سورہ مائدہ) (اور ہم نے یہود پر تورات میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلہ جان، آنکھ کے بدلہ آنکھ، ناک کے بدلہ ناک، کان کے بدلہ کان، دانت کے بدلہ دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے)۔

”والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله“

(سورہ مائدہ) (جو مرد چوری کرے اور جو عورت، ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو، ان کے کردار کے عوض، بطور سزا کے اللہ کی طرف سے)۔

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص سے قصاص لیا جائے گا۔ شریعت نے قصاص اور دیت رکھی ہے، اگر ایسے شخص کو سر جری کی اجازت دے دی جائے تو سزا کا مستحق کہاں ہو پائے گا، لہذا ایسے شخص کو سر جری کی اجازت نہیں ہوگی۔

پلاسٹک سرجری اور اس کا حکم

مولانا جمیل اختر ندوی ☆

پلاسٹک سرجری ایک طریقہ علاج ہے، اور یہ کوئی نیا نہیں، بلکہ کافی پرانا طریقہ ہے، لیکن میڈیکل سائنس کی ترقی نے اس کے اندر جتنے تنوعات پیدا کر دیے ہیں، اس نے اسے ایک نیا مسئلہ بنا کر کھڑا کر دیا ہے، اسلام فقہ اکیڈمی انڈیا قابل مبارک باد ہے کہ اس نے اس طرح کے موضوع کو بحث و تلاش کے لئے انتخاب کیا۔

پلاسٹک کا لفظ Plastikos سے ماخوذ ہے، جس کے معنی موڑنے اور نئی شکل دینے کے ہیں۔

پلاسٹک سرجری سے مراد یہ نہیں ہے کہ آدمی کے کسی زخم کی بھرپائی پلاسٹک یا کسی Synthetic چیز کے ذریعہ کی جائے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے ہی جسم کے کسی ایسے حصہ سے گوشت لے کر اس کے اندر پیدا ہونے والے عیوب کو دور کیا جاتا ہے، جس حصہ میں گوشت کی مقدار زیادہ ہے، اور جہاں سے گوشت نکالنے پر کوئی دوسری خرابی بھی لازم نہیں آتی۔

The process of reconstructing or repairing injurd from unsightly parts of the body by the Transfer of tissue (oxford)

اس کی دو قسمیں ہیں:

1- Reconstructive, 2- Cosmetic

پہلی قسم کا مقصد جسم کے عیوب کو دور یا کسی عضو کی کارگردگی میں اضافہ کرنا ہوتا ہے،

جامعہ ضیاء العلوم۔

☆

جب کہ دوسری قسم میں اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کر کے انسان حسین اور جاذب نظر بنایا جاتا ہے۔

ان بنیادی باتوں کے جان لینے کے بعد آئیے اب سوالات کے جوابات بالترتیب معلوم کرتے چلیں۔

۱۔ پیدائشی طور پر موجود عیب، جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو، کا آپریشن کرانا؟

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ مخلوقات میں انسان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کو سب سے بہترین سانچہ میں ڈھالا گیا ہے، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم“ (الحین: ۴)۔

لیکن کبھی کبھی خالق کائنات اپنی قدرت کا مظاہرہ کرنے کے لئے عام روش سے ہٹ کر اس خوبصورت انسانی سانچہ میں کمی یا زیادتی کر دیتا ہے، مثلاً پانچ انگلیوں کی جگہ چھ انگلیاں یا خوبصورت ہونٹ کی جگہ کٹا ہوا ہونٹ وغیرہ اور یہ سب اس لئے کرتا ہے، تاکہ انسان اپنی خوبصورتی پر نازاں ہو کر سرکش نہ بن جائے، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کیا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں:

۱۔ یہ عیب جسمانی طور پر تکلیف دہ نہ ہو، البتہ لوگوں کے مذاق اڑانے یا الٹے سیدھے القاب سے نوازنے کی وجہ سے دینی طور پر تکلیف کا باعث ہو۔

۲۔ یہ عیب جسمانی طور پر تکلیف دہ ہو۔

اس حقیر کے نزدیک مذکورہ دونوں صورتوں میں آپریشن کے ذریعہ عیب کو دور کرنے کی گنجائش ہے۔

پہلی صورت میں تو اس لئے کہ ذہنی تکلیف جسمانی تکلیف سے بڑھ کر ہوتی ہے، بلکہ بسا اوقات یہ تکلیف اتنی شدید ہوتی ہے کہ انسان خودکشی کر لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے، یہی وجہ

ہے کہ شریعت نے ذہنی تکلیف (جب مسلسل ہو) کی بناء پر زن و شو کے درمیان بھی حق تفریق دے رکھی ہے، چنانچہ مجموعہ قوانین اسلامی کی دفعہ ۸۱ میں ہے:

اگر شوہر زوجہ کو برا بھلا کہے، گالی دے جو عورت کے لئے انتہائی تحقیر اور اذیت کا باعث ہو یا شدید زد و کوب کرے تو اس کو حق تفریق حاصل ہے (مجموعہ قوانین اسلامی، ص: ۱۹۹، دفعہ: ۸۱)۔

اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت قتادہؓ کو احد کے موقع سے ایک تیر ایسا لگا کہ ان کی آنکھ حلقہ سے باہر آگئی، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”فأخذتها بيدي وقلت: يا رسول الله! إن لي امرأة أحبها وأخشى أن تراني تقذرنى“ (میں نے اسے ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، میں ایک عورت سے محبت کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اب وہ مجھے ناپسند کرے گی)۔ آپ ﷺ نے حضرت قتادہؓ سے فرمایا: ”إن شئت صبرت ولك الجنة، وإن شئت رددتها ودعوت الله تعالى“ (اگر چاہو تو اس پر صبر کرو اور اس کے بدلہ تمہیں جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں اسے اس کی جگہ پر لوٹا دوں اور تمہارے لئے (جنت کی) دعا کروں)، اس کے جواب میں حضرت قتادہؓ نے عرض کیا: ”يا رسول الله ﷺ! إن الجنة لجزاء جزيل وعطاء جميل، وإنى مغرم بحب النساء وأخاف أن يقلن أعور، فلا يردننى ولكن تردها وتسأل الله لى الجنة“ (اے اللہ کے رسول! بلاشبہ جنت ایک بہترین بدلہ ہے، لیکن میں عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میری آنکھ اپنی جگہ پر نہ آئی تو وہ مجھے کاناکہیں گی، اس لئے آپ اس کی جگہ پر لوٹا دیں اور میرے لئے جنت کی دعا کریں)۔

چنانچہ آپ ﷺ نے آنکھ کو اس کی جگہ پر لوٹا دی اور ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی (السيرۃ الحلیہ ۲/۲۵۲)۔

اس واقعہ میں یہ بات واضح ہے کہ حضرت قتادہؓ نے ذہنی تکلیف سے بچنے کے لئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آنکھ کو اس کے حلقہ میں لوٹا دیا جائے۔

جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے کہ یہ عیب جسمانی طور پر بھی تکلیف کا باعث ہو، تو پہلی صورت کے ثابت ہونے کے بعد بدرجہ اولیٰ اس عیب کو آپریشن کر کے دور کرنے کی گنجائش ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ ”حدیث متممات“ کی تشریح کے ذیل میں بعض چیزوں کا استثناء کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تولمها فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة (فتح الباری، کتاب اللباس، باب التمتصات، ۱۳/۵۳۹۵: دار البی حیان، قاہرہ) (بعض وہ چیزیں جو تکلیف اور اذیت کا باعث ہوں، جیسے زائد یا لمبا دانت جو کھانا کھانے میں شاری کا سبب بنے، یا زائد انگلی جو ایذا پہنچائے یہ اس سے (وصل شعربشعر الإنسان) بھوں کو باریک کرنے وغیرہ سے مستثنیٰ ہیں)۔

۲- حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو آپریشن کے ذریعہ دور کرنا؟
بعض دفعہ انسان پیدائشی طور پر تو بالکل صحیح و سالم ہوتا ہے، لیکن کسی حادثہ کی وجہ سے اس کے جسم میں کوئی عیب پیدا ہو جاتا ہے، اس عیب کو دور کرنے کے لئے بھی آپریشن کی گنجائش ہے۔

۳- فطری طور پر پیدا ہونے والے عیب کو چھپانے کے لئے آپریشن کرانا؟
قدرت کا ایک ایسا نظام ہے کہ پیدائش سے پہلے سے ساٹھ ستر برس کی عمر کو پہنچنے تک ہر شخص کو مختلف حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اب اگر کوئی اس نظام کی خلاف ورزی کرنا چاہے، مثلاً بوڑھا پے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں یا بال سفید ہو گئے اب خواہ مخواہ اس کو دور کر کے بوڑھا پے کو جوانی سے بدلنے کے درپے ہو جائے تو اس کے لئے قطعاً (بعض صورتوں کے علاوہ) اس کی گنجائش نہیں ہوگی، اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ سخت گناہ گار ہوگا، اسی کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بوڑھا پے کو مت دور کرو، کیوں کہ جو بھی مسلمان حالت اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے تو ایک روایت کے مطابق اس کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق اس کے بدلہ میں اس کے لئے اچھائی لکھی جائے گی اور خطا معاف کی جائے گی“ (ابوداؤد باب فی تنفی الثیب)۔

اسی طرح حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے:

”آپ ﷺ نے گودنے والی، گودوانے والی اور تلاش حسن میں اللہ کی خلقت میں تبدیلی کر کے ابرو کے بال باریک کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے“ (ترمذی)۔

اس حدیث میں ایک لفظ ”متممصات“ آیا ہے، یہ نمص سے ماخوذ ہے، امام ابوداؤد نے ”نامصہ“ کی تعریف یوں کی ہے۔

والنامصة التي تنقش الحاجب حتى ترفقه (ابوداؤد، کتاب التزیل، حدیث نمبر: ۴۱۷۰)
(نامصہ سے مراد ابرو میں نقش کر کے باریک کرنے والی ہے)۔

اس کے عدم جواز پر سب سے بڑی دلیل قرآن مجید کی آیت ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنِ خَلْقَ اللَّهِ“ (نساء: ۱۱۹) ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس تغیر خلق سے مراد کیا ہے؟ حضرت حسن بصریؒ اس سے مراد ”وشم“ یعنی کھال کو سوئی سے گود کر نیل یا کوئی دوسرا رنگ جھرو کنا لیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت جانور کو خضی کرنے کی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت انس بن مالکؓ، حضرت سعید بن المسیبؓ، حضرت عکرمہؓ (ایک روایت کے مطابق) حضرت قتادہؓ (ایک روایت کے مطابق) حضرت ابوصالحؓ اور حضرت سفیان ثوریؓ رحمہم اللہ سے بھی یہی مروی ہے، جبکہ حضرت مجاہدؓ، حضرت ابراہیم نخعیؓ، حضرت حکم، امام سدی، امام ضحاک، حضرت عطاء خراسانی اور دوسری روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ، حضرت عکرمہؓ، حضرت حسن اور حضرت قتادہؓ رحمہم اللہ، اللہ کے دین میں تبدیلی مراد لیتے ہیں (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۲۷ دار الجلیل، بیروت)۔

یعنی مفسرین اس سے مراد چہرہ میں کلی یا جزوی تبدیلی لیتے ہیں، چنانچہ قاضی ثناء اللہ

پانی پٹی اور صاحب روح المعانی وغیرہ نے اس کی تشریح ”عن وجہہ صورة أو صفة“ سے کی ہے (دیکھئے تفسیر مظہری ۲/۲۳۹، ط: ذکر یا بکذ پو، دیوبند، روح المعانی ۴/۲۱۹، ط: ذکر یا بکذ پو، دیوبند) صاحب روح المعانی نے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہؓ نے اس آیت کو پڑھنے کے بعد کہا:

ما بال أقوام جهلة یغیرون صبغة الله تعالى ولونه وسبحانه (روح المعانی ۴/۲۲۰) (ناواقف لوگوں کو کیا ہے کہ وہ اللہ کے رنگ کو بدل رہے ہیں)۔

امام ابو عبد اللہ قرطبیؒ نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ ہاتھ کی زائد انگلی یا کوئی دوسرے زائد عضو کو کاٹنا بھی بلا عذر جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ بھی تغیر خلق کے شمار میں آتا ہے (دیکھئے تفسیر قرطبی ۳/۲۲۳)۔

بہر حال جس طرح مفسرین نے ”تغیر خلق اللہ“ سے دوسری چیزیں مراد لی ہیں، وہیں انسانی اعضاء و جوارح اور رنگ وغیرہ میں تبدیلی کو بھی مراد لی ہے، اس سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ فطری طور پر پیدا ہونے کی تبدیلی کو دور کرنا تغیر خلق اللہ میں شمار ہوتا ہے، اس لئے اس کی گنجائش نہیں ہے، ”الأحكام الطبية“ (ص ۱۹۷) میں ہے:

سرجری کی یہ شکل حرام ہے، کیوں کہ یہ کسی ضروری علاج کے لئے نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا مقصد صرف خوبصورتی ہے، اور تخلیق قدرت سے کھلاڑ، دھوکہ، فریب، خواہش نفسانی کی اتباع اور شیطانی پھندوں کے سامنے سرنگوں ہونا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے علاج کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”نعم یا عباد الله! تداووا فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء أو دواء إلا

داء واحد فقالوا: یا رسول الله! وما هو؟ قال: الهرم“ (ترمذی ابواب الطب، حدیث نمبر ۲۰۳۸)

(ہاں، اے اللہ کے بندو! علاج کراؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا بھی رکھی ہے، سوائے ایک بیماری کے، صحابہ نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھا ہونا)۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بوڑھاپے کو جوانی سے بدلنے کی کوشش خواہ مخواہ ہے، اور یہ ایک طرح سے نفو کام ہے جو شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔

پھر اس میں مخدرات (بے ہوش کرنے والی دوا) کا استعمال بھی ہوتا ہے جو بلا ضرورت شدید جائز نہیں ہے۔

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض روایتوں سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بوڑھاپے کو دور کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع سے حضرت ابوقحافہؓ کے بال اور داڑھی میں سفیدی دیکھی تو ان سے فرمایا:

”غیروا هذا الشیء واجتنبوا السواد“ (ابوداؤد، باب فی الخضاب، حدیث نمبر: ۴۲۰۴)

(اس (سفیدی) کو بدللو کالے سے بچو)۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے:

”غیروا الشیب، ولا تشبھوا بالیہود“ (ترمذی، ابواب اللباس حدیث نمبر: ۱۷۵۲)

(بوڑھاپے کو دور کرو اور یہودی کی مشابہت مت اختیار کرو)۔

ان روایتوں سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بوڑھاپے کو دور کرنے کا حکم فرمایا ہے، لیکن غور کیا جائے تو خود ان احادیث سے ہی معلوم ہو جائے گا کہ مسئلہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ سفیدی کو تو دور کرنے کا حکم فرمایا، لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا: ”سیاہی سے بچو“ اور ظاہر ہے کہ جب تک بال سیاہ نہ کئے جائیں، بوڑھاپا چھپ نہیں سکتا، خود آپ ﷺ سے مروی ہے:

”إن أحسن ما غیر به الشیب الحناء والکتم“ (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۵۳)۔

ظاہر ہے کہ حنا اور کتم کے استعمال سے بوڑھاپا چھپے گا نہیں، بلکہ مزید نمایاں اور نکھر کر سامنے آئے گا، پس معلوم ہوا کہ بوڑھاپے کو جوانی سے تبدیل کرنے کا یہ حکم نہیں ہے۔

۳- عیب کو دور کرنے کے لئے جسم کے اجزاء کا استعمال؟

جسم کے عیب کو دور کرنے کے سلسلہ میں تفصیلات سوال (۱) اور (۲) کے جواب میں

گزر چکا ہے، یہاں پر مسئلہ کا مدار اس پر ہے کہ کیا انسانی اجزاء سے انتفاع جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تمام فقہاء کی رائے یہی ہے کہ انسان کے اجزاء سے انتفاع جائز نہیں ہے۔

إجماع المسلمین علی تحریم مسلخ جلد آدمی واستعماله“
اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ حرمت انسان کی شرافت اور اس کی کرامت کی وجہ سے ہے (المجموع ۲۷۰-۲۷۱) حتیٰ کہ اگر کوئی مضطر جبکہ اسے کھانے کے لئے مردار بھی نہ ملے، خود اپنا یا کسی دوسرے شخص کا کوئی عضو اس کے اجازت دیدینے کے بعد بھی کھانا چاہے تو شریعت میں اس کے لئے اس کی گنجائش نہیں ہے:

مضطر لم یجد میتة وخاف الهلاك، فقال له رجل: اقطع يدي وكلها، لا يسعه، كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من لحم نفسه فيأكل (فتاویٰ خانہ علی ہاشم البندہ ۲۴۰۴/۳) (مضطر ہلاک ہونے کے قریب ہو اور اسے مردہ بھی کھانے کو نہ ملے، (اس حال میں) اس سے کوئی کہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر کھاؤ تو اس کیلئے اس کی اجازت نہیں ہے، جیسا کہ اس کے لئے خود اپنے کسی عضو کو کھانے کی اجازت نہیں ہے)۔

در اصل اجزاء انسانی سے انتفاع کی دو شکلیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا استعمال عمومی طور پر کیا جائے، دوسرے یہ کہ ان کا استعمال عمومی طور پر نہ کیا جائے، بلکہ علا جا اور ضرورت کیا جائے۔ عمومی استعمال کی حرمت تو تمام کے یہاں مسلم ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”لعن الله الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة“ (بخاری، باب الوصل فی الشرح حدیث نمبر: ۵۹۳۳) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، بال جوڑنے والی، بال جڑوانے والی، گودنے والی، اور گودوانے والی پر)۔

حضرت امام ابو داؤدؒ ”الواصلة“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

التي تصل الشعر بشعر النساء (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۱۴۰)۔

پھر حضرت سعید بن جبیرؓ کا قول ”لا باس بالقراصل“ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: كانه مذهب أن المنهى عنه شعور النساء“ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۱۷۱) یعنی منہی عنہ عورتوں کے بال جوڑنا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر بال مردوں کے ہیں تو جوڑے جاسکتے ہیں، کیوں کہ اس نہی کے عموم میں دونوں داخل ہیں۔

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

اگر اپنے بالوں میں آدمی کے بال جوڑے تو یہ حرام ہے، خواہ بال مرد کے ہوں یا عورت کے، اور خواہ یہ بال محرم اور شوہر کے ہوں یا کسی غیر محرم کے، عموم حدیث کی بناء پر حرمت میں سب برابر ہیں (شرح النووی علی مسلم ۳۸۶/۵)۔

جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے تو بعض جزئیات ہمیں ایسے ملتے ہیں کہ جن سے اس کی گنجائش ثابت ہوتی ہے، چنانچہ ہندیہ میں ہے:

لا بأس بأن يسعط الرجل بلبين المرأة ويشربه الدواء (ہندیہ ۳۵۵/۵)
(دواء کے طور پر عورت کا دودھ ناک میں ڈالنے اور اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

دودھ انسان کا جزء ہے، لیکن دواء اسے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح حرمت مصاہرت کا ایک اصول ”الاستمتاع بالجزء حرام“ کا ہے یعنی آدمی کا اپنے جزء سے استمتاع کرنا حرام ہے، صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ کوئی مرد جب اپنی بیوی سے تعلق قائم کرتا ہے تو اس مرد کا جزء اس کی بیوی کے اندر منتقل ہو جاتا ہے، جو اولاد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور اولاد سے نکاح جزئیت کی وجہ سے حرام ہے، اور یہی سبب جزئیت خود اس کی بیوی کے اندر بھی پایا گیا، لہذا بیوی کو بھی حرام ہونا چاہئے، لیکن اگر بیوی کو حرام قرار دیا گیا تو شریعت کا مقصد تو الد و تناسل ہی فوت ہو کر رہ جائے گا، اس لئے جزئیت کے پائے جانے کے باوجود ضرورتاً مرد کے لئے بیوی کو جائز رکھا گیا (ہدایہ ۳۰۹/۲)۔

صاحب ہدایہ کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ ضرورۃً استمتاع بالجزء جائز ہے، تاہم یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو چیز ضرورۃً جائز ہوتی ہے، بقدر ضرورت ہی اس کا استعمال بھی جائز ہے: ما أبیح للضرورة بقدر (الاشاہ لابن نجیم/ ۱۳۰) لہذا بیوی سے تو استمتاع جائز ہوگا، لیکن اولاد سے حرام۔

ٹھیک اسی طرح اجزاء انسانی سے عمومی انتفاع تو حرام ہوگا، لیکن ضرورۃً اس سے انتفاع بھی جائز ہے، اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا نے اپنے دوسرے سمینار (دہلی) منعقدہ ۸-۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ مطابق ۸-۱۱/ دسمبر ۱۹۸۹ء میں یہ تجویز پاس کی کہ ”ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے“ (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے/ ۱۵۵، طباعت ۲۰۰۷)۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ شارع نے احترام محترم کی بقاء کیلئے اہانت کو ناپسند، بلکہ ناجائز قرار دیا ہے، لیکن احترام اور اہانت کی کوئی ٹھوس تعریف نہیں کی ہے، لہذا ایسی صورت میں عرف سے اس کی توضیح ہوتی ہے، بشرطیکہ وہ عرف شریعت کے مخالف نہ ہو:

فما دام لا یخالف الشرع وجبت مراعاته والشارع راعی الصحیح من عرف العرب فی التشريع، ففرض الدیة علی العاقلة، وشرط الکفاءة فی الزواج (علم اصول الفقہ للظاہر/ ۱۰۰، قاہرہ) (جب تک شریعت کے خلاف نہ ہو، عرف کی رعایت کی جائے گی، شارع علیہ السلام نے عرب کے صحیح عرف کی رعایت کی، چنانچہ عاقلہ پر دیت مقرر کیا اور شادی میں کفایت کی شرط لگائی)۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ لکیر کا فقیر بن کر صرف کتابوں میں لکھی ہوئی عبارتوں پر جمود مت اختیار کرو، بلکہ جس طرح زمانہ دراز سے عرف کی رعایت چلی آرہی ہے، تم بھی عرف کی رعایت کرو (الفروق للقرطبی/ ۳۲۲)۔

اب دیکھا جائے کہ آج کل اس علاج کے ذریعہ اجزاء انسانی سے انتفاع کو لوگ کس

نظر سے دیکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ لوگ اس کو اہانت کی نظر سے نہیں دیکھتے ورنہ اس طرح کا علاج عام نہیں ہوتا، جس طرح کہ پہلے عام نہیں تھا، اس لئے عرف کا اعتبار کرتے ہوئے بھی ضرورۃً اس کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۵۔ عیب کو دور کرنے کے لئے کسی بھی طرح کی پلاسٹک سرجری کا حکم:

کسی طرح کی پلاسٹک سرجری سے مراد تشاہد نباتات، جمادات اور اجزاء انسانی اور اجزاء حیوانی کے ذریعہ سرجری کیا جانا ہے، تو یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ اجزاء انسانی سے بھی ضرورۃً انتفاع کیا جاسکتا ہے، اجزاء حیوانی، جمادات اور نباتات سے انتفاع بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

نباتات، اور جمادات سے انتفاع کی تو صراحۃً ثبوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو روکنے کیلئے چٹائی استعمال کیا گیا، حضرت عرفہؑ کو ناک سونے کی بنوانے کی اجازت دی گئی، جس کی تفصیل (۱) اور (۲) میں گزر چکی ہے، علاوہ اجزاء حیوانی کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ ہندیہ میں ہے: ”قد جاوز التدای بعظم ما سوی الخنزیر والآدمی من حیوانات مطلقاً“ (ہندیہ ۵/۳۵۴) (خنزیر اور آدمی کے علاوہ دوسرے حیوانات کی ہڈی سے علاج کو جائز قرار دیا گیا ہے)۔

یہاں پر خنزیر اور آدمی کے اجزاء کی نفی کی گئی ہے، آدمی کے اجزاء کے سلسلہ میں تفصیل (۴) میں گزر چکی ہے، رہی بات خنزیر کی تو یہ ممانعت اس وقت ہے جب کہ کوئی ذریعہ علاج موجود ہو، اگر کوئی اور ذریعہ علاج موجود نہیں ہے تو اس سے بھی علاج کرنے کی گنجائش ہے، کیوں کہ فقہاء نے حرام اشیاء سے بھی علاج کرنے کی اجازت دی ہے:

يجوز للعلیل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوی (ہندیہ ۵/۳۵۵)
(بیمار کیلئے خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کا کھانا دواء جائز ہے)۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ نباتات، جمادات، حیوانی اجزاء اور انسانی اجزاء سے

علاج کے لئے انتفاع کیا جاسکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

۶۔ معمولی کمی وبیشی کیلئے آپریشن:

کسی بھی طرح کے آپریشن کیلئے کافی صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے، اور ایک غریب یا متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے شخص کو اس صرفہ کو اکٹھا کرنے میں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

اس کے برعکس امراء اپنی معمولی جسمانی کمی وبیشی کو دور کرنے کے لئے دور دراز ملکوں کا سفر کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے، اور صرف اپنی (Fitness) کو برقرار رکھنے کے لئے اتنا خرچ کرتے ہیں جس سے کئی غریب گھرانوں کا دیار روشن ہو سکتا ہے اور کتنی ایسی لڑکیوں کا گھر بس سکتا ہے، جن کی عمریں بن بیاہ کے ڈھلتی جا رہی ہیں۔

صرف فٹ نیس کو برقرار رکھنے کے لئے اتنا خرچ کرنا ظاہر ہے کہ ”اسراف“ ہے اور قرآن مجید صراحت کے ساتھ اسراف سے روکتا ہے، اسی طرح یہ بات بھی گذر چکی ہے کہ شریعت نے ضرورتاً ایسا کرنے کی اجازت دی ہے اور جس کی اجازت ضرورت ہوتی ہے، اس کو بقدر ضرورت ہی اپنانے کی اجازت ہے، ما أبيع للضرورة يتقدر بقدرها (الاشاہ والنظار ۱۴۰:۱)، چنانچہ مضطر شخص کیلئے بھی مردار سے اتنا ہی کھانے کی اجازت ہے، جس سے اس کی جان بچ جائے۔

المضطر لا يأكل من الميتة إلا قدر سد الرمق (الاشاہ والنظار لابن نجيم ج ۱۴۰: ط: یا سرندیم اینڈ کمپنی دیوبند) (مضطر سد رمق کے بقدر ہی مردار سے کھائے گا)۔

۷۔ کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری

شریعت کا اصول ہے کہ خلق اللہ کو بغیر کسی جائز مصلحت کے چھپانا اور اس پر شرم محسوس کرنا درست نہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے، ”لا تتنفوا الشیب“ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۲۰۲)، اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله“ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۸۱۱) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے گودنے والی، گودوانے والی، حسین بننے کے لئے بھوؤں کے بال باریک اور دانتوں کے درمیان خلا کو دور کر کے خلق اللہ میں تبدیلی کرنے والی پر)۔

اس حدیث میں ایک لفظ ”المتفلجات“ آیا ہے، علامہ نوویؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

متفلجات سے مراد ثنایا اور رباعیات کے درمیان کا خلا ہے، بوڑھی عورتیں بوڑھاپے کو چھپانے اور دانتوں کی خوبصورتی کو باقی رکھنے، دانتوں کے درمیان معمولی خلا چھوٹی بچیوں کا ہوتا ہے، چنانچہ جب عورت بڑی ہو جاتی ہے تو دانت بھی بڑے اور بھونڈے ہو جاتے ہیں، عمر کو چھپانے اور خوبصورتی کو باقی رکھنے کے لئے عورتیں ایسا کرتی تھیں (شرح النووی علی صحیح مسلم ۵/۲۸۸-۲۸۹، نیز دیکھئے: فتح الباری ۱۳/۳۸۶)۔

امام نوویؒ کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں بوڑھی عورتیں اپنے بوڑھاپے کو چھپانے اور اپنے آپ کو حسین ظاہر کرنے کے لئے اس طرح کا عمل کیا کرتی تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے عمل سے منع فرمایا، یہ کھلی ہوئی تدلیس اور دھوکہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکہ دینے والے کے بارے میں فرمایا کہ جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس لئے کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۸- ظالم کے ظلم سے بچنے کیلئے اپنی شناخت چھپانا

(۳) اور (۷) میں یہ بات تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے کہ تدلیس کے لئے آپریشن کرانے کی گنجائش نہیں ہے، مجرمین کا اپنی شناخت چھپانا بھی تدلیس ہی کے ضمن میں آتا ہے، نیز

اس سے سماج اور معاشرہ کو خطرہ ہے، اس لئے مجرمین کو شناخت چھپانے کے لئے آپریشن کرانے کی گنجائش نہیں ہے۔

اب رہی بات مظلوم کی کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے کیا وہ آپریشن کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں: ایک یہ کہ مظلوم کو یہ یقین ہو کہ ظالم ہر حال میں اس کو نقصان پہنچائے گا، دوسرے یہ کہ مظلوم کے دل میں صرف ایک خیال اور گمان ہو۔

پہلی صورت میں شناخت چھپانے کی گنجائش ہونی چاہئے، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ سے روشنی پڑتی ہے کہ جب ظالم فرعون، سنان ابن علوان کے ظلم سے بچنے کے لئے اپنی بیوی حضرت سارہ کے بارے میں بتایا کہ وہ ان کی بہن ہیں، ابن اشیر لکھتے ہیں:

وكانت سارة من أحسن النساء وجهها، وكانت لا تعصى إبراهيم شيئاً، فلما وصفت لفرعون أرسل إلى إبراهيم، فقال: من هذه التي معك؟ قال أختي يعني في الإسلام، وتخوف أن قال هي امرأتى أن يقتله (الكمال لابن الاثير ۵/۵۷، ط، دار الكتاب العربي، بيروت) (حضرت سارہ بہت خوبصورت خاتون تھیں، اور کسی بھی چیز میں حضرت ابراہیمؑ کی نافرمانی نہیں کرتی تھیں جب فرعون کے سامنے حضرت سارہ کی تعریف کی گئی تو اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بلا بھیجا، اور پوچھا، تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں فرمایا، میری بہن یعنی دینی اعتبار سے بہن، ان کو خدشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ کہیں کہ یہ میری بیوی ہے تو ان کو قتل کرا دے گا)۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے شناخت چھپانے کی گنجائش ہے، یہ اس صورت میں ہے، جبکہ ظالم کے ظلم کا یقین ہو، اگر یونہی ایک خیال کے درجہ میں ہو تو اس کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے (واللہ اعلم بالصواب)۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا محمد شاہجہاں ندوی ☆

زینت کی اباحت مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے، چنانچہ مرد، مردانگی کے شایانِ شان اپنے لیے مباح ہر زینت سے مزین ہو سکتا ہے، اسی طرح عورت نسوانیت سے مناسبت رکھنے والی ہر طرح کی مباح زینت اختیار کر سکتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ کس طرح کی تزئین و تجمیل درست ہے، تو اس سلسلہ میں بنیادی دلیل ارشاد باری ہے: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَسْتَكُنْ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَخَذِ الشَّيْطَانُ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خَسْرَانًا مَبِينًا“ (النساء: ۱۱۹) (میں انہیں حکم دوں گا، تو وہ چوپایوں کے کان پھاڑیں گے اور ان کو سمجھاؤں گا، تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بگاڑیں گے اور جو اللہ کے سوا شیطان کو اپنا سرپرست و کارساز بنائے تو وہ صریح نقصان میں پڑ گیا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تزئین و تجمیل درست ہے جس سے خدائی ساخت میں رد و بدل نہ ہو، لیکن خدائی ساخت میں رد و بدل کرنے سے کیا مراد ہے، اس سلسلہ میں کئی اقوال ذکر کرنے کے بعد طبری تحریر کرتے ہیں: ”وَأُولَى الْأَقْوَالِ بِالصَّوَابِ فِي تَأْوِيلِ ذَلِكَ، قَوْلُ مَنْ قَالَ: مَعْنَاهُ: ”وَلَا مَرْنَهُمْ، فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ“، قَالَ: أَوْ عَكْسَهُ، وَمَنْ تَكُونُ لَهَا سَنَ زَائِدَةٌ، فَتَقْلَعُهَا أَوْ طَوِيلَةٌ فَتَقْطَعُ مِنْهَا، أَوْ لَحْيَةٌ أَوْ شَارِبٌ، أَوْ

عنقه، فتزِيلُهَا بالنتف ومن يكون شعرها قصيرا أو حقيرا فتطولُه أو تغزُرُه بشعر غيرها، فكل ذلك داخل في النهي، وهو من تغيير خلق الله تعالى، ويستثنى من ذلك، ما يحصل به الضرر والأذى كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل، أو إصبع زائدة تؤذيها، أو تؤلمها، فيجوز ذلك، والرجل في هذا الأخير كالمرأة“ (فتح الباري ۱۰/ ۴۶۳)۔

(عورت کے لئے جائز نہیں ہے، اپنی اس خلقت میں سے کسی چیز کو بدلنا، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے، خواہ یہ تبدیلی اضافہ کی شکل میں ہو یا کمی کی شکل میں، جس کا مقصد خوبصورتی حاصل کرنا ہو، ایسا نہ شوہر کے لیے کر سکتی ہے اور نہ دوسروں کے لیے، جیسے کسی عورت کی دونوں ابرو ملی ہوئی ہوں، تو وہ ان دونوں کے بیچ کی ملاوٹ ختم کر دے، اس گمان میں کہ اس سے اس کی بھوں کا فاصلہ دراز ہو کر خوبصورتی آجائے گی، یا اس کا برعکس کرے یا جس کو زائد دانت ہو، تو وہ اسے اکھاڑ دے یا لمبا دانت ہو، تو اس سے کچھ کاٹ دے یا داڑھی یا مونچھ یا بچہ داڑھی ہو، تو اسے اکھاڑ کر ختم کر دے اور جس کا بال چھوٹا ہو یا کم ہو، تو اسے طول دے یا دوسرے کا بال گوندھ لے، تو یہ ساری صورتیں نہیں میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔ ان صورتوں سے اس صورت کا استثناء کیا جائے گا، جس میں تکلیف اور اذیت لاحق ہو، جیسے کسی کو زائد دانت ہو یا لمبا دانت ہو جو کھانے میں اسے روکے یا زائد انگلی ہو، جو اذیت یا درد پہنچاتی ہو، تو اسے ختم کرنا جائز ہے اور اس آخری صورت میں مرد عورت کی طرح ہے)۔

طبری نے جواز کی شرط مادی درد میں منحصر کر دی ہے، لیکن مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ درد کے مفہوم میں وسعت پیدا کرتے ہوئے، اس میں ذہنی یا معنوی تکلیف اور ضرر کو بھی شامل کیا جائے اور عورت اور مرد کے لیے کٹے ہوئے ہونٹ یا ٹیڑھی ناک یا ہاتھ یا پاؤں کی زائد انگلی یا زائد دانت یا لمبے دانت سے کچھ کاٹ کر، اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست قرار دیا جائے، کیونکہ یہ سب انسان کے معنوی درد کا سبب ہیں اور مقصد ذہنی تکلیف ختم کرنا، قرار

دیا جائے، اگرچہ اس سے کچھ تحسین و تجمل بھی حاصل ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
 حنفیہ کے نزدیک بھی زائد انگلی اور زائد دانت وغیرہ کو کاٹنا جائز ہے (دیکھئے: الفتاویٰ
 الہندیہ ۳۶۰/۵)۔

۲- کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کرانا
 درست ہے، اس لیے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے عرفیہ بن اسعدؓ کو جن کی ناک ”یوم کلب“ کی
 جنگ میں کٹ گئی تھی اور انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی تھی، چنانچہ جب اس میں بدبو پیدا ہو گئی
 ”فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب“ تو سرکار نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے سونے
 کی ناک بنوائی (ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب فی ربط الألسن بالذهب: ۴۳۳)۔

امام خطابی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ”وفیه إباحة استعمال الیسیر من
 الذهب للرجال عند الضرورة، کربط الأسنان به، وما جرى مجراه، مما لا
 یجری غیره فیہ مجراه“ (معالم السنن للخطابی ۳/۲۰۰، طبع: دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۶ء)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت مردوں کے لیے تھوڑا سا سونا
 استعمال کرنا مباح ہے، جیسے سونا کے ذریعہ دانت باندھنا اور جو دانت کی مانند ہو، جس میں سونے
 کے علاوہ کا استعمال نہ ہو سکتا ہو۔

عرفیہ کو آپ ﷺ نے سونے کے استعمال کی اجازت یا تو کئی ہوئی ناک کے سبب
 سے پیدا ہونے والی بدہیئتی کو چھپانے کے لیے دی یا نہ چھپانے کی صورت میں اس پر مرتب
 ہونے والی اذیت کی وجہ سے اجازت دی، خواہ جو بھی وجہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ حادثاتی عیب کو
 دور کرنا جائز ہے، لہذا ایسے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا بھی درست ہوگا، کیونکہ حادثہ کی
 وجہ سے پیدا ہونے والی بدہیئتی، ذہنی تکلیف کا سبب ہے، لہذا اسے دور کرنے کے لیے آپریشن
 کرنا مباح ہوگا۔ اس وجہ سے کہ اصل مقصد بدہیئتی یا مسخ کو دور کرنا ہے، اگر اس سے کچھ تحسین
 و تجمل بھی حاصل ہو جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خاص طور سے عورت اس بدہیئتی کے ازالہ کے

ساتھ تحسین کا بھی قصد کرے، تو بھی آپریشن کرنا مباح رہے گا، کیونکہ چہرہ کو خوبصورت بنانے کی رغبت عورت کے لیے جائز ہے، فقہ حنبلی میں یہ جزئیہ موجود ہے: ”ولها حلق وجه وحفه وتحسينه وتحميره“ (غایۃ المستفی فی الجمع بین الاقناع والمنتہی للشیخ مرغی بن یوسف الحسینی ۲۱/۱) (عورت کے لیے چہرہ کے بال کو جڑ سے ختم کر دینا اور اسے خوبصورت اور سرخ بنانا درست ہے)۔

اور ابن عابدین تحریر کرتے ہیں: ”ولعله محمول علی ما إذا فعلته، لتزین للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل علی ما لا ضرورة إليه، لما في نفيه بالتمصاص من الإيذاء“ (رد المحتار ۵۳۶/۹) (شاید بال کے اکھاڑنے کی ممانعت اس صورت پر محمول ہے، جبکہ عورت غیروں کے لیے زینت اختیار کرے ورنہ اگر عورت کے چہرہ پر بال ہو، جس کے سبب شوہر اس سے نفرت کرتا ہو، تو اسے زائل کرنے کی حرمت مستبعد معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ خوبصورتی کے لیے عورتوں کے لیے زینت مطلوب ہے، مگر یہ کہ ممانعت کو غیر ضروری صورت پر محمول کیا جائے، کیونکہ آلہ کے ذریعہ بال اکھاڑنے میں اذیت ہے)۔

آگے تحریر کرتے ہیں: ”إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب، فلا تحرم إزالته، بل تستحب، وفي التاتارخانية عن المضمورات: ولا بأس بأخذ الحاجبين، وشعر وجهه، ما لم يشبه المخنث“ (مرجع سابق ۵۳۶/۹) (مگر یہ کہ عورت کو داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے زائل کرنا حرام نہ ہوگا، بلکہ مستحب ہوگا، تاتارخانہ میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ بھوں اور اپنے چہرہ کے بال تراشنے میں مضائقہ نہیں، جب کہ مخنث سے مشابہ نہ ہو جائے)۔

خلاصہ کلام یہ کہ حادثہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو زائل کرنے کے لیے مرد و عورت دونوں کے لیے آپریشن کرنا جائز ہے۔

۳۔ عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جائیں یا کسی کی ناک

پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہو، تو اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت میں رد و بدل کا مفہوم پایا جاتا ہے، اسی کے ساتھ فطرت کے تقاضے کو بدلنے کی کوشش ہے، اللہ تعالیٰ نے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی منزل مقرر کی ہے، ہر منزل میں جوان رہنے کی خواہش دنیا کی نعمت کو سب کچھ سمجھنے کے مترادف ہے اور حد سے زیادہ عیش و عشرت میں مبتلا ہونے کی خواہش ہے جو شرعاً مکروہ و مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کے گوشت یا چمڑے یا کسی دوسرے حصہ کو اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے، تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے، تو یہ صورت جائز ہے۔ بشرطیکہ اس آپریشن پر مرتب ہونے والے ضرر کے مقابلہ متوقع نفع زیادہ ہونے کا گمان غالب ہو اور ایسا اس لیے کیا جا رہا ہو کہ عضو مفقود کو وجود میں لایا جائے یا اس کی شک یا اس کے معلوم عمل کو بحال کیا جائے یا عیب کو درست کرنا مقصود ہو یا بد صورتی اور بد ہیئت کو ختم کرنا مطلوب ہو، کہ جس کی وجہ سے اس آدمی کو ذہنی یا جسمانی یا عضویاتی تکلیف ہو رہی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کے مفہوم میں داخل نہیں ہے اور اس میں انسان کی تحقیر نہیں ہے، بلکہ اس کی بد ہیئت اور تکلیف کو دور کرنا ہے۔

۵۔ یہ سوال مکرر ہے، اس سے پہلے اس کا جواب آچکا ہے کہ ہر اس جیسا عیب یا نقص جو انسان کی ذہنی یا جسمانی تکلیف کا ذریعہ ہو اسے دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری جائز ہے، جب کہ عضو مفقود کو وجود میں لانا یا اس کی شکل یا اس کے معلوم و وظیفہ کو بحال کرنا یا عیب کو دور کرنا یا ایسی بد ہیئت یا مسخ کو ختم کرنا مقصود ہو، جو انسان کے جسمانی یا عضویاتی یا ذہنی تکلیف کا سبب ہو۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی و بیشی، جیسے اس ناک کو ہموار کرنا جس میں تھوڑی اٹھان یا پستی یا کجی ہو یا ہونٹ تھوڑا موٹا ہو، تو اسے باریک بنانے یا رخسار پر تل اگانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا ممنوع ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت میں رد و بدل کا کچھ مفہوم

پایا جاتا ہے۔

۷۔ اس مقصد سے پلاسٹک سرجری کرانا کہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئے، شرعی اعتبار سے حرام ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے، اگر اس طرح کی دھوکہ بازی کی اجازت دے دی جائے، تو انسان پھر مختلف قسم کی فریب کاریوں میں مبتلا ہو جائے گا، اسی کے ساتھ ساتھ اس میں اللہ تعالیٰ کی ساخت میں رد و بدل کا بھی مفہوم موجود ہے، چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے:

”لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، مالي لا لعن من لعنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو ملعون في كتاب الله“ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب التمتصات: ۵۹۳۹، و باب المستوشمة: ۵۹۳۸) (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر، جو اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والی ہیں، میں کیوں ان پر لعنت نہ کروں، جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور جو اللہ کی کتاب میں ملعون ہیں)۔

حافظ ابن حجر امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ان چیزوں یعنی گودنے، دانتوں کے درمیان حسن کے لیے فاصلے بڑھانے اور بال جڑوانے اور اکھاڑنے کے سلسلہ میں سخت و عید محض اس وجہ سے وارد ہوئی ہے کہ ان میں دھوکہ اور فریب ہے اور اگر ان میں سے کسی چیز کی رخصت دے دی جاتی تو یہ رخصت فریب کاری کی دیگر قسموں کو جائز ٹھہرانے کا ذریعہ بن جاتی اور اس وجہ سے بھی سخت و عید وارد ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیلی ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اپنے قول ”اللہ کی خلقت بدلنے والیوں“ سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے (فتح الباری ۱۰/۴۶۷)۔

۸۔ اس سوال کی دو شقیں ہیں:

الف۔ مجرم کا اپنی شناخت نہ ہو پانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا اور یہ حرام ہے،

کیونکہ جب اسلام جرم کو سخت ناپسند کرتا ہے تو پھر مجرم کو شناخت چھپانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟

ب۔ اگر کوئی واقعی مظلوم ہو اور اسے ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہو، تو اسے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہے، کیونکہ اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

”ومن قتل دون ماله، فهو شهيد، ومن قتل دون دينه، فهو شهيد، ومن قتل دون دمه، فهو شهيد، ومن قتل دون أهله فهو شهيد“ (الترمذی، کتاب الدیات: ۱۳۲۱، وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح) (جو اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے، تو وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے، تو وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے، تو وہ شہید ہے)۔

جب جسمانی عیب کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہے، تاکہ انسان ذہنی تکلیف سے بچ کر مطمئن زندگی گزارے، تو پھر ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے کیونکر پلاسٹک سرجری جائز نہ ہوگی؟

میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں!

مولانا محمد فاروق درہنگوی قاسمی ☆

حامداً و مصلیاً، أما بعد!

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان سرتاپا مکرم و معظم پیدا کیا گیا ہے اور ہر موڑ پر اس کی کرامت و شرافت کا لحاظ رکھا گیا ہے، حتیٰ کہ اس کے جسم کے کٹے ہوئے بال اور ناخن کی بھی عظمت کا حکم ہے اور کیف و اتفق جگہوں میں ڈالنے کی ممانعت آئی ہے، اسی لیے اس کے کسی بھی عضو یا حصہ کی بیع کو جائز نہیں قرار دیا گیا اور نہ مفت کسی دوسرے کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی، جیسا کہ ”اعضاء کے پیوند کاری“ کے عنوان پر ہونے والے سمینار میں اس پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔

لیکن ان تمام کے باوجود اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ انسانی جسم کا کوئی بھی حصہ نکال کر، خود اسی انسان کے دوسرے مقام پر استعمال کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ تو اس سلسلے میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حصہ انسانی کے استعمال و عدم استعمال کا مدار دو چیزیں ہیں: (۱) کرامت انسانی۔ (۲) اس سے علیحدہ کئے ہوئے حصہ کی طہارت و عدم طہارت، جہاں تک بات رہی کرامت انسانی کی تو یقیناً ایک انسان کا حصہ لیکر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا اور استعمال کرنا کرامت انسانی کے خلاف ہے جس کی اجازت نہیں، جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے: لانه جزء من الادمی والادمی بجمع اجزائه محترم مکرم

☆ جامعہ دارالاحسان، باڈولی، ضلع سورت۔ محمد

ولیس من الکرامة والاحترام ابتذاله بالبيع والشراء الخ (بدائع ۳۸/۳)۔

لیکن خود اپنے جسم کے اندر استعمال کرنا، یہ کرامت انسانی کے خلاف نہیں جیسا کہ صاحب بدائع فرماتے ہیں: ولا إهانة فی استعمال جزء منه (بدائع ۱۳۲/۵)۔
اور رہی بات حصہ منفصلہ کی طہارت و عدم طہارت کی تو اس سلسلے میں علامہ کا سائی فرماتے ہیں:

زنده انسان کا وہ عضو یا وہ جزء جس میں خون ہو جیسے ہاتھ، کان، ناک وغیرہ جب اسے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے تو وہ بالا جماع نجس ہے: قال فی البدائع: وما أبین من الحی إن کان جزء فیہ دم کالید والأذن والأنف ونحوها فهو نجس بالإجماع۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جب زندہ انسان سے علیحدہ کیا ہوا پورا حصہ نجس ہے، تو نجس شے کے ذریعہ سرجری وغیرہ کرنا خود اپنے جسم میں بھی جائز نہ ہو، لیکن الاشباه اور سراج کے ضابطہ سے بالکل واضح ہے کہ عدم طہارت کا حکم صرف دوسرے انسان کے لیے ہے، نہ کہ خود اپنے جسم کے لیے، جیسا کہ علامہ علاء الدین الحنفی نقل فرماتے ہیں:

وفی الاشباه: المنفصل من الحی کمیته إلا فی حق صاحبه، فطاهر وإن کثر (در مختار ۳۲۱/۱)۔

وفی السراج قال: الأذن المقطوعة والسن المقطوعة طاهرتان فی حق صاحبها وإن کانتا أكثر من الدرهم (حاشیہ الثانی ۳۶۱/۱)۔

لہذا اس ضابطہ سے معلوم ہو گیا کہ ایک انسان سے علیحدہ کیا ہوا جزء اسی انسان کے جسم میں بلا کراہت لگایا جاسکتا ہے، نیز علامہ مقدسی اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ عام طور سے جب جسم کے کسی حصہ کو دوبارہ جسم سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس کی پیوند کاری کر دی جاتی ہے تو اس حصہ میں حیات عود کر جاتی ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ جدا ہی نہ کیا گیا ہو، لہذا اس صورت میں وہ جس طرح جدا کرنے اور علیحدہ کرنے سے پہلے پاک تھا ویسے ہی بعد میں بھی پاک رہتا ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ ان سے نقل فرماتے ہیں:

وفی شرح المقدسی..... أن إعادة الأذن وثباتها إنما يكون غالباً بعود الحياة إليها، فلا يصدق أنها مما أبين من الحي، لأنها بعود الحياة إليها صارت كأنها لم تبين الخ“ (شامی ۱/۳۲۱)۔

اور سرجری میں یہی ہوتا ہے کہ علیحدہ کیا ہوا جزء جہاں جوڑ دیا جاتا ہے وہاں حیات عود کر جاتی ہے، اس کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں۔

تغییر خلق اللہ کا مفہوم

صحیحین میں ہے: عن عبد الله: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى“ (رواہ البخاری: ۵۹۳۱ و مسلم: ۵۵۲۹)۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی جس صورت پر پیدا کیا گیا ہے اگر بغرض تزئین اس میں کچھ بھی تغیر و تبدل کیا گیا تو وہ تغیر ممنوع میں داخل ہے، جیسا کہ امام قرطبی نے احکام القرآن میں ابو جعفر طبری سے نقل کیا ہے۔

لیکن شیخ المشائخ حضرت علامہ غلیل احمد سہارنپوری علیہ الرحمہ بذل المجہود میں تغیر خلق اللہ کی حقیقت مذکورہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابو جعفر طبری کا قول بندہ کے نزدیک غیر موجب ہے اور تغیر خلق اللہ کی جو حقیقت بیان فرمائی ہے وہ خلاف ظاہر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جاندار کو جس صورت مقاد پر پیدا کیا ہے اس میں تغیر و تبدل کرنا، ظاہری اعتبار سے تغیر خلق اللہ کا مصداق ہے، نہ کہ مطلق تغیر، چنانچہ جس کو اللہ جل شانہ نے خلاف عادت صورت پر پیدا کیا ہے، اس کو عادت کے موافق بدل دینا، تغیر خلق اللہ نہیں، جیسے کسی عورت کو داڑھی، مونچھ نکل آئے، یا کسی کی ایک انگلی زائد ہو جائے تو داڑھی وغیرہ کا حلق کرنا اور زائد انگلی کو کاٹ دینا تغیر خلق اللہ میں داخل نہیں، بلکہ صورت مقاد پر لے آنا ہے (بذل المجہود ۵/۷۳)۔

البتہ علامہ قرطبی احکام القرآن میں نقل کرتے ہیں کہ تغیر خلق اللہ کی ممانعت اس وقت

ہے جب کہ وہ تغیر باقی رہنے والی ہو اور جو تغیر باقی رہنے والی نہ ہو بلکہ کچھ وقت کے بعد ختم ہو جاتی ہو، جیسے سرمہ لگانا یا عورتوں کا تجل اختیار کرنا یا مہندی لگانا، تو حضرت امام مالکؒ اور دیگر علماء نے انہیں جائز قرار دیا ہے، اس لیے کہ یہ سب چیزیں دیر پا نہیں ہیں (احکام القرآن ۳/۲۶۹)۔
حضرت مولانا تقی عثمانی زیدہ مجددہ مکملہ فتح المسکھم میں تغیر خلق اللہ کی حقیقت اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

جسم میں زینت و زیبائش کی غرض سے کسی قسم کی زیادتی یا کمی اس طرح کرنا کہ وہ جسم کے ساتھ برابر باقی ہو اور دیکھنے سے واضح ہوتا ہو کہ اصل خلقت اسی طرح سے ہے، تلبیس اور تغیر خلق اللہ ہے، جس کی ممانعت نصوص میں صادر ہوئی ہے۔

لہذا کوئی عورت اپنے شوہر کے لیے ہاتھوں میں مہندی، ہونٹوں پر لالی، رخساروں کو گلابی کر رکھا ہو تو یہ اصل خلقت کے ساتھ تلبیس نہیں اور یہ جمہور علماء کے نزدیک ممنوع نہیں، اسی طرح زائد انگلی کا کاٹنا یہ بھی تغیر میں شامل نہیں بلکہ ازالہ عیب یا ازالہ مرض کے قبیل سے ہے (مکملہ فتح المسکھم ۳/۱۹۵)۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں:

۱- اگر کسی کو پیدائشی طور پر ایسا عیب ہو جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا جائز ہے، اس لیے کہ یہ صورت معقودہ میں تغیر نہیں بلکہ صورت معقودہ کے مطابق کرنے کے لیے تغیر ہے۔ کما مر۔

۲- جو عیب کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، اس کے لیے بھی آپریشن کرنا درست ہے، جیسے کہ جنگ کلاب کے موقع پر حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ کی ناک کٹ گئی تھی تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے چاندی پھر سونا کی ناک بنانے کی اجازت دی گئی، چنانچہ یہ صورت بھی عام فطرت انسانی کے موافق بنانے کے لیے ہے۔

۳- جو عیب فطری طور پر پیدا ہو گیا ہو، جیسے بڑھاپے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں

پیدا ہو جانا، تو اگر یہ قدر قلیل ہو، جیسا کہ عموماً کبرسنی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے جس سے بڑھاپے اور جوانی کا فرق معلوم ہوتا ہے، تو یہ بھی صورت معتادہ میں داخل ہے، لہذا آپریشن کے ذریعہ اس کو زائل کرنا ممنوع ہوگا، لیکن اگر جھریاں اس حد تک پہنچ جائیں جو عام بوڑھے کو نہیں ہوتیں تو اس وقت عیب و مرض کے قبیل سے مان کر آپریشن کے ذریعہ ازالہ کی اجازت ہوگی۔

بات رہی ناک کے چوٹی ہونے کی تو اگر یہ اس قدر چھٹی ہے جیسا کہ بعض ملک و دیار کے رہنے والے لوگوں کی ہوتی ہے، تو اس صورت میں بھی آپریشن کے ذریعہ تغیر کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ اگر ناک اتنی چھٹی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عام عادت تخلیق کے بالکل خلاف ہو، تو اس وقت عام عادت تخلیق کے موافق بنانے اور ازالہ عیب کی نیت سے آپریشن کرانے کی اجازت ہوگی۔

۴- انسان کا اپنے جسم کے کسی حصہ کو خود اپنے جسم کے دوسری جگہ پر ازالہ عیب کے لیے لگانا جائز ہے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

۵- جسمانی وہ عیوب و نقائص جو عام خلقت خداوندی کے خلاف ہو تو اس کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی جو تقریباً عام خلقت میں کسی نہ کسی جہت سے پائی ہی جاتی ہے، اس کے لیے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

۷- کم عمر دکھانے یا خوبصورت باور کرانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا تغیر خلق اللہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

۸- مجرم ہو یا مظلوم کسی کے لیے بھی اپنی شناخت بچانے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں، مجرم کے لیے عدم جواز کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ سرجری مزید جور و ظلم اور اس کے جرم خنجر کا ذریعہ ہے۔

پلاسٹک سرجری - صورتیں اور احکام

مولانا عبداللہ خالد لونادواڑی ☆

لفظ پلاسٹک "Plastic" یونانی لفظ "Plastikos" سے مشتق ہے، اس کا معنی ہے کسی چیز کو موڑنا، یا نئی شکل دینا، پلاسٹک سرجری سے مراد ایسی سرجری ہے، جس کا مقصد جسمانی نقص کی اصلاح کرنا ہو، خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کا نتیجہ، یا پھر اعضاء کی شکل میں تبدیلی پیدا کر کے اس کے حسن و جمال اور جذب و کشش میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔

پلاسٹک سرجری کی قسمیں

پلاسٹک سرجری اصلاً عام سرجری کا ایک جز ہے، جس کے تحت جسمانی عیوب و نقائص کی اصلاح کی جاتی ہے، چونکہ اس طرح کے مریضوں کی تعداد عام طور پر زیادہ نہیں ہوا کرتی، اس وجہ سے عرصہ تک یہ کام سرجن ہی کیا کرتے تھے، جنگ عظیم کے موقع سے جنگ کی وجہ سے پہلی بار اس طرح کے مریضوں کی تعداد کافی بڑھ گئی، جس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری کے نام سے مستقل شعبہ کا قیام عمل میں آیا، اور یہ شعبہ ڈاکٹروں کی توجہ کا مرکز بنا، البتہ دوسری جنگ عظیم کے کچھ دنوں کے بعد پلاسٹک سرجری کے شعبوں کا کاروبار کافی حد تک محدود ہو گیا، کیونکہ مریض کی تعداد کافی کم ہو گئی، اس نے پلاسٹک سرجری کے شعبوں میں خاص طور پر اس کے لیے قائم شدہ پرائیویٹ کلینکوں کے وجود پر سوالیہ نشان لگا دیا۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری میں نئے شعبہ کو متعارف کرایا گیا جس کا

مقصد انسان کے خارجی حسن میں اضافہ کرنا ہے، یہ شعبہ کافی مقبول ہوا، خاص طور پر فلمی ستاروں کی مقبولیت، مقابلہ حسن کا مختلف سطح پر انعقاد اور کلب آرٹ سے منسلک افراد کی نقالی کے رجحان نے ایسے بہت زیادہ منافع بخش کاروبار بنادئیے، اس طرح پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہو گئی:

(۱) Reconstructive

اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا یا کسی عضو کی کارکردگی میں اضافہ کرنا،

(۲) Cosmetic یا Acsthetic

اس کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدیلی کر کے انسان کو پرکشش اور جاذب نظر بنانا ہے (بحث و نظر: شمارہ: ۷۷/۷۳ مضمون: ڈاکٹر حسنین ندوی)۔

اسلامی نقطہ نظر سے اس کی دو حیثیتیں ہوں گی: (۱) زیب و زینت کے لیے (۲) علاج معالجہ۔

زیب و زینت

اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس نے انسان کی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے زیب و زینت کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

”یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلووا و اشربوا ولا تسرفوا
 إن اللہ لا یحب المترفین“ (الاعراف: ۳۱) (ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کرو، کھاؤ، پیو، اور فضول خرچی مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

”قل من حرم زینة اللہ الی أخرج لعبادہ“ (الاعراف: ۳۲) (پوچھو! وہ خوبصورت چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کے لیے پیدا کی کس نے حرام کیا)۔

اسی لیے حضور ﷺ نے بالوں کے لیے خضاب کے استعمال کو پسند فرمایا ہے (ترمذی ۳۰۵۱/۳)۔

اسی طرح عورتوں کے لیے ہاتھ، پاؤں، ہونٹ، رخسار وغیرہ پر کسی خاص قسم کے رنگین

کریم کا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

”لا ینبغی للصغیر أن ینخضب یدہ بالحناء لأنه تزین وأنه یباح للنساء

دون الرجال“ (خلاصۃ الفتاویٰ ۳/۳۰۷)۔

اسی طرح آپ ﷺ نے صفائی و ستھرائی، اچھے کپڑے پہننے، بالوں کی آرائش، وضع قطع کی اصلاح اور خواتین کے لیے ریشم اور شوخ رنگ کے کپڑے نیز زیورات کو جائز رکھا ہے۔ لیکن دوسری طرف جذبہ آرائش میں تکلف اور مبالغہ آمیز حد تک تزئین کو منع فرمایا ہے، اسی طرح ایسی زینت کو ناپسند کیا ہے جس میں جسم میں فطری خلقت میں تبدیلی ہو اور اسی وجہ سے خوبصورتی کے لیے دانتوں کو تیز کرنے اور اس کے درمیان فصل کرنے کو منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

”أن رسول الله ﷺ حرم الوشم“ (نسائی: ۲۰۸۱/۲) (آپ ﷺ نے

دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا ہے)۔

اسی طرح دوسری روایت میں ہے:

”لعن المتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله“ (مسلم ۲۰۵۲) (حسن

و جمال کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی خدا کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر خدا کی لعنت ہو)۔

اسی طرح اپنے بال کے ساتھ دوسروں کے بال جوڑنے، گودنے سے، اور بھوؤں کے بال اکھاڑ کر باریک بنانے کو ناپسند فرمایا ہے۔

عن عبد الله قال: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتمائمات

و المتفلجات للحسن المتغيرات خلق الله“ (بخاری: ۵۸۱۱) (حضرت عبد اللہ نے بیان

کیا کہ اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھوؤں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے)۔ اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کے خاطر کریں۔

ایک اور روایت میں ہے:

”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات“ (بخاری) (اللہ کی

لعنت ہو گودنے اور گودوانے والی، اور بالوں کے اکھاڑنے والیوں پر)۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زینت کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا جائز نہ ہوگا،

اس لیے فطری طور پر جو عیب پیدا ہو جاتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے چہرہ پر

جھریاں پیدا ہو جانے کی وجہ سے اس کو دور کرنے کے لیے، اسی طرح پستان یا ناک، کان، یا

ہونٹ کو چھوٹا یا پتلا کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہ ہوگا، اسی طرح انسان کو کم عمر

دکھانے کے لیے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے، اس کے لیے بھی پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہ ہوگا، اس

لیے کہ محدثین نے ”متفلیجات“ اور ”وشر“ کی تعریف میں اس کو بھی داخل کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا دھوکہ دینا ہے، اور دھوکہ دینا جائز نہیں، حدیث

شریف میں ہے: ”من غشنا فلیس منا“ اس لیے یہ جائز نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ اس میں ایک بڑی رقم صرف ہوتی ہے، جو ایک طرح کا اسراف ہے،

اس لیے یہ جائز نہ ہوگا۔

(۲) علاج و معالجہ کے لیے۔

اسلام میں نہ صرف علاج کرانا جائز ہے بلکہ اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن أبی الدرداء أن رسول اللہ ﷺ قال: ”إن اللہ أنزل الداء والدواء

وجعل لكل داء دواء فتداؤوا ولا تشداؤوا بالحرام“ (ابوداؤد: رقم الحدیث: ۳۸۷۰)۔

دوسری روایت میں ہے:

عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: ”ما أنزل اللہ من داء إلا أنزل

لہ شفاء“ (بخاری رقم الحدیث: ۵۶۷۸)۔

اسی طرح ہندیہ میں ہے:

الاشتغال بالتداوي لا بأس به إذا اعتقد أن الشافي هو الله (ہندیہ ۲/۲۵۳)۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کسی حصے کے کا گوشت یا چمڑا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہوگا؟

چنانچہ درمختار میں ہے:

المنفصل من الحي كمينة إلا في حق صاحبه (درمختار)۔

اسی طرح بدائع الصنائع میں امام ابو یوسف کا قول نقل کیا ہے، کہ انسان کا خود اپنے جسم سے انتفاع از قبیل اہانت نہیں ہے۔

”ولا إهانة في استعمال جزء منه“ (بدائع الصنائع ۵/۱۳۲)۔

اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں:

”اپنا ہی کسی عضو کا کوئی حصہ اپنے ہی کسی دوسرے عضو میں لگا لینا یہ درست ہوگا جیسا کہ کینسر وغیرہ مرض میں ایسا اکثر ہوتا ہے“ (جدید فقہی تحقیقات ۱/۳۳۰)۔

اسی طرح کی رائے استاذ محترم مفتی خالد سیف اللہ صاحب کی بھی ہے، اور یہی فیصلہ مکہ فقہ اکیڈمی کا بھی ہے، اس کی تجاویزات میں ہے:

”انسان کے جسم میں سے کوئی حصہ لینا تاکہ اسی انسان کے جسم میں پیوند کاری کی جائے، مثلاً کھال یا ہڈی کا کوئی ٹکڑا لے کر جسم میں کسی دوسرے مقام پر بوقت ضرورت لگایا جائے تو جائز ہوگا“ (مکہ فقہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے: ۱۶۶)۔

اسی طرح سونا، چاندی، لوہا، پتھر وغیرہ ایسی چیزوں سے علاج کرنا درست ہوگا، اسی طرح جسم کے خارجی حصہ یا اندرونی حصہ میں مصنوعی اعضاء کا استعمال وغیرہ ازراہ علاج درست ہوگا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عرفہؑ نام کے صحابی کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی۔

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفة بن أسعد "أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق، فأنتن عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب" (سنن ترمذی؛ حدیث نمبر: ۱۷۷۱)۔

علامہ وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

ويستثنى من حرمة استعمال الذهب والفضة أمور للضرورة أو للحاجة صناعة الأنف إذا قطع والأسنان إذا سقطت يجوز عملها من الذهب أو الفضة وهذا رأى الجمهور (الفقه الإسلامى وأدلة ۳/ ۵۲۴۴)۔

اسی طرح ہندیہ میں ہے:

لو تحرکت سن رجل وخاف سقوطها فشدّها بالذهب أو بالفضة لم يكن له بأس (ہندیہ ۳۳۶/۵)۔

اسی طرح غیر فطری طور پر کوئی چیز ہو اس کو دور کرنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

چنانچہ فقہاء نے غیر فطری طور پر کسی کی چھٹی انگلی نکل آئے تو اس کو دور کرنے کی

اجازت دی ہے:

إذا أراد أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، لأنه تعريض النفس للهلاك وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة (قاضی خان علی اہمدیہ ۴/ ۴۱۰)۔

اسی طرح فقہاء نے عورتوں کو داڑھی یا مونچھ نکل آنے پر اسکو صاف کرنے کو مستحب

قرار دیا ہے: إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب

(رد المحتار ۵/ ۲۳۹)۔

اس لیے کسی بیماری کے علاج کے لیے یا غیر فطری طور پر جو عیوب پیدا ہوتے ہیں اس کو دور کرنے کے لیے ہر قسم کی پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہوگا، چاہے یہ عیب پیدائشی ہو یا کسی حادثے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ ان تمام صورتوں میں علاج کے لیے آپریشن یا پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا۔

لیکن معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے ایسے اقدامات مستحسن نہ ہوں گے، اس لیے کہ اس میں ایک درجہ کا اسراف اور جسم میں کانٹ چھانٹ ہے، اور یہ مستحسن نہیں ہے۔

مجرم اپنی شناخت نہ ہو پانے یا مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہے اور وہ اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ پلاسٹک سرجری کا مقصد اگر تہ لیس و تغیر ہو اس طرح کہ کوئی اپنا چہرہ اس حد تک تبدیل کرالے کہ اس کی شناخت مشکل ہو جائے اور قانون کی گرفت سے بچ جائے تو یہ جائز نہ ہوگا، اس لیے کہ یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جو جائز نہیں ہے، ہاں اگر مظلوم کو ظالم سے پلاسٹک سرجری کے بغیر بچنا مشکل ہے اور اس سے بڑے ضرر کا اندیشہ ہے یا جان کا خطرہ ہے تو اس صورت میں جائز ہوگا، اس لیے کہ شریعت کا ایک عام قاعدہ ہے:

”الضرورات تبیح المحظورات“ (الاشباہ والنظائر / ۱۲۱)۔

دوسرا یہ کہ مضطر کے حکم میں ہوگا، اور مضطر کے لیے شریعت نے حرام چیزوں کو بھی حلال کر دیا ہے چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں:

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه (الہندیہ ۳۵۵/۵)۔

اس لیے مظلوم کے لیے ظالم سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا درست ہوگا، اگر بڑے ضرر یا جان کے جانے کا اندیشہ ہو۔ واللہ أعلم بالصواب۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مفتی سید باقر ارشد قادری ☆

کچھ لوگ اپنے آپ کو مزید خوبصورت بنانے کی حرص میں پلاسٹک سرجری کرواتے ہیں، اضافی حسن کی طلب یا اپنے آپ کو کم عمر بنانے کی غرض سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاتی ہے، اس طرح کی سرجری کو Cosmetic Surgery کہا جاتا ہے، اس طرح کی سرجری کا مقصد اعضاء کی ساخت میں تبدل و تغیر کر کے انسان کا اپنے آپ کو مزید خوبصورت و جاذب نظر بنانا ہے، یہ صورت ناجائز ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، متناسب الاعضاء و خوبصورت جسم، چنانچہ ارشاد ہے: ”لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم“..... (سورہ تین)۔ سورۃ النساء کی آیت میں حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے: ”وَلَا مَرْنِهِن فلیغیرن خلق اللہ“، میرے کہنے پر وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات لخلق اللہ“..... (صحیح البخاری: رقم حدیث: ۴۷۶۶) (اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھویں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کے لئے کریں)۔

پلاسٹک سرجری برائے دفع عیب

کبھی انسان میں پیدائشی طور پر یا حادثاتی طور پر کوئی ایسا عیب پیدا ہو جاتا ہے جو بدنما ہونے کے ساتھ ساتھ تکلیف دہ یا نقصان دہ بھی ہوتا ہے، یعنی انسانی جسم میں خلاف فطرت کوئی تغیر تخلیقی یا حادثاتی طور پر پیدا ہو جاتا ہے، اس عیب یا تغیر کو بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے، ایسی سرجری کو Reconstructive Surgery کہا جاتا ہے، اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا اور اس کے نقصان سے متعلقہ شخص کو بچانا ہے، اس طرح کی سرجری کی ضرورت شدیدہ پر اجازت دی جانی چاہئے، کیونکہ احادیث میں اس کی اجازت موجود ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کا علاج نہ پیدا فرمایا ہو، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ما أنزل اللہ داء إلا وقد أنزل له شفاء“ (مسند الامام احمد بن حنبل، رقم حدیث: ۳۵۷۶)۔

عرفجہ بن اسعدؓ سے روایت ہے: کہتے ہیں کہ میری ناک جاہلیت میں ہوئی جنگ کلاب میں کٹ گئی، میں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگالی مگر اس سے بدبو نکلنے پر رسول اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا: عن عرفجة بن أسعد، قال: ”أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفاً من ورق، فأتىني عليّ، فأمرني رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب“..... (جامع الترمذی: رقم حدیث: ۱۷۷۱)۔

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے علاج سے روکا نہیں بلکہ علاج کا حکم دیا ہے، ایسے عیوب یا بیماری جن سے انسان کو تکلیف ہوتی ہو چاہے وہ تکلیف بدنی ہو یا ذہنی، ان کو دور کرنا عند الشرع لازمی ہے، کیونکہ اللہ نے بیماری کے ساتھ ساتھ شفاء کو پیدا فرمایا ہے۔ اس تمہید و تفصیل کے بعد سوالنامے پر احقر کی آراء یہ ہیں:

۱۔ تخلیقی عیب کی پلاسٹک سرجری

ایسا عیب جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عیب

پیدائشی یا تخلیقی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو، جیسے ہونٹ کا کٹنا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ۔

یہ ایسے عیب ہیں جو خصوصاً لڑکیوں میں پائے جائیں تو ان کے لئے شادی بیاہ کے سلسلہ میں آڑ بن جاتے ہیں اور ایسے عیب گرچہ کہ نقصان دہ نہیں ہیں لیکن وہ نفسیاتی طور پر الجھن کا باعث بن جاتے ہیں، ایسے عیب والوں کو لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے میں تکدر و تقدّر ہوتا ہے۔

لہذا عرفہ اور قنادہ کے واقعہ میں رسول اکرم ﷺ نے ظاہری حادثاتی طور پر پیدا ہوئے عیب کو دور کرنے کا حکم دیا جب کہ اس کا نقصان تو شدید نہیں تھا لیکن بدنمائی یا بد ہیبتی ظاہر تھی۔ اسی سے مستفاد کرتے ہوئے فی زمانہ ایسے عیوب کی (جو تخلیقی یا حادثاتی طور پر انسان میں پیدا ہو جائے) پلاسٹک سرجری جائز ہے۔ عند الضرورت اس حکم سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۲- حادثاتی عیب کی پلاسٹک سرجری

اس سلسلہ کا بھی وہی حکم ہے کہ اس کی اجازت موجود ہے، کیونکہ عرفہ کی ناک اور قنادہ کی آنکھ دونوں حادثاتی طور پر ہی ضائع ہوئی تھیں، ان کے علاج کا حکم رسول اللہ ﷺ نے مرحمت فرمایا، انسان کو اللہ نے بہترین تخلیق قرار دی، متناسب الاعضاء جسم عطا کیا اب اس میں کوئی کمی بیشی حادثاتی طور پر پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے علاج کا حکم موجود ہے، بلکہ ایسے وقت میں علاج واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو علاج کرانے کا حکم دیا جب کہ اس بیماری یا اس علت کا علاج موجود ہو، چنانچہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ما أنزل اللہ داء إلا وقد أنزل له شفاء“ (مسند الامام احمد بن حنبل، رقم حدیث: ۳۵۷۶)۔

لہذا حادثاتی طور پر پیدا شدہ عیب کی پلاسٹک سرجری بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

۳- فطری عیب کی پلاسٹک سرجری

اس سلسلہ میں دو مسئلے ہیں: ایک فطری عیب عمر کے لحاظ سے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے،

جیسا کہ بڑھاپے میں چہرے کی جھریوں کا پیدا ہونا اور دوسرا مسئلہ تخلیقی یا پیدائشی طور پر کسی کی ناک کھڑی نہ ہونا یا موٹی ہونا یا ہونٹ پتلے یا موٹے ہونا وغیرہ۔

پہلا عیب تو خالصتاً فطری ہے جس میں کوئی نقصان نہیں اور نہ ہی یہ بد ہیئتیت میں شمار ہے، اس لئے ایسے فطری عیب کی پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔

دوسرا عیب پیدائشی طور پر ناک کھڑی نہ ہونا یا موٹی ہونا یا ہونٹ پتلے یا موٹے وغیرہ ہوں، اس میں بھی کوئی نقصان نہیں، ہاں البتہ بعض اوقات یہ عیب کچھ مشکلات پیدا کرتا ہے بالخصوص لڑکیوں کے لئے ان کی شادی بیاہ کے مسئلہ میں، لہذا اگر ایسی کوئی صورت حال پیدا ہوگئی ہے تو ایسے وقت پر پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی ورنہ عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہوگی، یعنی شدید ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔

۴- پلاسٹک سرجری میں اپنے جسم کے حصہ کے استعمال کا شرعی حکم

کسی بیماری کے ازالے کے لئے یا جسم کے کسی عضو میں موجود عیب کے دفعیہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء کا استعمال کے جواز کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے:

فقہاء کے یہاں اس سلسلہ میں بحث چھڑی کہ آیا اپنے جزء سے انتفاع جائز ہے یا نہیں، اس لئے کہ انتفاع جزء اہانت میں شامل ہے، کیونکہ خود سے علاحدہ ہو یا علاحدہ کیا جائے دونوں صورتوں میں جزء انسانی میت کو شامل ہے چنانچہ میت کا (چاہے وہ جزء ہی کیوں نہ ہو) دفن کرنا واجب ہے۔ اس سلسلہ میں طرفین کا مذہب یہ ہے کہ اپنے ہی علاحدہ شدہ عضو کو دوبارہ اپنے جسم میں لگانا ”ناجائز“ ہے، وہ اس کو واجب الدفن سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں: فإذا انفصل استحق الدفن ككله و الإعادة صرف له عن جهة الاستحقاق، مگر امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ دوبارہ جزء کو اپنے ہی جسم میں لگانا جائز ہے، کیونکہ انسان کا خود اپنے جزء سے

انتفاع اہانت کے قبیل سے نہیں چٹانچہ کہتے ہیں: ”وَلَا إِهَانَةٌ فِي اسْتِعْمَالِ جِزْءٍ مِنْهُ“۔
 اور الدر المختار میں ہے: المنفصل من الحي كميته إلا في حق صاحبه (یعنی
 زندہ سے الگ ہونے والا جسم کا حصہ مردار ہے مگر اس عضو والے کے حق میں نہیں)۔
 اس سلسلہ میں فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے، لہذا کسی بیماری کے ازالے کے لئے یا
 جسم کے کسی عضو میں موجود عیب کے دفعیہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی
 یا کوئی دوسرا جزء کا استعمال کرتے ہوئے سرجری کروانا جائز ہے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کا حکم
 ایسے جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی کہ
 جن میں ضرر شدید ہو اور باعث تکلیف ہوں، مثلاً ناک ٹیڑھی ہو جائے، کسی حادثہ میں آنکھ پھوٹ
 جائے یا نکل جائے یا اسی طرح کا کوئی عیب یا نقص جو بدنما بھی ہو اور تکلیف دہ بھی۔
 ایسے عیوب و نقائص جن سے تکلیف تو نہیں ہے اور بدہیئت بھی نہیں، مثلاً ہاتھ اور پاؤں
 میں پانچ کی جگہ چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کی بالعموم اجازت نہیں
 ہوگی۔ ہاں شدید ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

ایسے عیوب و نقائص جن میں تکلیف تو نہیں ہاں البتہ بدہیئت ہوں جیسے چہرے پر بڑا سا
 گومڑ یا ناک بھدی یا سوئی ہونا، ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، اس سلسلہ میں ضرورت شدیدہ ہی پر
 اجازت ہوگی، عام حالات میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ ضرورت شدیدہ یعنی کسی لڑکے یا لڑکی
 کے رشتہ میں وہ عیب رکاوٹ بن رہا ہو تو اس کی سرجری کی جاسکتی ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی عیوب کا حکم

معمولی جسمانی عیوب کی پلاسٹک سرجری جائز نہیں، کیونکہ بغیر کسی ضرر یا ضرورت کے

خلق اللہ میں تبدیلی شیطانی حرکت ہے، چنانچہ سورۃ النساء کی یہ آیت اس پر دال ہے:

”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنِ خَلْقَ اللَّهِ“ (میرے کہنے پر وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی کریں گے)،
لہذا بلا ضرورت و ضرر پلاسٹک سرجری ناجائز ہے۔

۷۔ پلاسٹک سرجری برائے تجمیل و تحسین

انسان کا کم عمر اور خوبصورت لگنے کے لئے تاکہ رشتہ لگ سکے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں۔ پلاسٹک سرجری کی اجازت کسی عیب پر، بد ہیبتی پر یا تکلیف پر ہے، خود کو حسین، جاذب نظر و کم عمر لگنے کے لئے اگر کوئی پلاسٹک سرجری کراتا ہے تو اس کی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ یہ عند الشرع حرام ہے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کے مماثل ہے، لہذا احادیث میں اس قبیل کی کئی چیزوں کی ممانعت آئی ہے جو اس زمانہ میں عربوں کے درمیان حسن و جمال میں اضافہ کے ذریعہ تھیں، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی، بھویں کا بال نکالنے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے اگر وہ یہ چیزیں محض حسن میں اضافہ کے لئے کریں، قال: ”لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (صحیح البخاری: رقم حدیث: ۴۷۶۶)۔

۸۔ اپنی شناخت چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کا حکم

مجرم کا اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں، ایک تو وہ مجرم ہے اور دوسرا شناخت کو چھپانے میں دھوکہ دہی ہے۔

مظلوم کا ظالم کے خوف سے پلاسٹک کرانا یہ حالات پر مبنی ہے۔ اگر ظالم سے حد درجہ زیادہ ظلم کا خوف ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے گنجائش ہونی چاہئے کہ وہ پلاسٹک سرجری کرائے، لیکن معمولی قسم کا خوف ہو تو ایسی صورت میں سرجری کرانا جائز نہیں ہوگا۔

جدید فقہی تحقیقات

چوتھا باب

مختصر تحریریں

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت

مفتی محبوب علی وجیہی ☆

۱- انسانی جسم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ ہے جو خدائے وحدہ لا شریک لہ کے قادر مطلق ہونے کی شہادت دیتا ہے، اس جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ امانتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں، لہذا بے ضرورت جسم کے اندر تغیر و تبدل درست نہیں ہے، البتہ اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو اور اس کے کاٹنے میں ہلاکت کا بھی اندیشہ نہ ہو تو اس عضو کے الگ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲- مذکورہ صورت میں بھی عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہے کیونکہ جب فطری عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن درست ہے تو بعد میں کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کرنا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا۔

۳- مذکورہ صورت میں مرد کے لیے تو آپریشن کرنا درست نہیں ہے مگر عورت کے لیے درست ہے، بشرطیکہ عورت کی نیت اس آپریشن سے شوہر کے لیے زینت حاصل کرنا مقصود ہو۔ شریعت مطہرہ نے عورت کو شوہر کا دل مائل کرنے کی غرض سے زینت حاصل کرنے کی اجازت دی ہے جیسے کہ اگر عورت کے چہرے پر بال پیدا ہو جائیں تو عورت ان بالوں کو اکھاڑ سکتی ہے یہاں تک کہ عورت کے لیے اجازت ہے کہ وہ بھوؤں کو بھی خوبصورت کر سکتی ہے۔

۴- اس صورت کے اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اگر جان کے ہلاک

ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس طرح کرنا درست ہے۔

۵۔ پلاسٹک سرجری بلاشبہ درست ہے اس کے غیر درست ہونے کی کوئی علت نہیں

ہے۔

۶۔ معمولی کمی و بیشی کے لیے ایسے اقدامات درست نہیں ہیں، کیونکہ اس میں آپریشن کی خاص ضرورت نہیں ہے۔

۷۔ مرد کے لیے اس مقصد سے آپریشن کرنا کہ وہ خوبصورت معلوم ہو یا جوان نظر آئے درست نہیں ہے، البتہ عورت کے لیے یہ صورت اختیار کرنا درست ہے جبکہ اس کی غرض شوہر کے لیے زینت اور خوبصورتی حاصل کرنا ہو یا پھر کوئی شخص مجاہد ہو تو اس کے لیے بھی پلاسٹک سرجری درست ہوگی جیسے کہ ایسا خضاب جس سے بال بالکل کالے ہو جائیں اور اصل وغیر اصل کا فرق واضح نہ ہو تو وہ مجاہد کے لیے جائز ہے، اسی طرح اس کے لیے پلاسٹک سرجری کا حکم ہے۔

۸۔ مجرم کے لئے تغیر و تبدل کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں حاکم کو دھوکہ دینا ہے اور جرم کو چھپانا ہے بخلاف مظلوم کے کہ وہ اگر پلاسٹک سرجری ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لیے کرائے تو درست ہے، کیونکہ اس سے ظلم سے نجات حاصل کرنا مقصود ہے، حدیث شریف میں ہے: ”إنما الأعمال بالنیات“۔

پلاسٹک سرجری اور اس سے متعلق احکام

مولانا فضیل الرحمن ہلال عثمانی ☆

اسلام نے جمالیاتی احساس کو نظر انداز نہیں کیا، لیکن ہر معاملے میں اسلام کی تعلیم اعتدال و توازن کی ہے، اس لیے فطری جمال کو باقی رکھتے ہوئے اس میں بناوٹ، تصنع اور افراط سے روکا گیا ہے۔

۱- اگر انسان کے بدن میں کوئی ایسا عیب ہو جس سے وہ بدنما لگے جیسے پیدائشی طور پر کسی عضو میں کوئی عیب ہو تو اس کا آپریشن کرنا درست ہوگا۔
اس کی دلیل وہ حدیث نبوی ﷺ ہے جس میں آن حضرت ﷺ نے ایک شخص کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی تھی۔

۲- اگر کسی حادثے کی وجہ سے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کا آپریشن کرنا درست ہوگا۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہو جاتا ہے جیسے چہرے پر جھریوں کا ہو جانا، اس طرح کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے ابرو کے بال اکھاڑنے، گودنے کو منع کیا ہے۔

۴- جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا لے کر جسم کے کسی عیب کو یا بیماری کو دور کرنا

درست ہے۔

☆ مالیر کوئلہ، پنجاب۔

- ۵۔ جسمانی عیوب کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔
- ۶۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرانا مستحسن نہیں ہے، مثلاً بعض خواتین سینے کے ابھار کو زیادہ کرنے کے لیے آپریشن کراتی ہیں۔
- ۷۔ فطری خوبصورتی کے علاوہ آئیڈیل خوبصورتی کے لیے پلاسٹک سرجری وغیرہ کرانا شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔
- ۸۔ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے شناخت کو چھپانا اور اس کے لیے پلاسٹک سرجری کا سہارا لینا درست ہوگا۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام

☆ مولانا شیر علی

اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ وہ مرض و تکلیف کو دور کرنے کے لیے ہو اور جو عضو بیکار ہو گیا ہو اس کی اصلاح کے لیے ہو، جیسا کہ ایک صحابی عرفہ بن اسعدؓ نے سونے کی ناک لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور خالص زینت کی غرض سے مردوں کو اجازت نہیں دیتا، عورتوں کے لیے اگر انسانی اعضاء یا کوئی جانور کا عضو لگایا جائے تو وہ جائز نہیں ہے، اون وغیرہ کی چٹیا جڑوانا جائز ہے، جلد کو صاف رکھنا عورتوں کے لیے اسلام میں مرغوب ہے، جبکہ شوہر کی بھی یہی تمنا ہوتی ہے، خلقت بدلنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

جواب ۱- ضروری نہیں ہے۔

جواب ۲- عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت ہے۔

جواب ۳- جائز نہیں ہے۔

جواب ۴- جائز ہے۔

جواب ۵- جائز ہے۔

جواب ۶- عیب کو دور کرنے کے لیے اجازت ہے۔

جواب ۷- جائز نہیں ہونا چاہیے۔

جواب ۸- ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے جائز ہے اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

شیخ الحدیث فلاح دارین، ترکیسر، ضلع سورت، گجرات۔

☆

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا ابوسفیان مفتاحی ☆

۱- وباللہ التوفیق! ایسا عیب جس سے انسان بد شکل نظر آتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو لیکن یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹنا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں چھ انگلیوں کا ہونا تو اس طرح کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست ہے، کیونکہ یہ ایک طرح کا مرض ہے اور مرض کے علاج کے لیے شریعت نے حکم دیا ہے اور اس طرح کے امراض کا علاج آپریشن ہی ہے، لہذا جائز ہے، اس لیے کہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم

۲- وباللہ التوفیق: بعض دفعہ پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں ہوتا لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بھی ایک مرض ہے اور ڈاکٹر نے اس سے شفا کے لیے آپریشن کرانا بتایا ہے، تو علاج کے لیے آپریشن کرنا درست ہے۔ واللہ اعلم

۳- وباللہ التوفیق: ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے مثلاً عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے ڈاکٹر کے مشورہ سے دوا کھائی جائے اور اسی پر اکتفا کیا جائے کیونکہ یہ مرض بڑھاپے کی وجہ سے ہوتا ہے اور بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں ہوتا اور اگر کسی کی ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہو تو بذریعہ آپریشن پلاسٹک سرجری کر کے اس ناک کو کھڑی کیا جاسکتا ہے، کیونکہ آج کل ناک کے چھٹی ہونے کی وجہ سے شادی

میں بہت تاخیر ہوتی ہے، بنا بریں اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

۴- وباللہ التوفیق: کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزا اسی کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے جیسے کینسر کے مرض میں کیا جاتا ہے، یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ صورت جائز ہے۔ واللہ اعلم

۵- وباللہ التوفیق: جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے اگر پلاسٹک سرجری سے وہ نقائص و عیوب دور ہو سکتے ہیں تو ایسی پلاسٹک سرجری جائز ہے۔ واللہ اعلم

۶- معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے ایسے اقدامات کرنے مستحسن نہ ہوں گے۔

واللہ اعلم

۷- وباللہ التوفیق: بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو مقصد اس میں محض تزئین و آرائش کے جذبات کی تسکین ہے، لہذا ایسے مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۸- وباللہ التوفیق: کوئی شخص درحقیقت مجرم ہے تو ایسے مجرم کے لیے اپنی شناخت نہ ہونے پانے کی غرض سے پلاسٹک سرجری کرانے کی شرعاً اجازت نہیں کیونکہ اس میں جرم میں تعاون ہے جو بھس قطعی ممنوع ہے اور جو شخص درحقیقت مظلوم ہے تو اس کے لیے جبکہ اس کو ظالم کی طرف سے شناخت ہو جانے کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے تو ظلم سے بچانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرا کے اپنے کو چھپانا جائز ہے کیونکہ شرعاً حتی المقدور اپنی طرف سے ظلم کا دفاع کرنا واجب ہے۔ واللہ اعلم

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱- ہاں! اس طرح کے تمام عیبوں کو دور کرنے کے لیے نہ صرف یہ کہ آپریشن کرانا درست ہوگا، بلکہ کرنا بہتر اور پسندیدہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، اس کے علاوہ متعدد مختلف احادیث میں اس بات کی ممانعت ہے کہ آدمی اپنے سرتاپا سے بد شکل اور بد ہیئت نظر آئے، سو جب آدمی کے لیے اپنی خارجی بد ہیئت کو دور کرنا از روئے شرع پسندیدہ ہے تو متعلق شخص کی ذاتی اور داخلی بد ہیئت کو دور کرنا بدرجہ اولیٰ مندوب و مستحسن ہوگا، قرآن شریف میں بھی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے (سورہ تین: ۴)، نیز یہ کہ انسان کے حوالہ سے اس کی ذات اقدس نے اعلیٰ ترین کاریگری کا مظاہرہ فرمایا ہے (مومنون)، نیز اس مضمون کی دیگر آیات، پس کسی انسان کا اپنی اس معمول کی خوش ہیئت سے ہٹا ہونا ایک استثناء ہے جس کو اس کے مسلمہ حسن و جمال کے عام دھارے میں لادینا یقیناً ہر طرح سے بہتر اور پسندیدہ ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ یہ دین مصلحتوں کا دین ہے اور کسی انسان کے بد شکل اور بد ہیئت بنے رہنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے اور اس کے برعکس میں تہ در تہ مصلحتوں کا نقصان ہے سو اس کو اس نقصان سے بچانا ہر طرح سے مطلوب اور مستحسن ہوگا۔

۲- حادثاتی عیب کا بذریعہ آپریشن درست کرنا بدرجہ اولیٰ ثواب و مستحسن ہوگا۔

۳- ہاں! اس طرح کے کسی عیب کو بھی آپریشن کے ذریعہ درست کرنا جائز ہوگا اور یہ

اس تغیر خلق اللہ کے دائرے میں نہیں آئے گا جس کی شریعت میں ممانعت ہے۔

۴۔ ظن غالب ہو کہ اس عمل کے ذریعہ اس کا یہ عیب درست ہو جائے گا تو ایسا کرانا جائز ہوگا۔

۵۔ اوپر کی تفصیل کی روشنی میں جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے۔

۶۔ مصلحتیں مقتضی ہوں تو ایسی صورت میں بھی یہ اقدامات مستحسن ہوں گے۔

۷۔ ہاں! اس مقصد سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔ صرف اس بات کا لحاظ رہے کہ اس کی وجہ سے عمر وغیرہ کے سلسلے میں دھوکہ نہ دیا جائے۔ شادی میں لڑکے لڑکی دونوں کی عمر کو ہر حال میں صحیح بتایا جائے۔

۸۔ مجرم اپنی شناخت کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے الا یہ کہ وہ صدق دل سے توبہ کر لے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔ اور یہ معروف قاعدہ فقہیہ ”الأمور بمقاصدھا“ کے تحت آئے گا۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

مولانا لطیف الدین فلاحی ☆

۱- اگر ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے، چاہے وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا، ایسے عیوب کی وجہ سے پلاسٹک سرجری اور آپریشن کی اجازت ہوگی۔ اگر آپریشن سے اس کا عیب دور ہو جاتا ہے اور وہ بدنی اعتبار سے بحال ہو جاتا ہے تو یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے اور علاج ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔
عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو:

إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيناً آخر قال نصير: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (۳۶۰/۵)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غالب گمان شفا کے حصول کا اگر ہو تو اس طرح اقدام مستحسن ہوگا۔

۲- اور اگر یہ عیب فطری اور پیدائشی نہیں ہے، بلکہ بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو شرعاً ایسے عیب کو دور کرنے کے لیے بھی آپریشن کی اجازت ہوگی، اس لیے کہ پیدائشی عیب کا دور کرنا بعض مرتبہ مشکل ہوتا ہے، جب شرعاً اس کی گنجائش نکل آئی تو حادثہ کے سبب عیب کا

☆ شیخ الحدیث دارالعلوم ہاشمی والاکجرات۔

پیدا ہونا اور پھر اس کا دور کرنا بمقابلہ پیدائشی عیب کے زیادہ آسان اور اس کا علاج سہل الحصول ہوتا ہے، اس کی اجازت بدرجہ اولیٰ ہوگی، اس لیے اس میں شفا کا یقین بمقابلہ اس کے زیادہ ہے۔

۳- اور اگر ایسا عیب ہے جو فطری طور پر ہر شخص کے ساتھ عمر کے گزرنے کے ساتھ پیدا ہوتا ہی ہے، جیسے عمر درازی کی وجہ سے جھریاں کا چہرہ پر پیدا ہونا، تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، اس لیے کہ یہ عیب بوڑھا پا کے ساتھ خاص ہے اس کو دور کرنے میں بظاہر دھوکہ دہی لازم آتی ہے، اس کی وجہ سے درحقیقت آدمی کی صحیح عمر کا پتہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے، دوسرا شخص دھوکہ میں پڑ سکتا ہے اور یہ تجل اور تزئین کے بھی قبیل سے ہے اور یہ صفت عورتوں کے ساتھ بھلی معلوم ہوتی ہے اور یہ ان کے ساتھ خاص ہے، اور ویسے بھی ہر بیماری کا علاج اللہ پاک نے نازل کیا ہے، لیکن بوڑھا پا کا علاج دنیا میں نہیں ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے: ”لکل داء دواء إلا الہرم فإنه لا دواء له“ او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام (بحوالہ بحر الرائق ۸/۴۱۹)۔

ہاں البتہ اگر ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑ نہیں ہوتی ہے تو علاج آپریشن کی اس بارے میں اجازت ہوگی۔

۴- یہ صورت بھی جائز ہے علاج ایسا کرنے میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا۔ ماقبل میں عربی عبارت گزر چکی۔

۵- اگر علاج اپنے ہی جسم کا کوئی عضو نکال کر اپنے ہی جسم کے کسی حصہ پر چسپاں کر دیا گیا تو جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کی شریعت میں اجازت ہوگی، اس لیے کہ اس میں بظاہر انسانیت کی توہین نہیں ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے بھی ایسے اقدامات کی اجازت ہوگی، اس لیے کہ

بیماری کو دور کرنے کا کام شریعت میں ملتا ہے۔ اب وہ بیماری چاہے معمولی ہو یا زیادہ علاج کی

غرض نے، یہ اقدام کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ بعض دفعہ پلاسٹک سرجری اس مقصد سے ہوتی ہے کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے تو اس مقصد کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔ حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے بال کے ساتھ دوسرے کے بال جڑوانے والے اور اپنا بدن گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

”لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والواشرة والمستوشرة والنامصة والمتنمصة۔“

ورمختار (۲۵۴/۹) میں ہے: ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء كان شعرها أو شعر غيره۔

اپنے بال کے ساتھ دوسرے کے بال جوڑنا تو حرام ہے ہی، اس لیے کہ دوسرے کے بال سے انشاع جائز نہیں، لیکن اپنے بال کے ساتھ بھی جائز نہیں، نہ مرد کے لیے اس کی اجازت ہے اور نہ ہی عورت کے لیے اس اقدام کی اجازت ہے۔ علامہ شامیؒ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں دھوکہ دہی اور جھوٹ لازم آتا ہے: ”لما فيه من التزوير“ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جس میں انسان کی اصلیت مخفی رہ جاتی ہے اور کم عمری اور خوبصورتی کا دھوکہ لگ جاتا ہے اور بڑی عمر کا شخص بھی کم عمر معلوم ہوتا ہے اور پھر زبان سے بھی یہ شخص اپنی عمر کم ہی بتلاتا ہے، سامنے والا سخت مغالطہ میں پڑ جاتا ہے، لہذا یہاں پر پلاسٹک سرجری پر اقدام یہ شخص علاجاً نہیں کر رہا ہے بلکہ تزویراً کر رہا ہے، اس کی اجازت دینے سے دوسرے بہت سے مفاسد کے باب کے کھلنے کا اندیشہ ہوگا، لہذا ایسے اقدام کی اجازت نہیں ہوگی۔

۸۔ کبھی کبھی بعض مجرم اپنی شناخت نہ ہو اس مقصد سے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، شریعت ان کو ہرگز اس مقصد کے لیے اجازت نہیں دے گی، اس لیے کہ اس میں مجرم کو سزا دینا دشوار ہو جائے گا اور جب سزا نہیں ملے گی تو وہ بار بار جرم کرے گا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعہ

ہر بار چہرہ کی اصل صورت بدلتا رہے گا، اس طرح تو فساد زمین میں عام ہو جائے گا۔ البتہ اگر کوئی واقعی مظلوم ہے اور ظلم سے بچنے کی کوئی صورت اس کے سوا نظر نہیں آرہی ہے اور اس نے ہر صورت اختیار کر کے آزمایا لیکن ساری راہیں مسدود ہیں، اب اگر پلاسٹک سرجری واقعی ظالم کے پنجہ تک پہنچنے میں مزاحم ہے تو ان سخت قیودات کے بعد اجازت دینی چاہئے، بظاہر اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آرہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپریشن بغرض تجمل و دفع عیب

حافظ شیخ کلیم اللہ العری ☆

۱۔ سوال میں مذکورہ عیوب حسی اور معنوی ضرر اور مشقتوں پر مشتمل ہیں اور یہ ضرر اور عیوب آپریشن کے موجب ہیں جو حاجیات کے درجہ میں ہیں، ضرر حسی اور معنوی کی وجہ سے حاجیہ ضروریہ کے قائم مقام ہو جاتی ہے جیسا کہ عام اصول اور قاعدہ ہے:

”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ (الاشباه والظواهر لابن رجب ۱۹) اور جو نصوص تحریم پر دال ہیں یہ اس سے مستثنیٰ ہیں، اس لیے کہ اس دفع عیب پر تغیر خلق اللہ کا مفہوم نہیں پایا جاتا، ارشاد ربانی ہے: ”فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیہ“ (البقرة: ۱۷۳) صورت مسئلہ میں از روئے شرع پیدائشی عیوب کے ازالہ کے لیے آپریشن (برائے دفع عیب) کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ وہ عیوب جو کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس کے علاج کے لیے آپریشن کیا جاسکتا ہے جیسے اکیڈنٹ کی وجہ سے چہرہ بری طرح زخمی ہو جائے یا جلدوں کا بری طرح جھلس جانا یا آگ کی وجہ سے انگلیوں کا ایک دوسرے سے پیوست ہو جانا تو اس طرح کہ عیوب کے دفع کے لیے آپریشن کیا جانا ایک ضروری عمل ہے، بلکہ یہ ایک بیماری کے حکم میں ہے جس کا علاج کرنا ضروری ہے، ارشاد نبوی ہے: ”تداووا فإن الله لم يضع داء إلا وضع له دواء غیر داء واحد الھرم“ (ابوداؤد: ۳۲۵)۔

☆ مفتی، جامعہ دارالسلام، عمر آباد۔

۳- مذکورہ عیوب فطری ہیں اس کے ازالہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس کی وجہ سے ضرر حسی یا معنوی یا دیگر معمولات انسانی میں کوئی فرق نہیں آتا لہذا یہ آپریشن از روئے شرع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں تدلیس شامل ہے اور یہ دھوکہ بھی ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“ (مسلم ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ) اور تغیر خلق اللہ کا موجب بھی ہے۔

۴- مذکورہ صورت مجبوری کی وجہ سے اور دفع عیب کے لیے جائز ہے اور اس سے علاج اگر مقصود ہو تو قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ اور یہ عمل پیوند کاری میں شامل نہیں ہے، اس لیے اس کے جواز میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے: ”فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ“ (البقرہ: ۱۷۳)۔

۵- جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری از روئے شرع جائز ہے، کیونکہ مقصود یہاں دفع عیب ہے اور اس میں تدلیس اور غش کا پہلو مفقود ہے، لہذا یہ آپریشن برائے دفع عیب جائز ہے اور یہ پلاسٹک سرجری علاج کے قبیل سے ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری کا حکم یہ ہے کہ جس کمی و بیشی کی وجہ سے معمولات انسانی میں کوئی فرق نہ پڑتا ہو یا کوئی بڑا عیب نہ ہو تو اس عیب کے ازالہ کے لیے آپریشن (پلاسٹک سرجری) نہ کرنا اولیٰ ہے بلکہ اس کمی و بیشی کو قضاء و قدر تسلیم کر کے راضی رہنا بہتر ہے۔

۷- مذکورہ صورت از روئے شرع حرام ہے، کیونکہ یہ تدلیس ہے اور دھوکہ دہی بھی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)۔

۸- کسی ظالم کے لیے یہ عمل جائز نہیں ہے، البتہ مظلوم کے لیے جواز کا پہلو موجود ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ”إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ“ (النحل: ۱۰۶)۔

خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

مولانا مبارک حسین ندوی ☆

۱- انسان کے جسم کا کوئی ایسا نقص جس کی وجہ سے اس کی جسمانی ہیئت بدنمائی کی حد کو پہنچ جائے اور اس کی وجہ سے لوگوں میں اس کے لیے تنفر کی فضا پیدا ہو، ایسے عیب کا علاج درست ہے، اگرچہ اس کے لیے آپریشن کرنا پڑے گا۔

۲- جس طرح مذکورہ بالا عیب کا آپریشن کے ذریعہ اس صورت میں علاج درست ہے جبکہ عیب پیدائشی ہو اسی طرح اس صورت میں بھی آپریشن وغیرہ کے ذریعہ علاج کرنا درست ہے جبکہ اس قسم کا کوئی عیب کسی حادثہ کی بنا پر پیدا ہو جائے۔

۳- عمر کی زیادتی یا صحت کی کمزوری کی وجہ سے چہرہ پر پیدا ہونے والی جھریاں ان کا علاج دوا وغیرہ سے تو درست ہے لیکن آپریشن کے ذریعہ اس کا علاج درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ آپریشن کے ذریعہ ایسے عیب کو چھپانے کی سعی ہوگی جس سے آدمی کی عمر کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے۔

البتہ ناک کان وغیرہ میں کوئی نقص ہو جو آپریشن کے ذریعہ دور ہو سکتا ہو تو اس کے لیے آپریشن میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴- جسم میں پائے جانے والے کسی نقص وغیرہ کے علاج و ازالہ کے لیے مریض ہی کے جسم کے کسی حصہ کا استعمال کرنا درست ہے جبکہ علاج کے لیے یہی متعین ہو جائے جیسا کہ

☆ نیپال۔

”ایڈمی“ میں یہ بحث ہو چکی ہے۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے اگر کسی مادہ کا استعمال کرنا مفید ہو خواہ پلاسٹک ہو یا اور کوئی چیز جیسے سونایا چاندی وغیرہ درست ہے۔

۶۔ جسم میں پائی جانے والی معمولی سی کمی کے لیے مذکورہ بالا آپریشن اور علاج کی شکلیں اختیار کرنا مستحسن و بہتر ہے۔

۷۔ محض عمر کی کمی اور خوبصورتی کے اظہار کے لیے جبکہ اس سے کوئی بیجا فائدہ اٹھانا بھی مقصود ہو ”پلاسٹک سرجری“ وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔

۸۔ اپنی شناخت یا شخصیت کو چھپانے کے لیے بھی اس قسم کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔
مذکورہ بالا دونوں شکلیں دھوکہ دہی کو مستلزم ہیں جس کے مفاسد ظاہر ہیں۔

آپریشن بغرض حسن و دفع عیب

مولانا افتخار احمد مفتاحی ☆

کسی بھی چیز میں ایسی تبدیلی جس سے اس کی خلقت کا اصل مقصود فوت ہوتا ہو تغیر خلق کے زمرہ میں ہے کیونکہ اس سے اللہ کی تخلیق میں نقص آتا ہے جو کسی طرح درست نہیں، لیکن اگر جسم کے کسی عضو کے کاٹ چھانٹ سے جسم میں نقص کے بجائے کمال پیدا ہوتا ہو یا جسم میں کوئی بیماری ہو تو اس کو کاٹ دینا تغیر خلق میں داخل نہیں ہے، اسی وجہ سے اگر جسم کی حفاظت کے لیے اور علاج کے لیے جسم ہی کے کسی عضو کو کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے تو جائز ہے، ”ولا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لنلا تسرى ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة“۔

اگر عضو میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کو مزید آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے عضو کو کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مثانہ میں کنکری ہو تو اس کو چیرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے تحت کاٹ چھانٹ کیا جاسکتا ہے۔

محض حسن و جمال میں اضافہ کے لیے اعضاء کی قطع و برید درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ ضرورت میں داخل نہیں ہے، ہاں اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو گیا ہو اور اس کو الگ کرنے میں کوئی خطرہ لاحق نہ ہو تو آپریشن کے ذریعہ اس کو الگ کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہے: ”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيناً آخر إن كان

الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک فإنه لا یفعل وإن کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک“ (جب آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسرا حصہ کاٹنا چاہے تو اگر اس کی وجہ سے ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرے اور اگر غالب امید نجات کی ہو تو اس کی گنجائش ہے)۔

اس لیے ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے اور یہ عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹنا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا، ان عیوب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست ہوگا۔

۲۔ جسم کے اعضاء عام قانون فطرت کے موافق تھے لیکن حادثہ کی وجہ سے کسی عضو میں عیب پیدا ہو گیا مثلاً ہونٹ کٹ جانا، یا ناک ٹیڑھی ہو جانا تو اس کو فطری وضع پر لانے کے لیے آپریشن کرنا درست ہونا چاہیے کیونکہ اس میں انسانی جسم کی اہانت لازم نہیں آتی بشرطیکہ ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو۔

۳۔ جو آثار عام قانون فطرت کے موافق وجود میں آتے ہیں جیسے عمر زیادہ ہونے کے باعث چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا اور اعضاء کی تخلیق کے حسن و جمال میں کچھ کمی کا ہونا جیسے ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی ہونا وغیرہ اس طرح کے معمولی عیب کو دور کرنا ضرورت میں داخل نہیں ہے، اس لیے آپریشن کی اجازت نہ دینا ہی درست معلوم ہوتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کو ناجائز اور قابل لعنت اور اللہ کی خلقت میں تغیر قرار دیا گیا ہے، روایت میں ہے: ”لعن الله المفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (مسلم)۔

۴۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے اور تمام اعضاء کو اس تناسب سے پیدا کیا ہے کہ اس سے انسانوں کی خوشنمائی ظاہر ہوتی ہے لیکن بعض انسانوں کے بعض اعضاء عیب دار ہوتے ہیں جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے، اس لیے اگر سرجری کے ذریعہ اس عیب کو دور کیا جائے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی کاٹ کر یا کوئی دوسرا اجزا اسی

کے دوسرے عیب دار حصہ میں لگایا جائے یا کسی بیماری کے ازالہ کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ یہ انسانی جسم کی اہانت نہیں ہے بلکہ اس کی تکریم کے مرادف ہے۔

۵- ایسے جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جس سے انسان کا جسم بد ہیئت نظر آتا ہو ضرورت کے زمرہ میں ہے درست ہونا چاہیے، لیکن اگر ایسے عیوب و نقائص ہوں جس سے انسانی جسم بد ہیئت معلوم نہ ہوتا ہو تو پلاسٹک سرجری کرانا درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ بلا کسی فطری ضرورت کے خود ساختہ تبدیلی کرنا ہے جو درست نہیں۔

۶- بغرض تجمل معمولی جسمانی کمی بیشی کے لیے پلاسٹک سرجری مستحسن نہیں ہے۔

۷- پلاسٹک سرجری اس مقصد سے کرانا کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے شرعی طور پر درست نہیں، کیونکہ یہ فریب اور دھوکہ دہی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ عورتوں کا بال جوڑنا فریب ہے اور نبی ﷺ سے ممانعت منقول ہے، حتیٰ کہ بعض ایسی نوجوان لڑکیوں کے لیے اس کی اجازت چاہی گئی جن کی شادی ہوئی تھی اور بیماری کی وجہ سے ان کے سر کے بال گر گئے تھے، لیکن حضور ﷺ نے پھر بھی سختی سے منع فرمایا (بخاری)۔

۸- ہماری شریعت میں دھوکہ بازی درست نہیں ہے، اس لیے اپنے کو چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری درست معلوم نہیں ہوتی۔

آپریشن اس کی صورتیں اور احکام

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدبیت نظر آتا ہے، جیسے پیدائشی طور پر ہونٹ کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا۔ اس طرح کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرنا درست نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ یہ تغیر خلق اللہ میں داخل ہے جو حرام ہے۔

والحجة علی ما قلنا:

۱- ما فی الکتاب: ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْ خَلْقَ اللَّهِ“ (سورۃ النساء: ۱۱۹)۔

ما فی القرطبی: قال أبو جعفر الطبری: حدیث ابن مسعودؓ دلیل علی أنه لا یجوز تغیر شیء من خلقتها الذی خلقها اللہ علیہ بزیادة أو نقصان التماس الحسن لزوج أو غیره سواء، فلجت أسنانها أو وشرتها أو کان لها من زائدة فأزالتها أو أسنان طوال فقطعت أطرافها، لأن کل ذلک تغیر خلق اللہ (۵/ ۳۹۳، فتح الباری ۱۰/ ۲۶۳)۔

۲- ما فی الحدیث: عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال: ”لعن اللہ الواشمات

والمستوشمات والمتملجات للحسن المغيرات خلق اللہ، مالی

لا لعن من لعنه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو ملعون فی کتاب اللہ (صحیح

جامعہ اشاعت العلوم، اکل کو، بہار اشرف۔

☆

بخاری: ۵۷۹۲، رقم الحدیث: ۵۷۱۰، احکام الجراحۃ الطبیۃ، ص: ۳۰۵، ۳۰۶۔

۲۔ بعض دفعہ پیدائشی طور پر کوئی عیب نہیں ہوتا، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، اس کے علاج کے لیے آپریشن کرانا درست ہوگا، کیوں کہ یہ تغیر خلق اللہ نہیں بلکہ حفظ خلق اللہ ہے، جس کا بندہ مکلف ہے۔

والحجة علی ما قلنا:

۱۔ ما فی القرآن الکریم: ”ولاتلقوا بأیدیکم إلی التهلکة“ (سورۃ

البقرہ: ۱۹۵)۔

۲۔ ما فی الموافقات للشاطبی: مجموع الضروریات خمسة وهي

حفظ الدین والنفس والنسل والمال والعقل، وقد قالوا: ”انها مراعاة فی کل ملة“ (۳۲۶/۲، کتاب القاصد)۔

۳۔ ما فی الأشباه والنظائر لابن نجیم: ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة

عامة كانت أو خاصة“ (۳۲۶ / ۱) ”المشفقة تجلب التيسير“ (الأشباہ ۲۷۱/۲)،

”الضرر يزال“ (الأشباہ ۳۰۵)۔

۳۔ ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر

جھریاں پیدا ہو جانا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر کھڑا نہ ہونا، اس نوعیت کے عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس طرح کا آپریشن دفع ضرورت و حاجت کے لیے نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کا مقصد اہواء و شہواتِ ناس کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ مشروع نہیں۔

”وهذا النوع من الجراحة لا يشتمل علی دوافع ضرورية، ولا حاجة

بل غاية ما فيه تغيير خلقه اللہ تعالیٰ، والعبث بها حسب أهواء الناس،

وشهواتهم فهو غير مشروع ولا يجوز فعله (احکام الجراحۃ الطبیۃ ۱۹۳)۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اس کے جسم کے کسی

حصہ کا گوشت یا چڑایا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا تا کہ وہ عیب دور ہو جائے دو حال سے خالی نہیں، یا تو عیب پیدائشی ہوگا یا کسی حادثہ یا مرض کی وجہ سے پیدا ہوا ہوگا، پہلی صورت میں آپریشن درست نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ تغیر خلق اللہ میں داخل ہے جو شرعاً ممنوع ہے اور دوسری صورت میں شرعاً جائز ہوگا، کیوں کہ تغیر خلق اللہ نہیں بلکہ حفظ خلق اللہ ہے، جس کا بندہ مامور و مکلف ہے۔

۵، ۶، ۸ اور ۷: جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے، معمولی جسمانی کمی و بیشی، کم عمر و خوبصورت نظر آنے، مظلوم کا شناخت سے بچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کر دانا شرعاً ناجائز ہے (سابقہ حوالیات)۔

پلاسٹک سرجری اور اسلام

☆ مولانا اسماعیل بھٹ کو دوروی ☆

۱۔ جب کسی انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب ہو جس سے وہ بد شکل نظر آتا ہو جیسے ہونٹ کٹا ہوا ہو، ناک ٹیڑھی ہو، ہاتھ یا پاؤں میں چھنگلیاں ہو، تو اس عیب کو دور کرنے کے لئے جائز اور حلال سامان کے استعمال کے ساتھ آپریشن کرنا درست ہے۔

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر قال نصير: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (عائلیہ ۳۶۰/۵، خانہ علی البندیہ ۳۱۰/۳)۔

۲۔ کسی حادثہ کی وجہ سے انسان میں پیدا ہونے والے عیب کو دور کرنے کے لئے بھی جائز اور حلال سامان کو استعمال کر کے آپریشن کرنا جائز ہے۔

عن عرفجة بن أسعد قال: ”أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأتتن على فأمرنى رسول الله ﷺ أن أتخذ أنفاً من ذهب“ (ترمذی شریف: ۳۰۶/۱، باب ماجاء فی شد الاثنان بالذهب) (حضرت عرفجہ بن اسعدؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کی جنگ کلاب میں میری ناک کٹ گئی سو میں نے چاندی کی ناک بنائی تو وہ بدبودار ہو گئی اور حکم کیا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے کہ بنالوں میں سونے کی ناک (کہ اس میں بدبو نہیں آتی)۔

مختصر تحریریں

۳- بڑھاپے کی وجہ سے چہرہ کی ختم شدہ خوبصورتی لوٹانے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں۔

عن أبی ریحانة قال: "نهی رسول الله ﷺ عن عشر فيه الوشر" (الحديث) الوشر وهو على ما في النهاية تحديد الأسنان وترقيق أطرافها تفعله المرأة الكبيرة تشبه بالشواب، قال بعضهم: وإنما نهى عنه لما فيه من التغرير وتغيير خلق الله تعالى (مرآة المفاتيح ۸/۲۵۹)۔

۴- انسان کے جسم کے اعضاء میں سے کسی عضو میں اگر ایسا عیب ہو کہ اس کی وجہ سے عضوی منفعت جسمانی مختل ہو جائے تو بذریعہ آپریشن اسی کے جسم کے کسی جزو کو استعمال کر کے اس کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا جائز ہے: وکما یکره أن یعید تلك السن الساقطة مکانها عند أبی حنیفة ومحمدؒ ولكن یاخذ سن شاة ذکية فیشدھا مکانها وقال أبو یوسفؒ: لا بأس بسنه ویکره سن غیره (بدائع کتاب الاحسان ۳/۳۱۶)۔

۵- مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق پلاسٹک سرجری کرنا درست ہوگا۔

۶- اگر کسی عضوی منفعت کے بالکلیہ ختم ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے جسمانی طور پر کوئی تکلیف ہوتی ہو تو مستحسن ہے۔

۸- اگر کوئی مظلوم ظلم سے بچنے کے لئے جائز اور حلال سامان کے ساتھ پلاسٹک سرجری کرائے تو اس کی گنجائش ہے، اس لئے کہ مظلوم کے لئے ظلم سے بچنے کی تدبیر اختیار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کو ظالم کی جانب سے ظلم کا غالب گمان اور قوی خطرہ ہو، ورنہ تغیر خلق اللہ سے بچنا لازم ہے۔

مجرم کو شناخت سے بچنے کی غرض سے صورت بدلنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرنا جائز نہیں۔

افزائش حسن یا دفع عیب کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا

مفتی انور علی ☆

۱- انسان کے اندر اگر ایسا کوئی پیدائشی عیب ہے جو عام قانون فطرت کے خلاف ہے تو اس کو دور کرنے کے لئے احناف کے نزدیک آپریشن جائز ہے، جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا، ناک ٹیڑھی ہونا، ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا یا انگلیوں کا سٹا ہونا۔ مالکیہ نے اس مسئلہ میں ضرر و الم کو بنیاد بنایا ہے یعنی اگر زائد دانت یا زائد انگلی، مبتلاہ کے لئے باعث ضرر ہے تو آپریشن کے ذریعہ اس کی اصلاح جائز ہے ورنہ تغیر فی خلق اللہ ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں، جبکہ احناف کے یہاں اس مسئلہ میں مزید وسعت ہے عام انسانی فطرت کے خلاف ہونا ہی اصل بنیاد ہے صرف اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ اس زائد چیز کو کاٹنے میں ہلاکت کا گمان غالب نہ ہو، ”يجوز قطع إصبع زائدة أو شئ آخر كمن زائدة إن لم يكن الغالب فيه الهلاك عند الحنفية“ (موسمہ ۱۱/ ۲۷۴)۔

۲- حادثاتی عیب کی وجہ سے بھی آپریشن کرنا درست ہے کیونکہ حادثہ میں کبھی چہرہ متاثر ہوتا ہے، ناک کٹ جاتی ہے ہونٹ خراب ہو جاتا ہے رخسار کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس طرح کی صورتوں میں چہرہ کی ہیئت کا بگڑ جانا یقیناً بہت بڑی ذہنی تکلیف کا سبب ہے اور اس کی اصلاح کے بغیر لوگوں کے بچ رہنا اس کے لئے سوا ہاں روح ہے، اس لیے کہ اس طرح کی صورت حال میں آپریشن ایک ضرورت ہے اور اس کی دلیل سنت نبوی ﷺ میں موجود ہے۔

مفتی دارالعلوم، مدو۔

☆

حضرت عرفہ بن اسعدؓ کی ناک یوم کلاب میں زخمی ہو گئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی لیکن وہ بدبودار ہو گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا، یہ واقعہ سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی میں موجود ہے، اس واقعہ کے پس منظر میں سونے کی ناک سے استدلال کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ پلاسٹک سرجری کا عمل بدرجہ اولیٰ درست ہوگا، کیونکہ اس میں اسی آدمی کے بدن سے گوشت یا چمڑا لے کر اسے دوسری جگہ لگایا جاتا ہے (ہدایہ کتاب الکرہیۃ)۔

۳۔ عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں یا گردن کے چمڑے ڈھیلے ہو گئے یا ناک پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہیں ہے یا گردن بہت سڈول نہیں یا ہونٹ اور ٹھڈی کی خوبصورتی میں کمی ہے تو ان نقصانات کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا شریعت کی نگاہ میں جائز نہیں، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حسن و جمال کے لئے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور اس عمل کو اللہ کی خلقت میں تغیر قرار دیا ہے۔

”لعن اللہ المتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ“ (مشکوٰۃ شریف، صحیح مسلم)

دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے سے بہت زیادہ پر تکلف ہے جھریاں دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا یا ناک کھڑی کرنے کے لئے سرجری کا عمل کرانا، مزید برآں یہ کہ آپریشن کے ذریعہ جھریاں دور کرنا ڈھیلے چمڑے ٹائٹ کرنا ایک قسم کا دھوکہ بھی ہے۔ مزاج شریعت سے یہ چیزیں میل نہیں کھاتیں۔ جب ایک جوان آدمی قبل از وقت سفید ہو جانے والے بال میں کالا خضاب نہیں لگا سکتا تو جھریوں کو دور کرنے اور چمڑے ٹائٹ کرنے کے لئے آپریشن کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے جبکہ یہ باتیں عمر کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں۔

۴۔ انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت، چمڑہ، ہڈی یا کوئی اور جزو دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ وہ عیب دور ہو جائے یا کسی بیماری کا علاج کیا جائے تو ایسا کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں معلوم ہوتی۔ اعضاء کی پیوندکاری کے مسئلہ میں علماء نے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ دوسرے کی جان بچانے کے لیے اگر کوئی شخص

اپنا گردہ بلا عوض دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اسی طرح جان بچانے کے لیے ازراہ ہمدردی دوسرے شخص کو اپنے خون کا عطیہ دینا بھی جائز ہے، اس نظائر کو سامنے رکھتے ہوئے زیر بحث مسئلہ کا جواب بالکل واضح ہے کہ ایک آدمی کے اپنے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لیے اسی آدمی کے جسم کا کوئی حصہ استعمال کیا جا رہا ہے تو ایسا کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور یہ صورت بالکل جائز ہے۔

۵۔ پلاسٹک سرجری اس زمانہ کا ایک جدید طریقہ علاج ہے۔ اس کی تفصیلات جاننے کے بعد یہ کہنے میں کوئی تاثر نہیں ہے کہ اس طریقہ علاج کا ہماری شریعت سے کوئی تضاد نہیں۔ میڈیکل سائنس کی ترقیات نے علاج کی بہت سی نئی شکلیں پیدا کی ہیں جس طرح نئی نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے علاج کے راستے بھی کھل رہے ہیں۔ دوا و علاج بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس لئے مباح چیزوں سے نفع اٹھانے میں کسی طرح کی رکاوٹ ڈالنا امت کو ضیق اور تنگی میں ڈالنا ہے۔ ہماری شریعت میں علاج کی استطاعت رکھتے ہوئے علاج نہ کرنا غیر مستحسن ہے، خود اللہ کے نبی ﷺ نے دوا کیا ہے اور لوگوں کو ”تداووا یا عباد اللہ“ کا حکم دیا ہے اور بہت ساری بیماریوں میں مختلف دواؤں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی ہے۔

آج مشینی دور میں بہت سارے مواقع پر پلاسٹک سرجری کے بغیر دوسرے طریقے کامیاب نہیں ہوتے، اس لئے جسمانی عیوب و نقائص کو دور کرنے کے لیے جہاں پلاسٹک کی ضرورت ہو وہاں یہ طریقہ علاج بالکل جائز اور درست ہے۔

۶۔ اسلامی نقطہ نظر سے جسم اللہ کی امانت ہے جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر خود ساختہ تبدیلی منع ہے، بڑے جسمانی عیب کو دور کرنے کا معاملہ الگ ہے، لیکن اگر معمولی کمی بیشی ہو مثلاً ناک بہت کھڑی نہیں ہے، عورت کا پستان نوکدار نہیں ہے، گردن کی ساخت بھدی ہے تو اس طرح کے عیب کی اصلاح کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا محض تکلف اور

اسراف ہے، شریعت کا مزاج اس کی اجازت نہیں دیتا، اس کی اجازت کی صورت میں خلق اللہ میں تغیر لازم آئے گی، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے حسن و جمال کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والیوں کو مغیرات خلق اللہ کہا ہے اور ان پر لعنت کی ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے کالا خضاب لگانے سے منع کیا، بال نوچنے سے منع کیا، ان نصوص کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ ہلکے پھلکے عیب کے ازالہ کے لئے ایسے اقدامات غیر مستحسن ہیں اور پلاسٹک سرجری ناجائز ہے۔

۷۔ اپنے آپ کو کم عمر اور خوبصورت ظاہر کرنے کے لیے اور اچھے رشتہ کے حصول کے لیے پلاسٹک سرجری جائز نہیں، کیونکہ یہ سراسر دھوکہ ہے اور شریعت میں دھوکہ حرام ہے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ”من غشنا فلیس منا“ (صحیح مسلم: کتاب الایمان)۔

۸۔ پلاسٹک سرجری کا عمل کبھی اپنے آپ کو چھپانے کے لیے کیا جاتا ہے، ایسا اقدام اگر مظلوم ظالم سے بچنے کے لیے کرتا ہے تو یہ عمل جائز ہے کیونکہ ظلم سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مکروہ کو زبان سے کلمہ کفر تک کہنے کی اجازت دی ہے، دفع ظلم کے لیے علماء کے نزدیک رشوت دینا بھی جائز ہے، البتہ اگر کوئی مجرم اپنی شناخت ختم کرنے کے لئے یہ عمل کرتا ہے تو اس کے اس اقدام کو درست نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس سے دنیا میں جرائم کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مولانا شمس الدین المظاہری ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد صورت نظر آئے اور وہ پیدائشی ہو اسے آپریشن کے ذریعہ دور کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ آپریشن اس کیلئے ہلاکت اور ضرر شدید کا باعث نہ ہو، چنانچہ فقہاء نے پانچ سے زائد انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی ہے: ”يجوز قطع إصبع زائدة أو شني آخر كسمن زائدة إن لم يكن الغالب منه الهلاك“ (الموسوعة الفقيه ۱۱/۲۷۷)، اسی طرح حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی تو اولاد چاندی کی ناک بنوائی لیکن بدبو محسوس ہونے کی بنیاد پر آپ ﷺ کے حکم سے سونے کی بنوائی (مسند احمد و ترمذی و ابوداؤد و ۵۸۱) یہ عیب اگرچہ پیدائشی نہیں ہے لیکن علت جامع بدہیئت و بد صورتی موجود ہے اگر ناک نہ بھی بنواتے تو زندہ رہ سکتے تھے۔

۲- جو عیب پیدائش کے بعد ظاہر ہوا ہو اور اس سے ہیئت خراب ہو گئی ہو تو اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرنا درست ہے، چنانچہ اوپر مذکور حضرت عرفجہؓ کی حدیث اس کی واضح دلیل ہے، مردوں کے لئے سونا کا استعمال حرام ہے لیکن عیب دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی، لہذا علاج اور آپریشن کے ذریعہ اس طرح کے عیوب کو دور کرنا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا۔

۳- سوال میں مذکور دونوں عیوب میں سے کسی کو بھی بذریعہ آپریشن دور کرنا درست

☆ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی نو گاؤں آسام۔

نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ جھریاں عموماً اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنے کے لئے دور کیا جاتا ہے جو تہ لیس اور دھوکہ ہے جسکی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عمر طبعی کی وجہ سے سفید ہونے والے بال کو دور کرنا اور فقہاء نے اس کی اجازت نہیں دی ہے ”نتف الشیب مکروہ“ (ہندیہ ۲۵۹/۵)۔

ناک کا زیادہ کھڑانہ ہونا حقیقت میں عیب نہیں ہے ورنہ تو پستہ قد ہونا، کالا ہونا اور بالکل سفید ہونا بھی عیب ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بے شمار ملکوں اور علاقوں کے لوگوں کی ناک چمٹی ہوتی ہے اور وہاں اسی کو پسند کیا جاتا ہے، لہذا خواہ مخواہ فطرت الہی کو بدلنے کے لئے بے جا تکلفات مناسب نہیں۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی دوسری تدبیر اور دوانہ ہو تو جسم کے کسی حصے کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی کاٹ کر بذریعہ آپریشن پیوند کاری کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ یہ عمل اس کے لئے ہلاکت یا ضرر شدید کا باعث نہ ہو۔

۵۔ جسمانی عیوب و نقائص دور کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری مستحب اور مستحسن ہے: الأصل فی التزئین الاستحباب لقولہ تعالیٰ: ”قل من حرم زینۃ اللہ الّٰہی أخرج لعبادہ“ الآیۃ (الموسوۃ ۲۶۵/۱۱)۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں دی جائے گی ورنہ فیشن کی راہ کھل جائے گی۔

۷۔ اچھے مقاصد کے لئے عیوب و نقائص کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ دور کرانے کی گنجائش ہے مثلاً خوب صورت بننے کے لئے، اچھا رشتہ لگنے کے لئے، البتہ اگر مقصد غلط ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہوگی، لہذا اگر عمر دراز انسان اپنی جھریاں محض زینت یا کم عمر نظر آنے کے لئے دور کراتا ہے تو فریب کی وجہ سے درست نہیں، لیکن اگر یہی عمل نوجوان کرائے تو اس کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔

۸- مجرم کو اپنے جرم چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی ورنہ تو بڑے بڑے فتنے فساد کا دروازہ کھل جائے گا، البتہ مظلوم کے لئے پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اپنے کو چھپانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے تاکہ ظالم کے ظلم سے اس کی حفاظت ہو سکے۔
 هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

www.KitaboSunnat.com

میڈیکل سرجری شریعت کی نظر میں

مولانا محمد سلمان پالنپوری ☆

۲، ۱- موجودہ میڈیکل سائنس کا ایک بہترین تحفہ پلاسٹک سرجری ہے۔ ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے اور وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود ہو، لیکن عام قانون فطرت کے خلاف ہو جیسے ہونٹ کا کٹنا ہوا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا وغیرہ، یا وہ عیب پیدائشی طور پر اس میں موجود نہ ہو، لیکن اس طرح کا عیب بعد میں کسی حادثہ (زخمی ہونے، جلنے، سڑ جانے وغیرہ) کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، تو ان سب کی سرجری کروانا جائز ہے، چاہے عام سرجری یعنی آپریشن یا پلاسٹک سرجری کی نوبت کیوں نہ آئے، بلکہ بہتر ہے تاکہ اس کا چہرہ اور جسمانی اعضاء اپنی فطری و اصلی شکل میں واپس آسکیں، یا کم از کم بدنما اور بھدے معلوم نہ ہوں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت کو درست کرنا اور اس کو اس کی فطری و اصلی حالت میں لانا مطلوب ہوتا ہے، اصل خلقت میں تغیر نہیں کرنا ہوتا۔

وَأَمَّا قُطْعُ الْإِصْبَعِ الزَّائِدَةِ وَنَحْوَهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ تَغْيِيرًا لِخَلْقِ اللَّهِ وَإِنَّهُ مِنْ قَبِيلِ إِزَالَةِ عَيْبٍ أَوْ مَرَضٍ فَأُجَازَهُ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِبَعْضِهِمْ (مکمل شرح المہلم ۳۴/۱۹۵)۔
أَمَّا لَوْ احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (نودی شرح مسلم ۱۳/۸۹)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر عمر کے تقاضا کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جیسے عمر زیادہ ہونے

☆ مفتی مدرسہ جامعہ خلیفہ مابنی، پالنپور، شمالی گجرات۔

کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہونا، یا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانوں کی شکل و صورت میں پیدائشی طور پر جو معمولی امتیاز و فرق رکھا ہے جیسے ناک یا ٹھوڑی کا معمولی چھوٹا یا بڑا ہونا وغیرہ، تو ایسی ہیئت اور عیب کو دور کر کے محض خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے آپریشن یا پلاسٹک سرجری کروانا شیطانی عمل اور ناجائز ہے۔

اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے سے دھتکارے جانے کے بعد کہا تھا کہ میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کریں (سورہ نساء: ۱۱۹) اور یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ضرورت کے بجائے نفسانی خواہشات کا دخل ہے، یعنی خوبصورت بننا بوڑھا نہ دکھنا جوان دکھنا وغیرہ۔

تیسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو حسن کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والیوں کو بھی خلقت ربانی میں تغیر کرنے والا قرار دیا ہے۔

”لعن المتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (مسلم شریف ۲/۲۰۵)۔

اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے دو باتیں جمع فرمادیں: حسن اور تغیر خلقت اور اس قسم کی سرجری میں یہ دونوں باتیں داخل ہیں، لہذا یہ بھی وعید میں داخل ہوگی اور شرعاً ممنوع ہوگی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ سب دھوکے اور فریب کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے کو ایسا لگے کہ یہ محترم یا محترمہ کم عمر، خوبصورت اور عمر جوان ہیں۔

وبما یبدو منه أنه کان فی أصل الخلقة هکذا فإنه تلبيس وتغییر منهی عنه (تکملة فتح الملہم ۴/۱۹۵)۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگانا، تاکہ وہ عیب

دور ہو جائے یا بیماری کا ازالہ ہو جائے، یہ جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں ضرر کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ عیب اور بیماری کے ازالہ کے بجائے امالہ ہوگا اور جواز کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے عورت کا دودھ جو انسانی جزء ہی ہے علاجاً استعمال کی اجازت دی ہے۔

لا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة وشربه للدواء (الفتاویٰ الہندیہ ۳۵۵/۵)۔

۵- اگر جسمانی عیوب و نقائص نمبر ۱ و نمبر ۲ کے تحت ذکر کردہ، عیوب و نقائص کی قسم کے ہیں یا ان کی وجہ سے کوئی جسمانی تکلیف ہے، تو پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہے۔
ومفهومه أن المفعول لطلب الحسن هو الحرام فلو احتيج إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس (ارشاد الساری شرح البخاری ۱۲/۶۱۰)۔

۶- ایسی معمولی جسمانی کمی و بیشی جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانوں کی شکل و صورت اور اعضا کی وضع و ساخت میں فطری اور پیدائشی طور پر رکھی ہے، اس کے لیے پلاسٹک سرجری کروانا غیر مستحسن اور ناجائز ہے۔

(والمستفادات للحسن) يفهم منه أن المذمومة من فعلت ذلك لأجل الحسن (فتح الباری شرح البخاری ۱۰/۳۸۵)۔

۷- پلاسٹک سرجری اس مقصد سے کروانا کہ انسان کم عمر اور خوبصورت نظر آئے تاکہ اچھا رشتہ لگ جائے، ناجائز ہے اور اس کی تفصیل جزئیہ نمبر ۳ کے جواب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

۸- جب سے دنیا وجود میں آئی ہے، تب سے ظالم اور مظلوم کا بھی وجود رہا ہے اور مظلوم لوگ ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لئے مختلف جائز تدابیر اختیار کرتے رہے ہیں، ظالم کے ظلم سے بچنا خاص اسی تدبیر (پلاسٹک سرجری) میں منحصر نہیں ہے، لہذا ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے دوسری جائز تدابیر اختیار کرنی چاہیے، اس مقصد کے لیے خلقت ربانی میں تبدیلی کرنے کی نہ

تو کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔ ہاں: اگر کسی مظلوم پر کسی وقت میں ظلم سے

بچنے کی یہی خاص صورت (پلاسٹک سرجری) ضروری اور متعین ہو جائے اور ظلم سے بچنے کی دوسری کوئی جائز صورت ممکن نہ رہے اور ناقابل برداشت ظلم کا اندیشہ ہو، تو ایسی مجبوری میں پلاسٹک سرجری کمرانے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ہذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

جوابات بابت پلاسٹک سرجری

مولانا اقبال ٹیکاروی ☆

۱۔ پہلی صورت یعنی جسم میں موجود عیب چاہے وہ پیدائشی ہو یا حادثاتی جیسے ہونٹ کٹا ہوا ہو یا کان کٹا ہوا ہو یا ناک کٹ گئی ہو، انگلی زائد ہو یا اور کسی طرح کا عیب جس کی وجہ سے انسان کے اس عضو کی منفعت فوت ہوگئی ہو یا کم ہوگئی ہو یا انسان بدہیت نظر آئے تو علاج و معالجہ والی احادیث مبارکہ، اسی طرح الضرر یزال کے ماتحت اس کو اجازت ہوگی کہ وہ آپریشن کرا کے عیب دور کرے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپریشن کی وجہ سے اس کو کوئی بڑی ہلاکت لاحق نہ ہوگی، ”لأن الضرر لا یزال بالضرر“ وہ چیزیں جو علامت شیب ہے نہ کہ عیب اس کے لیے آپریشن کی اجازت نہ ہوگی، جیسے کہ بڑھاپے میں چہرے کی جھریاں وغیرہ۔ ان عیوب کے علاج کے لیے اپنے ہی جسم کا کوئی حصہ گوشت یا چمڑی وغیرہ کا استعمال کرنا درست ہے: ”ولو سقط سنہ یکرہ أن يأخذ سن میت“ وکذا یکرہ أن یعید تلک السن الساقطة مکانها عند أبی حنیفہ ومحمد، وقال أبو یوسف: لا بأس بسنہ ویکرہ سن غیرہ“ (بدائع: ۳۱۹/۴)۔

بہتر یہ کہ ازالہ عیوب میں حلال و پاک چیز سے علاج کرے، لیکن اگر طیبات میں سے کوئی متبادل موجود نہ ہو یا اس سے علاج موہوم ہو تو دوسری صورت (استعمال محرم) بقدر ضرورت حدیث عرفیہ کے تحت استعمال کر سکتا ہے، دوسری صورت یعنی بغرض تدلیس پلاسٹک سرجری کرنا

چاہتا ہے تو یہ صورت قطعاً جائز نہیں۔ ”من غشنا فلیس منا۔“

۳- تیسری صورت یعنی بغرض حسن و جمال آپریشن کرانا چاہے تو یہ بھی ناجائز ہے،

بعموم آیت: ”إنه لا يحب المسرفین“، ولا تلقوا بأیدیکم إلى التهلكة“ اور احادیث مبارکہ: ”لعن الله الواصلة والمستوصلة۔“

مذکورہ بالا حدیثوں کے ذریعہ جو صحیح ہے ہم خوبصورتی پیدا کرنے کی غرض سے کئے جانے والے آپریشنوں کا حکم معلوم کر سکتے ہیں، جسے جسم و شہوت کی پرستار تہذیب نے رائج کیا ہے، یعنی دور حاضر کی مادہ پرستانہ مغربی تہذیب نے، چنانچہ اپنی ناک یا پستان وغیرہ کی شکل درست کرانے پر مرد و یا عورت ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں، یہ سب کام موجب لعنت ہیں، کیونکہ یہ تکلیف دہ بھی ہیں اور اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں بلا ضرورت رد و بدل کے مترادف بھی، پھر یہ تبدیلی محض صوری ہوتی ہے حقیقی نہیں اور یہ رد و بدل جسم میں ہوتا ہے روح میں نہیں۔

البتہ اگر کسی شخص کے جسم میں کوئی عیب موجود ہو جو ایک زائد چیز کی حیثیت رکھتا ہو تو اس کا علاج کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ مقصود اس عیب کو دور کرنا ہو جس میں وہ مبتلا ہے اور جس سے عرصہ حیات اس پر تنگ ہو رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دین میں کوئی حرج نہیں رکھا ہے (المرآة بین الیوم والجمع: ۱۰۸)۔

اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے: ”لعن المتفلجات للحسن“ (خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے دانتوں میں درازیں بنانے والیوں پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے) کے الفاظ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ کام اس صورت میں مذموم ہے، جبکہ جھوٹی خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے کیا جائے، لیکن اگر کسی تکلیف یا ضرر کو دور کرنے کی غرض سے واقعی اس کی ضرورت ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

مفتی ظہیر احمد ☆

ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آئے، وہ عیب پیدائشی طور پر ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے، جیسے کوئی عضو ٹوٹ جائے، کٹ جائے یا ایسی خرابی جس کو عرف میں عیب سمجھا جاتا ہو، ان کا علاج کرانا ناگزیر ہے جو کم از کم ایسی حاجت کے درجہ میں آتے ہیں جو ضرورت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو ایسے تمام عیوب کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا شرعاً درست ہوگا، اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث سے بھی اس کی اجازت مترشح ہوتی ہے:

عن أبي الدرداء أن رسول الله ﷺ قال: "إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء تداءوا ولا تتداواوا بالحرام" (ابوداؤد: ۲۸۷۰)۔

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفة بن أسعد "أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق فأتى عليه فأمر النبي ﷺ أن يتخذ أنفا من ذهب" (رواه الترمذی: ۱۷۷۱)۔

اور اگر تحسین درجہ کے مقاصد کے لیے پلاسٹک سرجری کروائی جاتی ہے جیسے ناک کو زیادہ کھڑا کرنے کے لیے یا چہرے کی جھریاں دور کرنے کے لیے تو اس کی شرعاً اجازت نہ ہوگی، چونکہ اس میں بہت سے محظورات بھی لازم آتے ہیں، مثلاً محظورات کا استعمال، ستر کا کھولنا اور

اعتداء علی العضو اور مثلاً جن کے ارتکاب کی اجازت تحسینی درجہ کے مقاصد کے حصول کے لیے نہ ہوگی وہ مقاصد کم از کم حاجت کے درجہ کے ہونے چاہئے ”الضرورة تبیح المحظورات“،
 ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ کے قواعد کی روشنی میں۔

ان مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں:

۱- ان تمام عیوب کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری کرنا شرعاً درست ہوگا۔

۲- اس کے لیے بھی پلاسٹک سرجری کرنا درست ہوگا۔

۳- ان امور میں پلاسٹک سرجری شرعاً درست نہ ہوگی، کیونکہ یہ سب تحسینی درجہ کے ہیں، جن کے لئے محظور شرعی کے ارتکاب کی اجازت نہ ہوگی۔

۴- شرعاً اس کی اجازت ہے، حیث جاء فی الدر المختار: المنفصل من

حیی کمیۃ إلا فی حق صاحبہ (الدر المختار)۔

البتہ مظلوم کے لیے ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لیے اپنی شناخت پلاسٹک سرجری

کے ذریعہ چھپانے کی شرعاً اجازت ہوگی، ”الضرر یزال“۔

پلاسٹک سرجری کرانے کا حکم

مولانا قمر عالم ☆

یہ ایک حقیقت ہے کہ جسم انسانی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اسکی حفاظت ہر ممکن طریقہ پر کرنا یہ انسان کی ذمہ داری ہے جسم ہی کی حفاظت میں اسے لاحق ہونے والے مختلف قسم کی امراض و بیماریوں کا علاج و معالجہ بھی ہے۔ اسی طرح اگر اسے کوئی ایسا عیب لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ بد ہیئت نظر آتا ہے، خواہ وہ عیب پیدائشی ہو یا بعد میں کسی حادثہ کے نتیجہ میں پیدا ہو گیا ہو، تو ایسے عیب سے آپریشن وغیرہ کے ذریعہ اگر ممکن ہو تو چھکارہ حاصل کر لینا چاہئے، اگرچہ اس طرح کے عیب سے انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ بھی کم نہیں۔

موجودہ دور میں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس طرح کے عیوب سے نجات حاصل کرنے سے متعلق فقہ اکیڈمی انڈیا کی جانب سے شرعی حکم معلوم کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان حکموں کو بالترتیب علی حسب سوال بیان کیا جاتا ہے۔

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت نظر آتا ہے مثلاً اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہو یا ناک دکان میڑھا ہو، یا ہاتھ و پاؤں میں اضافی انگلیاں ہوں، یا گنچاپن ہو یا چھچک کی وجہ سے چہرے و بدن میں نشانات پڑ گئے ہوں، اس طرح کے عیوب کو دور کرنے کے لئے آپریشن شرعاً جائز ہے اور بظاہر اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

☆ مدرسہ حسینیہ راجہ

۲- ایسا عیب جو پیدائشی نہ ہو مگر بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو تو اس کے علاج کے لئے بھی آپریشن کرانا جائز ہے، جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمن بن طرفہ کا بیان ہے کہ میرے دادا عرفہؓ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بدبو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا (ترمذی شریف: ۱۷۷۱)۔

۳- ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے چہرے پر جھریوں کا ہو جانا، اس کے دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری اگر اضافی تجمل و تحسین کے لئے ہے تب تو جائز نہیں ہے اور اگر بغرض علاج ہے تو اس طرح کی پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہے، لیکن اگر کسی کی ناک پیدائشی طور پر کھڑی نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ بد ہیئت نظر آتا ہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس کی ناک کو بھی سیدھی کر دینے کی شرعاً گنجائش ہے، کیونکہ ناک کا معمول کے مطابق کھڑی نہ ہونا عرف میں عیب مانا جاتا ہے، اور خود اس مہلتی بہ کو اس سے ذہنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جو جسمانی تکلیف سے کم نہیں ہے۔

۴- انسان کے اپنے ہی جسم سے گوشت، ہڈی یا چمڑا وغیرہ کاٹ کر اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگایا جائے تاکہ اس کے جسم میں پایا جانے والا عیب ختم ہو جائے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

۵- پلاسٹک سرجری کا مقصد اگر ضرورت نقصان کو دور کرنا ہے تب تو اس کی اجازت ہے، لیکن اس کا مقصد تیس و تغیر اور اضافی تجمل و تحسین ہے تب جائز نہیں ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی بیشی اگر اس کے لیے ناگزیر ہے تب تو اس کی اجازت ہے، جیسا کہ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ”الضرورات تبیح المحظورات“۔

اور اگر حسن و جمال میں غلو مقصود ہے تو شریعت اسے پسند نہیں کرتی، کیوں کہ خالق و مالک نے خود انسان کی تخلیق میں حسن و جمال کو داخل کر دیا ہے: ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي

أَحْسَنُ تَقْوِيمٍ“۔

۸، ۷- اس میں چوں کہ غرر اور دھوکہ ہے، اس لئے اس طرح کی پلاسٹک سرجری شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ ایک صورت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر کسی مظلوم کو ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں خطرہ شدید اور ظلم عظیم کا اندیشہ ہو اور ظالم کے ظلم سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ مظلوم اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری شرعاً کرا سکتا ہے، کیوں کہ یہ حالت اضطرار کی ہے اور حالت اضطرار میں جان بچانے کے لئے بہت ساری حرام چیزوں کا استعمال بھی درست ہو جاتا ہے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے: ”الضرورات تبيح المحظورات“۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق احکام

مولانا محمد اشرف عباس ☆

۱- اگر پیدائشی طور پر ایسا عیب ہو جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو، تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن جائز ہے۔

۲- کسی حادثے کے نتیجے میں کوئی عیب در آیا ہو، اس کے لیے بھی آپریشن کا سہارا لینا درست ہے جیسا کہ حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

۳- جو عیب فطری طور پر پیدا ہو گیا، اگر وہ قدرِ قلیل اور معتاد ہے تو اس کے لیے آپریشن جائز نہیں اور اگر عام عادت سے زیادہ ہے تو اجازت ہے، جیسے بڑھاپے کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پیدا ہو جانا اسی طرح ناک اگر اس قدر چھٹی ہو جو عام طور سے اس دیار کے لوگوں کی نہیں ہوتی تو آپریشن کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

۴- ازالہ عیب کے لیے انسان کا اپنے جسم کے ایک حصے کو دوسری جگہ پر لگانا جائز ہے۔

۵- وہ جسمانی عیوب و نقائص جو عام خلقت خداوندی کے خلاف ہوں، ان کے ازالے کے لیے پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

۶- معمولی جسمانی کمی و بیشی کے لیے اس کی اجازت نہیں۔

۷- کم عمر نظر آنے یا محض تجمل کی غرض سے پلاسٹک سرجری تغیر خلق اللہ ہے،

☆ جامعہ مظہر سعادت، ہانوت، گجرات۔

جائز نہیں۔

۸۔ مجرم یا مظلوم کسی کو بھی اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہے۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

مولانا ذکاء اللہ شبلی ☆

۱- ایسا عیب جس سے انسان بد ہیئت و عیب دار نظر آتا ہو جیسے کہ ہونٹ کا کٹنا ہونا یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، اس طرح کے عیب کو آپریشن کے ذریعہ درست کر لینے کی شرعاً اجازت ہوگی۔ البتہ پانچ انگلیوں کے بجائے چھ انگلیاں ہونا اگرچہ عیب ہے لیکن یہ عیب ایسا ہے جو دوسروں پر بہت کم ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی کام میں حرج ہوتا ہے، اس لیے اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے۔

۲- چہرہ مبرہ کی وہ ہیئت جو عمر کی زیادتی کی بناء پر دیکھنے میں آتی ہے وہ عیب نہیں بلکہ منجانب اللہ رعب و وقار کا ذریعہ ہے۔

زیادتی عمر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اس عمر میں جسمانی شبابت اس حسن اور کمال کا حامل ہوتا ہے جس سے لوگوں کی نگاہیں جھک جاتی ہیں، ادب اور محبت سے پیش آیا جاتا ہے، اور دیکھنے والا احترام اور عزت سے پیش آتا ہے، قوی سے قوی لوگ مرد ضعیف کے آگے نرم ہو جاتے ہیں۔

ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے: جس کے بال اسلام کی حالت میں سفید ہوتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہر سفیدی کے بدلہ ایک نیکی عطا فرماتا ہے، ایک گناہ کم کرتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے (ابوداؤد)، یہاں تک کہ بوڑھے دشمن تک کو میدان جنگ میں آقا ﷺ نے قتل کرنے

سے منع فرمایا، ارشاد ہوا نہ کسی شیخ فانی کو قتل کرو اور نہ کسی بچہ کو (ابوداؤد)، اور بزرگوں کی تعظیم کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی)۔

۴، ۳- وہ عیب جو کسی حادثہ کے بناء پر ہو گیا ہو، چہرہ کٹ جانا یا پیشانی کی کھال کا پھل جانا اور وہ بغیر سرجری کے درست نہ ہو سکتا ہو تو جسم کے دوسرے حصہ سے چمڑہ لے کر اس جگہ چپکا سکتے ہیں۔

۵، ۶، ۷، ۸- شرعاً یہ سب امور جائز و درست نہیں۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق سوالات اور جوابات

مفتی جمیل احمد ندوی ☆

۱، ۲۔ ان دونوں صورتوں میں آپریشن کرانا درست ہوگا اور یہ علاج کے قبیل سے

ہوگا۔

الف۔ عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الله أنزل الداء

والدواء وجعل لكل داء دواء، فتداووا ولا تتداووا بحرام" (ابوداؤد ۵۴۱۲/۲)

ب۔ "ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء" (بخاری ۸۳۸/۲)

ج۔ "لكل داء دواء، فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله تعالى" (مسلم

۲۲۵/۲)

عبدالرحمن بن طرفہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا عرفہ کی ناک، زمانہ جاہلیت کی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، اس کی جگہ انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا (ترمذی؛ حدیث: ۱۷۷۱)۔

۳۔ چہرہ کی جھریاں دور کرنے کے لیے آپریشن جائز نہ ہوگا، کیونکہ اس سے عمر کم ہونے کا دھوکہ ہوگا، البتہ ناک کھڑی کرانے کے لئے آپریشن درست ہوگا، اس لیے کہ اس میں کم عمری وغیرہ کا دھوکہ نہیں۔

۴۔ جائز ہے، یہ علاج و معالجہ کے قبیل کی چیز ہے جس کی شریعت نے اجازت دی

مہتمم جامعہ عربیہ بین الاسلام، نواہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔ ☆

ہے، احقر کو اس میں کوئی مانع نہیں لگتا۔

۵- وہ جسمانی عیوب و نقائص جن کے دور کرانے پر عمر کے کم ہونے کا دھوکہ ہو، جائز نہ ہوگا، فرمان نبوی ﷺ ہے: ”من غشنا فلیس منا“ (مسلم ۷۰/۱، کتاب الایمان)۔

۶- ایسے اقدامات مستحسن نہیں، صرف جائز ہوں گے۔

۷- یہ تدلیس اور دھوکہ ہے، ایسی پلاسٹک سرجری و آپریشن کی شریعت اجازت نہیں دیتی، ”من غشنا فلیس منا“ (مسلم ۷۰/۱)، دوسری حدیث میں ہے: ”یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحة الجنة“ رواہ أبو داؤد والنسائی (مشکوٰۃ ۳۸۲/۲)۔

حدیث میں اس وعید کی وجہ بھی یہی ہے کہ کالے خضاب کے ذریعہ بوڑھا آدمی، خود کو جوان ظاہر کر کے دھوکہ دیتا ہے۔

۸- مجرم کے لیے جائز نہ ہوگا، مظلوم کے لیے جائز ہوگا۔ ظلم سے بچنے کی تدبیر میں بہت سی حرام چیزیں، حد جواز میں آ جاتی ہیں مثلاً دفع ظلم کے لیے جھوٹ بولنا اور دفع ظلم کے لیے رشوت دینا جائز ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

پلاسٹک سرجری سے متعلق شرعی احکام

قاضی محمد کامل قاسمی ☆

۱- اگر انسان میں پیدائشی طور پر کوئی عیب ہے اور وہ عام قانون فطرت کے خلاف ہے جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا یا ہاتھ پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلی کا ہونا وغیرہ تو ایسے عیب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرنا درست ہے، اس لئے کہ اس میں تغیر خلق اللہ نہیں ہے۔

۲- اگر اس طرح کا کوئی عیب پیدائشی طور پر تو نہیں ہے لیکن بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے تو اس کے علاج کے لئے آپریشن کرنا جائز اور درست ہے، اس لئے کہ یہ تغیر خلق اللہ میں داخل نہیں ہے۔

۳- اور ۷- عمر کے زیادہ ہونیکے وجہ سے چہرہ پر پیدا ہونیوالی جھریوں کا خوبصورتی حاصل کرنے یا کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لئے آپریشن کرنا ایسا ہی حرام ہے، جیسے خوبصورتی حاصل کرنے کیلئے دانتوں کے بیچ فاصلہ کرنا حرام ہے، اس لئے کہ اس میں تغیر خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنا اور بگاڑنا ہے) اور اس لئے بھی کہ اس میں دھوکہ دینا ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے: ”لعن عبد اللہ الواشمات والتمنصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (بخاری شریف: ۸۷۹)۔

خوبصورتی حاصل کرنے کیلئے ان کاموں کے کرنیوالی عورتوں کو اس حدیث میں

مغیرات خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنے والی) کہا ہے۔

چھٹی اور کھڑی دونوں طرح کی ناک انسان کی فطری اور معتاد صورت ہیں، لہذا ان میں تغیر و تبدل کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

۴۔ کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی یا کوئی دوسرا جزء اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے، جیسا کہ اکیڈمی کے دوسرے فقہی سمینار کے موضوع اعضاء کی پیوند کاری کی تجویز میں لکھا ہے: ”اسی طرح ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے“ (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ۱۵۵)۔

۵۔ اگر جسم میں کوئی عیب یا نقص ایسا ہے جو انسان کی فطری اور معتاد صورت کے خلاف ہے تو اس کی پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہے ورنہ نہیں، اس لئے کہ پہلی صورت میں تغیر خلق اللہ کا حکم نہیں لگے گا اور دوسری صورت میں تغیر خلق اللہ کا حکم لگے گا۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی و بیشی اگر تغیر خلق اللہ کے دائرہ میں آتی ہے تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے۔

۷۔ مجرم کو اپنی شناخت سے بچنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی شریعت اجازت نہیں دیتی ہے، اس لئے کہ شریعت تو مجرم کو اقرار و اعتراف جرم کا حکم دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىَٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا“ (سورہ نساء: ۱۳۵)۔

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اللہ کی طرف گواہی دو اگرچہ تمہارا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے، سو تم دلی کی خواہش کی پیروی نہ کرو انصاف کہہ دینے میں اور اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤ گے تو

اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے)۔

شریعت نے مجرم کے اقرار جرم کو ثبوت جرم کا ایسا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے کہ اس کے بعد کسی اور ثبوت کی حاجت ہی نہیں رہتی ہے۔

عدل و انصاف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب مجرم کا مجرم ہونا ثابت ہو جائے پھر مظلوم یا تو اسے معاف کر دے یا مجرم کو اس کے جرم کی سزا مل جائے۔

اگر مجرم کو اپنی شناخت چھپانے کیلئے پلاسٹک سرجری کی اجازت دی جائے تو یہ قرآنی احکام اقرار جرم، قیام عدل کے خلاف ہوگا۔ اسی طرح ارشاد باری: **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ** (سورہ مائدہ: ۲) (اور آپس میں نیک کام پر اور پرہیزگاری پر مدد کرو، اور گناہ پر اور ظلم پر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے)۔

اور حضور اقدس ﷺ کے فرمان: **”انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً“** کے بھی خلاف ہوگا، کیوں کہ ظالم کی مدد حدیث کی رو سے اسے ظلم سے روکنا ہے اور مظلوم کی مدد اس کو ظلم سے بچانا اور اس کا حق دلانا ہے اور ظالم کو پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت دینے میں گناہ اور ظلم کرنے پر اس کی مدد کرنا ہے اور ظالم کو ظلم سے روکنا نہیں ہے بلکہ اسے جرم کرنے کے لئے جری بنانا ہے اور مظلوم کو ظلم سہنے پر مجبور کرنا اور اسے اس کے حق سے محروم کرنا ہے، نیز زمین پر ہونے والے ظلم و زیادتی اور فساد میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

اگر ظالم ایسا طاقتور ہو چاہے جسمانی طاقت کی وجہ سے یا دیگر اسباب و آلات کی وجہ سے اس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ وہ مظلوم کو پہچاننے کی صورت میں اسے جان سے مار دے گا یا اس کے کسی عضو کو ضائع کر دے گا تو ایسے مظلوم کو پلاسٹک سرجری کرانے کی شرعاً اجازت ہوگی، بھلے ہی اس سے تغیر خلق اللہ لازم آجائے، اس لئے کہ اس مظلوم پر ایک تو مکرمہ کا حکم جاری ہوگا مکرمہ کے متعلق قرآن کریم میں ہے:

”إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان ولكن من شرح بالكفر صدراً
فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم“ (سورہ نحل: ۱۰۶)۔

(مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہے اور لیکن جو کوئی دل
کھول کر منکر ہوا سو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے)۔

لہذا جیسے مکروہ کو اپنی جان بچانے کیلئے دل سے ایمان پر قائم رہتے ہوئے کلمہ کفر کو اپنی
زبان سے ادا کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح جان بچانے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی
بھی اجازت ہوگی۔

دوسرے ایسے مظلوم پر مضطر کا حکم بھی جاری ہوگا، یعنی جیسے مضطر کو اپنی جان بچانے کے
لئے حرام چیزوں کا کھانا جائز ہے، ایسے ہی جان بچانے کیلئے پلاسٹک سرجری کرانا بھی جائز ہوگا۔
اور اگر مظلوم ایسا ہے کہ اس کو مکروہ نہیں کہا جاسکتا ہے تو پھر اسے اپنی شناخت کو چھپانے
کے لئے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، بلکہ اسے اپنے تحفظ کے لئے دیگر
ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپریشن برائے تجمل و دفع عیب

مفتی سراج احمد علی ☆

آج کل علاج کی ایک نئی صورت پلاسٹک سرجری کی دریافت ہوئی ہے اور ان سے متعلق جو سوالات ہشتگانہ فراہم کئے گئے ہیں، ان کے سلسلہ دار جوابات پیش خدمت ہیں:

۱- ایسا عیب جس سے انسان بدبیت نظر آتا ہو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف- پیدائشی طور پر کسی عضو مثلاً ہونٹ، کان یا تالو کا ناقص ہونا۔

ب- پیدائشی طور پر آنکھ، ناک کا ٹیڑھا ہونا یا زبان کا ضرورت سے زیادہ نیچے سے جڑا

ہوا ہونا یا ہونٹ کا ضرورت سے زیادہ موٹا ہونا۔

ج- پیدائشی طور پر کسی عضو کا زائد ہونا مثلاً ہاتھ یا پیر میں بجائے پانچ کے چھ انگلیوں کا

ہونا یا کہیں مسہ وغیرہ کا ہونا۔

الف اور ب میں متقدمین کے یہاں کسی علاج کا ذکر میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس

کے لیے موجودہ طریقہ علاج بعد کی دریافت ہے، اس لیے اس شرط کے ساتھ کہ اگر تجربہ و مشاہدہ

سے یہ امر محقق ہو کہ نیا عیب پیدا نہیں ہوگا اور ایسے آپریشن میں شفا ہو جاتی ہو تو میرے خیال میں

ان دو شکلوں میں آپریشن کی اجازت ہونی چاہیے۔

ج۔ کسی عضو کا زائد ہونا، مثلاً ہاتھ یا پیر میں بجائے پانچ کے چھ انگلیاں یا کہیں مسہ

ہونا، ان کو بذریعہ آپریشن جدا کرنا خواہ بغرض تجمل ہو یا برائے دفع عیب و ضرورت ہو تو درست

ہے اور یہاں بھی شرط یہی ہے کہ عموماً نیا عیب پیدا نہ ہو اور شفا ہو جاتی ہو فتاویٰ ہندیہ (۳۶۰/۵) میں ہے: **إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائداً أو شيئاً آخر، قال نصير: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل، وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك**۔

۲- ایسا عیب جو پیدائشی طور پر نہ ہو بعد میں کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، اس کا علاج یا آپریشن کروانا شرعاً جائز ہے، خواہ اس علاج میں مریض ہی کے جسم کا کوئی جز استعمال ہو یا کسی معدنی شے کا استعمال ہو یا کسی ذبح شدہ حلال جانور کا کوئی جز ہو یا کسی مردار مگر حلال جانور کا کوئی جز ہو سب جائز ہے۔

عہد نبوی میں بھی اس کی مختلف نظیریں ملتی ہیں، مثلاً حضرت مقدادؓ جن کی ایک آنکھ کسی جنگ میں حلقہ چشم سے باہر لٹک گئی تھی تو آپ ﷺ نے حضرت مقدادؓ کے اصرار پر اسے دوبارہ حلقہ چشم میں داخل فرما دیا تھا۔ ان کے پورے معاملے پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کا یہ اصرار ضرورتاً بھی تھا اور برائے تجمل بھی۔

اسی طرح حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ کا جنگ کلب میں زخمی ہونا اور اولاد چاندی کی ناک بنوانا اور بو پیدا ہونے پر آپ ﷺ کی اجازت سے سونے کی ناک کا بنوانا۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی یہ عمل ضرورتاً و تجماً دونوں غرض سے ہے۔

۳- فطری طور پر پیدا ہونے والا عیب مثلاً عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرہ پر جھریاں پیدا ہو جانا، ان جھریوں کے ازالہ کے لیے آپریشن کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ ایسے عیب سے نہ معاشرہ میں کراہت کی جاتی ہے اور نہ ہی عمر کے اس اسٹیج پر اس کی کوئی ضرورت ہے۔

۴- کسی انسان کے جسم میں پائے جانے والے عیب کے ازالہ کے لیے اسی انسان کے جسم کے کسی دوسرے حصہ کے کسی جز کا استعمال جب کہ دوسرے مقام کے بھی شفا کی امید ہو

جائز ہے۔

۵۔ ایسے جسمانی عیوب و نقائص جو پیدائشی ہوں، یا کسی حادثہ کا نتیجہ ہوں سن رسیدگی کے باعث نہ ہوں ان کے ازالہ کے لئے پلاسٹک سرجری کروانا جبکہ مریض اس کے خرچ کا تحمل کر سکتا ہو اور شفا کی امید ہو تو جائز ہے۔

۶۔ معمولی جسمانی کمی بیشی کی صورت میں جبکہ معاشرہ میں کسی طرح کی وقت کا سامنا نہ ہو تو ایسے اقدامات غیر مستحسن ہونے چاہئیں۔

۷۔ محض اس مقصد کے لیے کہ انسان کم عمر یا خوبصورت دکھائی دے تاکہ اچھا رشتہ لگ سکے پلاسٹک سرجری کی شرعاً اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ یہ غش و غرر کے قبیل سے ہوگا، اس کی بنیاد اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد گرامی: ”لعن الله الواصلة والمستوصلة“ ہے، اگرچہ مستوصلہ ہی کے گرے ہوئے بالوں کو جمع کر کے واصلہ جوڑے تب بھی یہی حکم ہے (عالمگیری ۳۵۸/۵، بحوالہ اختیار شرح المختار، رد المحتار علی الدرر ۵۳۵)، گویا مدار حکم ”إن الأمور بمقاصدھا“ ہے، جہاں مقصد کسی کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا یا دھوکہ دینا ہے وہاں عدم اجازت اور جہاں یہ غرض نہ ہو وہاں اجازت ہو سکتی ہے۔

۸۔ یہ سوال مریض سے زیادہ سرجن کے لیے اہمیت کا حامل ہے کہ اسے کن افراد کی سرجری کرنی چاہیے اور کن کی نہیں۔

جہاں کوئی مجرم اپنی شناخت چھپانے کے لیے اور حکومت و قانون کی گرفت سے بچنے کے لیے سرجری کروانا چاہ رہا ہو تو اس شکل میں نہ ایسے مجرم کے لیے شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ وہ ایسا کروالے اور نہ ہی سرجن کو اس کی اجازت ہے کہ وہ ایسے مجرم کی سرجری کرے۔

البتہ اگر کوئی مظلوم ہو اور وہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے بجز پلاسٹک سرجری کے اور کوئی چارہ نہ دیکھے تو شرعاً ایسے مظلوم کے لیے اس کی اجازت ہوگی کہ اپنی شناخت چھپانے کے لیے وہ ایسا کرے اور سرجن کے لیے بھی اس کے تعاون کی شرعاً اجازت ہوگی۔

پلاسٹک سرجری اور اس کا شرعی حکم

مولانا شاہد علی قاسمی ☆

۱- اگر جسم میں کسی جگہ ایسا عیب ہو جس سے انسان بدہیئت نظر آتا ہو اور وہ عیب پیدا کنی طور میں اس پر موجود ہو جیسے ہونٹ کا کٹا ہوا ہونا، یا ناک کا ٹیڑھا ہونا، یا ہاتھ یا پاؤں میں پانچ کے بجائے چھ انگلیوں کا ہونا، ان جیسے تمام عیوب میں آپریشن کرنا درست ہے، بشرطیکہ آپریشن کی وجہ سے غیر معمولی نقصان جیسے جان کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

اسی طرح علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا دانت پیدا کنی طور پر اتنا بڑا ہو جس سے وہ بدہیئت نظر آتا ہو اور اس کی وجہ سے کھانے وغیرہ میں تکلیف ہوتی ہو تو اس کے لیے دانت کٹوانا اور نکھوانا درست ہے، بشرطیکہ یہ عمل کسی عضو کے تلف ہونے یا مرض میں اضافہ کا سبب نہ بنے (دیکھئے: الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۵/۳۹۲)۔

۲- اگر مذکورہ بالا عیوب اور ان جیسے دوسرے نقائص کسی حادثہ کے سبب پیدا ہو جائیں تو ان کی اصلاح کے لیے آپریشن کرانے کی بہ درجہ اولیٰ اجازت ہوگی، اس سلسلہ میں صریح نص بھی موجود ہے، چنانچہ غزوہ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور دفاع کرتے ہوئے ایک صحابی کی آنکھ باہر نکل آئی تھی تو آپ ﷺ نے وہ آنکھ اس کی جگہ رکھ دی اور وہ آنکھ تاعمریوں ہی رہی (دیکھئے: السيرة النبوية والمعجزات ۳۸۳، بحوالہ دارقطنی)۔

☆ ————— المعبد العالی، حیدرآباد —————

اسی طرح حضرت عرفجہ سے روایت ہے کہ جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، مگر اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو آپ ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت مرحمت فرمائی (ترمذی ۳۰۶۱)۔

۳- عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے چہرے پر جھریاں پیدا ہونا یا کسی کی ناک کا پیدائشی طور پر زیادہ کھڑی نہ ہونا ایک فطری عیب ہے، جو غیر معمولی نہیں ہے۔ جب کہ آپریشن کی اجازت غیر فطری عیب کی بنیاد پر دی جاتی ہے، جیسا کہ سوال (۱) اور سوال (۲) کے جواب میں گزر چکا ہے، اس لیے چہرہ کی جھریاں دور کرنے اور ناک کھڑی کرنے کے لیے آپریشن کرانے کی اجازت نہیں ہوگی، زمانہ جاہلیت میں سن رسیدہ خواتین اپنی کم عمری کے اظہار کے لیے دانتوں کو باریک بنایا کرتی تھیں (نہایہ ۱۸۸/۵) تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا، الفاظ حدیث ہیں:

”لعن الله الواشحات والمستوشحات والمنتصحات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله“ (صحیح مسلم ۲۰۵/۲)۔
 متفلجات ”متفلجہ“ کی جمع ہے، جو فلج سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنا۔

اسی طرح عورتوں میں ایک قدیم فیشن جسم کو گودنے کا رہا ہے، یعنی سوئی کے ذریعہ جسم کے کسی حصہ میں باریک سوراخ کیا جاتا، پھر اس پر سرمہ یا کوئی رنگین چیز لگادی جاتی، اس طرح سیاہ یا کسی اور رنگ کے نقطے ابھر آتے، اس کو حسن میں اضافہ کا باعث سمجھا جاتا، آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

أن النبي ﷺ قال: ”لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة“ (ترمذی ۳۰۶۱ وقال الترمذی: هذا حديث صحيح)۔

دانتوں کو باریک کرانا اور جسم کے کسی حصہ کو گودنا ظاہر ہے کہ یہ تجمل کے لیے ہوا کرتا تھا، جس کی حضور نے اجازت نہیں دی، تو جھریاں دور کرنے اور ناک زیادہ کھڑی کرنے کی

بھی اجازت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ بھی تکمیل کے دائرے میں آتے ہیں۔

۴۔ جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چمڑا یا ہڈی اسی کے جسم کے کسی دوسرے حصہ میں لگانا پلاسٹک سرجری کہلاتا ہے، اگر پلاسٹک سرجری کسی ناگزیر اور غیر معمولی حالت پیش آنے کی وجہ سے ہو جیسے کسی کا چہرہ اکیڈنٹ کی وجہ سے بیکار ہو جائے اور پلاسٹک سرجری سے اس کی اصلاح ممکن ہو تو ایسی صورتوں کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی۔ پلاسٹک سرجری ایک جدید طریقہ علاج ہے، جو سائنس کی ترقی کا مظہر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا صریح حکم نصوص میں ملنا مشکل ہے، تاہم ان نصوص سے استدلال کیا جاسکتا ہے جن میں ضرورت کے مواقع پر حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنزِيرِ وَمَا أَهْلَ بِهِ لغيرِ اللَّهِ، فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ“ (البقرہ: ۱۷۳)۔

اسی طرح احادیث رسول میں ایک حد تک اس طرف رہنمائی ملتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کی آنکھ جو جنگ بدر میں باہر نکل گئی تھی، اسے اس کی جگہ پر رکھ دی اور تاعمریوں ہی رہی (السیرۃ النبویہ والبیہرۃ فی السیرۃ، ۲/۸۳، بحوالہ دارقطنی)۔

نیز فقہاء کے یہاں اصول ہے کہ ضرر اشد کو ضرر اخف سے دور کیا جائے گا، ”الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف“ (الاشباہ والنظائر/ ۱۳۳) پلاسٹک سرجری میں گوانسانی جزء سے اشفاق لازم آتا ہے، جو بہ ذات خود کرامت انسانی کے نقطہ نظر سے ناجائز ہے، لیکن ایک عظیم مقصد کی خاطر یہ عمل کیا جا رہا ہے، اس لیے ایسی سرجری جائز ہوگی۔

البتہ انسانی بدن میں ایسی بیماری یا ایسا عیب ہو جس کا دور کرنا ناگزیر نہ ہو جیسے چہرہ کے بعض حصہ کی جلد کالی ہو اور باقی حصہ گورا ہو، کسی عورت کے پستان میں کیנסر ابتدائی مرحلہ میں ہو اور ڈاکٹر نے اسے کاٹ کر نکال دیا ہو اور اب عورت سینہ لگوانا چاہتی ہو، یا گہرے زخم کی وجہ سے گہرا نشان پڑ گیا ہو، اس طرح کے عیب کا ازالہ ناگزیر نہیں ہے، ان عیوب کے ساتھ بھی انسان معمول کی

زندگی گزار سکتا ہے تو کیا ان عیوب کے ازالہ کے لیے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی؟
 نصوص اور فقہاء کی عبارات کی روشنی میں اس کا بھی جواز معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ خود
 رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی آنکھ جو جنگ کے موقع پر نکل گئی تھی اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا،
 اسی طرح حضرت عرفجہ کو حضور نے سونے کی ناک بنانے کی اجازت دی، اسی طرح فقہاء نے
 لکھا ہے کہ اگر کسی کو پیدائشی طور پر ایک ہاتھ میں چھ انگلیاں ہوں تو ان کو بشرط سلامت جان
 کاٹنے کی اجازت ہوگی (ہندیہ ۳۶۰/۵) نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عورت کی شرمگاہ میں گوشت
 بڑھ جائے اور جماع کے قابل نہ رہے تو اسے شق کر کے گوشت نکالنے کی اجازت ہوگی، فتاویٰ
 ہندیہ میں ہے: ”جراح اشتری جاریۃ رتقاء فله شق الرتق وإن أَلَمْتُ“ (فتاویٰ
 ہندیہ ۳۶۰/۵)۔

پلاسٹک سرجری کے سلسلہ میں اسلام کا موقف

مفتی احتشام الحق ☆

سوالنامہ میں مذکور آٹھوں سوالوں میں سے سوال نمبر ۴ کا یہ جز کہ ”کسی بیماری کے ازالہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا گوشت یا چیز ایڈیٹ یا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگا دیا جائے تاکہ وہ بیماری دور ہو جائے، اور سوال نمبر ۸ کا یہ جز کہ ”بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، کے علاوہ سوالنامہ میں مذکور تمام سوالات یا تو منفعت سے تعلق رکھتے ہیں یا زینت سے یا فضول سے، اور ظاہر ہے کہ شریعت اسلامی جو انسانیت کی ظاہری و معنوی صلاح و فلاح کی ضامن ہے، ان چیزوں کے لئے انسانی اعضاء کے استعمال کی کہاں اجازت دے سکتی ہے، جب کہ وہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی نہیں بلکہ اس کے کٹے پھٹے، بیکار اعضاء و اجزاء کے استعمال کو بھی حرام قرار دیتی ہے، اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہتی ہے، اور اعضاء کی اس حفاظت میں مسلم و کافر یکساں ہیں کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے تاکہ یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال کی ان چیزوں سے بالاتر رہیں جن کو کانٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۴ کا یہ جز کہ ”کسی بیماری کے ازالہ کے لئے اسی کے جسم کے کسی حصہ کا

گوشت یا چمڑا کوئی دوسرا جز اسی کے جسم کے دوسرے حصہ میں لگا دیا جائے تاکہ وہ بیماری دور ہو جائے، اور سوال نمبر ۸ کا یہ جزء کہ ”بعض مظلوم جنہیں کسی ظالم کی طرف سے شناخت کی صورت میں ظلم کا خطرہ ہوتا ہے تو اپنے کو چھپانے کے لئے پلاسٹک سرجری کراتے ہیں، ان دونوں صورتوں میں اگر بیماری یا ظلم حاجت کے درجہ کو پہنچ جائے تب بھی پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ اضطرار کی حالت میں اجازت دی جاسکتی ہے۔

اور رہی یہ بات کہ ”یہ بھی بیماری میں داخل ہے کہ انسان دیکھنے میں کسی خاص وجہ سے بدہیئت نظر آئے، اس دوسری قسم کے علاج کی طرف بھی ہمیشہ سے لوگ توجہ دیتے آئے ہیں، کیونکہ اس سے اگرچہ انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہے“ (اور سوالنامہ میں مذکور دونوں مستثنیٰ اجزاء کے علاوہ تمام سوالات اسی ذہنی تکلیف کو مد نظر رکھ کر مرتب کئے گئے ہیں)۔

تو اس میں یہ بات بھی مسلم ہے کہ اس دوسری قسم کے علاج کی طرف لوگ ہمیشہ سے توجہ دیتے آئے ہیں، اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اس سے جو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا عہد نبوی ﷺ میں بھی صحابہ نے اس ذہنی تکلیف سے دوچار ہو کر اس بیماری کے علاج کی طرف توجہ دی یا نہیں؟ اور اگر دی تو انہیں دربار رسالت سے اس سلسلہ میں کیا حکم ملا؟ جب ہم اس سلسلہ میں کتب احادیث کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صحیحین و سنن وغیرہ میں صریح صحیح احادیث ملتی ہیں کہ عہد نبوی میں بھی صحابہ نے اس ذہنی تکلیف سے دوچار ہو کر اس کے علاج کی طرف توجہ دی اور دربار رسالت سے اس علاج کا حکم دریافت کیا، چنانچہ صحیح بخاری میں مختلف ابواب قائم کر کے اور صحیح مسلم میں ”باب تحریم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات والمغیرات خلق الله تعالیٰ“ قائم کر کے مختلف احادیث بیان کی ہیں:

۱- عن أسماء بنت أبی بکر قالت: ”جاءت امرأة إلى النبی ﷺ

فقال: يا رسول الله! إن لى ابنة عريسا أضايتها حصبة فتمرق شعرها أفاصله؟ فقال: لعن الله الواصلة والمستوصلة“ (بخاری ۸۷۸۲/۲، مسلم ۲۰۴/۲)۔

۲- عن أسماء بنت أبي بكر أن امرأة أتت النبي ﷺ، فقالت: ”إني زوجت ابنتي فتمرق شعر رأسها وزوجها يستحسنها أفأصل شعرها يا رسول الله؟ فنهاها“ (بخاری ۸۷۹۲/۲، مسلم ۲۰۴/۲)۔

۳- عن عائشة ”أن امرأة من الأنصار زوجت ابنة لها فاشتكت فتساقط شعرها فأتت النبي ﷺ فقالت: إن زوجها يريد لها أفأصل شعرها؟ فقال رسول الله ﷺ: لعن الواصلات“ (بخاری ۸۷۸۲/۲، مسلم ۲۰۴/۲)۔

۴- عن ابن عمر ”أن رسول الله ﷺ: لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة“ (بخاری ۸۷۹۲/۲، مسلم ۲۰۴/۲)۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مذکورہ مستثنیٰ شدہ دو امور کے علاوہ سوالنامہ میں مذکور باقی تمام امور میں سے کسی بھی امر کے لئے پلاسٹک سرجری کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ان احادیث میں جس ذہنی تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے وہ سوالنامہ میں مذکور تمام ذہنی تکلیفوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ جو لڑکی دلہن بن کر پہلی بار اپنے شوہر کے گھر جائے تو آج کے زمانہ میں ہی نہیں بلکہ زمانہ قدیم سے ہی سب جانتے ہیں کہ اس لڑکی کی فطرت اور جذبات کیا ہوتے ہیں؟ اور اس کے شوہر کے ارمان کیا کیا ہوتے ہیں؟ اور لڑکی کی زندگی شوہر کے گھر چھین و سکون سے گزرے اس کے لئے والدین کیا کیا جتن کرتے ہیں؟ ایسے موقع پر اگر لڑکی بیمار ہو جائے اور اس کی وجہ سے اس کے سر کے بال گر جائیں اور وہ گنجی ہو جائے تو وہ اس کے لئے کیا جتن نہیں کرے گی؟ اور اگر گنجی ہونے کی حالت میں ہی اسے دلہن بن کر پہلی بار اپنے شوہر کے گھر جانا پڑے، تو اس لڑکی کو جو ذہنی تکلیف ہوگی، کیا کوئی اس کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کتنی شدید تکلیف میں مبتلا ہے؟

لہذا مذکورہ بالا مقاصد کے لئے پلاسٹک سرجری بھی انہی تصرفات میں سے ہے جن کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ ان مقاصد کے لئے سرجری میں بلاوجہ شرعی اعضاء انسانی میں بے جا کاٹ چھانٹ ہوتی ہے جو ممنوع و حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ مستثنیٰ شدہ دو امور کے علاوہ باقی سوال نامہ میں مذکور تمام امور میں سے کسی بھی امر کے لئے پلاسٹک سرجری کرنا ممنوع و حرام ہے، کیونکہ اس میں تخلیق خداوندی کو بدلنا بھی ہے اور جھوٹ، فریب، دھوکا دہی اور ملمع سازی بھی ہے۔ فقط، واللہ اعلم

پلاسٹک سرجری - مسائل و احکام

مولانا عبدالنور اباناوی ☆

پلاسٹک سرجری جب کسی ایسی ضرورت کے لئے ہو جو واقعہ ضرورت ہو تو بہر صورت اجازت ہونا چاہئے مگر جب محض برائے تجمل ہو مثلاً ساٹھ سال کی عورت اپنے رخسار و منہ بین آپریشن کرا کر سڈول بنائے تاکہ وہ خوبصورت معلوم ہو تو اجازت نہ ہونی چاہئے اسی طرح مجرم کو اپنی شناخت مٹانے کے لئے اجازت نہ ہونی چاہئے، شادی سے قبل جن عیوب کو شادی نہ ہونے یا اچھا رشتہ نہ ملنے کی بنیاد پر اجازت ہو اسے بعد از شادی غیر مباح قرار دیا جانا چاہئے۔
واللہ اعلم۔

آپریشن بہ غرض تجمیل و دفع عیب

مولانا ریحان مبشر منوی ☆

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ساری کائنات سے ممتاز کیا ہے: ”لقد کرمنا بنی آدم“ (الآیۃ) ”لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم“ (الآیۃ) ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے، اس لیے انسان پر اپنے اعضاء بدن کی حفاظت کرنا ضروری ہے، مگر بعض حالات کی بناء پر اس کی حفاظت نہیں کر پاتا جس میں بندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اور اس میں عیوب اور نقائص پیدا ہو جاتے ہیں یا کبھی عام فطرت سے ہٹ کر انسان جنم لیتا ہے، جس سے وہ بد ہیئت نظر آتا ہے، اس صورت میں وہ علاج و معالجہ کی طرف قدم اٹھاتا ہے، چنانچہ آج ”پلاسٹک سرجری“ جس میں مریض کے جسم سے کوئی حصہ کاٹ کر اس کے دوسرے حصہ میں لگا دیتے ہیں، کی طرف لوگوں کا بہت میلان ہو رہا ہے، اور اس علاج کو لوگ خوب اپنا رہے ہیں، اس سلسلے میں جو سوالات ابھرتے ہیں، جن کا تذکرہ سوال نامے میں ہے۔ ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

۲۰۱- فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعاً زائدة أو شيئاً آخر، قال نصير: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك، فإنه لا يفعل، فإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك“ (ہندیہ ۳۶۰/۵ کتاب الکربیۃ)۔

تدریب فی الافتاء، دارالعلوم، دیوبند۔

☆

فقہ الامت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”زائد انگلی کو انا بھی جائز ہے، رضائے الہی کے خلاف نہیں، مگر تکلیف بھی ہوگی، اپنے تحمل کو دیکھ لیں“ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۳۴ الفصل الثانی فی أعضاء الإنسان وأجزاءہ)۔

لہذا زائد انگلی کو انا اگر جان جانے کا غلبہ نہ ہو، ایسے ہی کٹے ہوٹ یا ٹیڑھی ناک کا آپریشن جس میں دوسری جگہ کا گوشت یا چیز نہ لگایا جائے، درست ہے۔

۳۔ اللہ رب العزت نے انسانی نشو و نما کا نظام، کچھ اس طرح سے بنایا کہ اولاد وہ بچپن کے وقت بھولا بھالا، پھر حد مراہقت، پھر حد بلوغ، پھر حد شبابیت جس میں وہ حسن سے سرشار، سرسبز و شاداب، تازگی سے پر ہو جاتا ہے، پھر اس پر بڑھاپے کا حملہ ہوتا ہے تو چہرے کی تروتازگی بتدریج آہستہ آہستہ معدوم ہو جاتی ہے، اور اس کی جگہ جھریاں جنم لیتی ہیں، یہی فطرت خدائی ہے، اور اسی کے مطابق ہر شخص پر اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، اب اگر ان میں کوئی رو و بدل کرے تو وہ نظام خدائی میں دخل مانا جائے گا، اس لیے چہرے کی جھریوں کو ختم کرنے کے لیے آپریشن کرانا بہ چند وجوہ ناجائز و حرام ہے۔

اولاً: یہ ”لا تبدیل لخلق اللہ“ (الآیۃ) کے منافی ہے۔

ثانیاً: حدیث میں ہے: ”نہی رسول اللہ ﷺ عن عشر وفيها الوشر (مشکوۃ: ۳۷۶ کتاب المباس)، قال: الوشر وهو على مافی النهاية تحديد الأسنان وترقيق أطرافها، تفعله المرأة الكبيرة تشبه بالشواب، قال بعضهم: إنما نهى عنه لما فيه من التغرير، وتغيير خلق الله تعالى“ (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۵۹، کتاب المباس مکتبہ امدادیہ، پاکستان)۔

جب صرف چہرے پر سے بال اکھاڑنا اور دانتوں کو برابر کرنا حرام ہے، تو چہرے پر سے جھریاں ختم کرنے کے لیے آپریشن کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔
ثالثاً: یہ اعضاء انسانی کی تکریم کے خلاف ہے۔

رابعاً: اس میں لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا ہے۔

۴- مضطر لم يجد ميتة، وخاف الهلاك، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو قال: إقطع مني قطعة وكل لايسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به، كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل“ (عائگیری ۵/۳۳۸ الباب الحادی عشر فی الکراهیۃ فی الاکل، زکریا)۔

وإذا كان برجل جراحة، يكره المعالجة بعظم الخنزير والإنسان، لأنه يحرم الانتفاع به كذا في الكبرى (عائگیری ۵/۳۵۴ الباب الثامن عشر فی البدای والمعالجات: مطبوعہ زکریا، دیوبند)۔

”الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز، قیل للنجاسة وقیل للكرامة، وهو الصحيح کذا فی جواهر الأخلاطی“ (عائگیری ۵/۳۵۴ زکریا، دیوبند)۔

مضطر، زندہ انسان کا گوشت اور خود اپنا کوئی عضو نہیں کھا سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ آج کل مریض کے کسی حصے سے گوشت اتار کر، دوسری جگہ چڑھانے کا جو معمول ہے یہ ناجائز ہے (احسن الفتاویٰ ۸/۴۷۲ دارالاشاعت، دیوبند)۔

اگر انسان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو کہ اس کی کھال اور بال اور اعضاء کو قطع و برید کر کے استعمال کیا جائے تو یہ انسانی شرافت و تکریم اور منشاء تخلیق کائنات کے بالکل منافی ہے، اسی لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت، کاٹ تراش کر استعمال کو، سنگین جرم اور سخت حرام قرار دیا ہے (جواہر الفقہ ۲۰/۴۳ دیوبند)۔

لہذا ان منصوصات کے پیش نظر سوال نمبر ۴ میں مذکور صورت ناجائز و حرام ہے۔ بعض حضرات کو بدائع کے اس جزئیہ سے اشتباہ ہوا، اور انھوں نے کہہ دیا کہ مریض کے اپنے عضو سے کاٹ کر اس کے دوسرے کسی عضو کو پیوند لگانا جائز ہے، وہ جزئیہ یہ ہے: ”وإعادة جزء منفصل إلى مكانه؛ ليلتئم، يجوز، كما إذا قطع شيء من عضوه،

فأعاده إلى مكانه، ولا إهانة في استعمال جزء نفسه في الإعادة إلى مكانه
(بدائع ۵/ ۱۳۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: اس جزئیہ سے دوسری جگہ نقل کرنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کسی عضو کو اس کی اصل جگہ پر لگانے کو مرمت کرنا نہیں سمجھا جاتا؛ اس لیے اس میں اہانت نہیں دوسری جگہ لگانا مرمت کہلاتا ہے جو اہانت ہے (احسن الفتاویٰ ۸/ ۲۷۳، کتاب الخطر والاباحۃ، دارالاشاعت، دیوبند)۔

لہذا کسی عضو کو کاٹ کر دوسری جگہ لگانا ممنوع و ناجائز ہوگا، مگر ضرورت شدیدہ مثلاً نقص اور عیب ایسا ہو کہ اس سے انسان اپنی ضروریات پوری نہ کر سکتا ہو، یا چہرہ اتنا بھیا تک ہو گیا ہو کہ لوگ اس کو دیکھ کر خوف کھاتے ہوں تو اس ضرورت شدیدہ میں بہ قول مفتی عبدالرحیم صاحب لاچپوری: ”دونوں قسم (دوسرے موضع سے کھال نکال کر لگانا، رحم کے جھلی سے علاج کرنا) کا علاج اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے“ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/ ۱۷۷، دارالاشاعت، کراچی، پاکستان)۔

اور بہ قول صاحب احسن الفتاویٰ: ”مع ہذا بہ وقت ضرورت شدیدہ، ان علماء کی توسیع پر عمل کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے“ (احسن الفتاویٰ: ۸/ ۲۷۳، دارالاشاعت، دیوبند) گنجائش ہے۔
۵۔ ضرورت شدیدہ اور حالت اضطرار میں اس کی گنجائش ہے کما مر۔

۶۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں ضرورت کا تحقق نہیں، اس لیے ناجائز، گناہ کبیرہ ہے۔

۸۔ بہ چند وجوہ درست نہیں ہے۔

پوشیدگی کے دوسرے بھی طریقے موجود ہیں۔ اس میں دیگر لوگوں کو دھوکہ دینا ہوگا۔

مناقشہ

ایک آواز

ابھی جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ پلاسٹک سرجری کا ہے، اس سلسلہ میں ایک بات جو ذہن میں آرہی ہے اور جسے عرض کرنا ہے وہ یہ کہ اس کے ذریعہ جنس کی تبدیلی بعض مرتبہ عمل میں لائی جاتی ہے، تو کیا یہ بھی پلاسٹک سرجری کی کوئی صورت ہے؟ ہمارے یہاں جو اسپرٹ اور ماہر بیٹھے ہوئے ہیں، ڈاکٹر افتخار الدین صاحب وہ اس پر روشنی ڈالیں گے کہ جنس کی تبدیلی ہوتی ہے جس میں مذکر کو مؤنث، اس طرح میڈیکل سائنس میں ایسی کچھ ترقیات ہوئی ہیں اور اس کے بعد اصل مسائل جو اس پر مرتب ہوتے ہیں جو اس وقت کئی جگہ پیش آرہے ہیں وہ یہ کہ اگر یہ جنس کی تبدیلی ہوتی ہے تو اس پر جو احکام ہیں وہ احکام کس حوالہ سے اور کس اعتبار سے مرتب ہوں گے اور اس کے بعد جو مسائل کھڑے ہوتے ہیں اس سلسلہ میں کیا کچھ ہو سکتا ہے؟ میں چاہوں گا کہ حضرت مولانا بھی جواب دیں اور دوسرے جو حضرات ہیں وہ بھی اس حوالہ سے غور فرمائیں۔

ڈاکٹر افتخار الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مطالعہ کافی وسیع ہے اس بارے میں، یہ صحیح ہے کہ جنس کی تبدیلی بھی آج کل پلاسٹک سرجری کا حصہ ہے اور بعض حالات میں پیدائش سے کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا جنس متعین نہیں ہوتا اور یہ بڑا ڈاکٹروں کو بھی کنفیوژن دیتا ہے اور بچوں کے مل باپ کو بھی کنفیوژن رہتا ہے کہ اس بچے کو ہم لڑکا کہیں یا لڑکی۔

کہیں، ایسی صورتوں میں بعض وقت بچوں کا بھی ایک رجحان رہتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہم کو لڑکی کے طور پر ٹریٹ کیا جائے یا بعض چاہتے ہیں کہ ہم کو لڑکے کے طور پر ٹریٹ کیا جائے تو اس چوائز کے بنا پر یہ سرجری فوری نہیں ہوتی، کم از کم ایک سال دو سال جس جنس میں بچی کو یا اس پیشینہ کو لڑکا بنانا ہے یا لڑکی بنانا ہے تو اس ماحول میں اس کو رکھا جاتا ہے۔ پہلے اس کو ایک آدھ سال ایسے ماحول میں رکھتے ہیں اور اس کو ایسا ٹریٹ کرتے ہیں جیسا کہ وہ لڑکا ہے اور اس کا لباس اور اس کے ساتھ برتاؤ بھی ایسا ہی کرتے ہیں جیسا کہ وہ لڑکا ہے۔ پھر ماں باپ کے پرمیشن سے اور اس بچے کی خواہش کے اوپر سرجری کی جاتی ہے، بالکل یہ صحیح ہے جنس بعض وقت الٹا ہوتا ہے، مرد کو لڑکی بنا دیتے ہیں، جنسی آپریشن کے ذریعہ یہ بھی ممکن ہے اور یہ پلاسٹک سرجری کا حصہ ہے۔

مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی

یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس زمانے کا، بات یہ ہے کہ ایک تو کسی بچے کا لڑکا ہونا کلیئر ہے اور اس کو باقاعدہ لڑکی بنانے کی کوشش یا لڑکی ہے کلیئر، خلقی طور پر، اس کو لڑکا بنانے کی کوشش، ظاہر بات ہے یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے جن خصوصیات کے ساتھ، جن صفات کے ساتھ، ان صفات کو ختم کر کے آپ چاہتے ہیں، دوسری جنس بن جائے تو اس کی گنجائش شریعت میں، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتی ہے۔ ہاں جو چیز زیر بحث ہے اور جس پر ہم گفتگو کر سکتے ہیں اور آج کل یہ صورت حال پیش آتی ہے کہ پیدائشی طور پر بعض بچوں میں یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ ان میں دونوں طرح کی خصوصیات پائی جاتی ہیں، تو آپ نے خنثی کی بحث پڑھی ہے تفصیل کے ساتھ، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ابو بکر بھاص رازیؒ نے احکام القرآن میں کہیں یہ بات لکھی ہے کہ فطری طور پر پیدا ہونے والا ہر بچہ یا تو لڑکی ہوتا ہے یا لڑکا ہوتا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے درمیان کوئی چیز ہو، ان میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکے اور شناخت نہیں کر پارہے ہیں، خنثی مشکل کا جو مسئلہ ہے تو خنثی مشکل کا

مسئلہ وہی ہوتا ہے جہاں پر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میڈیکل سائنس کی جو ترقیات ہیں، ان ترقیات کے نتیجے میں گویا بہت آسانی ہوتی ہے، مدد ملتی ہے، یہ طے کرنے میں کہ کس بچے میں کیا خصوصیات زیادہ ہیں، ذکوریت ہے یا انوشت ہے، یہ جو صورت حال پیش آتی ہے، اس طرح کی، اس میں ہمارے ڈاکٹر صاحب نے جو بات فرمائی ہے کہ بعض دفعہ ڈاکٹر یہ طے کرتے ہیں کہ اس میں کوئی خصوصیات غالب ہیں، اس کا لحاظ کرتے ہوئے پھر جو دوسری خصوصیات آگئی ہیں، ان کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، چاہے وہ سرجری کے ذریعہ سے ہو یا علاج کے ذریعہ سے ہو اور بعض دفعہ صورت حال یہ ہوتی ہے اور ڈاکٹر اس میں خود بخود فیصلہ نہیں کرتے، ماں باپ کے سامنے صورت حال رکھ دیتے ہیں کہ بچے کی صورت حال یہ ہے، اس پر اپنی رائے بھی ظاہر کر دیں گے کہ بھائی اس کو لڑکی بنانا کہ لڑکی ہو جائے، لڑکے کی طرف منتقل کرنا زیادہ آسان ہے، لیکن ان کی ایک رائے اپنی ہوتی ہے، لیکن فیصلہ والدین کو کرنا ہوتا ہے کہ مجموعی صورت حال میں وہ کیا چاہتے ہیں اور اس کے مطابق پھر وہ کارروائی کرتے ہیں جو بھی گویا پلاسٹک سرجری کرنی ہو، ادویہ استعمال کرانی ہو وہ کراتے ہیں، بہر حال یہ ایک اہم مسئلہ ہے آپ کے سامنے، اس پر آپ غور کریں اور بہت سے مسائل پلاسٹک سرجری کے ایسے ہو سکتے ہیں جو آپ کے سوالنامے میں نہ ہو تمام سوالوں کا احاطہ نہیں ہوتا ہے اس پر بھی آپ اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد عارف باللہ

بعض امریکی ڈاکٹروں کی رپورٹ سے یا بعض سعودی عرب کے ویب سائٹ وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ جو سوالات وہ کر رہے ہیں کہ بعض افراد ظاہری طور پر مکمل فطرت کے موافق ہوتے ہیں، لیکن ان کی اندرونی صلاحیت ہارمون وغیرہ کے اعتبار سے ظاہری کیفیت سے مختلف ہوتی ہے، ظاہر سے وہ لڑکی ہے لیکن وہ اپنے بارے میں دعویٰ کرتی ہے کہ میرا میلان

لڑکیوں کی طرف ہی ہے لڑکوں کی طرف نہیں ہے اور ماہر ڈاکٹروں کی رپورٹ اور تصدیق اور چیک اپ وغیرہ کے ذریعہ بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کے اندر لڑکی کی صفت کے بجائے لڑکوں کی صفت غالب ہے اور اسی کے ہارمون موجود ہے، تو اب یہاں پر بعض علماء کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ان حالات میں تحویل جنس تبدیل جنس کی اجازت دیتے ہیں، اس کی اندرونی صفت کی رعایت کرتے ہوئے، تو کیا یہ اجازت بھی درست ہوگی یا نہیں؟

مولانا عتیق احمد بستوی

دو باتیں ہیں: ایک تو یہ کہ رجحان اور میلان کہ فلاں کا جس طرف میلان ہے اعضاء گویا وہ لڑکے والے اس نے مان لیے ہیں خلقتاً جسمی طور پر۔

مولانا عارف باللہ

اعضاء جو ہیں موافق ہیں ظاہر کے لیکن اس کے اندر جو ہارمون وغیرہ ہے جو انسان کی فطرت کی بنیاد ہے وہ مختلف ہے اس سے، لڑکی ہے ظاہر کے اعتبار سے، لیکن اس کے ہارمون لڑکوں کے ہارمون ہے..... ڈاکٹروں کی رپورٹ یہ ہے کہ حقیقت میں اس کی فطرت اور اندرونی کیفیت میں اختلاف ہے ظاہر میں یہ لڑکی ہے لیکن اندرونی صلاحیتوں کے اعتبار سے وہ لڑکا ہے اور اس کا عکس بھی ہے۔

مولانا عتیق صاحب

میرا خیال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی تھوڑی وضاحت ہمارے ڈاکٹر صاحب کر دیں ایسی صورت حال کیا ہوتی ہے، حکم شرعی تو آپ کو طے کرنا ہے یہ کام علماء کا ہے کہ صورت حال معلوم کرنے کے بعد حکم شرعی وہ طے کریں گے، لیکن صورت حال سمجھنے میں ہم کو ضرورت ہے ماہرین کی۔

ڈاکٹر افتخار الدین صاحب

جنیٹکس جو آدمی کا بنیادی یونٹ اس کا سیل (Cell) ہوتا ہے اس کے اندر لڑکی کے اندر XX (جین) جنیز ہوتے ہیں اور لڑکے کے اندر XY جین ہوتا ہے اور وہ XY جین کی وجہ سے اس کے اندر لڑکے کے خصوصیات آتے ہیں۔ XX جین کی وجہ سے کسی میں لڑکی کے خصوصیات آتے ہیں، عام طور پر نارمل یہ ہوتا ہے۔ یہ جس چیز کی بحث ہو رہی ہے، اس سلسلہ میں جنیز تو اپنی جگہ صحیح ہوتے ہیں، وہی رہتے ہیں لیکن ہارمون کا Metabdic پر اہم ہوتا ہے، یہ ایک چیز ہوتی ہے جو کئی اسٹیمز سے گزرتے ہوئے مردانہ ہارمون جس کو Testosterone کہتے ہیں وہ بنتا ہے لیکن یہ درجہ بدرجہ ایک اسٹیمز سے گزرتے ہوئے Testosterone کی شکل میں آتا ہے اور جب یہ بن جاتا ہے تو وہ پوری طریقہ سے مردانہ ہارمون اور ساری مردانی خصوصیات ہیں اس کی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ جسم کے بالوں کا Distribution ہے آواز ہے جو مردانی ہیئت ہے اور مسلسل کے اندر جو ایک قسم کی سختی اور مردانہ ہیئت جس کو آپ کہتے ہیں یہ ساری چیزیں اس کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جب یہ Testosterone کے بننے میں کئی رکاوٹ آجاتی ہے کئی مرحلوں سے جب یہ گزرتے ہوئے کسی جگہ پر جب اس میں بلاک آجاتا ہے تو پھر یہ اپنی اصل شکل میں بن نہیں پاتا تو پھر ایسی صورت میں یہ پر اہم پیدا ہوتا ہے اس کو Pseudo Hermaphrodite کہتے ہیں، یعنی نہ مرد نہ عورت یہ Hermaphrodite کی ایک شکل ہے، حقیقت میں جیسا کہ مولانا نے فرمایا کہ اللہ نے کسی کو یقیناً مرد اور عورت بنایا ہے جنیز کے اعتبار سے، لیکن ہارمون بلاک، ہارمون خرابی کی وجہ سے کبھی یہ مشکل پیدا ہو جاتی ہے تو ایسی صورت حال میں یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، پھر ڈیساؤڈ کرنا پڑتا ہے کہ اس لڑکے یا لڑکی کو کس طرح سے ٹریٹ کیا جائے اور پھر آپریشن کیا جائے۔

مولانا اقبال احمد

پلاسٹک سرجری کے تعلق سے یہ بات کہی گئی ہے کہ ازالہ عیب یا دفع اذی یا تجمیل عارضی کے طور پر جو تصرف کیا جاتا ہے وہ جواز کے دائرہ میں آتا ہے اور جو تغیر خلق اللہ کے دائرہ میں آتا ہے، وہ ناجائز ہے، لیکن تغیر خلق اللہ کے بارے میں بھی یہ جو بات کہی گئی کہ عادت کے برخلاف تخلیق ہوگی تو اس کی تصحیح کی جاسکتی ہے، لیکن اللہ کی عادت اپنی تخلیق کے بارے میں خود مختلف ہے، مثلاً ایک چینی شخص ہے، اس کی ناک چھٹی ہوتی ہے وہ جب انڈیا میں آتا ہے تو انڈیا کے درمیان لوگوں کے رہنے میں عیب محسوس کرتا ہے، حالانکہ وہ اپنے ملک کے اعتبار سے عادت کے مطابق پیدا ہوا ہے تو کیا اس عادت کا بھی کوئی معیار متعین کیا جائے گا؟ اور اس کو اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کے رہنے کے سلسلہ میں تغیر کی اجازت ہوگی؟ یہ میرا سوال ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی

میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات جواب دینے کے لیے بیٹھے ہیں یعنی جو مسئلہ زیر بحث ہے، اس کے بارے میں کچھ وضاحت کریں کچھ مزید جواب دیں، یہ جو آپ نے سوال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس علاقے میں جو شکل و صورت بنائی ہے، جو رنگت ہے جو خاص کیفیت ہے جسم کی، اللہ کی بنائی ہوئی ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس کو چیلنج کرنے کی کوشش، ایک انڈین کوشش کرے کہ میرا جسم اس طرح کا ہو جائے کہ میں امریکن معلوم ہوں، یورپین معلوم ہوں یا ایک چینی جو یہ کوشش کرے کہ میں اپنے ناک و نقشہ کے اعتبار سے گویا ایک عرب معلوم ہوں، چینی معلوم نہ ہوں تو ظاہر بات ہے اس کی اجازت نہیں ہوگی، یہ تغیر خلق اللہ ہی ہے۔ وہ جو بات فرمائی گئی کہ بھائی جو اللہ کی عادت ہے خلق کے تعلق سے، مان لیجئے عموماً پانچ انگلیاں ہوا کرتی ہیں، کسی کے چھٹی انگلی ہوگئی، زائد انگلی ہوگئی تو ظاہر بات ہے کہ اب وہ چھٹی انگلی کو ختم کرنے کا آپریشن اگر اس میں کوئی اور بڑی ضرر رسانی اور اذیت نہ ہو تو اس دائرہ میں وہ چیز

آتی ہے، باقی یہ کہ ایک چینی کا یہ خواہش کرنا کہ میں انڈین ہو جاؤں، انڈین نظر آؤں یا انڈین کی کوشش کہ میں عرب نظر آؤں، یہ ظاہر بات ہے کہ یہ غیر معقول کوشش ہے اور اس کو، اس کی اجازت دینے کی گنجائش نہیں ہوتی، میرا اپنا نقطہ نظر یہی ہے اور آپ بھی شاید اس سے اتفاق کرتے ہوں گے۔

مولانا ظہیر صاحب، کانپور

میں ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی یہ جو بات چل رہی تھی کہ ہارمون جو ہیں اس کے خلاف ہوتے ہیں جو اس کے اعضاء ہیں، مان لیجئے کہ اس کے اعضاء جو ہیں وہ مذکور والے ہیں اور اس کے جو ہارمون ہیں وہ انوٹ والے ہیں، مؤنٹ والے ہیں، تو اس تضاد کی صورت میں علاج ہارمون کا باسانی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر افتخار الدین صاحب

ہارمونز کا علاج باسانی ہو سکتا ہے، کیونکہ ہارمونز دونوں قسم کے موجود ہیں، اور دونوں قسم کے ہارمونز کسی کو دئے جاسکتے ہیں، اگر کسی ایسے پیشہ کو ایسے بچے کو، اگر مان لیجئے کہ اگر مرد کی شکل میں اس کی سرجری ہو گئی تو پھر teststron اس کو external طور پر دیا جاسکتا ہے، کوئی مشکل نہیں ہے اور ویسے اگر اس کی شکل لڑکی کی بنا دی جائے تو جو فی میل ہارمونز ہیں وہ بھی دئے جاسکتے ہیں، ویسا ہی ہوتا ہے، جب یہ سرجری کرتے ہیں تو یقینی طور پر ہارمونز سپلیمنٹ کرنا ہی پڑتا ہے، یہ پوسٹیل ہے۔

(ظہیر احمد صاحب اس لیے کہ اعضاء میں تبدیلی تو زیادہ مشکل ہے، بنسبت ہارمونز میں تبدیلی لانے کے، میں سمجھتا ہوں اعضاء میں تبدیلی ایک بڑا مشکل مرحلہ ہوگا)۔

اس میں تھوڑی سی یہ بات یہ ہے کہ اعضاء بھی اس کے مستقل طور پر بنے ہوئے نہیں

ہوتے ہیں میں بھی تھوڑا نقص رہتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اعضاء بالکل اس کے کسی ایک طرف

متعین ہیں۔ یہ ڈوٹ فل رہتے ہیں۔ (عتیق احمد صاحب! ڈاکٹر صاحب ان کا سوال دوسرا ہے، ان کا سوال یہ ہے کہ ایک بچہ لڑکا ہے تمام اعضاء کے اعتبار سے ظاہر بات ہے کہ اس کو لڑکی بنانے کی کوشش، ہارمونز ساتھ دیں گے اس کے ساتھ اعضاء کی تبدیلی بھی کرنی پڑے گی، اگر محض پرابلم جو ہے ہارمونز کا ہے کہ لڑکا وہ، اس میں ہارمونز لڑکی والے زیادہ ہیں تو ہارمونز کو بدلنا آسان ہوگا، لیکن اعضاء کی تبدیلی مشکل ہوگی، ظاہر ہے فنی لحاظ سے) جب اعضاء مستقل طور پر اس کے بنے بھی نہیں ہیں، تو آپ کو ڈیساؤڈ کرنا ہے کہ آپ کو اس کو کیا شکل اس کو دینا ہے ایسا بھی آج کل ہو رہا ہے کہ مستقل طور پر اعضاء بھی بنے ہیں، ہارمونز بھی صحیح ہیں، لڑکا ہے، اس کو لڑکی بننے کی خواہش ہے ویسٹ میں ایسا بھی ہو رہا ہے، ویسی صورت میں پہلے اس کا Castration کرنا پڑتا ہے جو اس کے testis ہیں، پہلے اس کو آپریٹ کر دیتے ہیں، نکال دیتے ہیں، جس کی وجہ سے جو میل ہارمونز ہیں وہ اس کے بالکل ختم ہو جاتے ہیں، پھر اس کے اعضاء کی یعنی سرجری کر کے اس کو فی میل بنایا جاتا ہے، پھر فی میل ہارمونز اس کو سپلینٹ کیا جاتا ہے یہ بھی شکل ہے۔ یہ تو ایک انتہائی غیر طبعی شکل ہے یعنی بالکل نارمل آدمی ہے، لیکن اس کی خواہش ہے لڑکی بننے کی تو بھی وہ بن سکتا ہے، کافی سرجری اور دواؤں کے بعد، یہ ایک الگ شکل ہے، لیکن ایک جو قدرتی طور پر اس کے ہارمونز میں خرابی ہے، جس کی وجہ سے اس کے اعضاء بھی صحیح طور پر پورے بنے نہیں ہیں، تو ایسی شکل بہت کافی عامی ہے، یہ کوئی بہت زیادہ غیر نہیں اور یہ ویسٹ میں بھی کافی کامن ہے، جس کی صورت میں یہ سرجری کی جاتی ہے، کسی ایک طرف۔

مولانا یوسف ندوی

سوال بالعربية لا أجيد اللغة الأردنية، هناك حديث رواه الامام مسلم
رضي الله عنه جاءت امرأة إلى النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله! إن لي ابنة
عريساً أصابتها حسبة فتمزق شعرها أفأصله؟ فقال: "لعن الله الواصلة

والمستوصلة“، هل هذا الحديث يخالف العملية الجراحية الجمالية۔

مولانا عتیق بستی:

یعنی الأحادیث الواردة في باب الواصلة والمستوصلة كثيرة، (الف) السؤال أن هذا الحديث الذي فيه لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الواصلة والمستوصلة، هذا الحديث يخالف العملية الجراحية التجميلية، في الحقيقة الوصل في الأشعار كانت لأسباب مخصوصة في الجاهلية ومن هذه الأسباب التدليس أيضاً، التدليس لأمر النكاح۔

ولا شك أن الجراحات التجميلية التي تكون للتلوين والتدليس، لاتجوز هذه العملية الجراحية، والأحاديث الواردة في هذا الباب صحيحة ثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن هذا الموضوع الذي ناقشه في هذا الوقت العملية الجراحية، التجميلية كلمة جاءت مستوعبة لكل صورها يعنى كما سمعتم أن هذه العملية الجراحية قد تكون أكبر مقصدها العلاج، الدواء ويكون من ضمنها تجميل الصورة وفي الاستلامات في السيارات وغيرها فهذه العمليات الجراحية يعنى في الحقيقة علاج، مقصدها الأصلي العلاج، الدواء والتداوي، وأما التجميل فمن مقاصدها الضمنية فكما أظن هذه الصور للجراحة التجميلية التي أهم هدفها العلاج والتداوي وان سميناها تجميلية ولكنها تجميلية ضمناً وتبعاً لاتدخل هذه الصورة في ضمن هذا الحديث النبوي، وأما الجراحات التي العمليات الجراحية التي مقصدها التجميل والتدليس مع التجميل، التدليس على الناس فهذه الصور تكون في ضمن هذا الحديث النبوي كما أظن۔

مولانا یوسف ندوی:

بنت هذه المرأة كانت أى ما كان في رأسها شعر أى تلك المرأة أرادت أن تزوج بنتها أى لا يستعد أى رجل أن ينكح أن يتزوج بهذه البنت فلذا أرادت أن تعالج بوصول الشعر لبنتها انها أرادت العلاج بوصول الشعر من الممكن أن يدخل في هذه الباب أى في العملية الجراحية....)

مولانا عتیق احمد بستوی

كما أفهم أن هذا الشكل داخل في لعن الله الواصلة والمستوصلة يعنى تريد أن تزوج بنتاً مثلاً وبنتها وشعرها نا قصة كذا وكذا وتريد أن توصل الأشعار بأشعار خلقية حتى تنكح هذه المرأة هذه البنت ولا بهذا المرأة الرجل، الرجل الذى خطب هذه المرأة لا يعرف كيفيتها وهذه المرأة في الحقيقة أرادت التدليس على الرجل، فلا شك أن هذه الصورة داخلية في "لعن الله الواصلة والمستوصلة" لأن هذه المرأة والبنت أرادت التدليس على الرجل الناكح.

مولانا شاہ جہاں صاحب

امام نوویؒ نے اس حدیث کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ النہی مختص بالوصل بالشعر ولا بأس بوصلہ بصوف أو بخرق وغیرہا، یعنی امام نوویؒ نے اس کو خاص کیا ہے کہ انسانی بال لگانے کی ممانعت ہے، دوسری چیز کے ذریعے اگر اس کی اصلاح کی جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

مولانا عتیق احمد، بستوی

ہاں وہ آپ کی رائے ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر مقصد گویا یہ ہے کہ بھی بچی کی جو صحیح کنڈیشن ہے، اگر معلوم ہو جائے تو نکاح نہیں ہوگا، اس کو چھپا کر کے گویا ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ وہ چیز درست نہیں ہوگی، ایک تو شادی شدہ عورت ہے، اس کے لیے اپنے تختہ میں کے لیے استعمال صوف الگ چیز ہوئی، لیکن جہاں مسئلہ شادی کا ہو کہ شادی کے لیے آپ یہ کام کر رہے ہیں اور دوسرے فریق کو اس سے بے خبر رکھ کر کے، تو ظاہر بات ہے کہ جب صورت حال معلوم ہوگی تو وہاں پر تعلقات میں خرابی بھی پیدا ہوگی اور مسائل پیدا ہوں گے۔ یہ تدلیس ایک طرح کی ہوئی، غش ہوا، جس کی گنجائش نہیں ہے۔

ایک آواز

مولانا ایک بات اور میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو بات آرہی ہے کہ تغیر خلق اللہ، مفسرین نے جو لکھا ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ نے جس خلقت پر پیدا کیا ہے، اس میں تغیر درست نہیں ہے، لیکن انہوں نے جواز کی کچھ شکلیں لکھی ہیں مثلاً کسی کے دانت زائد ہیں یا انگلی بڑھی ہوئی ہے، اس میں تکلیف ہے تو اس مقصد سے اس کی تغیر ہو سکتی ہے، تو انہوں نے عام طور سے مادی درد میں اس کو منحصر کیا ہے، مادی درد ہو اور تکلیف ہو تو تغیر کی جاسکتی ہے، لیکن اگر ذہنی اذیت ہو یا نفسیاتی تکلیف ہو تو اس کا حکم انہوں نے نہیں لکھا ہے، تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ہر وہ صورت جس پر اللہ تعالیٰ نے کسی فرد کو پیدا کیا ہے، اس کی تغیر، تغیر خلق اللہ میں داخل ہے، لیکن جواز کی استثنائی صورتیں یہ ہو سکتی ہیں اور اس میں نفسیاتی اذیت کا بھی دائرہ پیدا کیا جائے اور اذیت کو وسعت دی جائے، یہ بہتر ہوگا یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ عام

پیدا کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بظاہر کوئی حکمت ہوگی اس میں، تو یہ کہنا صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے کہ عام عادت کا اعتبار ہوگا، بلکہ ہر آدمی کو جس خلقت پر اللہ نے پیدا کیا ہے اس کا اعتبار کرنا زیادہ بہتر ہے اور اذیت کے دائرہ میں وسعت پیدا کی جائے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

مولانا عتیق احمد، بستوی

میرا خیال یہ ہے کہ تغیر خلق اللہ کا تعلق جہاں تک ہے اور جس شدت کے ساتھ قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے، تو تمام چیزوں کو ہم تغیر خلق اللہ میں ہم لے آئیں۔ اس کے بعد استثناء کرنے بیٹھیں کہ فلاں فلاں صورت مستثنیٰ ہیں، یہ شکل بہتر نہیں ہے، جب اس چیز کو آپ کو جائز قرار دیتا ہے کہ فلاں شکل جائز ہے اس کے فلاں فلاں اسباب ہیں، تو پہلے کیا ضرورت ہے۔ آپ اس کو تغیر خلق اللہ کا دائرہ وسیع کر کے ان چیزوں کو اس میں لے آئیں، پھر استثناء کرنے کی کوشش کریں، جب کہ قرآن پاک میں جو تغیر خلق اللہ پر وعیدیں ہیں، احادیث کے اندر وعیدیں بڑی سنگین ہیں، تو ظاہر بات ہے کہ اللہ نے کسی کو پیدا کیا، ایک زائد انگلی اس کے ساتھ لگی ہے، دو انگلیاں جڑی ہوئی ہیں، اس میں اگر وہ کوشش کرتا ہے گویا آپریشن اور چھٹی زائد انگلی کو کٹوانے کی، تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پہلے اس کی ضرورت ہے کہ پہلے اس کو تغیر خلق اللہ کے وعید میں داخل ہم کریں اور پھر اس کی مجبوری یا ضرورت یا رفع اذنی کے لیے اس کی ہم استثنائی شکل پیدا کریں، میرا اپنا طرز فکر یہی ہے۔

قاضی کامل صاحب

یہ جو حدیث شریف ہے، جس میں حضور اقدس ﷺ نے بال کے جوڑنے والی اور بال کے جوڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے، اس کی تشریح کرتے ہوئے بذل المجاہدین یہ فرمایا ہے کہ اگر عورت اون یا ریشم ان کو اپنے بالوں میں جوڑتی ہے تو اس میں کوئی برائی کی بات نہیں ہے

اور وہ جو لعنت کی گئی ہے حدیث میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسری عورت کے جو بال ہیں، ان کو اپنے سر میں وہ جوڑ رہی ہو اور آدمی کا جو جز ہے، اس سے استفادہ کرنا چوں کہ حرام ہے، اس لیے وہ ممانعت ہے اور حدیث میں یہ تفصیل مذکور نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت میں عادت یہی تھی کہ اس طرح سے جو بال جوڑے جاتے تھے، وہ کسی دوسری عورت کے بالوں کو جوڑا جاتا تھا، تو اگر کسی عورت کے بالوں کو یا کسی آدمی کے بالوں کو نہیں جوڑا گیا ہے اور اپنے بالوں میں عورت ریشم یا اون کو جوڑتی ہے اور ان کے ذریعہ اپنے بالوں کو لمبا ظاہر کرتی ہے تو اس میں کوئی قباحت کی بات نہیں ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی

اس میں مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ جزء انسان سے انتفاع، انسانی بالوں سے انتفاع جو اس وقت شکل مروج تھی، عورتوں کے بال جوڑنے جڑانے کی تو ظاہر بات ہے کہ اسی پر محمول کیا ہے۔ حضرات! میں دوسری بات الگ سے کہہ رہا ہوں آپ سے کہ ایک تو یہ ہے کہ عورت اپنے بالوں کی آرائش کے لئے وصل کرتی ہے، وصل میں ٹھیک ہے انسانی بالوں کا استعمال نہ ہو، لیکن مصنوعی بالوں کا استعمال ہو، اون کا استعمال ہو، ریشم کا استعمال ہو، تو اپنے بال کو اچھا بنانے کے لیے، خوبصورتی کے لیے اس کا استعمال کر رہی ہے، اس کی گنجائش ہے، کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن جہاں مسئلہ شادی کے مرحلہ کا ہوتا ہے، ایک بچی میں ایک عیب اس طرح کا پایا جا رہا ہے اور وہاں پر گویا ظاہر بات ہے، یہ عیب چھپنے والا نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ اس طرح کر کے رشتہ طے کر دیں، سب کچھ ہو جائے اور اس کے بعد جب معلوم ہوگا اس لڑکے کو، اس کے گھر والوں کو کہ بھائی وہ تو یہ سب مصنوعی بال ہیں، یہ تو ریشم لگایا ہوا ہے، یہ تو اون لگایا ہوا ہے، تو گویا ایک تو بہر حال دھوکہ دہی تو ہوئی اور ساتھ ساتھ جو تعلقات کی خرابی پیدا ہوگی اور مسائل پیدا ہوں گے، جن لوگوں کو قضاء سے واسطہ ہے، دارالقضاء کو دیکھتے ہیں، ان کو

اندازہ ہے کہ کتنی چھوٹی چھوٹی باتیں نزاع کا ذریعہ بن جایا کرتی ہیں، اس لیے اگر مسئلہ ہے شادی کے لیے کسی اس طرح کے عمل کی تو چاہے انسانی بالوں کا وصل نہ ہو اور کسی بال کا وصل ہو، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس کی گنجائش ہم دے سکتے ہیں یا آپ کی رائے ہوگی، تو آپ فرمائیں۔

مفتی زاہد صاحب

میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ تصحیح جنس کو اور تغیر جنس یا تبدیلی جنس کو، دو الگ الگ چیزوں کو رکھنا چاہیے، یہ مناسب بات نہیں معلوم ہوتی کہ دونوں کو ایک ساتھ ملایا جائے، تصحیح جنس کے لیے جو ضروریات ہیں، جو ضروری اس کے مدد ہیں اور جو اس کے لئے گنجائش اس میں زیادہ سے زیادہ اس کی مدد کی جاسکتی ہے، وہ بالکل گویا فطرت کے مطابق ہے اور اس اعتبار سے اس کو چاہے وہ مردانہ یا زنانہ جو بھی اس کے مسائل ہوں مخصوص انداز کے، تو وہ تصحیح جنس بالکل ایک الگ چیز ہے اور تغیر جنس یا تبدیلی جنس وہ بالکل ایک دوسری چیز ہے، دونوں کو یکساں نہ کیا جائے، اس سلسلہ میں جو فقہاء نے بہت سی تفصیلی باتیں لکھی ہیں اور اس کے بعد جو ہمارے یہاں جدید پلاسٹک سرجری کے حضرات ہیں اور جو اس سلسلہ میں الگ الگ باتیں فرماتے ہیں چاہے وہ خواتین سے متعلق ہوں یا مردوں سے متعلق ہوں تو ان کو یکساں قرار نہیں دینا چاہیے تو یہ میں اس وقت یہ بات عرض کر رہا تھا۔

مولانا عتیق احمد بستوی

یہ بات تو بہت معقول ہے اور اچھی تعبیر ہے کہ بھائی جنس کی تبدیلی الگ چیز ہے اور تصحیح الگ چیز ہے، جہاں پر جس میں صورت حال غیر واضح ہوتی ہے، اس غیر واضح صورت حال میں جو غالب رجحان اس کے جسم، اعضاء کے اعتبار سے ہے، اس کے لحاظ سے اس کو صحیح کرنے کی کوشش، تو ظاہر بات ہے کہ وہ الگ مسئلہ ہو تو تبدیلی جنس جیسے آپ کہتے ہیں کہ بھی یہ ایک مکمل

لڑکا ہے، اور اس کو خود یا اس کے گھر والوں کی خواہش ہے کہ لڑکی ہو جائے یا اس کے برعکس ہو جائے۔ تو ظاہر بات ہے کہ اس کی گنجائش کا سوال نہیں پیدا ہوتا، جس کی گنجائش ہم دے سکتے ہیں اور ہے اس کی گنجائش وہی ہے فقہ جس کہ ایک بچے میں کچھ کمی ہے، ہے لڑکا وہ لیکن اس کے ہارمونز لڑکی جیسے کچھ آگئے ہیں، اس ہارمونز کی تبدیلی اور اس کا علاج، اس میں اگر ضرورت پیش آتی ہے کسی اور چیز کی، جراحی عمل کی، اس کا انجام دینا یہ الگ چیز ہوئی۔

مفتی زاہد

اس میں اگر ذرا سا اور اجازت دیں تو ایک منٹ اور اپنی بات کی وضاحت کروں کہ اس میں ایک واقعہ ہمارے علی گڈھ یونیورسٹی میں ایسا پیش آیا کہ ہمارے یہاں پلاسٹک سرجری کے جو جیئر مین ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک غیر مسلم دیہاتی کا انہوں نے کہا کہ بھائی اس کا نام میں کوڈ نہیں کرنا چاہتا اور نہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں، ایک غیر مسلم دیہاتی جو ہے وہ دونوں شادی شدہ آئے اور بچپن میں وہ بچہ پیدا ہوا تھا، اس پیدا ہونے کے موقع پر اس کا جو گویا عضو مخصوص مردانہ تھا وہ اتنا معمولی سا تھا کہ وہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، لگتا تھا کوئی دانہ وغیرہ یا کوئی کھال بڑھی ہوئی ہے اور جو اس کے خصیتین تھے وہ کسی جگہ جسم میں دوسری جگہ پر تھے، اس کے علاوہ جسم میں ایک شکاف تھا، جس سے کہ وہ پیشاب اس کا خارج ہوتا تھا، گھر والے یہ سمجھے کہ یہ لڑکی ہے، لیکن حقیقتاً وہ میڈیکل سائنس کے اعتبار سے وہ لڑکا تھا۔ بالآخر اسے لڑکی کے طور پر پالا گیا اور لڑکی کے طور پر پالنے کے بعد اس میں یہ توجہ نہیں دی گئی جو لڑکیوں کی خصوصیات اور ان کی علامات ہوتی ہیں، آیا وہ پیدا ہوئیں یا نہیں ہوئیں؟ اس کے بعد پھر اس کی شادی ہو گئی، شادی ہونے کے بعد اب وہ رازمیاں بیوی کے درمیان جب بات بنی تو کھلا، تو اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بھائی یہ تو لڑکا تھا اور میڈیکل سائنس کے اعتبار سے تمام تحقیقات کی گئیں ہارمونز ٹیسٹ کئے گئے اور تمام چیزیں ٹیسٹ کی گئیں تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا ہے۔ لڑکی تو ہے نہیں، اب وہ ڈاکٹر یہ کہتے

ہیں کہ ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو کبھی بھی..... حیض نہیں آیا، دائرہ بھی نہیں نکلی ایک دو بال ادھر ادھر نکل آئے، جولڑکیوں کے بھی کبھی کبھی نکل آتے ہیں، تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم میڈیکل سائنس کے اعتبار سے تو ہم اس کو لڑکا تسلیم کرتے ہیں، لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ اس کی شادی ہو گئی ہے۔ لہذا اس کی ٹوٹنے والی شادی کو بچانے کے لیے ہم نے یہ سمجھا کہ ہم اس کی انسانی اعتبار سے خدمت کریں اور ہم اس کو بطور لڑکی ڈیولپ کریں اور اس طرح سے انہوں نے اس کو خدمت سمجھ کے اس کی مدد اس سلسلہ میں کی، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ تو خیر اس کی اجازت نہیں دے سکتے، اس لیے کہ ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بہر حال یہ تغیر خلق اللہ میں آتا ہے اور خلق تکوینی جو ہمارے فقہاء نے اور صحابہ کرام اور بعض اجل مفسرین نے لیا ہے۔ خاص کر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ اور سعید بن المسیبؓ اور سفیان ثوریؓ، حضرت عکرمہؓ اور بہت سے صحابہؓ اور تابعینؓ سے مروی ہے، تو یہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے، جو ہم لوگوں کے غور و فکر کے لیے ہے، اس طرح کے مسئلہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مولانا عتیق احمد بستوی

ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، اخبارات میں یہ چیزیں آیا کرتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہاں بیوی کے درمیان بنی نہیں بگڑ گئی، مسائل پیدا ہو گئے، بنی نہیں، بہر حال وہ ایک الگ موضوع ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی آپ غور کریں گے اور ظاہر بات ہے کہ ایک بچہ بظاہر لڑکا محسوس ہوا، لیکن جب اس کے اعضاء کی تحقیق ہوئی، چانچ ہوئی، تو ڈاکٹروں کے اعتبار سے اس کے اندر خصلتیں بھی ہیں اور جولڑکے کے اعضاء ہوتے ہیں وہ موجود ہیں، اگرچہ چھوٹے ہوں۔ تو اس کا مسئلہ بالکل الگ مسئلہ ہے، جس پر ہم زیادہ گفتگو کریں گے۔

محمد عبید اللہ ہاڑوی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم

وعسی أن تحبوا شينا وهو شر لكم“، انسان عقلی طور پر سمجھتا ہے کہ ایک چیز جو ہے میرے لیے بہت مفید ہے، میرے لیے فائدہ مند ہے، لیکن وہ چیز اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہے، انسان اپنی سطحی عقل سے سوچتا ہے کہ اگر میرے اندر یہ خوبصورتی نہیں ہوگی تو میرا یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، میری شادی نہیں ہوگی، لیکن انسان جو ہے قدرت سے ٹکر لیتے ہوئے اس کی سرجری کرتا ہے، تو کبھی کبھار اس کا برعکس معاملہ پیش آتا ہے، کہ پہلے کسی طرح انسان معلوم ہوتا تھا لیکن بعد میں اس نے سرجری کا پتہ چلا اور بگاڑ پیدا ہو گیا، چاہے تصحیح جنس کا مسئلہ ہو یا تغیر جنس کا مسئلہ ہو، میں اپنے اعتبار سے یہ سمجھتا ہوں کہ دونوں کے اندر حرمت کا پہلو ہی موجود ہے، اس لیے کہ جو سرجری کی جاتی ہے، اگرچہ اس کے اندر کچھ فائدہ نخی طور پر ظاہر ہوتا ہے، لیکن مفتی شفیع صاحب دیوبندیؒ نے اپنی کتاب جواہر الفقہ کے اندر یہ بات لکھی ہے کہ جو سروے کیا گیا ہے، اس کے اندر اس بات کا پتہ چلا ہے کہ جو فائدہ ہوتا ہے، بہت کم ہی فائدہ ہوتا ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں نقصان بہت زیادہ ہے، اگر ہمارے ڈاکٹر ان جو اس فن میں لگے ہوئے ہیں، اگر وہ اس بات کے اندر غور کریں گے کہ ہم غیر انسانی جو جانور ہے جو انسان نہیں ہے، اس کے ہم اعضاء کو لے کر کسی طرح سائنس جو ہے ریسرچ کر کے، ہم اس کے اندر غور و فکر کر کے مزید ترقی دیں، اسی سے سرجری کی جائے، لیکن انسانی اعضاء کے ذریعہ سے سرجری کی جائے تو اس کے جو نقصانات ہیں بہت زیادہ ہیں، آج کل اخبارات کے اندر یہ بات بار بار آرہی ہے کہ سرجری کی وجہ سے بہت سارے انسان کو بے دردانہ طور پر قتل کیا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو دوسرے کے استعمال کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کے حقوق کا جو مسئلہ آیا تھا۔ (مولانا عتیق احمد، بستوی) بھائی موضوع اس وقت نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں، آپ کچھ موضوع سے اس وقت باہر جا رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری کا موضوع باقاعدہ ہمارے اکیڈمی کا ایک موضوع تھا سمینار کا۔ گفتگو اس پر ہو چکی ہے اور اس پر فیصلہ بھی ہوئے ہیں۔ اس وقت مسئلہ اعضاء کی پیوند کاری کا نہیں ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری، غیر انسانی اعضاء کی پیوند کاری، اس لئے جو نقطہ ہے آپ کا اس کے اوپر بحث مرکوز

کریں، اب مغرب کا وقت بھی ہونے والا ہے اور ابھی ہم کو صاحب صدر کی گفتگو سننی ہے، چند منٹ کے لیے، ہم درخواست کرتے ہیں اپنے بزرگ مولانا صادق محمدؒ، سب، جو اس نشست کے صدر ہیں، آپ کا تعلق حیدرآباد سے ہے، جامعہ اہل حیدرآباد کا معروف ادارہ ہے، اس کے شیخ الحدیث ہیں، اس کے ذمہ داروں میں ہیں، ان سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اپنے صدارتی کلمات سے ہم کو مستفیض فرمائیں۔

www.KitaboSunnat.com



IFA Publications

161 - F, Basement, Joga Bai, Post Box No - 9708, Jamia Nagar, New Delhi - 110025

Tel : 26981327, 26983728 Email: ifapublications@gmail.com